حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملّی اقدار کا محافظ

سہ ماہی

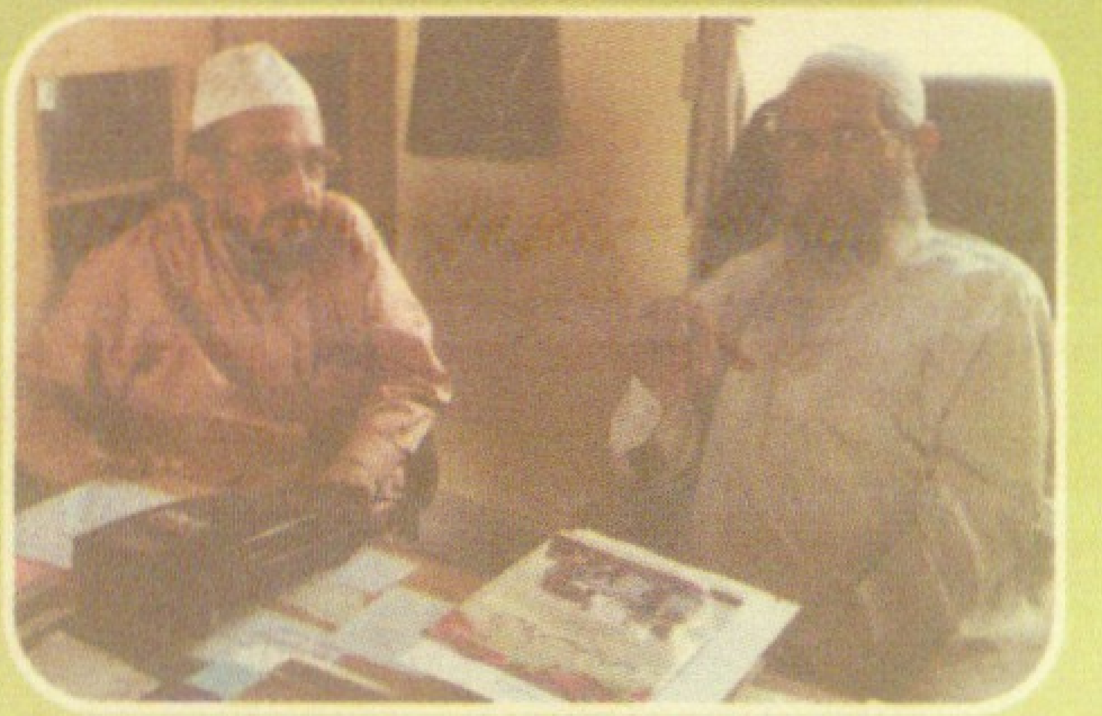
# انوارِ رضا

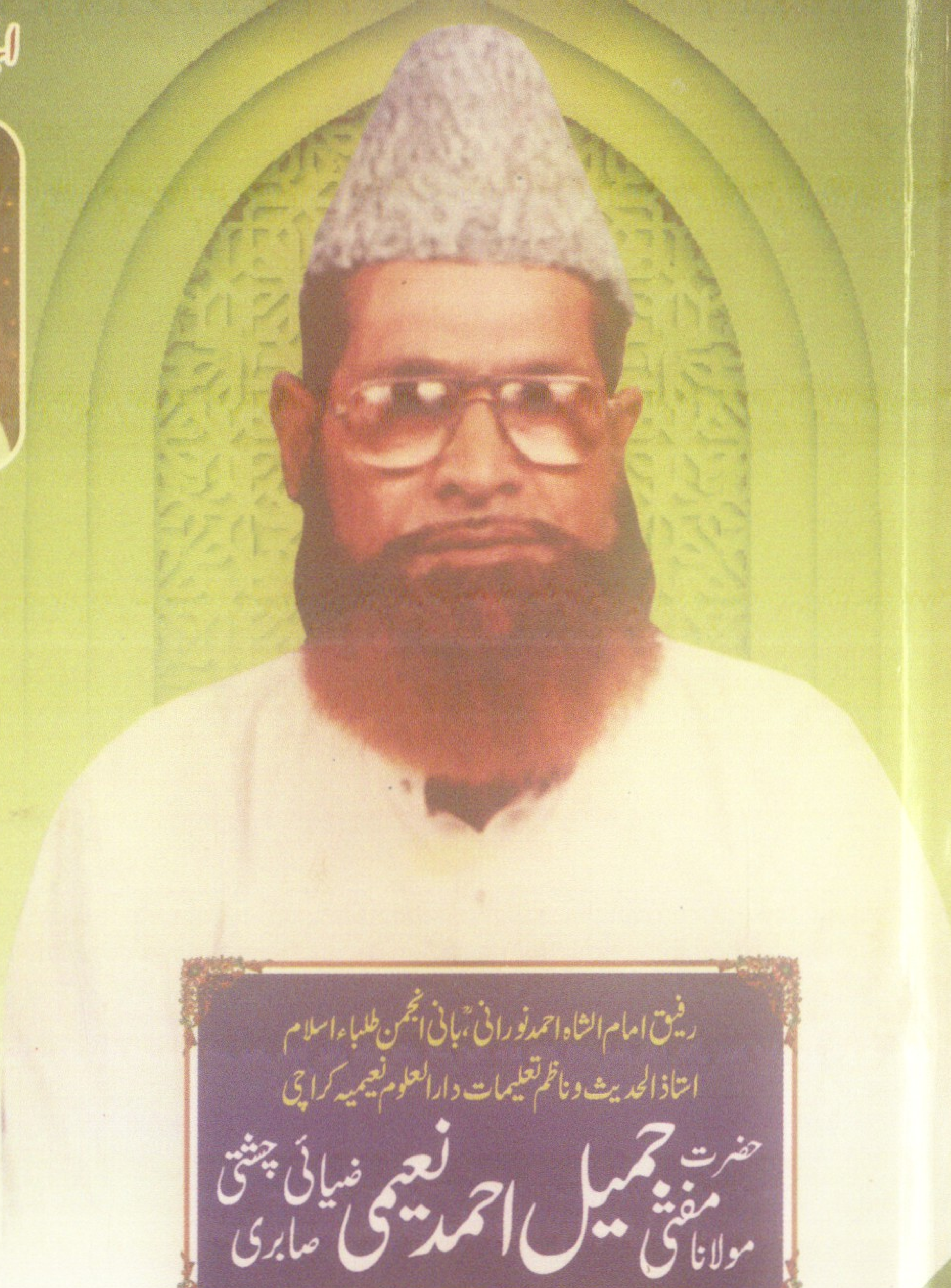
جوہر آباد

Vol. 14, No.2 - 2020

ایسے درویشوں کی اے اہل جہاں قدر کرو
ایسے درویشوں کا تاریخ میں نام آتا ہے



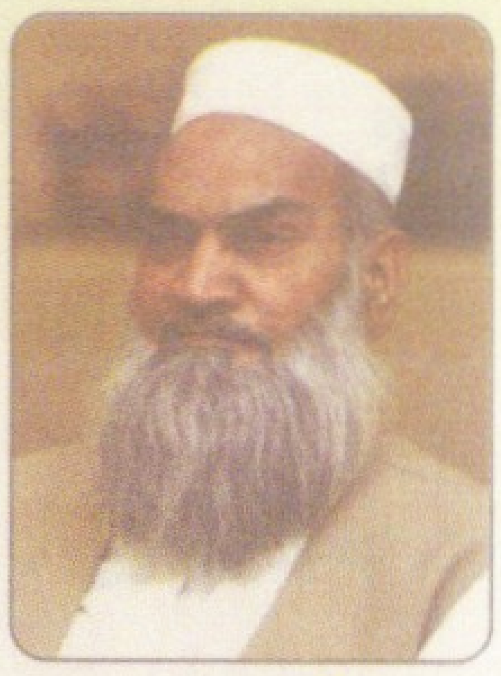




چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری

رفیق امام الشاہ احمد نورانیؒ، بانی انجمن طلباء اسلام
استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی
حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری
کی حیات و خدمات پر زریں ورق

وفیات.... جو جنت سدھار گئے


محقق العصر مفتی محمد خان قادری


علامہ عبد الرحمان الحسنی

انٹرنیشنل غوثیہ فورم 0321-9429027

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر

ضیائی چشتی صابری

## شاعرِ اہل سنت کی نظر میں ''انوارِ رضا'' کا مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر

پیشِ نظر ہے حُسنِ ارادت کی کہکشاں
ضو بار ہے جو دل پر، مفتی جمیل نمبر

ذکرِ جمیل اس میں ہے ایک فخرِ دیں کا
خوشبو سے ہے معطر، مفتی جمیل نمبر

انوار ہیں رضا کے بکھرے جگہ جگہ پر
کرتا ہے دل کو خوش تر، مفتی جمیل نمبر

کاوش ہے یہ مجبی، محبوب الرسول کی
پسندیدہ ہو نہ کیونکر، مفتی جمیل نمبر

مہجورؔ، دیں کی شان، نعیمی جمیل احمد
ہر جا لٹائے گوہر، مفتی جمیل نمبر

کلام: سیّد عارف محمود مہجورؔ رضوی (گجرات)

## تاریخی مادے۔ سنِ اشاعت ''مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر''

انوار رضائے والا اقبال (1441ھ)
کوشش و کاوشِ بینا دل محبوب الرسول (1441ھ)
بلند فطرت مفتی جمیل احمد (1441ھ)
صاحبِ اعتبار مفتی جمیل احمد (1441ھ)
تذکرۂ مردِ فہیم جمیل احمد نعیمی (2020ء)
تذکرۂ مردِ حق آگاہ جمیل احمد نعیمی (2020ء)

(صاحبزادہ پیر نجم الامین عروسؔ فاروقی)

بانی انجمن طلباء اسلام، رفیقِ قائداہل سنت

عصر حاضر کی معروف دینی، علمی، روحانی اور سماجی شخصیت کے

تذکار واحوال کے حوالہ سے اہم دستاویز

## حضرت مفتی

# جمیل احمد نعیمی نمبر

حضرت شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر

ایک معاصر بزرگ کی گراں قدر خدمات کا اعترافیہ ہے جو اُن کی حیات ہی میں مرتب ہو کر اشاعت پذیر ہوا۔ کاش! معاصر دینی صحافت اسی نہج پر اپنے گرد وپیش ماحول کا جائزہ مرتب کرے


دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

سہ ماہی

انوارِ رضا

جوہر آباد

2020ء

جلد نمبر 14 — شمارہ نمبر 2/3



چیف ایڈیٹر

ملک محبوب الرسول قادری



انٹرنیشنل غوثیہ فورم 0321-9429027

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

**خاص ایڈیشن**

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

سہ ماہی

# انوارِ رضا
جوہر آباد

2020ء

جلد نمبر 14 —— شمارہ نمبر 2/3

## حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر



قیمت فی شمارہ 750 روپے

سالانہ رکنیت فیس 3000 روپے

انٹرنیشنل غوثیہ فورم زاویہ قادریہ راجا ٹاؤن (نزد چونگی نمبر 1) جوہر آباد

mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

# حسنِ ترتیب

## اجمالی فہرست

## اپنی بات

# اسلاف شناسی کی جانب انوارِ رضا کا ایک اور قدم!

ابلاغ دین کے لئے سنت الٰہیہ یہ ہے کہ رجالِ کار تیار کئے جائیں اور صحت مند لٹریچر کو فروغ دیا جائے۔ اس وقت دجالی قوتیں سرگرم عمل ہیں۔ لادینیت اور الحاد کی تعلیم دی جارہی ہے۔ کرونا کا عذاب دجالی قوتوں کی طرف سے انسانیت پر مسلط کردیا گیا ہے۔ ساری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے اور دینی قوتیں اس عذاب کے اثرات کے بہانے خصوصیت کے ساتھ نشانے پر ہیں۔ یہ وقت اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا ہے۔ ذکر الٰہی کو معمول بنانے کا ہے۔ اللہ والوں سے اپنا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر بنانے کا ہے۔ یہ علم وقلم کو مضبوط پکڑنے کا وقت ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ علم، عرفان کا رستہ کھولتا ہے جبکہ جہالت کفر کے قریب لے جاتی ہے۔ علمِ نافع کی دعا اور آرزو انسان کو فتح مند رکھتی ہے کہ حضور ﷺ نے علم کو اسلحہ قرار دیا۔ فرمایا "علم نور ہے"۔ غور فرمائیے! امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ (14 جون 1856۔ 28 اکتوبر 1921ء) کا "اہلسنت وجماعت کے نام۔۔۔ ایک عظیم پیغام" کتنا توجہ طلب ہے؟ فرمایا:

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، علوم وفنون کی باقاعدہ تعلیمی سہولیات ہوں۔

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جس کو زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے، یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف ومناظرہ میں بھی توزیع (تقسیم) ہو، کوئی کسی فن پر، کوئی کسی پر۔

۵۔ ان میں جو افراد تیار ہو جائیں، انہیں تنخواہیں دے کر ملک بھر میں پھیلایا جائے کہ تحریراً، تقریراً، واعظاً اور مناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں۔

۶۔ مذہب کی ترویج واشاعت اور بدمذہبوں کے رد کے لئے مصنفوں کو نذرانے دے کر مفید کتب اور رسائل تصنیف کرائے جائیں۔

۷۔ تصنیف شدہ کتب اور رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ بدمذہبوں کی سرکوبی کے لئے اپنی فوجیں، میگزین، رسالے وغیرہ بھیجتے رہیں۔

۹۔ جو ہم میں باصلاحیت افراد موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں قیمتاً اور بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی ان دس نکاتی ہدایات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔

☆

نوری کتب خانہ لاہور، قیام پاکستان کے بعد اہل سنت کا پہلا اشاعتی مکتبہ ہے جس کا آغاز حضرت پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی رحمہ اللہ (1898ء۔18 جنوری 1969ء) (سجادہ نشین چک سادہ گجرات) نے کیا۔ ان کے ہاں لائل پور سے ہر جمعرات حضرت مولانا سردار احمد چشتی قادری محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ (1904ء۔29 دسمبر 1962ء) تشریف لاتے۔ کیونکہ ہر جمعرات دربار حضرت فیض عالم سیدی داتا گنج بخش رحمہ اللہ کی حاضری اُن کا معمول تھا۔ نوری کتب خانہ پر تشریف لاتے کچھ دیر قیام ہوتا اور پھر داتا صاحب رحمہ اللہ حاضری کے بعد واپس تشریف لے جاتے۔ حضرت پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ والد گرامی مکتبہ پر تشریف فرما نہ تھے میں بیٹھا تھا۔ حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تشریف لائے۔ میرے والد گرامی کا پوچھا تو میں نے بتایا کہ کچھ گھر میں تعمیرات کا کام ہے دکان پر تشریف نہیں لائے۔ حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ، داتا حضور رحمہ اللہ حاضری کے بعد بلال گنج لاہور میں ہمارے گھر تشریف لے گئے اور والد گرامی حضرت سید معصوم شاہ گیلانی رحمہ اللہ سے ملاقات کی۔ اگلی جمعرات تشریف لائے تو اس زمانہ کے حساب سے بڑی رقم ہمراہ لائے اور میرے والد گرامی کو پیش کر کے فرمایا۔ "شاہ صاحب! یہ رقم قرض نہیں۔ بلکہ اس لئے لایا ہوں کہ آپ مکان بنا رہے ہیں ایسا نہ ہو اخراجات کے سبب اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ رک جائے۔ آپ ان پیسوں سے اشاعتی کام جاری رکھیں اور آپ کے ہاں اسٹاک میں جو ٹھنڈی کتابیں موجود ہیں وہ مجھے بھجوا دیں۔ میں ان کو تقسیم کروا دوں گا"۔ (ٹھنڈی کتابوں سے مراد، ایسی دینی کتابیں ہیں جو عوامی دلچسپی کی نہیں اور عام لوگ نہیں خریدتے بلکہ

ان کا اسٹاک رکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے) حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کتاب چھپے گی نہیں تو معاشرے میں جائے گی کیسے؟ اہل خیر کو کتابوں کی اشاعت اور علماء وعوام تک پہچانے کا فریضہ ہمہ وقت سرانجام دیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ دین کے پیغام کو پھیلانے اور مخلوق تک پہنچانے کے لئے یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

☆

حکیم اہل حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ (27 اگست 1927ء۔15 نومبر 1999ء) کے مجلسی اکثر حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ 1975ء سے 1990ء تک کے زمانہ میں مہینہ دومہینہ کے بعد ایک صاحب ان کے مطب 55۔ ریلوے روڈ لاہور پر حاضر ہوتے دو تین رسائل پیش کرتے۔ حضرت حکیم صاحب انہیں خمیرہ کھلاتے، چائے پلاتے اور ساڑھے تین سو روپے پیش فرما دیتے۔ متعدد مرتبہ ایک ہی منظر دیکھنے کے بعد ایک مجلسی عرض گذار ہوئے "حکیم صاحب! اتنے پیسوں میں تو یہ رسالہ ایک ہزار کی تعداد میں چھپ سکتا ہے آپ اتنی رقم ان صاحب کو کیوں دے دیتے ہیں؟"۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ بھائی! یہ ابلاغ دین کا کام ہے۔ ابلاغ واشاعتِ دین، میرا مشن ہے۔ یہ صاحب محنت کرتے ہیں۔ مواد حاصل کرتے ہیں سنوارتے ہیں، کتابت کرواتے ہیں چھپواتے ہیں اور پھر اس کی تقسیم وترسیل کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ یہ سارا میرا مشن ہے۔ میں اتنی محنت نہیں کر سکتا تو کم از کم اس پر خرچ تو کر سکتا ہوں۔ گویا ان صاحب کی اور میری اس کام میں شراکت ہے۔ محنت ان کی اور پیسہ میرا۔ یوں ہم مل کر دین کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ نے مرکزی مجلس رضا لاہور (رجسٹرڈ 1968ء) قائم کی۔ اس کے زیر اہتمام سینکڑوں کتابیں، کتابچے، رسائل ہزاروں کی تعداد میں بار بار چھپوائے اور انہیں ملک بھر میں بالعموم اور دنیا بھر میں بالخصوص مفت تقسیم کروایا۔ علماء کرام اور قلم کاروں کی مالی اعانت کر کے ان سے تصنیف، تالیف، تراجم، پروف ریڈنگ کے کام کروائے۔ کتابوں کی اشاعت کے بعد دنیا بھر میں تشنگان علم تک یہ لٹریچر پہنچانے کا انتظام کیا۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ دیگر علما اہل سنت کی کتابوں کو عام کیا۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ، حضرت میاں علی محمد خان رحمہ اللہ (بسی شریف) (1881ء۔28 جنوری 1975ء) کے مرید خاص تھے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے وابستہ تھے، ساتھ ہی حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی رحمہ اللہ سے مجاز تھے۔ گویا چشتی نظامی بھی تھے اور قادری رضوی نسبت کے حامل بھی۔ اشاعتی میدان میں

ابلاغ دین کا ایسا منفرد کام کیا کہ آج تک پاکستان کی تاریخ میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔

اس زمانہ میں حکیم صاحب رحمہ اللہ ہی کے کام کی صدائے بازگشت دنیا بھر میں سنائی دے رہی تھی۔ فریق مخالف کے ایک انڈین اسکالر نے اپنے حواریوں کو تنبیہ کے لہجہ میں کہا کہ تم اتنے نالائق ہو کہ لاہور میں شربت بیچنے والا ایک حکیم قابو نہیں کر سکے اور اس نے بازار میں بیٹھ کر تمہارے مدارس اور مکاتیب سے زیادہ کام کر دکھایا ہے۔

فریقِ مخالف ہی کا ایک مؤثر فرد ایک مجلس میں حکیم صاحب سے ملا تو کہنے لگا کہ "حکیم صاحب! آپ نے اتنا کام کر دیا ہے کہ اس کے اثرات ختم کرنے کے لئے ہمیں اب مزید پچاس سال تک کام کرنا پڑے گا۔ حکیم صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ "گویا اب مزید پچاس برس تک مزید جھوٹ بولو گے؟"

انہی حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ کے رفیق خاص ماہر اقبالیات حضرت علامہ سید نور محمد قادری (13 مئی 1925ء۔ 15 نومبر 1996ء) نے نہایت مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر فکری و نظری لٹریچر قوم کو دیا اور اب ان کے اکلوتے فرزند صاحبزادہ سید محمد عبداللہ شاہ قادری (پ۔ 10 اکتوبر 1956ء) ان کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں یہ صاحب خود بھی برسوں تک شب و روز حضرت حکیم صاحب کی صحبت میں رہے۔ اہل سنت کے ایک محسن ظہور الدین خان امرتسری (پ۔1942ء) بھی ہیں جو شب و روز ایک ہی دھن میں مگن رہتے ہیں یہ بھی حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ کے فیض یافتہ ہیں انہوں نے نہایت مشکل اور ادق موضوعات پر اہل سنت کو لٹریچر فراہم کیا۔ اپنے گھر میں ادارہ پاکستان شناسی قائم کر رکھا ہے اور پیرانہ سالی و علالت طبع کے باوجود سوئے منزل رواں دواں ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز اور آپ کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن پر تفسیری حاشیہ خزائن العرفان لکھنے والے عظیم عالم، مفتی، فقیہہ، مدرس، محقق، سیاسی بصیرت کے حامل حکیم و دانا شخصیت اور روحانی پیشوا حضرت صدر الافاضل مولانا مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ (79-1878ء۔ 6 ستمبر 1948ء) نے آپ کے دیگر خلفائے کرام، تلامذہ، مریدین، ارادت مندوں کی طرح بڑھ چڑھ کر ابلاغ دین کا کام کیا۔ اس وقت مذہب حقہ کے اکابر میں آپ کے فیض یافتگان کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے۔

☆

پاکستان میں صدر الافاضل کی یاد میں یا ان کے فیض سے قائم بعض تعلیمی و صحافتی ادارے یہ ہیں:

ا۔ مدرسہ بحر العلوم مخزن عربیہ، کراچی ...... (بانی مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمۃ ......

19 اکتوبر 1893ء۔ 17 مارچ 1960ء)

۲۔ جامعہ نعیمیہ لاہور...... (بانی مولانا مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ ...... 7 مارچ 1923ء۔ 12 مارچ 1998ء)

۳۔ ماہنامہ "عرفات" لاہور اجراء...... (ایضاً)

۴۔ دارالعلوم نعیمیہ کراچی ...... (بانی مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ ...... 10 جنوری 1941ء۔ 28 جنوری 1993ء)

۵۔ ماہنامہ "النعیم" کراچی...... (بانی مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی پ...... 19ء

۶۔ جامعہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی...... (بانی مفتی عبداللہ نعیمی علیہ الرحمۃ) (1924ء۔ 30 جولائی 1982ء)

۷۔ مدرسہ غوثیہ گجرات، (مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ) (1906ء۔ 24 اکتوبر 1971ء)

۸۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ (بانی پیر محمد کرم شاہ ازہری نعیمی علیہ الرحمۃ) (م۔ 1998ء)

۹۔ دارالعلوم نعیمیہ للبنات، لاہور (بانی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید پاکستان ش 12 جون 2009ء)

۱۰۔ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (بانی حضرت فقیہ اعظم مولانا محمد نور اللہ نعیمی رحمہ اللہ) (10 جون 1914ء۔ 15 اپریل 1983ء)

دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے ناظم تعلیمات اور استاذ الحدیث حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ ایک ایسی شخصیت ہیں کہ جن کو اپنے اکابر اور اسلاف کی نہج اور انہی کے اسلوب پر ابلاغ دین کے لئے جدوجہد کی سعادت نصیب ہوئی وہ چشتی صابری ہیں اور نعیمی ضیائی بھی۔ یہ روحانی نسبتیں جب جمع ہو جاتی ہیں تو ابلاغ دین کے لئے اکابر کی روحانی امداد بھی دو آتشہ ہو جاتی ہے۔ بزرگان کی دعاؤں اور توجہات سے اللہ رب العالمین توفیقات خیر میں برکات اور سعادتیں مزید بڑھا دیتا ہے۔ جن حضرات کے تذکار ابھی آپ نے پڑھے حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ انہی کا خوبصورت تسلسل ہیں۔ وہی انداز گفتگو، وہی طرزِ ابلاغ دین، وہی طریقِ تدریس، وہی اصاغر نوازی، وہی اکابر شناسی کا جذبہ، وہی حکیمانہ پالیسیاں، وہی صبر و استغناء، وہی معاملہ فہمیاں، وہی ذوق عبادت، وہی شوقِ جہد۔ ان کے ہاں جاگتی آنکھوں دکھائی پڑتا ہے۔

اللہ رب العالمین انہیں لمبی صحت و سلامتی سے بھرپور زندگی عطا فرمائے انہوں نے بہت طویل جدوجہد کی ہے۔ فیض رسان ادارے قائم کئے ہیں۔ نوجوانی ہی میں خطیب و امام مسجد تھے مگر آبلۂ مسجد نہیں بنے بلکہ متحرک رہے ایسے متحرک کہ آئندہ نسلوں کو بھی متحرک رکھنے کی سبیل فرمائی۔ انجمن طلباء

اسلام کا قیام کوئی معمولی کارنامہ نہیں۔ نسلوں تک اس کے اثرات محسوس کئے جائیں گے۔ جمعیت علماء پاکستان سے مضبوط وابستگی اور قومی سیاست کا متحرک حصہ رہے۔ انتخابات کے اکھاڑے میں باقاعدہ اترے مگر مستند تدریس کو نہ چھوڑا۔ ملک بھر ہی نہیں، دنیا بھر کے دورے کئے مگر منبر و محراب سے اپنی کامل وابستگی برقرار رکھی۔ اس وقت معمر علماء میں شمار ہے مگر خدمت دین متین کا جذبہ جوانوں سے بڑھ کر ہے۔

طریقت کا سلسلۂ نور عملاً ان کے وجود میں نظر پڑتا ہے۔ قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کے وفا شعار رفقاء میں سے ہیں۔ زندگی میں بیسیوں سرد گرم موسم آئے مگر آپ دھڑے کے پکے اور طرح دار راہنما کی طرح مثلِ چٹان ڈٹے رہے حالات انہیں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی سرکا نہ سکے۔ وہ جبل استقامت کی طرح آج بھی اپنے محاذ پر برابر ڈٹے ہوئے ہیں اللہ ان کی توفیقات اور فیوض و برکات میں اپنی رحمتیں شامل رکھے اور ملت و امت کو خوب فیض یاب فرمائے۔

ان کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد کا "شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر" آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ نقش اول ہے عالمی وبائی حالات کے سبب کامل اشاعت یکجا منظر پر نہیں آسکی۔ نصف سے زیادہ کام ہنوز باقی ہے۔ ان شاء اللہ "نقشِ ثانی" میں اس کی تکمیل ہوگی۔ بے شک توفیقات اللہ رب العالمین کی جناب سے ودیعت ہوتی ہیں۔

۱۵ مئی ۲۰۲۰ء۔ جمعۃ المبارک | والسلام مع الاکرام

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ | ملک محبوب الرسول قادری

0321-9429027 | (چیف ایڈیٹر)

☆☆☆☆☆

## خراجِ تحسین بخدمت حضرت جمیل احمد نعیمی

کرم، مہر، الفت، جمیل نعیمی — سراپا محبت جمیل نعیمی
مفکر، مبلغ، مدبر، معلم — عدوئے جہالت جمیل نعیمی
حیا کی، وفا کی، عطا کی، سخا کی — ملی تم کو دولت جمیل نعیمی
ترقی کرے نیک نامی تمہاری — بڑھے اور عزت جمیل نعیمی
تمہیں بھول جائیں احبا تمہارے — نہیں کوئی صورت جمیل نعیمی
عروس آبرو اہل سنت کی کہیے — ہیں پابندِ سنت جمیل نعیمی

(از قلم: صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی مونیاں شریف، گجرات) 0335-0451148

سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد
دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

1

# اسلاف شناسی کی جانب انوارِ رضا کا ایک اور قدم!

## پیغامات زعماءِ قوم

### پیغامات



علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

## عظیم ایٹمی سائنس دان محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا شفقت بھرا اظہاریہ

# انوارِ رضا اور مفتی جمیل احمد نعیمی

جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کی اسلام دوستی، صحافتی دیانت اور اولیاء اللہ، علمائے کرام سے عقیدت لائق تحسین ہے، اب جب کہ دنیا کو "کرونا" جیسے فتنے سے مقابلہ ہے ہر کسی کو اپنی فکر دامن گیر ہے تو ایسے میں جناب ملک محبوب الرسول قادری قلمی محاذ پر جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں، زیر نظر ان کے تاریخی مجلے "انوار رضا" کا حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی کے حوالہ سے خصوصی نمبر میری بات کا بین ثبوت ہے، اللہ پاک ان کی اس کاوش کو قبول فرمائیں، یہ بہت بڑی دینی اور مسلکی خدمت ہے، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی، ہمارے محترم مولانا شاہ احمد نورانی کے قریبی دوستوں میں شمار ہوتے ہیں، تحریک ختم نبوت اور رد قادیانیت کے حوالے سے یہ نام اور شخصیات کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کی دین اسلام کے لیے خدمات لائق تحسین اور عملی جدوجہد تاریخ کے سنہرے اوراق ہیں، سہ ماہی انوارِ رضا کی ساری ٹیم مبارک باد کی مستحق ہے۔

**ڈاکٹر عبدالقدیر خان**

نشان امتیاز اینڈ بار ہلال امتیاز

(26-5-2020)

☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# تذکارِ جمیل

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن

محترم و مکرم علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ ہمارے عہد میں بقیۃ السلف اور عمدۃ الخلف ہیں، یعنی آپ اہلسنت و جماعت کے اسلاف کا مثالی نمونہ (Ideal) اور اپنے اخلاف کے لیے ایک رول ماڈل ہیں۔ آپ نے ہماری معلوم اصطلاح کے مطابق کسی نسبت کے سہارے ارتقاء کی منزلیں طے نہیں کیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، اُس کے حبیب مکرم ﷺ کے توسل اور اپنے اساتذۂ کرام کی نگاہِ کرم سے اپنی شخصیت کے معمار خود ہیں، یعنی Self Made ہیں۔

آپ کا سن ولادت 1936ء ہے اور علوم دینیہ کی تکمیل آپ نے مخزنِ عربیہ بحر العلوم سے 1960ء میں کی، آپ کی شخصیت کی تشکیل و تعمیر میں صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تربیت یافتہ اور علمی و فکری جانشین تاج العلماء علامہ مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بڑا حصہ ہے، اس لیے علامہ صاحب اپنے استاذ گرامی کا ذکر ہمیشہ جذباتِ تشکر و امتنان کے ساتھ فرماتے ہیں۔ میں نے اکثر آپ سے سنا کہ حضرت تاج العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ درجہ اولیٰ سے لے کر درجہ عُلیا تک مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھاتے ہوئے اصلاح عقائد پر بڑا زور دیتے اور اکابر اہلسنت سے عقیدت کا نقش اپنے تلامذہ کے دل و دماغ پر ثبت فرماتے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک شمسی کیلنڈر کے حساب سے 84 سال سے متجاوز ہو چکی ہے اور قمری کیلنڈر کے اعتبار سے تقریباً 87 سال کے پیٹے میں ہے۔

آپ اس وقت نہ صرف کراچی کے اکبر و اسن العلماء میں سے ہیں بلکہ پاکستان بھر میں اہلسنت و جماعت کے چنیدہ و برگزیدہ اکابر علماء میں سے ہیں۔ آپ نے جمعیت علماء پاکستان کے صدر علامہ عبد الحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ سے لے کر تمام اکابر علماء کے ساتھ ایک متحرک اور فعال علمی و فکری زندگی بسر کی، آپ کی حیات مبارکہ جہد مسلسل اور سعی پیہم سے عبارت ہے۔ طریقت کے اعتبار سے آپ قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی رفع اللہ درجاتہ سے نسبت ارادت رکھتے ہیں اور اپنے

---

چیئرمین: مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان...... صدر: تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان......
مہتمم: دار العلوم نعیمیہ کراچی 0300-9285203

سسر محترم علامہ حافظ مسعود احمد چشتی صابری کرامتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ مجاز ہیں، انہوں نے آپ کو بیعت کرنے کی تحریری اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت فرمایا کرتے ہیں کہ اب خالص نسبتِ ارادت و برکت لوجہ اللہ تو خال خال ہے، زیادہ تر نسبت منفعت ہی کے مظاہر ملتے ہیں۔

آپ صرف روایتی عالم نہیں، بلکہ ایک فکری اور تحریکی شخصیت ہیں، آپ جماعت اہلسنت پاکستان کے بانیان میں سے ہیں، جب جمعیت علماء پاکستان کی نشاۃ ثانیہ ہوئی تو آپ اپنے شباب کی معراج پر تھے اور عمر کے اعتبار سے کہولت کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔ شیخ الاسلام علامہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد جمعیت کی سیادت و قیادت قائد اہلسنت و قائد ملت اسلامیہ مبلغ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوئی اور دمِ آخریں تک آپ اکابر کی اس امانت کا بار اٹھائے رہے۔ اس عرصے میں نشیب و فراز بھی آئے، جمعیت علماء پاکستان کے بعض رہنما اپنی صوابدید کے مطابق مرکزی دھارے سے الگ بھی ہوئے، لیکن علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ نے ایک پل کے لئے بھی قائد اہلسنت و قائد ملت اسلامیہ سے رشتۂ وفا کو نہیں توڑا۔

قیادت کے جس اثاثے نے جمعیت علماء پاکستان کو سیاست کی معراج پر پہنچایا، پاکستان کے پہلے اور آخری غیر متنازع اور غیر جانبدار انتخابات میں جو 1970ء میں منعقد ہوئے، جمعیت علماء پاکستان کو پاکستان (اس وقت کے مغربی پاکستان) کی دوسری بڑی پارلیمانی پارٹی بنایا اور علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ روز اول سے لے کر حضرت قبلہ قائد اہلسنت کی حیاتِ مبارکہ کے آخری لمحات تک اس کے رکن رکین رہے ہیں، جب یہ اثاثہ بھی ٹکڑوں میں بٹ گیا تو حضرت نے کنارہ کشی اختیار کر لی تاکہ اس کارِ تشتت و تفریق کی ملامت ان کے سر نہ آئے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ اسماً ہی جمیل نہیں، بلکہ خلقۃ و خلقاً بھی جمیل ہیں، آپ کے حسن اخلاق کا ہی کرشمہ ہے کہ آپ کا اپنے اصاغر، معاصرین اور اکابر کے ساتھ باہمی احترام کا رشتہ ہمیشہ قائم رہا، آپ طبعاً متواضع اور ملنسار واقع ہوئے ہیں، اس لیے آپ کا پاکستان اور ہندوستان کے تمام اکابر اور معاصر علماء کے ساتھ قلمی و شخصی رابطہ قائم رہا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ ذہانت اور قوتِ حافظہ سے نوازا ہے، اس لئے آپ برصغیر پاک و ہند میں اہلسنت اور معاصر علمی دنیا کی تاریخ پر سند اور اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں، اس میں ان کا سہیم و شریک اب دور دور تک نظر نہیں آئے گا۔

علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ دینی و عربی علوم سے متعلق اشخاص واماکن اور کتب پر بھی اتھارٹی ہیں، بلکہ انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ آپ جامعہ نعیمیہ کے بانیان میں سے ہیں، ناظم تعلیمات ہیں، استاذ حدیث رہے اور جامعہ کی تاریخ بھی آپ کو از بر ہے۔ ادارے کے بانیان میں سے جسٹس (ر) علامہ مفتی سید

شجاعت علی قادری، علامہ محمد اقبال حسین نعیمی، علامہ حافظ محمد ازہر نعیمی اور مولانا سراج احمد نعیمی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربت کا تعلق رہا، اب ہمارے ادارے کے بانیان میں سے میرے علاوہ علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی اشرفی بقید حیات ہیں اور علیل ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمرِ طویل عطا فرمائے۔

ہمارے ادارے کے فضلائے کرام اور حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کے تلامذہ کا سلسلہ کافی طویل ہے۔ ''کچھ آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں''۔ حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ انجمن طلباء اسلام پاکستان کے بانی ہیں اور اس کے قیام اور ارتقاء کے لئے حضرت نے ملک کے قریہ قریہ اور کوچے کوچے کا سفر کیا، ایک وقت تھا کہ ''انجمن طلباء اسلام پاکستان''، پاکستان کے کالجوں میں ایک نمایاں طلبہ تنظیم کی حیثیت رکھتی تھی۔ اسی طرح آپ ''جماعت اہلسنت پاکستان'' کے کافی عرصے تک ناظمِ اعلیٰ رہے اور ''ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت کراچی'' کے ایڈیٹر اور پبلشر رہے۔ آپ کی تصانیف جلیلہ بھی متعدد ہیں، آپ کے استقلال کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ اپنی فراغت کے زمانے میں عالم شباب میں ''جامع مسجد صرافہ بازار کراچی'' سے بحیثیت خطیب وابستہ ہوئے اور یہ وابستگی آج تک جاری وساری ہے۔ آپ نے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، عراق اور لیبیا کے علمی ومطالعاتی دورے کیے، اسی طرح ایک سے زائد مرتبہ برطانیہ کے دورے کیے اور کچھ عرصے تک لیسٹر میں خطابت بھی فرماتے رہے۔

اہلسنت وجماعت کا عام شعار تو یہ رہا ہے کہ مردہ پرست واقع ہوئے ہیں، زندگی میں اپنے اکابر اور معاصرین کے فضل وکمال کو تسلیم کرنے کی روایت قابلِ رشک نہیں ہے، احمد ندیم قاسمی نے کہا ہے۔

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہلِ وطن　　یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

میں سہ ماہی جریدہ ''انوارِ رضا'' کے بانی ومدیر اعلیٰ جناب ملک محبوب الرسول قادری کو تہِ دل سے ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس روایت کو توڑا ہے اور حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کی حیات مبارکہ ہی میں ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اپنے مجلّہ کا خصوصی شمارہ بعنوان: ''شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر'' شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ خیر میں اجرِ جزیل عطا فرمائے۔

میری اللہ تعالیٰ کے حضور مخلصانہ دعا ہے کہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل وہ ہمیں تمام تر علمی، فکری، عقلی اور جسمانی قویٰ کی سلامتی کے ساتھ تادیر حضرت کی رفاقت اور سرپرستی نصیب فرمائے اور وہ اہلسنت کی رہنمائی فرماتے رہیں، آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علی الہٖ و صحبہٖ افضل الصلوات والتسلیمات۔

(7 مئی 2020ء)

یکے از رفقائے جمیل العلماء

مفتی منیب الرحمٰن

# انوارِ رضا اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی

تحریر: جبار مرزا

ملک محبوب الرسول قادری علم وادب، صحافت، طب وحکمت اور دین مبین کے فروغ وآگاہی کے لئے ہر دم مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ زیر نظر انوارِ رضا کا خصوصی شمارہ "حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر" میری بات کی تصدیق ہے۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ایک ممتاز عالم دین، مفکر، دانشور، مورخ، محقق اور خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ساری گزری عمر جدو جہد کا استعارہ رہے۔ آپ قائد اہل سنت شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کے رفیقِ خاص اور تحریک ختم نبوت کا معتبر حوالہ ہیں، آپ کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ آپ کا وجود عطیۂ خداوندی ہے۔ آپ کی شخصیت شجر سایہ دار ہے، آپ کا عمل لائق تحسین، آپ کی تحریر منفرد، آپ کی تقریر دل نشیں، انوار رضا کی خوش بختی کہ وہ 'حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر' کی خصوصی اشاعت کی روشن مثال قائم کر رہے ہیں۔ ہر چند کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے مگر کردار کو ہمیش حاصل ہے، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ایک سچے عاشق رسول ﷺ اور بے بدل عالم دین ہیں، انوار رضا کی انتظامیہ اور حضرت ملک محبوب الرسول قادری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ حسبِ روایت عالم اسلام کے تابندہ مبلغ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر کی اشاعت کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔

(۱۷ مئی ۲۰۲۰ء)

---

☆ سابق ایڈیٹر: روزنامہ مرکز اسلام آباد، کالم نگار روزنامہ جنگ، معروف قلم کار مصنف تجزیہ کار......

0333-5220692

# وحید العصر مفتی جمیل احمد نعیمی

تحریر: عالم ربانی حضرت مفتی مختار احمد دُرانی ☆

فاضل جلیل عالم نبیل علامہ الدہر وحید العصر استاذ الاساتذہ حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب سے دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں فقیر کی تقریباً دو مرتبہ ملاقات ہوئی ہے ایک مرتبہ کراچی میں جب فقیر نے ملیر کراچی میں دورۂ تفسیر القرآن پڑھایا تو اختتامی تقریب میں حضرت علامہ نعیمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے شرکت فرمائی دورۂ تفسیر القرآن کے سلسلہ میں اپنے اچھے تاثرات بیان فرمائے۔ پھر ایک مرتبہ دبئی جناب شیخ محمد اکرم صاحب کے ہاں ملاقات ہوئی تھی۔ بیشک حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب نہایت فاضل ترین عالم دین ہیں عرصہ دراز سے دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں تدریس بھی فرماتے ہیں اور دارالعلوم نعیمیہ کراچی کا اعلیٰ نظام بھی چلایا ہوا ہے۔ دارالعلوم نعیمیہ کراچی آپ کا مرہون منت ہے نیز سینکڑوں طلباء کرام آپ سے فیضیاب ہو چکے ہیں اور فیضیاب ہوتے رہیں گے دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کا سایہ رحمت اہلسنت پر قائم دائم فرمائے۔ آمین۔ دارالعلوم نعیمیہ کراچی کی مزید ترقی کا باعث بنائے۔ آمین

☆

---

☆ جامعہ عربیہ سراج العلوم خان پور ضلع رحیم یار خان 0300-6705099

پیغام

# حضرت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

صدر۔ جمعیت علماء پاکستان

صدر۔ ملی یکجہتی کونسل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب

لائق صد تحسین ہیں جو استاذ العلماء حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کے حالات جمع کر رہے ہیں، حضرت مولانا اسلاف کی نشانیوں میں سے ایک زریں نشانی ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی میں اسلام کی صحیح اقدار کو قوم کے سامنے پیش کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقہ ان کو بے پناہ علمی و عملی صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے جہاں مسند تدریس کو آباد کیا وہاں آپ نے اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء میں عشق مصطفےٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کے لئے انجمن طلباء اسلام کے نام سے ایک جماعت قائم کی اور نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے اکابرین نے جمعیت علمائے پاکستان اور جماعت اہلسنت کے نام سے جو اہم تنظیمیں قائم کیں ان میں آپ نے بھرپور انداز سے کام کیا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ نے ان تمام تنظیمی سرگرمیوں میں شروع سے آخر تک حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی کام کیا اور اے ٹی آئی سے لے کر جمعیت اور جماعت تک ان سے جو عہد وفا قائم کیا اس کو آخر تک نبھایا اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین۔

---

جامعہ رکن الاسلام مجددیہ

آزاد میدان، میر آباد، حیدر آباد سندھ

0300-8377007

# فخرِ دین وملت، جمیل العلماء

برسوں رہیں سلامت، مفتی جمیل احمد ۔۔۔ لب پر ہے میرے آئی جن کی کہانی
اخلاف کے لئے ان کا وجود نعمت ۔۔۔ اس دور میں ہیں حضرت اسلاف کی نشانی
مامور ہیں وہ حق کی عظمت کی شاہراہ پر ۔۔۔ معمور حریت سے ہے ان کی زندگانی
اک عہد ہے منور ان کی تمازتوں سے ۔۔۔ حصے میں ان کے آئی دیں کی ہے ترجمانی
عزت بڑھائی صدر الافاضل سے نسبتوں کی ۔۔۔ بزمِ نعیمیہ کو بخشی ہے شادمانی
آواز حق بنے وہ ہر ایک مرحلہ میں ۔۔۔ ہر دور میں رہا ہے کردار جاودانی
تحریک کوئی بھی ہو کردار مرکزی ہے۔ ۔۔۔ نازاں ہے ان پہ جرأت، فرحاں ہے حق بیانی
علم و عمل کی اعلیٰ اقدار سے مزین ۔۔۔ صدق و صفا کی ان کو حاصل ہے میزبانی
تدریس میں بھی ان کا سکہ رواں دواں ہے ۔۔۔ تعلیم. دیں میں ان کو زیبا ہے حکمرانی
ان کے تلامذہ ہیں سرمایۂ اہل حق کا ۔۔۔ دامن گرفتہ جن کی کرتے ہیں پاسبانی
ان کی ہے زیر احساں اپنی یہ اے ٹی آئی ۔۔۔ جس کے ہیں آپ مؤسس، جس کے ہیں آپ بانی
صد شکر میں بھی ان کے مداحوں میں ہوں شامل ۔۔۔ حصے میں میرے آئی مہجور مدح خوانی

شاعرِ قادر الکلام حضرت سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

0321-6234237

## جامعہ کراچی میں صدر شعبہ کا اظہارِ عقیدت

کراچی یونیورسٹی میں شعبہ معارفِ اسلامیہ کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری الحنفی البغدادی نے اپنی مشہور کتاب ''تحریک پاکستان میں مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی اور انکے مشاہیر خلفاء کا حصہ'' (فروری 2007) کا انتساب حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی دامت فیوضہم سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے جو حضرت ممدوح کی مضبوط علمی حیثیت اور مقبولیت عامہ کا بین ثبوت ہے۔ یہ انتساب ملاحظہ ہو۔

## شرفِ انتساب

استاذ العلماء والفضلاء، مخدومِ اہلسنت مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ العالی

کے نام گر قبول اُفتدز ہے عزوشرف

خادم العلم والعلماء پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری الحنفی البغدادی

# تذکرہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ

## اپنے رفیقِ خاص حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ، کے قلم سے

### مدیر انوار رضا ملک محبوب الرسول قادری کے لئے سخنِ جمیل

محترم المقام مصنف شہیر محقق بے نظیر عزیزم ملک محبوب الرسول قادری زید مجدکم

بعد سلام مسنون ودعائے مقرون کے معلوم ہو آپ کا پیغام موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔

جزا کم اللہ احسن الجزاء

زمانہ قدیم سے یہ سلسلہ جاری ہے اور تا دیر جاری رہے گا زندہ قومیں ہمیشہ اپنے اکابر و اسلاف کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی دینی، سیاسی وسماجی خدمات کو بھی یاد رکھتی ہیں۔ اس کو اہل علم کی زبان میں اکابر شناسی کہا جاتا ہے آپ نے قائد ملت اسلامیہ، امام انقلاب، داعی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کے سلسلے میں حالات وخدمات احقر سے معلوم کیے ہیں خادم یہی بتا سکتا ہے کہ ۱۹۵۳ء سے لے کر تا دم وصال ۱۶ شوال المکرم ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء تک تقریباً ۵۰ سال سفر وحضر، خلوت میں جلوت میں قائد ملت اسلامیہ کے ساتھ ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ ۱۹۶۳ء مئی میں مدینہ طیبہ میں موصوف کے نکاح کے گواہوں میں شامل تھا۔ قائد ملت اسلامیہ کا بڑوں کے ساتھ احترام نیز چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت کے سلوک کے علاوہ آپ کی استقامت وشجاعت نیز سخاوت بھی قابل دید تھی۔ ہمارے علماء کرام ومشائخ عظام میں صالحیت اور سیاست دانوں میں صلاحیت اپنی جگہ لیکن جو شخصیت صالحیت اور صلاحیت کی پیکر تھی وہ احقر نے قائد ملت اسلامیہ کی پائی۔ آج تقریباً ۱۷ سال، حضرت کے وصال پُر ملال کو ہونے کو ہیں لیکن ابھی تک کوئی ایسی شخصیت علماء کرام ومشائخ عظام میں سے نظروں میں نہیں۔ پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ سال میدان سیاست میں رہنے والے بڑے بڑے سیاستدان جیسے دولتانہ، شجاعت حسین، پرویز الٰہی، ولی خان، قاضی حسین احمد، مفتی محمود صاحبان نے بھی اس بات کا اعتراف کیا۔ مختصر عرصہ میں مولانا شاہ احمد نورانی نے جو مقام حاصل کیا دیگر اس عرصے میں نہ کر سکے۔ احقر خاص طور پر نوجوان علماء کرام کے لئے عرض کرتا ہے۔ ۱۹۷۱ء میں زوال ڈھاکہ ہوا اور وہاں سے واپسی قائد ملت اسلامیہ کے دولت کدہ پر صدر کراچی میں جس میٹنگ میں دولتانہ، مفتی محمود، ولی خان وغیرہ سیاست دانوں نے شرکت کی، احقر نے اپنے کانوں سے سنا تمام

سیاست دان حضرت قائد ملت اسلامیہ کی شجاعت و بہادری کو خراج تحسین پیش کر رہے تھے اور مرحبا صد مرحبا کہہ رہے تھے جب قائد اہل سنت اور ہم یحییٰ خان سے ملنے کے لئے صدر ہاؤس پہنچے تو اس کے سامنے شراب رکھی ہوئی تھی آپ نے یحییٰ خان کے سامنے شراب کو دیکھا تو بلاخوف آپ نے یحییٰ خان سے کہا ''آپ کو شرم آنی چاہیے ملک ڈوب رہا ہے اور آپ شراب میں ڈوبے ہوئے ہیں'' یہ سیاستدان یک زبان کہہ رہے تھے جابر و ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی کی جرات و ہمت پر ہمارے سر فخر سے بلند ہو گئے ہیں۔

یہ چند یادداشتیں خادم نے آپ کے ارشاد کے مطابق پیش کر دیں اور اس تحریر کو اس شعر پر ختم کرتا ہے۔

موت اس کی ہے جس کا زمانہ کرے افسوس
یوں تو دنیا میں آئے ہیں سبھی مرنے کے لئے
زندگی اس کی ہے جو مرے حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا؟

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کی برکت اور قائد ملت اسلامیہ کے صدقے آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو صحت و عافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ تادیر قائم رکھے آمین ثم آمین۔

احقر
جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہٗ
0300-3532440

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد

2

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی......اعترافِ عظمت



علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

کلام شاعر...... بقلمِ شاعر

حضرت استاذ العلماء، یادگار اسلاف پیر طریقت علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی کا

**خراجِ عقیدت** بحضور حضرت جمیل العلماء، مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ

بسم ربّ المصطفیٰ

## ھدیۂ عقیدت

بجناب حضرت علامہ مولانا محمد جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی

نتیجۂ فکر صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی

شاہ لاڑی شریف خوشاب

(۱) واقفِ اسرارِ قرآن عالمِ علمِ حدیث
مولانا حضرت جمیل احمد نعیمی سلّمہ

(۲) ماہرِ افتاء فقیہِ بے نظیر و بے بدل
کرّم اللہ العزیز و الحبیب فضلہ

(۳) بر روئے او بر ذات و بر خدمات او
مرحبا آمد ز محبوبِ مجدّد کاملہ

(۴) مشتمل بر کارہائے او حالِ زندگیش
حبذا این دفترِ معلوم و شانِ شاملہ

(۵) صد سلام از حسنیٰ احقر فقیر مصطفیٰ
بر شہیرِ عالم اسلام و ذاتِ فاضلہ

منقبت در شان

# حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی

(استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ، کراچی)

بہارِ گلزارِ علم و حکمت جمیل احمد جمیلِ ملت
جمالِ کردار و حسن سیرت جمیل احمد جمیلِ ملت
وہ شمعِ بزم ہدایت کے عاشق، امام کل انبیاء کے عاشق
ہیں جاں نثارِ نبیِ رحمت جمیل احمد جمیلِ ملت
ضیاء دیں سے بہ شرفِ بیعت ملی ہے احمد رضا کی نسبت
ہیں یعنی رضوی ضیائی حضرت جمیل احمد جمیلِ ملت
خلیفہ جانشینِ حضرت کرامت اللہ علیہ رحمت
ہیں صاحب نسبت کرامت جمیل احمد جمیلِ ملت
عمر نعیمی کے واسطے سے نعیمِ دیں کے فیوض پائے
نعیمی نسبت کے تاج عزت جمیل احمد جمیلِ ملت
وہ شاہ نورانی کے ہیں عاشق، بڑے ہی مخلص رفیقِ صادق
گلِ وفا کی بہار و نکہت جمیل احمد جمیلِ ملت
وہ عالمِ دینِ رب عزت وہ عامل سنت و شریعت
ہیں بزم علم و عمل کی زینت جمیل احمد جمیلِ ملت
وہ مرجع اہلِ علم و دانش، وہ آفتابِ صفا کی تابش
ہیں نکہتِ گلشنِ ولایت جمیل احمد جمیلِ ملت
وہ حسن اخلاق کے ہیں پیکر، کلام شیریں سدا لبوں پر
کریں نہ کیوں راج دل پر جمیل احمد جمیلِ ملت
رہے سدا ان کا سایہ سر پر، سکون ملتا ہے ان سے مل کر
نظر کی ٹھنڈک دلوں کی راحت جمیل احمد جمیلِ ملت
طفیلِ مرشد وہ دن بھی آئے ندیم فیضِ جمیل پائے
ضیا و مسعود کی ہیں نسبت جمیل احمد جمیلِ ملت

نتیجہ فکر: ندیم احمد ندیم قادری نورانی 0347-2096956

(تاریخ دار العلوم نعیمیہ کراچی)

# فاضل نوجوان مولانا جمیل احمد نعیمی، کراچی

## تحریر: مولانا محمد صدیق ہزاروی☆

## 42 برس قبل لکھا جانے والا تاریخی مضمون

مخدوم ملت حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ولد جناب قادر بخش ذوالحجہ، فروری 1255ء/ 1937ء میں انبالہ چھاؤنی مشرقی پنجاب (ہندوستان) میں پیدا ہوئے، آپ کے آباؤ اجداد کا پیشہ تجارت ہے، جبکہ بعض افراد خاندان ملازمت پیشہ ہیں اور بعض نے زمینداری بھی اختیار کی۔

علامہ نعیمی نے مڈل تک اردو کی تعلیم حال کی، فارسی کی ابتدائی کتب مولانا ارشاد احمد سے نفحۃ الیمن کے بعض اسباق مولانا قاضی زین العابدین سے اور بہار شریعت کے بعض حصے مولانا شاہ مسعود احمد دہلوی سے سبقاً سبقاً پڑھے۔

باقی تمام کتب فنون اور علم حدیث حضرت تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی رحمہ اللہ سے پڑھ کر ۱۹۶۰ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد آپ کچھ عرصہ دارالعلوم مخزن عربیہ، دارالعلوم مظہریہ آرام باغ، دارالعلوم قادریہ کراچی ہی کے ایک مسلم ہائی سکول میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ 1956ء سے آپ حضرت تاج العلماء رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق سبز مسجد صرافہ میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ 1974ء تک اسی مسجد میں آپ امامت بھی فرماتے رہے، لیکن بعد میں دارالعلوم نعیمیہ کی تعمیر و تدریس اور دیگر سماجی تبلیغی اور سیاسی مصروفیات کی بنا پر آپ امامت سے دست کش ہو گئے۔ آج کل آپ دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں علوم عربیہ کی تدریس اور نظامت میں مصروف ہیں۔ آپ اس دارالعلوم کے بانی ارکان میں شامل ہیں۔

اس کے علاوہ انجمن محبانِ اسلام، انجمن فدایانِ مصطفےٰ ﷺ، انجمن غلامان مصطفےٰ ﷺ اور بزم نعیمی کے آپ سرپرست ہیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلام کے پردے میں نجدیت اور مودودیت کے پرچار کی روک تھام کے لئے آپ نے طلباء اہل سنت کی ایک ملک گیر تنظیم انجمن طلباء

---

☆ شیخ الحدیث: جامعہ ہجویریہ، دربار داتا گنج بخش لاہور 0345-4100610

اسلام کی تشکیل کی۔ الحمدللہ! آج ملک بھر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں انجمن طلباء اسلام کی تنظیم ہو چکی ہے اور انجمن طلباء کو گمراہی اور بدعقیدگی سے بچانے کے لئے مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور اس تمام کامیابی کا سہرا علامہ جمیل احمد نعیمی کے سر ہے۔

1961ء میں آپ نے گوا کا دو مہینے کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے میں آپ نے ایک سو کے لگ بھگ تقریریں کیں اور عیسائیوں کے علاوہ بعض دیگر بدعقیدہ لوگوں سے بھی تبادلۂ خیال اور مناظرے ہوئے، چنانچہ کئی غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے اور بہت سے بدعقیدہ لوگ باطل عقائد سے تائب ہوئے۔

تحریک پاکستان کے وقت اگرچہ آپ کمسن تھے، لیکن پھر بھی مسلم لیگ کے جلسوں میں شریک ہونا، پاکستان کے حق میں نعرے لگانا اور لیگی اخبارات کا مطالعہ کرنا آپ کا مشغلہ رہا۔ آپ جنوری 1971ء سے اگست 1972ء تک جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے جنرل سیکرٹری رہے اور 1971ء سے مارچ 1974ء تک مرکزی جماعت اہل سنت کے ناظم اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان (16، 17 اکتوبر 1978ء) کے پہلے اجلاس میں آپ نے صوبہ سندھ کے نمائندہ کی حیثیت سے خطاب کیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں آپ نے نمایاں کردار کا مظاہرہ کیا جس پر اخبارات گواہ ہیں۔

اکتوبر 1973ء میں جبکہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا، آپ نے جمعہ کے خطبہ میں اس وقت کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جب تم وزیر خارجہ تھے، بھارتی وزیر خارجہ سورن سنگھ کراچی آیا، اتفاق سے رمضان کا مہینہ تھا، اس کے سامنے شراب پیش کی گئی، تو اس نے پینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں مسلمانوں کے مقدس مہینے کا احترام کرتا ہوں۔

یہ ایک ہندو کا کردار ہے اور مسلمان کے کردار میں فرق ہونا چاہئے۔

اس پر آپ کے خلاف حکومت کی مخالفت میں نعرہ لگوانے کا الزام لگا کر گرفتار کیا گیا لیکن آپ نے اظہار حق کی خاطر جیل کی کوٹھڑی کو بسر و چشم قبول کیا اور اکتالیس دن کی قید گزار کر رہا کئے گئے۔

1963ء میں آپ حضرت مولانا محمد عمر نعیمی رحمہ اللہ کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اسی موقعہ پر آپ نے حضرت پیر طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

1971ء میں آپ دوبارہ اپنی والدہ محترمہ اور اہلیہ کے ساتھ زیارت حرمین شریفین کے لئے

حاضر ہوئے۔ علامہ جمیل احمد نعیمی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود چند کتب بھی تحریر فرمائیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ ۱۔ برکات صلوٰۃ وسلام، ۲۔ افضل التوسل لسید الرسل، ۳۔ سبیل امام حسینؓ، ۴۔ فضائلِ امام حسینؓ، ۵۔ فضائل عید الاضحیٰ، ۶۔ فضائل شعبان، ۷۔ فضائل لیلۃ القدر، ۸۔ فضائلِ نماز، ۹۔ فضائلِ جہاد، ۱۰۔ اہل سنت کے لئے لمحہ فکریہ، ۱۱۔ تبلیغی جماعت کی حقیقت، ۱۲۔ تذکرہ تاج العلماء

علاوہ ازیں بعض جرائد ورسائل میں آپ کے علمی وتحقیقی مضامین بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت پیر طریقت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی دامت برکاتہم العالیہ، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے خلفاء میں سے ہیں اور قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کے سسر حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے والد ہیں۔ تقریباً ستر سال سے مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہیں۔ ہر روز بعد نماز عشاء آپ کی رہائش گاہ پر محفل میلاد ہوتی ہے اور لنگر تقسیم ہوتا ہے۔

یہ تمام کوائف محبی مولانا عبد المنعم ہزاروی نے، مرتب کے نام اپنے ایک مکتوب (مورخہ ۲۴ جون ۱۹۷۸ء) میں تحریر فرمائے جس کے لئے راقم آپ کا ممنون ہے۔ (مرتب)

(بشکریہ: حضرت ابو الرضا صوفی گلزار حسین قادری رضوی نوری خلیفہ، مجاز حضور مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ)

☆☆☆☆

## حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی

در حقیقت ہیں عطائے کبریا مفتی جمیل
قلب وجاں سے ہیں فدائے مصطفیٰ مفتی جمیل

خیر سے انیس سو چھتیس میں پیدا ہوئے
منفرد ہے آپ کا شہر رسا مفتی جمیل

آپ کے دینی گھرانے کا یہی فیضان ہے
عاشق خیر الوریٰ ہیں باخدا مفتی جمیل

زندگی اپنی گزاری درس و تدریس میں
مرحبا، صد مرحبا، صد مرحبا، مفتی جمیل

آپ ہیں شیخ الحدث اور آپ ہی شیخ الطریق
داعی اسلام، مرد باصفا مفتی جمیل

آپ نے خدمات وہ انجام دیں اسلام کی
قلب وجاں سے آپ پر سب کچھ فدا مفتی جمیل

آپ نے قطب مدینہ سے خلافت پائی ہے
اللہ اللہ جانشینِ اولیاء مفتی جمیل

حضرت مفتی عمر کے آپ تلمیذ رشید
صدق دل سے اہل سنت پر فدا مفتی جمیل

میں عزیز الدین خاکی ہوں مجھے یہ فخر ہے
ہیں مری اس منقبت سے آشنا مفتی جمیل

(عزیز الدین خاکی کراچی) 0300-2378281

☆☆☆☆

ساختہ بے ساختہ "کردارِ نورانی زندہ ہے" پر روزنامہ ایکسپریس کی کالم نگار محترمہ نسیم انجم کا دلنشین کالم

# مولانا نورانی اور مفتی جمیل احمد نعیمی کی دینی خدمات

تحریر: نسیم انجم

سہ ماہی جریدہ "انوارِ رضا" جلد نمبر 6 شمارہ 102 چند روز قبل مجھے موصول ہوا اس کا عنوان ہے "کردارِ نورانی، زندہ ہے" پرچے کے مدیر اعلیٰ ملک محبوب الرسول قادری صاحب ہیں، ضخامت کے اعتبار سے 270 صفحات کا احاطہ کرتا ہے۔ جناب محبوب الرسول قادری نے اپنی انتھک محنت اور شاہ احمد نورانی سے عقیدت ومحبت اور ان کے دینی کارناموں کو اجاگر کرنے کے حوالے سے مذکورہ پرچہ ترتیب دیا ہے، انہوں نے اپنے مضمون میں بعنوان "امام نورانی! آپ کا مشن جاری رہے گا" لکھا ہے کہ ہمارا عظیم قائد اللہ کی زمین پر رسول اللہ ﷺ کے مقدس نظام کو عملی رواج دینے کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گیا، آج ان کی رحلت کو 9 برس بیت رہے ہیں مگر ہم ایک لمحہ کے لئے بھی ان کی جدائی کے درد کو بھلا نہ سکے ہیں۔ ہم اپنے رب کے حضور عہد کرتے ہیں کہ پاکستان میں تحفظ ناموسِ رسالت اور نفاذِ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور امام نورانی کا پرچم تھامے رہیں گے۔"

قابل احترام جناب علامہ شاہ احمد نورانی پر لکھی گئی وقیع تحریروں سے رسالہ مرصع ہے۔ قلم کاروں میں محسن پاکستان، فخر پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان، جناب مجید نظامی جو صحافت اور نظریہ پاکستان کے حوالے سے ممتاز ومعتبر شخصیت ہیں، مرزا فہیم اختر اور دیگر اہل علم کے نام گرامی شامل ہیں۔ جناب حمایت علی چوہدری شہید نے مولانا شاہ احمد نورانی کا مفصل تعارف اپنی تحریر کے ذریعے کروایا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی جائے پیدائش میرٹھ اور سن پیدائش 17 رمضان 1344ھ، 31 مارچ 1926ء ہے آپ کا سلسلۂ نسب خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے جا کر ملتا ہے۔

اسی نسبت سے آپ صدیقی کہلاتے ہیں، علامہ شاہ احمد نورانی نے قرآن مجید فرقان حمید آٹھ سال کی عمر میں حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم ایسے اسکول سے مکمل کی جہاں ذریعہ تعلیم عربی تھا۔ آپ کو دنیا کی تیرہ زبانوں پر دسترس حاصل تھی، وہ بیک وقت مستند عالم دین، حافظ قرآن، خوش الحان قاری، عالمی شہرت یافتہ مبلغ، بلند پایہ مقرر، اسلامی مفکر اور سیاسی لیڈر رہیں، ذاتی طور پر نہایت نرم مزاج، خوش گفتار

---

اتوار 7 جون 2020......روزنامہ ایکسپریس کراچی

اور پیکرِ عزت وانکسار ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی تبلیغ نے بے شمار غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ 1955ء میں دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعۃ الازہر میں مصر کی دعوت پر تشریف لے گئے اور جہاں علماء کے عظیم اجتماعات سے خطاب کیا اس کے علاوہ آپ نے مشرق وسطیٰ اور دوسرے کئی ممالک کے تبلیغی دورے کیے، تبلیغی واسلامی تحقیقاتی اداروں کی سرپرستی بھی فرمائی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے علمی، دینی، رفاہی وتبلیغی کارناموں کے علاوہ ریاست میں ان کا اہم اور نمایاں کردار رہا ہے ایسا کردار جو تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ روشن رہے گا۔ مولانا نے ہمیشہ اصولوں کی سیاست کو فوقیت دی اور سیاست کو عبادت سمجھتے ہوئے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے حقیقی مقصد کے لئے کوشاں رہے، آئین پاکستان کی تدوین میں نمایاں امور انجام دیئے۔

مولانا کی حق گوئی اور بے باکی کا یہ عالم تھا کہ 22 مارچ 1971ء کو قصرِ صدارت ڈھاکہ میں جب اس وقت کے صدر یحییٰ خان سے ان کی ملاقات ہوتی ہے تو آپ نے ببانگ دہل نشے میں مدہوش صدر سے فرمایا کہ ملک سیاسی بحران میں مبتلا ہے اور آپ ہیں کہ مے نوشی کر رہے ہیں اور رنگ رلیاں منا رہے ہیں۔

آئین میں مسلمان کی تعریف بڑی مہارت سے کی اور انہوں نے قادیانیوں کے خلاف پہلی اینٹ رکھی مسودہ حلف کے سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ صدر مملکت ہو یا وزیراعظم یا پھر قومی اسمبلی کے اراکین ہوں، ان سب کو مولانا شاہ احمد نورانی کا تیار کردہ حلف نامہ اٹھانا پڑتا ہے وہ اس بات کا اقرار بذریعہ تحریر کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ان کا ایمان ہے۔

اس طرح مولانا نے سوشلزم کے نقوش اور اس کے خدوخال کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا۔ اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب شاہ احمد نورانی کی تجویز پر ہی تسلیم کیا گیا اس طرح حکومت پاکستان پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام کا تحفظ کرے۔

ایران وعراق کی جنگ کے خاتمے کے لیے ان کا کردار قابل تحسین رہا ہے۔ ملک کو معاشی بحران سے نکالنے کے لئے ان کا ہمیشہ یہ موقف رہا کہ پاکستان کو خود کفیل ہونا چاہیے اس مقصد کے لئے بے روزگاروں کے لئے الاؤنس دینے کی تجویز اور بیت المال قائم کرنے کا مشورہ دیا۔ غرض "کردار نورانی" مجلے یا کتاب کو ہم مولانا نورانی کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہہ سکتے ہیں مذکورہ مجلہ مکمل طور پر مولانا احمد شاہ نورانی کی قد آور شخصیت، ان کی زیست کے ہر باب کا احاطہ کرتا ہے ان کی اسلام دوستی اور اسلامی افکار کو اجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ بے شک مولانا احمد شاہ نورانی اپنے وقت کے اسلامی اسکالر، عالم دین اور مبلغ

تھے وہ ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل چاہتے تھے اللہ انہیں غریق رحمت کرے آمین۔

دوسرے دینی اور اسلامی مفکر جناب مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کی وہ خدمات ہیں جن کا کردار ناقابل فراموش ہے، وہ اسلام کے سچے اور متحرک وجری سپاہی ہیں انہیں شہرت و ناموری کی ہرگز ضرورت پیش نہیں آتی ہے وہ جب رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ڈوب کر اسلام کی روشنی دور دور تک پہنچانے کا احسن کام انجام دے رہے ہیں۔

مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی کا ایک اہم ترین کام جامعہ نعیمیہ کی تعمیر و تشکیل ہے جہاں سیکڑوں طالب علم استفادہ کررہے ہیں۔ وہ جامعہ نعیمی کراچی کے ناظم تعلیمات کے منصب پر فائز رہے، اس کے علاوہ استاد الحدیث جامعہ نعیمیہ کراچی، جماعت اہلسنت کے ناظم اعلیٰ کے طور پر کارہائے نمایاں انجام دیتے رہے ہیں، پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین کے عہدے پر براجمان ہیں، ترجمان اہلسنت کے چیف ایڈیٹر کی ذمے داریوں کو بخوبی انجام دیا ہے۔

20 جنوری 1968ء کو مفتی صاحب نے انجمن محبان اسلام کو انجمن طلباء اسلام میں تبدیل کر دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی خواہش تھی کہ طلبا اپنی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں اسلام کا پیغام پہنچائیں تاکہ نئی نسل کی اصلاح ہوسکے۔ ایک سعادت ان کے حصے میں یہ بھی آئی کہ غلاف کعبہ کی تقریب کے موقع پر وہ بھی شامل تھے اور پاکستان سے غلاف کعبہ نذر کیا گیا تھا، بے شک یہ پاکستان کی بہت بڑی خوش قسمتی تھی۔

(ڈیلی ایکسپریس کراچی 7 جون 2020ء)

# ایک متحرک وفعال عالم دین

تحریر: پروفیسر صفدر علی انشا☆

محترم۔ سلام مسنون۔ خوشی ہوئی کہ آپ سہ ماہی انوار رضا کے لئے "مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر" کی اشاعت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ 84 سالہ مفتی صاحب کی اسلام کے حوالے سے خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں جن میں تحریک ختم نبوت خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ مفتی جمیل احمد صاحب، حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کے دست راست رہ چکے ہیں اور یہ رفاقت تقریباً پچاس سال پر محیط ہے یعنی:

یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

ختم نبوت اور ردِ قادیانیت ایک ایسا اہم مسئلہ تھا جس نے ان بزرگوں اور عوام کی بدولت (جنہیں سرکار دو عالم ﷺ سے محبت تھی) جلد ہی تحریک کی صورت اختیار کر لی اور حکومت وقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ جس کی بدولت قادیانیوں کو ملکی آئین میں ہمیشہ کے لئے غیر مسلم قرار دیا گیا۔ خدا بھلا کرے ہمارے ان بزرگوں کا کہ جن کی بدولت ملک خداداد پاکستان ابھی تک اسلامی ہے۔

مفتی جمیل احمد صاحب نوعمری سے تحریک پاکستان میں حصہ لیتے رہے ہیں اور پاکستان بننے کے بعد اور پاکستان آنے کے بعد جمعیت علماء پاکستان سے وابستگی، بنگلہ دیش نامنظور تحریک میں شرکت اور تقاریر، جہاد کشمیر میں حصہ اور پاکستان ہی میں انجمن طلبا اسلام کے ابتدائی ارکان میں شمولیت بلکہ پہلا تحرک اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کو اسلام اور پاکستان سے کتنی محبت ہے۔

آپ کے نام حضرت علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا عبدالحامد بدایونی اور دیگر اکابرین کے خطوط بھی آپ کے کارناموں کے آئینہ دار ہیں۔

آج کل مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے ناظم تعلیمات اور شیخ الحدیث ہیں۔ نہایت ہی دھان پان شخصیت کے مالک ہیں۔ چوراسی سالہ مفتی جمیل احمد نعیمی سادگی اور انکساری کا پیکر ہیں۔ ستائش کی تمنا اور صلے کی پروا کیے بغیر اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بقول صبا اکبر آبادی:

یہ ہمی ہیں کہ ترا درد چھپا کر دل میں کام دنیا کے بہ دستور کیے جاتے ہیں

خدا آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

---

☆ کالم نگار، ماہر تعلیم کراچی 0301-2037910

# مفتی جمیل احمد نعیمی۔ قابل احترام شخصیت

پروفیسر ڈاکٹر رئیس احمد صمدانی ☆

یہ بات باعثِ مسرت ہے کہ سہ ماہی جریدہ ''انوارِ رضا'' نے شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی کی شخصیت، علمی، تدریسی، تصنیفی اور دینی خدمات پر مبنی خاص نمبر جاری کرنے کا فیصلہ کیا جو کہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔ مفتی جمیل احمد نعیمی کی شخصیت اور ان کی خدمات اس بات کی متقاضی ہیں کہ ان پر مضامین، تصانیف اور دینی موضوعات پر شائع ہونے والے رسائل خاص نمبر شائع کریں۔ یہ کام بہت پہلے ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے ہر کام کا وقت مقرر ہے۔ جریدہ کا یہ خصوصی شمارہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بلا مبالغہ یہ ایک عظیم خدمت ہے جو جریدے کے مدیرِ اعلیٰ جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کی سربراہی میں ایک عظیم شخصیت کو ان کی بے مثال خدمات اور جدوجہد کو خراج تحسین ہوگا۔ مجھے مدیرِ اعلیٰ کی جانب سے تعارفی خط جس میں مفتی جمیل احمد نعیمی کی شخصیت یا ان سے تعلق کی بنیاد پر کچھ لکھنے کی دعوت ہے، ادیبوں کے دوست اور میرے مہربان جناب شہزاد سلطانی نے پہنچایا اور تاکید کی کہ میں بس ایک دن میں مفتی جمیل احمد نعیمی قبلہ پر شائع کئے جانے والے خاص نمبر کے لئے کچھ لکھوں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے جب وہ تعارفی خط پڑھا تو میں ماضی کی یادوں میں کھو گیا، ایک تسلسل کے ساتھ وہ واقعات اور حالات نظروں کے سامنے آ گئے۔ میں اگر یہ کہوں کہ میں قبلہ مفتی جمیل احمد نعیمی کے ہمعصروں میں سے ہوں، ہم نے ملک کی وہ سیاست جو پاکستان میں 1977ء کے انتخابات کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی، ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف شروع ہونے والی تحریک نظام مصطفیٰ اور نو ستاروں کا وجود میں آ جانا، علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کی قیادت میں ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے جدوجہد، یہ سب کچھ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا اور اس میں شریک بھی رہے۔ مفتی جمیل احمد نعیمی کا ہم خیال طلباء کے ساتھ مل کر انجمن طلباء اسلام کی بنیاد رکھنا، یہ وہ زمانہ تھا جب ہم جامعہ کراچی کے طالب علم تھے۔ مفتی جمیل احمد نعیمی مذہبی زیادہ تھے، پھر وہ علامہ شاہ احمد نورانی کی اس ٹیم کے ہراول دستے کا اہم حصہ تھے جس نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں اہم کردار ادا کیا۔ ہم جامعہ کراچی سے ماسٹر کر کے کالج میں استاد ہو گئے اور سرکاری ملازمت میں آ گئے اس لئے عملی سیاست سے دور دور رہے

---

☆ ادیب، شاعر، خاکہ نگار و کالم نگار، ماہر تعلیم، مقیم کراچی۔ 0333-2142076

لیکن ہم خیال ساتھیوں کے ساتھ پچھلی صفوں میں ضرور ہوا کرتے تھے۔

میرے لکھنے کی عمر نصف صدی پر محیط ہے۔ چالیس کے قریب تصانیف وتالیفات اور ہزار سے زیادہ مضامین، جن میں سے 650 مضامین وکالم اردو کی معروف ویب سائٹ 'ہماری ویب' پر آن لائن موجود ہیں۔ لکھنے کا آغاز تو 70ء کی دہائی میں ہو چکا تھا لیکن پہلا مضمون بلکہ تسلسل کے ساتھ چار مضامین 1978ء میں "ترجمان اہلسنت" میں شائع ہوئے جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ عہد اسلامی کے کتب خانوں کی تاریخ۔ ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی۔ جلد ۸ (شمارہ (۱): صفحہ نمبر ۷۔ ۵۷، جنوری ۱۹۷۸ء۔

۲۔ لائبریری دارالعلوم امجدیہ، کراچی۔ ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت، کراچی۔ جلد ۱۱، شمارہ (۷): صفحہ نمبر ۷۔ ۵۷، مئی ۱۹۷۸ء۔

۳۔ نعت رسول مقبول ﷺ۔ ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی۔ جلد ۹، شمارہ (۱): صفحہ نمبر ۷، جولائی ۱۹۷۸ء۔

۴۔ "حضرت علی ابن ابی طالب" رضی اللہ عنہ۔ ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت۔ کراچی۔ جلد ۸، شمارہ (۲)، صفحہ نمبر ۱۳۔ ۴۳، اگست ۱۹۷۸ء۔

یہ وہ زمانہ تھا جب اس جریدے کے مدیران اور منتظمین میں الحاج شمیم الدین، مولانا غلام دستگیر افغانی صاحب ہوا کرتے تھے۔ انہی دنوں دارالعلوم امجدیہ بھی جانا ہوا جس کے نتیجے میں اس وقت دارالعلوم کی لائبریری پر مضمون تحریر کیا۔ میرا قیام دستگیر سوسائٹی میں دارالعلوم نعیمیہ کے قریب ہی تھا۔ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کی محفل میں بیٹھنے، سننے کا شرف حاصل ہوا، البتہ قربت کے تعلقات نہ تھے، عزت واحترام کا رشتہ قائم رہا۔ وقت کے ساتھ مصروفیات بڑھتی گئیں، لکھنے کے موضوعات بھی وقت کے ساتھ بدلتے گئے، ادبی موضوعات کے ساتھ کالم نویسی کی جانب رجحان ہو گیا، کالموں کا مجموعہ "رشحات قلم" کے نام سے شائع ہو چکا، دوسرا مجموعہ "کالم نگری" جلد شائع ہونے والا ہے۔ شخصیات میرا محبوب ترین موضوع رہی ہیں۔ سو سے زیادہ شخصیات پر مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ سوانحی مضامین، شخصی خاکوں کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ آخر میں مندرجہ بالا سطور کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ رسالے کے مدیر اعلیٰ کی سعی مشکور فرمائے اور انہیں ایک دینی وعلمی کام سرانجام دینے پر جزائے خیر دے اور وہ اس سلسلے کو جاری وساری رکھیں۔ رسالہ انوارِ رضا کا یہ خصوصی شمارہ مفتی جمیل احمد نعیمی کی شخصیت اور علمی، تدریسی، تصنیفی وتالیفی اور دینی خدمات کے شایان شان ہو۔

# پیکر اخلاص اور منبع حسنات شخصیت

تحریر: استاذ العلما علامہ محمد بشیر فردوسی ☆

25 فروری 2017ء بروز جمعرات کو بندہ ناچیز محمد بشیر فردوسی نے پیر طریقت صاحبزادہ سید خلیل الرحمٰن سجادہ نشین آستانہ عالیہ ٹھیکواں شریف اور مولانا رسول بخش صدیقی کی رفاقت میں کراچی کا سفر کیا وہاں کچھ ذاتی مصروفیات تھیں ان کے بعد پیر صاحب کا خیال یہ تھا کہ کچھ مدارس کا بھی وزٹ کیا جائے اور علماء کرام سے بھی ملاقاتیں کی جائیں تو اس میں سب دوستوں کا اتفاق ہوا سب سے پہلے ہم دار العلوم نعیمیہ کراچی میں قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن کے جامعہ میں حاضری دیتے ہیں قبلہ مفتی صاحب سے ٹائم لیا اور پھر وہاں حاضر ہوئے ان کے ساتھ تفصیلی گفتگو بھی ہوتی رہی بالخصوص تنظیم المدارس کے حوالے سے اور اہل سنت کے دیگر مسائل پر بھی گفتگو ہوئی اور قبلہ مفتی صاحب نے بڑے اخلاص کے ساتھ چائے اور دیگر لوازمات سے خوب ضیافت فرمائی اور پھر اس کے بعد اجمل العلماء جمیل اہل سنت حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی زیدہ شرفہ سے بالائی منزل پر ان کی خوبصورت لائبریری میں ملاقات ہوئی حضرت کی لائبریری کو دیکھ کر، ان کی علم دوستی، کتاب سے پیار، مطالعہ سے شغف اور یادداشت انتہائی قابل رشک تھی ان کی شخصیت، ان کی وضع داری خلوص اور ان کا ہم جیسے طالب علموں سے پیار و شفقت سے ہمارے لیے یہ زندگی کا ایک یادگار لمحہ بن گیا۔ آپ کے ساتھ جو طویل گفتگو ہوئی جس میں جامعہ کے اساتذہ بھی شریک تھے۔ اس دوران جو طویل گفتگو ہوئی وہ بالتفصیل تو یاد نہیں لیکن اگر اس کا خلاصہ عرض کیا جائے تو آپ کی گفتگو کا محور دو چیزیں تھیں۔

نمبر ۱: بہت سارے اکابر و اسلاف کے احوال و واقعات آپ نے بیان فرمائے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ آپ کو بہت سارے اسلاف کے کارنامے اور ان کی علمی یادداشتیں ازبر ہیں۔

نمبر ۲: آپ اہل سنت کے مستقبل کے بارے میں بالعموم اور اتحاد اہل سنت کے بارے میں بالخصوص انتہائی متفکر تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ چاہتے تھے کہ کاش کہ میری زندگی میں اہل سنت کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں بالخصوص تعلیم کے میدان میں اور متحد ہو کر متحرک ہو جائیں (ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کا خواب شرمندۂ تعبیر فرمائے)

---

☆ مہتمم و مدرس: جامعۃ الفردوس حاصل پور۔ 0307-4984786

علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب بذاتِ خود تاریخ ساز اور تحریک ساز شخصیت ہیں بالخصوص انجمن طلباء اسلام کے بانی ہونے کا آپ کو شرف حاصل ہے اور جماعت اہل سنت ہو یا جمعیت علماء پاکستان ان کی تجدید میں آپ کا بہت بنیادی کردار رہا ہے اور قبلہ قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کے انتہائی با اعتماد ساتھیوں میں شامل تھے اور اول تا آخر آپ کی رفاقت میں رہے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب نے سیاست کی خار دار وادیوں میں بھی قدم رکھا اور جیل کی کال کوٹھریوں کو بھی بوسے دیئے حکمرانوں کے زیر عتاب بھی رہے اور دنیا پرستوں نے آپ کو خریدنے کی کوششیں بھی کیں لیکن آپ کے پائے استقامت میں کہیں لغزش نہیں آئی ان تمام مصائب آلام کے باوجود علم دین کی تبلیغ واشاعت، درس وتدریس اور بالخصوص علم حدیث میں جامعہ نعیمیہ کے اندر عرصہ دراز سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں بارگاہِ لم یزل میں دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کی ان دینی خدمات کو بطفیل حبیب لبیبہ علیہ السلام قبولیت کی معراج عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کو بقیہ زندگی میں بھی محبوب کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے نقش قدم پر گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں مبارکباد کے مستحق ہیں برادر محترم بیدار مغز نبض شناس صحافی ملک محبوب الرسول قادری زید شرفہ جنہوں نے قبلہ نعیمی صاحب زید شرفہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ پاک ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

11-5-2020

☆☆☆☆

## پیکر اخلاص، حضرت شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی کی نذر

صدائے نور پھیلائی جمیل احمد نعیمی نے
مہک مدحت کی بکھرائی جمیل احمد نعیمی نے

سجی ہے کہکشاں اس میں پیغمبر کی عقیدت کی
جو سچ کی روشنی پائی جمیل احمد نعیمی نے

خوشی ہے کہ حدیث مصطفےٰ ﷺ کی روشنائی سے
قلم کی نوک مہکائی جمیل احمد نعیمی نے

ہمیشہ پیکر ظلمت کو جڑ سے کاٹنے کے لئے
قلم کی تیغ لہرائی جمیل احمد نعیمی نے

شریعت کے اصولوں کو سجا کر اپنے پیکر میں
بہارِ دین دکھلائی جمیل احمد نعیمی نے

یہ تو خالق و مالک کی انجم خاص رحمت ہے
جو پایا حُسنِ دانائی جمیل احمد نعیمی نے

نتیجہ فکر: ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (سرگودھا) 0321-7960150

☆☆☆☆

# جود وسخا کا پیکر، اہلسنت کی چلتی پھرتی تاریخ

تحریر: مفتی سید ریاض حسین شاہ کاظمی ☆

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز می آید بروں

شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی کا شمار قافلۂ اہلسنت کے ان ممتاز اکابرین میں ہوتا ہے، جن کی دینی، ملی، مذہبی، مسلکی اور تدریسی خدمات جلیلہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

آپ کی شخصیت علم وعمل کا پیکر، اخلاص ومحبت کا مخزن اور جود وسخا کا مظہر ہے آپ کی باتوں سے گلوں کی خوشبو آتی ہے۔ پہلی ملاقات ہی میں اپنے ملاقاتی کے دل میں اتر جاتے ہیں جو شخص بھی ملاقات کے لئے آئے اسے وعظ وتذکیر فرماتے ہیں اور کسی نا کسی صورت میں اس کا اکرام ضرور فرماتے ہیں چائے پلاتے ہیں اگر چائے نہ پیئے تو ٹھنڈا پلاتے ہیں اگر وہ بھی نہ پیئے تو خوشبو لگا دیتے ہیں اور رخصت کرتے وقت کوئی رسالہ یا کتاب ہاتھ میں تھما دیتے ہیں۔

2006ء میں راقم اپنے ایک دوست مولانا ریاض احمد نورانی کے ہمراہ شارح بخاری ومسلم علامہ غلام رسول سعیدی سے ملاقات کی غرض سے دارالعلوم نعیمیہ کراچی گیا، مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی منیب الرحمٰن ہزاروی اور علامہ غلام رسول سعیدی سے ملاقات کے بعد استاذ العلماء بقیۃ السلف علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی سے ملاقات کی آپ نے حسب عادت چائے کا پوچھا ہم نے کہا ابھی مفتی منیب الرحمٰن ہزاروی صاحب کے پاس چائے پی لی ہے، اس کی حاجت نہیں، آپ نے فرمایا پھر ٹھنڈا پی لو۔ ہم نے کہا اس کی بھی حاجت نہیں، آپ نے فرمایا اچھا پھر خوشبو ہی لگا لو۔ اپنے ویسکوٹ سے خوشبو نکال کر ہمارے ہاتھوں پر لگائی اس کے بعد ایک طویل نشست ہوئی جس میں آپ نے اکابرین اہلسنت کے اکتسابِ علم وفن کے طرق اسانید کو بیان فرمایا۔ علاوہ ازیں تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور جمعیت علمائے پاکستان کے تاریخی ادوار کو تاریخ، ماہ وسال کے ساتھ بیان کر کے ورطۂ حیرت میں ڈال

☆ دارالافتاء اہلسنت/ جامع مسجد حنفیہ غوثیہ نیا محلہ مدینہ مارکیٹ مظفر آباد آزاد کشمیر
0344-4408428

دیا، دل نے آپ کی معلومات اور آپ کی قوت حافظہ کو سلامی پیش کی بلاشبہ آپ اس دور میں اہلسنت کی پیروں چلتی تاریخ ہیں اور اپنے دریائے فیض سے خلقِ خدا کو سیراب کر رہے ہیں۔ مرزا عبدالقادر دہلوی کا یہ شعر آپ پر حرف بحرف صادق آتا ہے۔

قدرے تو کس چہ داند بر تو جاں افشاند
اے آفتابِ تاباں! گنجی و گنج مفتی

تیری قدر و قیمت کی اگر کوئی شخص پہچان کرلے تو تجھ پر اپنی جان نچھاور کرے تو وہ چمکتا ہوا سورج ہے کہ فیوض و برکات کے خزانے مفت تقسیم کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب زید مجدہ کا سایہ تا دیر اہلسنت کے سروں پر قائم رکھے۔ (آمین)

رمضان المبارک 1441ھ مطابق 10 مئی 2020ء بروز اتوار

☆

## ......اقوالِ قطبِ مدینہ......

## حضرت مفتی جمیل احمد نعیم کے مرشد کریم

## ضیائے ملت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہ العزیز

☆ جو شریعت کا پابند نہیں وہ طریقت کے لائق نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ ماں ہے اس کی دل سے قدر کرو۔

☆ میں نے سب سے پہلے ماں کی آنکھوں میں محبت کا رنگ دیکھا۔

☆ میں نے زندگی میں ثابت قدمی کا درس اپنی ماں سے سیکھا۔

☆ ایک عورت کی تعلیم کنبے کی تعلیم ہے اور مرد کی تعلیم صرف اس کی تعلیم ہے۔

☆ خواہش پرستی مہلک رفیق ہے اور بری عادت زبردست دشمن ہے۔

☆ جو شخص اپنے کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں فتور آجاتا ہے۔

☆ دولت کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔

☆ دنیا بہت بری چیز ہے جو اس میں پھنسا وہ پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اور جو اس سے دور بھاگتا ہے یہ اس کے قدموں میں ہوتی ہے۔

☆ کسی نیک عمل کی توفیق ہونا ہی قبولیت کی نشانی ہے۔

☆ نجد کی مٹی میں خیر نہیں ہے۔

☆ مدینہ منورہ میں اگر کسی کا خط پڑھا جاتا ہے یا اس کا ذکر کیا جاتا ہے یا اس کا نام لیا جاتا ہے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے۔

# شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی۔ حفظہ اللہ

تحریر: علامہ محمد سجاد حسین شامی☆

شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی، جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ، جمعیت علماء پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین، انجمن طلبہ اسلام کے بانی اور دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کراچی کے ناظم تعلیمات ہیں، حضرت سائیں توکل شاہ کی سرزمین ایسٹ پنجاب کے شہر انبالہ میں فروری 1936ء میں پیدا ہوئے، مفتی صاحب (حفظہ اللہ) کے والد گرامی قادر بخش کے نام سے معروف ہیں، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (علیہ الرحمہ) کی نسبت سے نعیمی ہیں، ویسے بھی مفتی صاحب پر اللہ تعالیٰ کی کثیر نعمتیں ہیں، تدریسی سلسلہ کے ساتھ ساتھ آپ نے تنظیمی سرگرمیوں میں بھی کمال حاصل کیا، حاجی حنیف طیب (مدظلہ) اگست 1965ء میں ان کے ساتھ شامل ہوئے، انہوں نے "انجمن محبان اسلام" کے پلیٹ فارم سے مفتی صاحب کے ساتھ تنظیمی سرگرمیوں میں حصہ لیا، ATI کا قیام اس کے بعد 1968ء میں ہوا، ابتدائی ممبران میں سے، محمد یعقوب قادری، حاجی حنیف طیب اور شاکر محمد شفیع سرفہرست رہے۔ 15 جنوری 1971ء سے 30 مارچ 1974ء تک جماعت اہلسنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ رہے، اس کے علاوہ مفتی صاحب 1971ء تا 1972ء جمعیت علماء پاکستان (سندھ) کے ناظم رہے۔

شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی (حفظہ اللہ) موجودہ خانقاہی نظام میں اصلاح کے پہلو کو بیان کرتے رہتے ہیں کہ آج کل پیری مریدی کو خدا ترسی اور تبلیغ واشاعت کا ذریعہ بنانے سے کوسوں میل دور تعیش کا ذریعہ سمجھا گیا لیکن مدارس اہلسنت کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں کیونکہ ہمارے مدارس ابھی بانجھ نہیں ہوئے، ان میں صلاحیت وکمال موجود ہے۔ مدارس کے نظام میں مزید محنت جاری رکھی جائے، مفتی صاحب موصوف اکثر فرماتے ہیں:

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

قیام پاکستان کے وقت موصوف ایک نوعمر طالب علم تھے، 1953ء میں جب ان کی عمر مبارک سترہ سال کی ہوئی تو انہوں نے تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، 1974ء کی تحریک ختم

---

☆ محقق العصر مفتی محمد خان قادری کے تلمیذ رشید مترجم ومصنف (ہری پور ہزارہ) 0346-5692963

نبوت میں تقریریں کرتے ، لوگوں کو مرزائی ، قادیانی فتنہ سے آگاہ کرتے کہ اس فتنے کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون ہے، جو کافر ہونے کے ساتھ ساتھ مرتد اور زندیق بھی ہے کیونکہ مرزا ملعون اکثر خلافت اسلام بکواسات وکفریات بکتا رہتا تھا

اس لیے مفتی صاحب نے تحریک ختم نبوت میں جلسے جلوسوں میں عوام الناس کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کیا کہ جو شخص قادیان و مرزائی نواز ہوگا گویا وہ حضور اکرم ﷺ سے عداوت رکھتا ہے وہ ختم نبوت کا انکار کرتا ہے اور رسالت مآب ﷺ کی فیض نبوت سے محروم ہے۔

مفتی صاحب مدظلہ العالی 1961ء میں تبلیغی دورے پر انڈیا تشریف لے گئے، تین ماہ تک وہاں اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

دوسرا تبلیغی دورہ 1963ء میں اس وقت ہوا جب غلاف کعبہ شریف تبدیل کیا گیا، اس سال دوران حج مفتی صاحب کو حکومت پاکستان کی طرف سے غلاف کعبہ کا تبرک بھی نذر کیا گیا، اس سفر کے دوران آپ کے ساتھ بزرگ راہنما حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا تاج العلماء محمد عمر نعیمی، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، ضرت مولانا شاہ مسعود احمد دہلوی، حضرت مفتی غلام قادری کشمیری، مولانا شاہ عارف اللہ قادری، مولانا سید خلیل احمد قادری (مسجد وزیر خان)، حضرت مولانا پیر سید احمد اشرف شاہ الجیلانی کچھوچھوی، جیسی تاریخی ہستیاں تھیں، اس وقت حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی لندن سے واپس تشریف لائے تھے۔

تیسرا مطالعاتی تبلیغی دورہ تھا، یہ دورہ 1982ء میں ایران کا دورہ تھا، چوتھا تبلیغی دورہ 1982ء کے آخر میں سری لنکا وغیرہ کا دورہ تھا لیکن اس دورہ کی مدت ایک ہفتہ تھی، اس دورے میں مولانا محمد اقبال حسین نعیمی آپ کے رفیق سفر تھے۔ ان دنوں یہ دار العلوم نعیمیہ کے ناظم ہوا کرتے تھے، جبکہ چوتھا دورہ 1983ء میں کیا گیا، یہ دورہ حکومت عراق کی دعوت پر حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ کے ساتھ مکمل ہوا تھا۔ اس دورہ میں ہالینڈ سے علامہ ارشد القادری، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہم اللہ نے شرکت کی تھی۔

مفتی جمیل احمد نعیمی حفظہ اللہ کو دو مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی جبکہ آٹھ مرتبہ عمرہ شریفہ کی سعادت حاصل کی۔ 1963ء میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے اور 1985ء میں آپ کے خسر، حضرت مولانا شاہ مسعود احمد چشتی صابری دہلوی علیہ الرحمہ نے خلافت بھی عطا فرمائی لیکن مفتی صاحب موصوف نے پیری و مریدی کا سلسلہ اپنی طبعی تواضع کے سبب جاری نہ رکھا۔

دار العلوم نعیمیہ کراچی میں آپ کی تدریسی وتعمیری خدمات عیاں ہیں کہ اس وقت پانچ سو سے زیادہ طلبہ زیر تعلیم ہیں، اساتذہ کرام میں پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، مفتی محمد اطہر نعیمی اشرفی، علامہ جمیل احمد نعیمی، مولانا سید ناصر علی قادری، علامہ احمد علی سعیدی، مولانا سید نذیر احمد شاہ، مولانا علی عمران صدیقی، مولانا عنایت اللہ، مولانا ابرار احمد، مولانا محمد آثار اللہ، مولانا محمد اسماعیل، مولانا عبد القادر قادری، مولانا خدا بخش، مولانا خالد محمود، مولانا عارف، مولانا منور احمد نعیمی نورانی، مولانا مفتی عبد الرزاق نقشبندی، مولانا یاسر رحمان، قاری محمد حنیف طیب، قاری محمد ممتاز سعیدی، قاری محمد زمان چشتی، قاری نذیر حسین، قاری محمد اصغر سعیدی، قاری محمد افتخار اللہ قادری، قاری ریاض احمد، قاری اکرام اللہ، قاری بہادر خان، قاری محمد مختار، قاری محمد متین، جبکہ شعبۂ تخصص کے اساتذہ کرام میں مفتی ابوبکر الشاذلی، مفتی وسیم المدنی، مفتی خالد کمال المدنی اور مفتی محمد عمران الشامی (حفظہم اللہ تعالیٰ) شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ بوسیلۂ رسالت مآب ﷺ شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی کی دینی، تدریسی، ملی اور معاشرتی خدمات قبول فرمائے اور ان کا سایہ تادیر قائم فرمائے۔ (آمین) 7/5/2020

☆☆☆☆

## جمیل احمد نعیمی، فضلِ رحماں

جمیل احمد نعیمی مہر تاباں — جمیل احمد نعیمی ماہ دوراں
رہے گا اہل سنت میں غزلخواں — جمیل احمد نعیمی کا گلستاں
رہیں گے یاد شان دلبری سے — جمیل احمد نعیمی کے بھی احساں
نعیمیہ سے بار آور ہوا ہے — جمیل احمد نعیمی کا دبستاں
ہیں خاص الخاص ترکیب وفا میں — جمیل احمد نعیمی جیسے انساں
نچھاور کرنے سے کترائیں کیوں ہم — جمیل احمد نعیمی پر دل و جاں
میری بخشش کا سامان ہو خدایا! — جمیل احمد نعیمی کا بھی داماں
دکھاتا ہے رہ عرفان داور — جمیل احمد نعیمی کا بھی عرفاں
سمجھتا ہی نہیں کیا روشنی ہے — جمیل احمد نعیمی سے گریزاں
عقیدت سے حقیقت تک ہے ثابت — جمیل احمد نعیمی فضلِ رحماں

رسول اللہ والوں کے ہیں منظرؔ!
جمیل احمد نعیمی، جان جاناں

نتیجہ فکر: سید منظر عارفی (کراچی) 0322-2559854

# علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب......تعارف وخدمات

تحریر: علامہ محمد یٰسین قصوری ☆

اس جہان رنگ و بو میں خدمت دین کے تین طریقے رائج ہیں۔ درس و تدریس یعنی علوم اسلامیہ کی تدریس کرنا، تصنیف و تالیف کے حوالے سے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا اور وعظ وخطاب کے ذریعے عوام کی اصلاح کرنا۔ جمیل العلماء، حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ ان تین طریقوں سے دین متین کی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ بیک وقت بے بدل مدرس، بے مثل ادیب و مصنف اور عالمی سطح کے واعظ وخطیب ہیں۔ اہل سنت کے حوالے سے آپ کی تدریسی، تصنیفی، مذہبی اور سیاسی خدمات قابل ستائش اور قابل تقلید ہیں، جن کا مختصر جائزہ سطور ذیل میں لیا جاتا ہے۔

## طلوعِ آفتابِ علم:

عاشق رسول، حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب مدظلہ نے 12 فروری 1936ء کو انبالہ (بھارت) میں قادر بخش کے ہاں آنکھ کھولی، قیام پاکستان کے بعد 1950ء میں اپنے والدین کے ہمراہ عازم ہجرت ہو کر داتا کی نگری لاہور پہنچے، تین ماہ کا مختصر عرصہ شاہ عالم گیٹ لاہور میں قیام کرنے کے بعد کراچی روانہ ہو گئے، پھر تا حال وہاں اقامت پذیر ہیں۔

## آغاز تعلیم:

آپ کا گھریلو ماحول مذہبی تھا، چار سال کی عمر میں قرآن کریم سے تعلیم کا آغاز کیا، پانی پت کے مشہور قاری، حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتی سے ناظرہ قرآن پڑھا۔ مقامی سکول میں داخل ہو کر مڈل تک تعلیم حاصل کی، پھر نامساعد حالات کے پیش نظر مزید تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔

## علوم اسلامیہ کا آغاز و تکمیل:

کراچی میں اقامت پذیر ہونے کے بعد، والدین کی کوشش سے، آپ نے 1952ء میں

---

☆ صوفی صافی عالم دین، مصنف، محقق، مترجم۔ لاہور۔ 0300-4455710
☆ ادارہ علم وادب: E-35/K۔ گلی نمبر 1۔ شاہین کالونی والٹن روڈ۔ لاہور

علوم اسلامیہ کے حصول کا آغاز کیا، شب و روز کی محنت شاقہ سے وقت کے ممتاز اساتذہ سے اکتساب علوم وفنون کیا، آپ کے مشہور اساتذہ کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی، حضرت علامہ مولانا مسعود احمد چشتی، حضرت علامہ مولانا محمد وارث چشتی، حضرت علامہ مولانا قاضی زین العابدین نقشبندی اور حضرت مولانا محمد ارشاد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اساتذہ کرام کی شفقت اور شبانہ روز محنت کے نتیجہ میں 1960ء میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے، آرام باغ، کراچی میں آپ کی تقریب دستار فضیلت و سند فراغت منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی، بالخصوص غزالی زمان حضرت امام سید احمد سعید شاہ کاظمی، تاج العلماء حضرت علامہ محمد عمر نعیمی، حضرت علامہ ضیاء القادری بدایونی، سفیر عراق حضرت پیر سید عبدالقادر گیلانی، حضرت مولانا علامہ سید عبدالسلام باندوی اور حضرت پیر محمد فاروق رحمانی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل تھے۔

## نسبتوں کے امین:

عالم ربانی، حضرت مفتی نعیمی صاحب کثیر نسبتوں کے امین ہیں۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت، قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ تو ضیائی کہلائے، اپنے معلم و سسر حضرت مولانا مسعود احمد چشتی کی طرف سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں خلافت سے نوازے گئے تو چشتی صابری کہلائے، صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلمیذ رشید، حضرت مفتی محمد عمر نعیمی سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی تو نسبت نعیمی سے سرفراز ہوئے اور پھر اسی نسبت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے ادارہ کو "دارالعلوم نعیمیہ، کراچی" سے موسوم کیا۔ اس طرح یہ تمام نسبتیں آپ کے اسم گرامی کے اجزاء بن چکی ہیں۔

## تدریسی زندگی کا آغاز:

بحر العلوم، حضرت مفتی نعیمی صاحب نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد اپنے استاد محترم، حضرت مفتی محمد عمر نعیمی کے حکم کی تعمیل میں آپ کے ادارہ سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا، آپ نے تدریس کو عبادت کا درجہ دے کر طلباء پر خوب محبت کے ساتھ محنت کی، چند سالوں کی محنت کا ثمر اس طرح سامنے آیا جو طلباء حضرت مفتی محمد عمر نعیمی کے ہاں دورہ حدیث پڑھتے تھے، وہ آپ کے ہاں موقوف علیہ

کی کلاس ہوتی تھی۔ آپ کچھ عرصہ دار العلوم مخزن عربیہ میں، کچھ عرصہ دار العلوم مظہریہ، آرام باغ کراچی اور نہایت قلیل عرصہ مسلم ہائی سکول، کراچی میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ 1975ء میں دار العلوم نعیمیہ، کراچی کی تاسیس کے بعد آپ نے معلم الحدیث اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے خدمات کا آغاز کیا، آپ نہایت کامیابی سے تاحال یہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

## زیارت حرمین شریفین:

ہر عاشق رسول، زیارت حرمین شریفین کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، سفیر عشق رسول، حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب دو بار حج بیت اللہ کی صورت میں (1963ء، 1980ء) اور گیارہ بار عمرہ کی شکل میں زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

## خدمت لوح و قلم:

تدریس کی طرح حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کو تصنیف و تالیف سے گہرا شغف ہے، دو درجن سے زائد آپ کی تصانیف داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔ آپ کی علمی، ادبی، فکری اور تحقیقی تصانیف میں سے چند ایک نام حسب ذیل ہیں:

پیغمبر اعظم ﷺ، افضل التوسل بہ سید الرسل صل اللہ علیہ وسلم، سیرت پیغمبر انقلاب ﷺ، سرور عالم بحیثیت مثالی شوہر، رمضان کے فضائل و مسائل، دو عظیم دن عظیم راتیں، فلسفہ و فضائل جہاد، روشن دریچے، بانیان سلسلہ نعیمیہ۔

تصنیف و تالیف کا سلسلہ تا ہنوز جاری ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں ترقی و برکات عطا کرے اور یہ تاحیات خدمات انجام دیتا رہے۔

## تحریکات میں حصہ اور کردار:

قیام پاکستان کے بعد استحکام پاکستان اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے تین تحریکات چلیں، 1953ء میں تحریک ختم نبوت، 1974ء میں تحریک ختم نبوت، جس میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا گیا اور 1977ء میں تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ۔ حضرت مفتی نعیمی صاحب نے ان تمام تحریکوں میں حصہ لیا اور اہم کردار ادا کیا۔

## آغاز خطابت اور مرکز خطابت:

جمیل العلماء، حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب نے خطابت کا آغاز زمانہ طالب علمی میں کر دیا تھا، جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اہل سنت کے استحکام وارتقاء کے حوالے سے وطن عزیز پاکستان کا کوئی ایسا مرکزی شہر نہیں ہوگا جہاں آپ کا خطاب نہ ہوا ہو، بالخصوص صوبہ سندھ کے ہر قریہ، قصبہ اور شہر میں آپ کے خطابات ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اپنے استاد محترم، حضرت مفتی محمد عمر نعیمی کے حکم کی تعمیل میں 1956ء میں آپ نے سبز مسجد (صرافہ بازار، کراچی) میں خطبہ جمعۃ المبارک کا آغاز کیا جو تا حال (عرصہ 64 سال سے) جاری وساری ہے۔

## امام نورانی رحمہ اللہ سے تعلق خاطر:

1970ء میں مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپ ختم ہو گئے، اور متفقہ ومتحدہ صدارت حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کے حصہ میں آئی، پھر متفقہ طور پر حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو صدر منتخب کیا گیا، امام نورانی نے جماعت کو زمین کی پستیوں سے اٹھا کر دوش ثریا سے بھی بلند کر دیا۔ حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کا شمار، امام نورانی کے مخلصین میں ہوتا رہا اور آج بھی ہو رہا ہے۔ آپ 1971ء تا 1974ء جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اہل سنت صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ امام نورانی کے حکم کی تعمیل میں جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر 1970ء میں صوبائی اسمبلی اور 1988ء میں قومی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لیا۔ علاوہ ازیں آپ جمعیت علماء پاکستان کے صوبہ سندھ کی سطح پر پارلیمانی بورڈ کے رکن رہے ہیں۔ آپ آج بھی فکر نورانی کے امین، جمعیت علماء پاکستان کے مشن کے پیشوا اور علمبردار ہیں۔

## مصنفین ومؤلفین کی علمی سرپرستی:

درس وتدریس اور وعظ وخطابت کی طرح جمیل العلماء، حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کو تصنیف وتالیف سے ایسا تعلق ہے جس میں کبھی کمی نہیں آئی۔ آپ ملک بھر میں مصنفین ومؤلفین کی علمی سرپرستی فرماتے ہیں، مفید مشاورت سے نوازتے ہیں، معاون کتب کی راہنمائی کرتے ہیں۔ آپ کی کوشش سے ملک بھر میں کثیر اشاعتی ادارے کام کر رہے ہیں اور درجنوں مصنفین ومؤلفین سے آپ

مسلسل رابطہ میں ہیں۔ قدرت نے آپ کو یہ جذبہ محض استحکام اسلام، غلبہ دین، مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کے لئے عطا کیا ہے۔

## بین الاقوامی دورے:

جمیل العلماء، حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب نے بیان الاقوامی سطح کے کثیر دورے کیے، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

☆ 1981ء میں علامہ محمد اقبال حسین نعیمی کے ساتھ آپ نے سری لنکا کا دورہ کیا۔

☆ 1982ء میں آپ نے علامہ محمد اقبال حسین نعیمی کے ہمراہ حکومت ایران کی دعوت پر ایران کا دورہ کیا۔

☆ 1984ء میں آپ نے جناب کلیم صدیقی کی دعوت پر انگلینڈ کے اہم شہروں کا دورہ کیا اور اپنے اصلاحی خطابات سے عوام کو نوازا۔

☆ 1985ء میں آپ نے انجمن طلباء اسلام، مظفر آباد (آزاد کشمیر)، کی طرف سے منعقدہ سالانہ کنونشن میں شرکت کی اور خطاب کیا۔

☆ 1987ء میں آپ نے قائد اہل سنت، حضرت امام نورانی صدیقی کی قیادت میں بغداد میں منعقدہ عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ 1997ء میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے آپ کی خدمات کے اعتراف میں ورلڈ اسلامک مشن کا ٹرسٹی مقرر کیا۔

## تاریخی خدمات:

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کی کچھ تاریخی نوعیت کی خدمات ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

☆ 1963ء میں حکومت سعودیہ کی طرف سے حکومت پاکستان کو غلاف کعبہ تیار کرنے اور اسے پیش کرنے کی دعوت دی، چنانچہ حکومتی سطح پر غلاف تیار کیا گیا، پھر ٹرین کے ذریعے عوام کو اس کی زیارت کروائی گئی، جو علماء اہل سنت یہ غلاف لے کر حجاز مقدس پہنچے، ان میں ایک حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب بھی تھے۔

☆ 1963ء میں خلیفہ اعلیٰ حضرت، قطب مدینہ، حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نے اپنے صاحبزادے فضیلت الشیخ، حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی کی دختر نیک اختر کا قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی سے نکاح مسنونہ کیا، مسجد نبوی شریف میں اس منعقد ہونے والے نکاح کے گواہوں میں ایک نام حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کا تھا۔

☆ 1965ء میں پاک بھارت جنگ کے موقع پر حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب، حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی اور حضرت مفتی غلام قادر کشمیری پر مشتمل وفد چونڈا اور کشمیر کے مختلف شہروں میں پہنچا، وفد نے جہاں لوگوں کے دلوں میں اپنے خطابات کے ذریعے جہاد کا ولولہ و شوق پیدا کیا، وہاں ان کی مالی معاونت بھی فرمائی، اس موقع پر بھی حضرت مفتی نعیمی صاحب نے اہم کردار ادا کیا۔

☆ 1965ء میں حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کی کوشش سے پہلی بار کراچی کی سطح پر جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا آغاز ہوا۔ جو تا حال ہر سال یہ جلوس نکالا جاتا ہے۔

☆ 1966ء میں کراچی کی سطح پر جماعت اہل سنت کی تشکیل نو کی گئی، اس تقریب میں کثیر تعداد میں علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی اور اس موقع پر حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کو متفقہ طور پر سیکریٹری نشر واشاعت منتخب کیا گیا۔

☆ 1968ء میں طلباء کی تنظیم "انجمن طلباء اسلام" کی بنیاد رکھی گئی، اس تنظیم نے آگے چل کر تاریخی نوعیت کی خدمات انجام دیں، جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اہل سنت کے استحکام کا باعث بنی، تو اس کے بانی حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب ہیں۔ تاہم تدریسی و علمی مشاغل کی وجہ سے آپ اس کے صدر نہ بن سکے، صدارت کے لیے اس وقت کے سرگرم اور متحرک طالب علم حاجی محمد حنیف طیب کا نام پیش کر دیا اور انہیں اپنے ساتھ لے کر صوبہ سندھ کے مختلف شہروں میں پہنچے، ان کا تعارف کروایا اور طلباء سے ان کی معاونت کی درخواست کی۔

## تلامذہ وافاضل:

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے ہزاروں طلباء نے علمی استفادہ کیا، پھر مختلف شعبہ

ہائے زندگی میں مصروف عمل ہو گئے، ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

حضرت علامہ صاحبزادہ سید محمد عرفان شاہ مشہدی، منڈی بہاؤالدین

حضرت علامہ غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی، جامعہ نعیمیہ، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہ تاز، کراچی

علامہ محمد اشرف الحامدی القادری، کراچی

ڈاکٹر محمد عبداللہ قادری، یونیورسٹی آف کراچی

علامہ غلام ربانی، برطانیہ

علامہ خالق احمد چشتی، برطانیہ

علامہ حافظ واحد بخش غوثوی، لاہور

علامہ محمد امین نورانی، کراچی

علامہ مفتی محمد عبداللہ نورانی القادری، کراچی

حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل نورانی، کراچی

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، ملتان

ہمارے ہاں زمانہ قدیم سے یہ روایت تواتر سے چلی آ رہی ہے کہ کسی ممتاز شخصیت کی خدمات کے اعتراف اور خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ان کے انتقال کا بے دردی سے انتظار کیا جاتا ہے۔ انتقال پرملال کے بعد ان کی خدمات کے اعتراف میں مضامین لکھوائے جاتے ہیں، کوئی خوش قسمت مجلّہ ان پر نمبر شائع کر دیتا ہے۔ مگر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما، ممتاز ادیب، مجلّہ سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد کے ایڈیٹر ترجمان اہل سنت، جناب ملک محمد محبوب الرسول قادری صاحب، حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کی حیاتِ مستعار میں ہی خصوصی نمبر شائع کر کے روایت شکنی کے ''مرتکب'' ہوئے ہیں تاہم ان کا یہ جذبہ قابل تقلید ہے۔

**فجزاهم والله تعالیٰ احسن الجزاء۔**

☆☆☆☆☆☆

# یادگارِ اسلاف، علامہ الحاج جمیل احمد نعیمی ضیائی قادری اشرفی

تحریر: استاذ العلماء مولانا محمد منشا تابش قصوری ☆

دنیائے اسلام کی علمی، عملی روحانی شخصیت حضرت علامہ الحاج مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی ضیائی قادری دامت برکاتہم ومدظلہ، کو اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ نے بے پایاں اوصاف جمیلہ، کمالات حمیدہ سے نوازا ہے، پاک و ہند میں وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جس کے اکابر علماء ومشائخ سے بہت ہی گہرے اور مضبوط مراسم رہے اب وہ تاریخ ساز ہستیاں عالم بقا میں آرام فرما ہیں اور حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی اُن کے فیوض ربرکات کے قاسم ہیں۔

زمانۂ طالب علمی سے ہی آپ نے ترقی کی منازل طے کرنا شروع کر دی تھیں۔ آپ نے اپنی بصیرت وفراست سے اکابر کے دل میں جگہ بنا لی تھی، درس وتدریس، تعلیم وتعلم، تحریر وتقریر میں اعتدال وجمال کا غلبہ مگر جب مسلک حق پر کسی نے انگلی اٹھانے کی کوشش کی تو آپ نے اپنی اجمال صفت کو بھی اجاگر فرمایا۔

آپ کراچی میں متعدد تنظیموں، انجمنوں کے سرپرست چلے آرہے ہیں۔ انجمن طلبائے اسلام کے آپ بانی ہیں۔ دعوت اسلامی آپ کی موجودگی میں قائم ہوئی۔ حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ ارشد القادری، علامہ محمد عبد الستار خان نیازی علیہم الرحمۃ نے مولانا محمد الیاس قادری کا نام پاس کیا، تو علامہ نعیمی صاحب نے فرمایا تبلیغی جماعت کا الیاس ادھر اور سُنیت کا الیاس ادھر ہے۔

دار العلوم نعیمیہ کے بانیوں میں جہاں علامہ مولانا مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ کا نام آتا ہے علامہ نعیمی کا نام بھی ساتھ آتا رہے گا۔ ان شاء اللہ جب دار العلوم نعیمیہ ابھی کھڈوں کی صورت میں تھا میرا بھی اس وقت وہاں جانا ہوا۔ وہ یوں کہ حضرت علامہ مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ کا جامعہ نظامیہ لاہور میں آنا جانا رہتا تھا، انہوں نے علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ کے سلسلہ میں کہا مفتی صاحب ہمارے ساتھ بھی کراچی کا سفر کریں چنانچہ حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی، علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ اور راقم السطور محمد منشا تابش، حضرت علامہ مفتی جسٹس شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ کی معیت میں کراچی پہنچے، 25 صفر المظفر جامعہ امجدیہ میں یوم اعلیٰ

---

☆ بزرگ عالم، مصنف، مؤلف، مترجم، شاعر 0345-4680027

☆ خطیب مسجد حیات النبی مرید کے ضلع شیخوپورہ

حضرت منایا جارہا تھا۔ فیصل آباد سے علامہ سید زاہد حسین شاہ صاحب قادری علیہ الرحمۃ بھی کراچی کی طرف روانہ ہوئے۔ کینٹ اسٹیشن سے رکشہ لیا اور اسے کہا جامعہ امجدیہ عالمگیر روڈ پہنچایئے۔ رکشہ والا جب جامعہ امجدیہ کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کی طرف دیکھا تو فوت ہو چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم دار العلوم نعیمیہ سے سبھی وہاں پہنچے۔ بڑی حکمت سے جلسہ جاری رہا اور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الاہری علیہ الرحمۃ نے آپ کے نہلانے اور کفن وغیرہ کا انتظام کرایا، جب نماز جنازہ کا وقت آیا تو اعلان کیا گیا، سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے علماء کرام مشائخ عظام کی موجودگی میں سید زاہد حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ بعدہٗ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ نے بائی ایر میت کو فیصل آباد پہنچایا۔

اسی دوران جامعہ نعیمیہ مجددیہ ملیر میں یوم رضا کے سلسلہ میں جانا ہوا۔ یہ جامعہ بھی کچرے کے ڈھیروں سے دیواریں نکال رہا تھا۔ کھلے میدان میں مناسب جگہ پر جلسہ کا اہتمام تھا۔ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ نے خصوصی خطاب فرمایا۔ ایک بار پھر جانا ہوا تو حضرت صاحبزادہ علامہ محمد جان نعیمی مدظلہ نے یادگار میزبانی فرمائی۔ ہم نے وہاں رجسٹر میں اپنے اپنے تاثرات بھی درج کیے۔

حضرت علامہ نعیمی مدظلہ نے ماہنامہ ترجمان اہل سنت نہایت اعلیٰ معیار پر شائع کرنا شروع کیا۔ حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب اور علامہ محمد عبدالحکیم شرف علیہ الرحمۃ سے علامہ نعیمی نے فرمایا چند ملفوظات سے نوازیئے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے میری طرف اشارہ کیا، راقم نے جو کچھ بن پڑا کہا۔ اس زمانہ میں ''ترجمان اہل سنت'' رسائل وجرائد میں اپنی مثال آپ تھا یا یوں سمجھئے علامہ نعیمی صاحب کی خوبصورت مثال تھا، خصوصاً تحریک نظام مصطفےٰ نمبر تاریخ کا حصہ ہے۔

علامہ نعیمی صاحب نے عشق رسول ﷺ کی تقسیم کے لئے ''مجلس دلائل الخیرات'' قائم فرمائی جملہ اراکین نے بالاتفاق آپ کو مجلس کی صدارت سپرد کی آپ کی نگرانی میں کتاب ''دلائل الخیرات'' کو چھوٹے، بڑے، بڑے سے بڑے سائز میں مختلف زبانوں کے تراجم کے ساتھ شائع کرنے کی طرح ڈالی جو بفضلہ تعالیٰ بڑھ رہی ہے۔ حضرت علامہ سید سلیمان جزوی علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس مبارک بھی جامع مسجد آرام باغ کراچی میں ہوتا ہے۔ حاضرین کے لئے روحانی و مادی تبرک کا وسیع اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے بھی لاہور سے کراچی اس تقریب سعید میں مدعو کیا گیا۔ اختتامی تقریر کا شرف ناچیز کو حاصل ہوا۔

راقم السطور کا جب بھی کراچی جانا ہوا، ہوٹل وغیرہ کی فری آفر کے باوجود ناچیز نے دار العلوم

نعیمیہ میں قیام کو ترجیح دی۔ آپ بڑے متحرک ہیں۔ جس قسم کے فن کے کسی کو لائق دیکھا اسے بڑھانے کی تجویز دیتے بلکہ عمل کرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، ناچیز نے پاک و ہند کے سینکڑوں علماء کرام کی تصانیف و تالیفات پر "نشان منزل" کے عنوان سے تقاریظ وغیرہ لکھیں تو آپ نے "مونس نشان منزل" کے لقب سے میری حوصلہ افزائی کی اور فرماتے رہتے ہیں کہ "نشان منزل" کو کتابی صورت میں شائع کریں، جو کچھ ممکن ہوگا دامے، درمے، قلمے، سخنے معاونت فرمائیں گے۔ دعا کریں آپ کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کرسکوں، جب اسلام آباد، لاہور یا قرب و جوار، کسی شہر میں تشریف لاتے ہیں تو مرید کے بھی اپنے قریبی رشتے داروں کے ہاں جلوہ فرماتے ہیں، مجھے بھی یاد کرتے ہیں تو کچھ دیر فیوض و برکات سمیٹنے کی نعمت عظمیٰ حاصل ہو جاتی ہے۔

7 ماہ رمضان المبارک 1441ھ، یکم مئی 2020ء۔ (جمعۃ المبارک بوقتِ عصر)

☆☆☆☆

## منقبت در شان حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی

محبت و پیار سمایا ہے جن میں
بزرگوں کا فیض بھی پایا ہے جن میں
جو اسلاف کی خبر رکھتے ہیں ازبر
وہی تو ہیں ہستی جمیل نعیمی

مقرر ہیں ایسے کروں کیا بیاں میں
عشق رسول جھلکتا ہے جن میں
انکساراً وہ کہتے ہیں خود کو احقر
وہی تو ہیں ہستی جمیل نعیمی

ہیں استاذ جن کے تاج العلماء
ہے لقب خود ان کا استاذ العلماء
ہیں بس یہی ایک تو سب کے رہبر
وہی تو ہیں ہستی جمیل نعیمی

حسن بے مثال پایا ہے جن میں
"اسم با مسمّٰی" صفات ہیں جن میں
مگر پھر خود کو وہ کہتے ہیں کم تر
وہی تو ہیں ہستی جمیل نعیمی

ہو شیریں زباں نام لوں جب میں ان کا
دعا ہے یہی بس رہے سایہ ان کا
ابوتراب ہر ہر لحظہ و ہر دم
وہی تو ہیں ہستی جمیل نعیمی

نتیجہ فکر: ابوتراب علامہ سید محمد علی شاہ قادری (فاضل و استاذ دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

☆☆☆☆

# نابغۂ عصر

تحریر: حضرت صاحبزادہ مفتی مظہر مختار درانی ☆

حیات انسانی کے دو پہلو ممتاز ہیں ایک انسان کا ظاہری پہلو اور دوسرا روحانی و باطنی۔ دونوں کا باہم ربط ''احسن تقدیم'' کا منظر نامہ ہے۔ ظاہر و باطن کا توازن شرف انسانی ہے۔ علم اور معرفت انسانیت کی معراج ہے۔ علم ظاہری استنباط، استخراج کی صلاحیت بخشتا ہے اور معرفت کشف حقائق عطا کر کے اسرار و رموز کے دریچوں کو وا کرتی ہے۔ دونوں کا امتزاج کسی بھی فرد کو آسمان علم کا وہ تابندہ ستارہ بنا دیتا ہے۔

صدر الافاضل حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب نابغۃ العصر شخصیات میں سے ہیں جن کو رب لم یزل نے علم و حکمت، تدبر و تفکر، ظاہر و باطن کے علم سے مرصع فرمایا ہے۔ پاکستان کی عظیم درسگاہ و دانشگاہ دار العلوم نعیمیہ کراچی جو لاریب عصر حاضر میں علم و آگہی کا سرچشمہ ہے جہاں معقولات و منقولات پڑھائے جا رہے ہیں۔ دار العلوم نعیمیہ فقہ میں ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس امتیازی حیثیت کے محرک حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب ہیں آپ کی شخصیت میں جاذبیت، سحر آپ کی علوم متداولہ میں مہارت اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہے اور عشق رسول ﷺ کا فروغ آپ کا مقصد حیات ہے۔ بقول شیخ جامی رحمۃ اللہ علیہ

جامی راہِ ھدیٰ نجدا غیر عشق نیست<br>
گفتیم والسلام علیٰ تابع الہدیٰ

اللہ رب العزت آپ کا سایۂ عاطفت تا دیر سلامت رکھے۔ (آمین)

---

☆ خطیب و مدرس، محقق، خان پور کٹورا ضلع رحیم یار خان۔ 0306-7498831

# نباض قوم حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی

تحریر: مفتی محمد عارف نورانی ☆

جناب محترم ملک محبوب الرسول قادری نے فون پر یہ مژدہ سنایا کہ امسال قائد اہلسنت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک ''النورانی'' کے پُرکیف موقع پر حضرتؒ کے دست راست علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کی دینی ملی خدمات پر خصوصی نمبر کی اشاعت کا اہتمام کیا جارہا ہے حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ راسخ العقیدہ باعمل عالم دین اور نباض قوم ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے لے کر تاحال آپ نے ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کے حل کے لئے اپنی تحریر و تقریر اور تحریکات کے ذریعے ہراول دستہ کا کردار ادا کیا۔ وہ امت مسلمہ کے نوجوان طلباء و طالبات کا ناطہ تاجدار کائنات حضرت محمد ﷺ کے ساتھ جوڑنے (وابستہ کرنے) کے لیے متحرک رہے انجمن طلباء اسلام کا قیام ہویا۔ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے تحریک نظام مصطفےٰ اور تحفظ مقام مصطفےٰ ﷺ ختم نبوت کا مسئلہ آپ کا کردار مثالی رہا۔ علامہ صاحب اس وقت بھی کبرسنی کے باوجود خدمت دین کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ سے قائد اہلسنت کے سالانہ عرس کے موقع پر قاری محمد زماں چشتی صدر مدرس شعبہ حفظ جامعہ نعیمیہ کی معرفت ملاقات ہوئی۔ ہم نے آپ سے کچھ مسائل میں رہنمائی بھی لی۔ آپ اپنے اخلاق کریمہ میں یادگار اسلاف ہیں۔ آپ نے کتب اور عطر کا انمول تحفہ بھی عنایت فرمایا۔ غالباً پیر سید نصیر الدین شاہ گولڑوی نے اسلام آباد میں منعقدہ تعزیتی ریفرنس قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی میں فرمایا تھا ''کیا خراج تحسین پیش کرنے کے لئے مرنا شرط ہے''، یعنی بزرگوں کی خدمات کو ان کی زندگی میں خراج تحسین پیش کیا جائے تاکہ ان سے خدمت دین کا مزید کام لیا جاسکے اور رہنمائی حاصل کی جائے۔ جو ملت کا پہلو تشنہ ہو اس پر کام کیا جاسکے۔ جناب محترم محبوب الرسول قادری نے حضرت جمیل العلماء والمشائخ کی حیات مستعار میں ہی آپ کی دینی، ملی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے خصوصی شمارہ کی اشاعت کا پروگرام بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے وارثین انبیاء کی دینی، ملی خدمات سے امت اسلامیہ کو مستفید کرنے کے پروگرام میں کامیابی عطا فرمائے۔

(7 مئی 2020ء رمضان المبارک)

---

☆ عالم دین، دینی اسکالر، تحصیل مفتی کوٹلی آزاد کشمیر 0346-5170428

## جمیل العلماء علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ

# ایک عہد آفریں شخصیت

از قلم: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری ☆

بہارِ گلزار علم و حکمت جمیل احمد، جمیل ملت
جمال کردار و حسن سیرت جمیل احمد، جمیل ملت

جمیل العلماء علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری صاحب دامت برکاتہم العالیہ عصرِ حاضر میں مملکت خداداد پاکستان کے علماء اہل سنت میں ایک ممتاز نام ہے۔

آپ کی ولادت 12 فروری 1936ء کو انبالہ (مشرقی پنجاب، ہندوستان) میں قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ پانی پت کے مشہور قاری مولانا قاری محمد اسماعیل رحمہ اللہ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں مولانا محمد وارث چشتی، مولانا قاضی محمد زین العابدین نقشبندی اور مولانا محمد ارشاد رحمۃ اللہ علیہم سے دینی تعلیم حاصل کی۔

تقسیم ہند کے بعد آپ اپنے خاندان کے ہمراہ انبالہ سے ہجرت کر کے لاہور آ گئے اور یہاں آپ نے شاہ عالم گیٹ لاہور میں قیام کیا۔

1950ء میں آپ لاہور سے کراچی منتقل ہو گئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ یہاں آپ نے اپنی تعلیم کا حصول جاری رکھا، سکول میں مڈل تک پڑھا۔

مولانا مسعود احمد چشتی صابری رحمہ اللہ (م 1406ھ/1986ء) سے "بہار شریعت" کا پہلا حصہ پڑھا اور یہی آپ کے سسر بھی بنے۔

تاج العلماء علامہ مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (م 1386ھ/1966ء) 1951ء میں مراد آباد سے ہجرت فرما کر کراچی آ گئے اور مخزن عربیہ بحر العلوم کراچی میں تدریس شروع فرما دی، آپ نے بھی ان کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کیے، آپ نے یہاں سے صرف، نحو میر، منطق و فلسفہ اور دورۂ حدیث تک تمام تعلیمی مدارج مکمل فرمائے اور 1960ء میں علمائے کرام کے جم غفیر میں آپ کی دستار

---

☆ مدیر اعلیٰ "الحقیقہ"، ماہر تقریظاتِ کتب، قلم کار، ماہر تعلیم 0311-8164591
بانی و سربراہ: ادارہ فروغ افکار رضا، برہان شریف ضلع اٹک، امام اہل سنت لائبریری برہان، بیت الفناہ برہان

فضیلت ہوئی۔ اسی سال آپ کی ازدواجی زندگی کا آغاز بھی ہوا۔

فراغت کے بعد مادر علمی ہی میں آپ مدرس مقرر ہوئے اور موقوف علیہ تک کتابیں پڑھاتے رہے۔ کچھ عرصہ دارالعلوم مظہریہ آرام باغ کراچی میں اور کچھ عرصہ کراچی کے ایک ہائی سکول میں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے بانی اراکین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اس وقت آپ یہاں دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے ٹرسٹی ہونے کے ساتھ استاذالحدیث اور ناظم تعلیمات کے عہدے پر فائز ہیں۔ بزم نعیمی کے سرپرست ہیں۔ آپ میدان خطابت کے بھی شہسوار ہیں۔ اپنے استاذ گرامی تاج العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر 1956ء سے تا حال جامع مسجد صرافہ بازار کراچی میں نہایت استقامت سے نماز جمعہ اور عیدین میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح دیگر اجتماعات میں بھی شرکت فرماتے ہیں اور اپنی خطابت کا لوہا منواتے ہیں۔ آپ نے اہل سنت کی مختلف تنظیموں میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ انجمن طلباء اسلام کے بانیان میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اس تنظیم کو منظم اور فعال کرنے میں آپ کا کردار نہایت نمایاں رہا۔ اسی طرح جماعت اہل سنت پاکستان اور جمعیت علمائے پاکستان کے ناظم اعلیٰ کے عہدے پر بھی آپ کچھ عرصہ فائز رہے ہیں۔

آپ نے مختلف مذہبی اور ملی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران اگرچہ آپ نوعمر تھے لیکن اس کے باوجود مسلم لیگ کے جلسے جلوسوں میں شریک ہو کر پاکستان کے حق میں نعرے لگاتے تھے۔

1971ء میں جب مملکت خداداد پاکستان کو ناعاقبت اندیش حکمرانوں کی وجہ سے دولخت ہونا پڑا تو اس وقت "بنگلہ دیش نامنظور تحریک" میں آپ نے شامل ہو کر اپنی تقاریر کے ذریعے حکمرانوں کی اس روش کی بھرپور مذمت فرمائی تھی۔

1965ء میں جہاد کشمیر کے حوالے سے آپ نے مجاہدین کی مالی اعانت فرمائی، اسی طرح 1965ء کی جنگ میں آپ نے مجاہد ملت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں چونڈہ اور کشمیر کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور وہاں کے لوگوں میں خورد ونوش کا سامان تقسیم کیا اور مالی تعاون بھی فرمایا۔

1973ء میں کلمۂ حق کہنے پر آپ کو گرفتار کیا گیا اور سنٹرل جیل کراچی میں اکتالیس دن آپ کو قید میں رکھا گیا۔ آپ کے ہمراہ علامہ مفتی محمد حسن حقانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد تقی شہید رحمۃ اللہ

علیہ بھی قید میں تھے۔

عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے آپ نے ہمیشہ سرگرمی دکھائی ہے اور ملک میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے عوام کو باخبر رکھا ہے۔ اگست ستمبر 1972ء میں آپ کی ادارت میں ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" کا ختم نبوت نمبر شائع ہوا تو اس کے آخر میں آپ نے ایک پیغام کے ذریعے قوم کو قادیانی ذریت سے خبردار فرمایا۔ اس پیغام کی آخری سطور ملاحظہ فرمایئے۔

"لہٰذا میں تمام مسلمانوں سے خدا اور رسول کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کی امت سے ہوشیار رہیں اور ان کی ایمان سوز تخریبی کارروائیوں سے بچتے رہیں۔" (ص ۱۱۵)

آپ کا شمار قائد اہل سنت علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء میں ہوتا ہے، آپ نے ان کی قیادت میں تحریک ختم نبوت 1953ء اور تحریک ختم نبوت 1974ء میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح ملک میں جب تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ چلی تو آپ اس میں بھی نمایاں طور پر سامنے آئے۔ آپ نے جماعت اہل سنت اور جمعیت علمائے پاکستان کے زیر اہتمام ملک کے طول وعرض میں پروگراموں میں حصہ لیا اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے ہر ممکن کوشش فرمائی۔

1963ء میں آپ نے پہلی مرتبہ اور 1980ء میں دوسری مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول اللہ ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ جب کہ گیارہ مرتبہ عمرہ اور حرمین شریفین کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔

سیروا فی الارض کے تحت آپ نے تبلیغ دین کے لئے کئی ممالک کے اسفار کیے ان میں حرمین شریفین، عراق، ایران، سری لنکا، بھارت، متحدہ عرب امارات اور برطانیہ شامل ہیں۔ آپ اپنے دادا استاد صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ کی نسبتِ تلمذ کی وجہ سے "نعیمی" قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت ارادت رکھنے کی وجہ سے "ضیائی" اور اپنے سسر مسعود احمد چشتی رحمہ اللہ سے خلافت کی وجہ سے چشتی کہلاتے ہیں۔

آپ بچپن ہی سے ذوق مطالعہ رکھتے تھے۔ پھر حاصل مطالعہ کو صفحۂ قرطاس پر بھی لے آتے تھے۔ قلم وقرطاس سے آپ کا ہمیشہ گہرا تعلق رہا ہے۔

آپ نے وقتاً فوقتاً مختلف رسائل وجرائد کا اجرا بھی فرمایا تھا اور انہیں نہایت کامیابی سے چلایا۔ آپ کی ادارت میں جماعت اہل سنت پاکستان کا ترجمان ماہ نامہ "ترجمان اہل سنت" کراچی

نہایت ہی احسن انداز میں مطلع صحافت پر طلوع ہوتا رہا ہے۔ آپ کی ادارت میں اس کی کئی خصوصی اشاعتیں بھی عمل میں لائی گئی تھیں۔ ان میں تحریک ختم نبوت نمبر، میلاد نمبر، جنگ آزادی نمبر اور غوث الاعظم نمبر بہت مشہور ہوئے تھے۔ اسی طرح آپ "صدائے نعیمی"، "النعیم" اور "الجمعیت" بھی نکالتے رہے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور اس کا ثمرہ دو درجن سے زائد کتب و رسائل کی صورت میں سامنے آیا۔ بزم چشتیہ کراچی کے تحت آپ نے نشر و اشاعت کا محاذ بھی سنبھالا ہوا ہے۔ آپ خود بھی لکھتے ہیں اور دوسروں سے بھی لکھواتے ہیں۔ مختلف لکھنے والوں کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ "سخنِ جمیل" کے عنوان سے مختلف مصنفین کی کتابوں پر تقدیم لکھ کر انہیں ہلہ شیری دیتے ہیں۔ آپ کی سرپرستی میں مختلف قلمکاروں کی کئی تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ فقیر کا ایک مقالہ "قطب افریقہ علامہ پیر سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور تعاقب قادیانیت" بھی آپ ہی نے بزم چشتیہ کے تحت شائع فرما کر عام کیا ہے۔ آپ ایک عہد آفریں شخصیت ہیں۔ اکابر کے احترام اور اصاغر نوازی میں اپنی مثال آپ ہیں، فقیر کے مہربان اور قدردان ہیں۔ ایک عرصے سے آپ سے مراسلت جاری ہے۔ 2010ء میں جب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے زیر اہتمام شیخ زید اسلامک سنٹر ہال کراچی میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی تو اس میں فقیر بھی مقالہ نگار کی حیثیت سے حاضر ہوا۔ آپ بھی وہاں مہمان خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے۔ آپ نے فقیر کے مقالے کو بہت سراہا اور جامعہ نعیمیہ میں آنے کی دعوت دی۔ مختلف کتابوں سے فقیر کی تواضع فرمائی۔ اب بھی گاہے گاہے فقیر کو فون کر کے خیریت دریافت فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ اللہ! اصاغر نوازی کی ایسی مثالیں کہاں ہیں؟ اسلاف شناسی کے جذبے سے آپ سرشار ہیں اور فکر رضا کے امین ہیں۔ آپ کی اولاد نہیں۔ آپ کے تلامذہ ہی آپ کی اولاد ہیں۔ آپ نے ساری زندگی کتابوں سے پیار کیا اور دوسروں کو بھی ذوق مطالعہ کے لئے تیار کیا۔ آپ نہایت درویشانہ اور صوفیانہ انداز میں زندگی بسر فرما رہے ہیں۔ عاجزی و انکساری میں بے مثال ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے، سلامت، باکرامت اور بااستقامت رکھے، آمین۔ ثم آمین۔

(14 رمضان المبارک 1441ھ)

☆☆☆☆

# بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ

علامہ حافظ محمد فاروق خاں سعیدی

فخر الاماثل زبدۃ الافاضل حضرت مفتی محمد جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ ہمارے اسلاف واکابر کی علمی وروحانی عظمتوں کا نشان اور ان کے جمال وکمال کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ آپ صحیح معنوں میں اکابر کی باقیاتِ صالحات میں سے ہیں۔

راقم الحروف کو حضرت سے دیرینہ نیاز مندی کی سعادت حاصل ہے۔ یہ تعلق میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد صدیق خاں قادری (پروفیسر نشتر میڈیکل یونیورسٹی) کی وساطت سے ہوا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ مفتی صاحب سے میری اولین ملاقات ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ہوئی۔ (حافظے میں سن و سال صحیح طور سے کہاں محفوظ رہتے ہیں) حضرت، انجمن طلبہ اسلام کے قیام کے لئے ملتان مدرسہ انوار العلوم تشریف لائے تھے۔ مفتی سید سعادت علی قادری (ابن مفتی سید مسعود علی قادری، محترم الحاج محمد حنیف طیب بھی ہم راہ تھے۔ مدرسہ (اب جامعہ) انوار العلوم کی قدیم عمارت کچہری روڈ پر ان زعماء کے اعزاز میں استقبالیہ ترتیب دیا گیا اور وہیں انجمن طلبۂ اسلام کی ملتان شاخ کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔ حضرت سے ایک یادگار ملاقات کراچی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر ہوئی۔ راقم جماعت اہل سنت یو کے کے زیر اہتمام سالانہ "انٹرنیشنل سنی کانفرنس" میں شرکت کے لئے لندن جا رہا تھا (یہ کانفرنس ہر سال برمنگھم کی مرکزی جامع مسجد گھمکول شریف میں نہایت تزک واحتشام سے منعقد ہوتی ہے) مفتی صاحب بھی اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ بیرون ملک عازم سفر تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت کے پاس بیٹھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان بزرگان کرام کی صحبتوں میں بیٹھے ہیں جن کا تذکرہ ہم کتابوں میں پڑھتے اور اپنے دل ودماغ روشن کرتے ہیں۔

جن سے مل کر زندگی سے پیار ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

مفتی صاحب کا پروقار سراپا، نستعلیق گفت گو، شستہ ورفتہ انداز تکلم، مخاطب کا دل موہ لیتا ہے

---

☆ ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان پنجاب وخطیب جامعہ انوار العلوم ملتان

0300-6350065

بلکہ آپ کے حسین و دل نشین نصائح از دل خیزد بر دل ریزد کے مصداق دل میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ مفتی صاحب کی استقامت و پامردی کی روشن دلیل یہ ہے کہ انہوں نے پہلے دن سے دین و سیاست کے حوالے سے اپنے لئے جس راستے کا انتخاب کیا ابھی تک اس پر گام زن ہیں۔

قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی کی قیادت میں وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے احترام کی جو عظیم جدوجہد شروع کی تھی اس پیرانہ سالی اور ضعف و اضمحلال کے باوجود ہنوز سرگرم عمل ہیں۔ الحمدللہ، اللہ کریم اپنے محبوب پاک ﷺ کے طفیل مفتی صاحب کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے آمین۔

مقام مسرت ہے کہ ہمارے برادر عزیز اور رفیق دیرینہ نام ور اہل قلم ملک محبوب الرسول قادری اپنے مجلّہ ''انوار رضا'' کا خصوصی نمبر شائع کر رہے ہیں۔ ملک صاحب اپنے اکابر کرام اور اسلاف عظام کی سیرت و سوانح اور احوال و آثار اور تعلیمات کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے تاریخ ساز اور یادگار خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جو کام بڑے بڑے اداروں کے کرنے کا ہے ملک صاحب اکیلے یہ معرکے سر کر رہے ہیں۔

''انوار رضا'' کا یہ نمبر اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ مفتی صاحب کے سوانح و افکار کی اشاعت اور خدماتِ جلیلہ کا اعتراف ان کی زندگی میں کیا جا رہا ہے جو خوب ہی نہیں بہت خوب ہے۔

راقم دکھی دل کے ساتھ عرض گزار ہے کہ ہم ایک مردہ پرست قوم کی شہرت رکھتے ہیں۔ دور حاضر کا المیہ ہے کہ ہم زندگی میں اپنے بڑوں کی عزت و احترام اور ان کی خدمات کا اعتراف تو در کنار ان پر طنز و تشنیع کے تیر برساتے اور دشنام و اتہام کے نشتر برساتے ہیں اور پھر ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد عرس مناتے اور مزاروں پر چادریں چڑھاتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ''مردہ قومیں مردوں کو پوجتی ہیں اور زندہ قومیں زندہ لوگوں کے جوہر کو سراہتی ہیں''، ہم اس موقع پر برادرم ملک محبوب الرسول قادری کی مساعی جمیلہ کا دل و جان سے اعتراف کرتے ہوئے احباب کرام سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ''انوار رضا'' کے ساتھ ہمہ قسم تعاون کریں گے تاکہ دین و مسلک کی یہ خدمات روز افزوں جاری و ساری رہیں۔

☆☆☆☆☆

# منفرد شخصیت، علم کا خزانہ

تحریر: سید غلام یٰسین گیلانی ☆

انسانی تاریخ میں نہ جانے کتنے عروج وزوال ا راد بار واقبال کے دور آئے اور ہر بار ایک نئی تاریخ مرتب ہوئی اور تاریخ اسلام میں کچھ ایسے انمول موتی اور نابغہ روز گار شخصیات ہیں جن کے پاکیزہ اور لازوال تذکروں سے انسانیت کے صحیفے اور تاریخ کے صفحات روشن ہیں چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو انسانی بقاء منظور ہے اس لئے ہر موڑ پر اس ذات نے اسے محفوظ رکھا اور انسانی نسل کو جِلا بخشی۔ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے داعی پیغمبر اسلام ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی چونکہ انوار ربانی کا ظہور وقوع پذیر ہونا تھا اور دین کا مشن آگے بڑھنا تھا اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث بنا کر علمائے امت کو اس کا اہل اور ذمہ دار بنایا۔ یہ سلسلہ ہر دور میں چلتا رہا اسی طرح گذرتی رہی زمانہ کروٹیں لیتا رہا۔ نئے نئے فتنے سر اٹھاتے رہے ہر فرقہ نے حق پر ہونے کا دعویٰ کیا شریعت کا شیرازہ منتشر نہ ہوا ہر کوئی اپنے نظریات کی ترویج واشاعت کرنے لگا ایسے وقت میں اہل حق کی سربلندی اور اسلام وسنیت کی حفاظت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام شاہ احمد رضا خان فاضل بریلی رحمہ اللہ کو پیدا فرمایا جنہوں نے بہت سارے فتنوں کا قلع قمع فرمایا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ ہی کے فیضان کی ایک کلی استاد الاساتذہ رئیس المدرسین جامع معقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر استاد العلماء حضرت الحاج مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات مبارکہ ہے۔ پھر بندہ ناچیز کو پیکر اخلاص، اہلسنت کے نامور لکھاری جنہوں نے قلم وقرطاس کے ذریعہ ہر میدان میں اہلسنت کا بھرم رکھا جناب ملک محبوب الرسول قادری زید مجدہٗ نے حکم فرمایا کہ وہ مفتی اعظم پاکستان کا ایک نمبر شائع کر رہے ہیں اس میں اپنا پیغام دیں جو بندہ ناچیز کے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں۔ ملک محبوب الرسول قادری زید مجدہٗ کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں انہوں نے ہر محاذ پر اپنی تصنیف وتالیف اور تقریر کے ذریعے اہلسنت کا پرچم بلند رکھا بلاشبہ ملک محبوب الرسول قادری زید مجدہٗ اہلسنت کی محبت کا استعارہ، اخلاص کا مینارہ اور جہد مسلسل کا حوالہ ہیں اللہ پاک سلامت رکھے الغرض مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ سے میرے شیخ طریقت قائد کشمیر حضور قبلہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہم رکابی میں کئی بار

---

☆ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت جموں وکشمیر

شرف زیارت وملاقات اور ہم کلامی ہوا بلکہ کراچی میں مجھے جان اہلسنت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد جان نعیمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی موجودگی میں اتحاد اہلسنت کے لئے ایک کمیٹی بنی جس میں پاکستان کے اکابر علمائے کرام موجود تھے اس تشکیل کردہ کمیٹی کے چیئرمین مفتی اعظم پاکستان استاذ الاساتذہ مفتی جمیل احمد نعیمی تھے تین رکنی کمیٹی کے ممبران (۱) حضرت علامہ پروفیسر سعید احمد اسعد اور بندہ ناچیز سید غلام یٰسین گیلانی تھے۔ حضور قبلہ حضرت (پیر محمد عتیق الرحمان فیض پوری) صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں ہونے والی ملاقاتیں یادگار اور زندگی کا سرمایہ ہیں۔ بلاشبہ قبلہ مفتی صاحب اپنے زمانہ کے عظیم علماء کرام میں سے ہیں جنہوں نے تدریسی تقریری میدان میں پوری دنیا میں اہلسنت کی لاج رکھی ملاقاتوں میں آپ نے علمی جواہر ارشاد فرمائے ان میں راقم جو سمجھا وہ یہ ہے کہ ہزاروں علمائے کرام کے استاد قبلہ مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کو تفسیر قرآن، حدیث، اصول حدیث، اسلامی فقہ، اصول شعر وسخن، ادب، فلسفہ علم نحو، علم منطق، علم صرف دیگر علوم وفنون کی تدریس کے ہر شعبے میں آپ کو مہارت تامہ اور بصیرت کاملہ ہے۔

بہت مرتبہ جامعہ نعیمیہ میں بھی شرف ملاقات ہوا آپ کی شخصیت اہلسنت کے لئے ایک علمی خزانہ ہے۔ ملک صاحب کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب قبلہ کا اہلسنت پر سایہ تادیر سلامت باکرامت رکھے اور آپ کو صحت وسلامتی کے ساتھ خدمت دین سے مزین زندگی کی لمبی بہاریں عطا فرمائے اور حضور قبلہ حضرت صاحب فیض پوری کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

## فخرِ اہلِ سنت، شیخ الحدیث، علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی

حضرت جمیلِ خوش نوا ہیں غلامِ مصطفیٰ
عالمِ دینِ مبیں تاج العلماء کے چہیتے
ہیں وہ لائقِ صد احترام فخرِ اہلِ سُنہ
اک بڑے یہ بھی سرِ بزمِ جہاں ہیں محدث
آپ سے الفت محبت رکھتے ہیں پیر وجواں
سرپرستی طالبانِ علم کی ان کا شعار
دین کی تبلیغ میں کردار اعلیٰ آپ کا
دل کی گہرائی سے کرتا ہوں میں ان کا احترام
حوصلے میرے بڑھا کر مجھ کو دیتے ہیں دعا

ربِ عالم کا کرم بے شک ہے ان پر بے بہا
آپ کی خدماتِ دینی لائقِ صد آفریں
عالمانِ حق میں طاہر معتبر ہے ان کا نام
سنتِ خیر البشر کے ہیں مفسر ضوفشاں
آپ سے آباد ہے اِک علم وحکمت کا جہاں
کوششوں سے آپ کی علمی چمن میں ہے بہار
کیوں نہ ہو پھر دو جہاں میں بول بالا آپ کا
راہبر کاملِ جمیل احمد نعیمی کو سلام
ہے دعا طاہر سدا قائم رہے یہ سلسلہ

شاعرِ حمد ونعت طاہر سلطانی۔ کراچی ☆0300-2831089

## گھر کی گواہی

### انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اپنا تاثر لکھوایا۔ ملاحظہ فرمائیں

### مولانا ریاض محمود شاذلی اور انکے رفقاء کا تاثر ☆

مولانا ریاض محمود شاذلی حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کے معاون خاص ہیں اور مہمانوں کی آمد و رفت، کتابی حوالہ جات کی فراہمی، لائبریری کی دیکھ بھال کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد کے اس خاص نمبر کی تدوین کے حوالہ سے انہوں نے ہمارے ساتھ بھرپور علمی و قلمی تعاون کیا اور وقت بے وقت ہمارے برقی رابطوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔ آپ پپلاں ضلع میانوالی سے تعلق رکھتے ہیں۔ 1979ء میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے 2004ء میں دار العلوم نعیمیہ آئے اور دورۂ حدیث تک مکمل تعلیم یہیں حاصل کی۔ 2009ء میں آپ کو سند الفراغ اور دستار فضیلت سے نوازا گیا۔

آپ 2012ء میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹیوں سے نوازا ہے۔ 2009ء سے آپ دار العلوم نعیمیہ کے لائبریرین کے ساتھ ساتھ علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی کی خدمت کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دار العلوم نعیمیہ کے زیر انتظام اجتماعی قربانی کے انتظامات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

## دل کی آواز

ہم اپنے تمام اساتذہ کرام و مشائخ عظام کا دل کی گہرائیوں سے ادب و احترام کرتے ہیں مگران میں سے بعض شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی شفقت و محبت اور اپنے چھوٹوں پر بے حد عنایت ہوتی ہے انہی حضرات میں سے ایک شخصیت ہمارے مشفق و محترم استاذ العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری زید حکمہ کی بھی ہے جو نہ صرف ہماری روحانی و اخلاقی تربیت کرتے ہیں بلکہ ہمارے مشکل حالات ہماری مادی خدمت کو اہمیت دیتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام و علی الہ اصحابہ والاولیاء امتہ و علماء ملتہ کے صدقے موصوف کو اور ہم سب کو صحت و عافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ تادیر دین متین کی خدمات جلیلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الامین۔

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

بمطابق ۱۴ مئی ۲۰۲۰ء

مولانا ریاض محمود نعیمی

مولانا منور احمد نعیمی

مولانا قاری بہادر خان

☆ دار العلوم نعیمیہ دستگیر 15 کراچی 0308-3005159

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی
انوارِ رضا
جوہر آباد

3

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

# اہل طریقت کا خراج

## پیغام

# امیر اہل سنت حضرت پیر میاں عبد الخالق القادری

امیر مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان / سجادہ نشین درگاہ بھرچونڈی شریف

استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ہمارے مسلک وملت کا سرمایہ ہیں آپ کا شمار دین کے ایسے مخلص اور صاحبِ فکر وعمل لوگوں میں ہوتا ہے جو وقتی دنیاوی ہنگاموں سے بے نیاز اور تیری میری سے ناتا توڑ کر ایک مشن اور جہت منتخب کر کے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں اور پورے اخلاص کے ساتھ اپنے مشن کی تکمیل میں اپنی زندگی صرف کر دیتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب اسلام کے حقیقی مجاہد ہیں اور فکر وقلم کے خاموش مبلغ بھی۔ جن کے دائیں بائیں دنیاوی ہنگامے بپا ہوتے ہیں مگر وہ ان سے اپنا دامن بچا کے رکھتے ہیں ان کے آس پاس آسائش وآرائش کے بیسیوں سامان سجے ہوتے ہیں لیکن ان کی طرف دھیان دینا یہ لوگ اپنی توہین سمجھتے ہیں حضرت مفتی صاحب سے میری شناسائی اور نیازمندی کا سلسلہ برسوں پر محیط ہے جب بھی کراچی جانا ہوتا ہے تو عزیز دوست مفتی محمد جان نعیمی کے ہمراہ مفتی صاحب کی دست بوسی کے لئے ضرور جانا ہوتا ہے ان سے محبت اور تعلق اور بھی مضبوط ہوا جب ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ 13 اکتوبر 1955ء جہانگیر پارک میں جمعیت علماء پاکستان کے سربراہی اجلاس کے وہ عینی شاہد ہیں کہ جس کی صدارت میرے پردادا ناصر تحریک پاکستان پیر عبد الرحمان بھورل سائیں رحمہ اللہ نے کی تھی اور یادگار صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا تھا اسی طرح وہ میرے دادا پیر عبد الرحیم شہید کے ساتھ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے کی گئی جدوجہد کو آج بھی یاد کرتے ہیں اور اس فخر کو محسوس کرتے ہیں۔ انجمن طلباء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے آپ کی دینی وملی خدمات ناقابل فراموش ہیں آپ کا شمار قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کے بااعتماد، وفا شعار اور مخلص ساتھیوں میں ہوتا ہے۔ درس وتدریس کے حوالے سے بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور پیرانہ سالی کے باوجود عرصہ دراز سے جامعہ نعیمیہ فیڈرل بی ایریا کراچی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے آپ حقیقی معنوں میں اسلاف کی نشانی ہیں آپ کی دینی، ملی تحریکی وتدریسی خدمات کے اعتراف کے طور پر انوار رضا کا یہ خصوصی نمبر قابل تحسین ہے اور ادیب اہل سنت ملک محبوب الرسول قادری بجا طور پر مبارکباد اور ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں ایسے بزرگوں کی خدمات کا اعتراف جس کا رجحان ہمارے ہاں بہت کم پایا جاتا ہے مگر ملک صاحب کو اللہ تعالیٰ ہمت حوصلہ اور صحت عطا فرمائے جنہوں نے اس روش کو زندہ رکھا ہوا ہے اللہ مفتی صاحب کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور ہم سب کو اسلاف کے مشن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

# حضرت جمیل العلماء دامت برکاتہم

تحریر: حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد محب اللہ نوری ☆

سرکار ابد قرار ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (سنن ابی داؤد، حدیث ۴۸۴۲)

"لوگوں کو ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق حیثیت دو"۔

آج من حیث القوم یہ مزاج بن چکا ہے کہ ہم زندہ اہلِ کمال کی قدر نہیں کرتے، ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق ان کے احترام میں بخل سے کام لیتے ہیں اور ان کی صلاحیتوں کے اعتراف میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ اَلْمُعَاصَرَۃُ سَبَبُ الْمُنَافِرَۃ اور اَلنَّاسُ لَا یُحِبُّ النَّاسَ کے مقولے اسی کیفیت کے عکاس ہیں۔ یہ کتنی تلخ حقیقت ہے کہ مرنے کے بعد وہی "فرد" جو عمر بھر لائقِ توجہ نہ ٹھہرا، خوبیوں کا مرقع نظر آنے لگتا ہے۔ بقول احمد ندیم قاسمی:

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہلِ وطن
یہ الگ بات ہے دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

کاش! ہم جانے والوں کا ماتم کرنے کے ساتھ ساتھ، عظمتوں کے حامل زندہ شخصیتوں کی قدر کرنا بھی سیکھیں۔

اہل سنت کے نامور صحافی، ادیب، دانش ور اور مجلہ انوارِ رضا کے مدیر، محبوب العوام والخواص ملک محبوب الرسول قادری لائقِ صد ہا تبریک ہیں کہ انہوں نے اس فرسودہ روایت کے علی الرغم ایک زندہ عالم دین کی خدمات جلیلہ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے "مستقل نمبر" کی طرح ڈالی ہے۔

ملک صاحب کی مردم شناس نگاہ نے ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جو اہلِ سنت کے غیر متنازعہ عالم دین ہیں۔ یعنی بقیہ السلف، پیکر مہر و مودت، سراپا الفت و محبت، پیہم مصروفِ سعی و عمل، چلتے پھرتے انسائیکلو پیڈیا جمیل العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی حفظہ اللہ۔

موصوف ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں۔ وہ بہترین مدرس، اعلیٰ اقدار کے حامل مربی، ممتاز مصنف، ادیب، خطیب اور سیاست کے رموز شناس ہیں۔ انہوں نے تحریک آزادیٔ کشمیر، تحریک ختم

---

☆ سجادہ نشین: حضرت فقیہ اعظم بصیر پور شریف۔ مدیر اعلیٰ نور الحبیب بصیر پور شریف 0300-4321088

نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور کردار ادا کیا۔ انہوں نے اکابر کو بہت قریب سے دیکھا اور ان کی پاکیزہ باتوں اور حسین یادوں کو کتابوں میں محفوظ کرنے کا اہتمام کیا۔ وہ انجمن طلباء اسلام کے بانی ہیں۔ قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کے معتمد ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان کے علامہ نورانی صاحب سے اس زمانے سے روابط تھے، جب وہ مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ کے سیکرٹری تھے۔ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ کی پوتی کے ساتھ مدینہ منورہ میں منعقدہ تقریب نکاح میں نورانی میاں کی طرف سے بحیثیت گواہ شامل ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں جب پاکستان میں غلافِ کعبہ تیار ہوا تو اسے سعودی عرب پہنچانے کی سعادت حاصل کرنے والی کمیٹی میں جمیل العلماء بھی شامل تھے۔

جمیلِ ملت، خوش پوش، خوش ذوق، خوش اخلاق، خوش اطوار اور اپنی ذات میں انجمن ہیں۔ وہ اپنے اساتذہ اور اکابر کے قدر دان، احسان مند اور وفادار ہیں۔ حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید مولانا محمد عمر نعیمی قدس سرہ العزیز کے قابل فخر شاگرد ہیں اور اسی نسبت سے "نعیمی" کہلاتے ہیں۔ انہیں اس نسبت پر فخر ہے اور ہمیشہ اس تعلق کی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھا، جس پر ان کی تصنیف "بانیانِ سلسلہ نعیمیہ" شاہد ہے۔ والد گرامی حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی نسبت سے احقر کو اپنی محبتوں سے نوازتے رہتے ہیں۔ کوئی نئی تصنیف منظر پر آئے تو راقم کو بھجوانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ میں بھی کتابیں بھجواتا رہتا ہوں، اگر کوئی کتاب نہ بھجوا سکوں تو فون کر کے توجہ دلاتے ہیں، تو تعمیل حکم میں دیر نہیں کی جا جاتی۔ وہ احقر کی تحریروں کی بالالتزام حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ یہ ان کی خوردہ نوازی ہے کہ علمی کاموں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مہینہ میں ایک دو بار فون کر کے خیریت دریافت کر لیتے ہیں۔

حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ کے حوالے سے کوئی کتاب شائع ہو تو ضرور مطلع فرماتے ہیں۔ حضرت مراد آبادی رحمہ اللہ کا کوئی نایاب مضمون یا تحریر ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تو نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔

چند سال پہلے انڈیا کے ایک عالم دین علامہ ذوالفقار علی نعیمی نے حضرت صدر الافاضل کی سوانح کی ترتیب کا بیڑا اٹھایا تو انہیں میرا رابطہ نمبر دیا، چنانچہ میں نے حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ کی اسناد پر مشتمل "ثبتِ نعیمی" کے نایاب نسخہ کی فوٹو کاپی انہیں اور حضرت جمیل ملت کو بھجوائی۔ یہ کتاب

حضرت کے خلفاء وتلامذہ میں کسی اور کے ہاں دستیاب نہیں، صرف والد گرامی حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ کے پاس حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ کے دستخط اور اجازت نامہ کے ساتھ محفوظ تھی، جو احقر نے جمیل ملت کی ترغیب پر مولانا ذوالفقار علی نعیمی رحمہ اللہ کو فراہم کی۔ انہوں نے اسے مرتب کر کے مسودہ برائے اصلاح احقر کو بھجوایا اور یوں یہ نایاب ونادر کتاب انڈیا سے شائع ہوئی۔

اہل سنت کے نامور محقق حضرت پیرزادہ عابد حسین شاہ نے "ثبت نعیمی" کے حوالے سے تین تحقیقی کتابچے تحریر فرمائے، جو اُس وقت ان کے سعودی عرب میں قیام کی وجہ سے عبدالحق انصاری کے قلمی نام سے فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور شریف (اوکاڑہ) نے شائع کئے۔ ان کتب کی اشاعت پر حضرت جمیل ملت کی مسرت دیدنی تھی۔

ماضی میں بھی علماء اہل سنت سے حضرت جمیل ملت کے روابط بڑے مضبوط رہے، جس پر ان کی کتاب "روشن دریچے" شاہد عادل ہے۔ اس میں انہوں نے ۱۹۵۲ء سے لے کر ۲۰۱۵ء تک اپنے ہم عصر علماء ومشائخ کے حالات درج کیے ہیں۔ مزید برآں حضرت نورانی میاں کے خاندان کے حوالے سے کئی کتابیں مرتب کروائیں۔

الغرض حضرت جمیل العلماء کا وجود باجود نادرِ روزگار اور اس عہد زبوں کے لئے سرمایۂ صد افتخار ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔ اہل سنت کے علمی حلقوں کو اسلاف کی اس تابندہ نشانی سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی سعی کرنی چاہیے:

هنوز ایں ابرِ رحمت دُر فشان است　　خم و خم خانه با مهر و نشان است

ملک محبوب الرسول قادری حفظہ اللہ کا یہ اعزاز ہے کہ وہ ایسے ہمہ جہت عالم دین کی حیات و خدمات پر خصوصی نمبر شائع کر رہے ہیں۔ وہ پہلے بھی بڑے بڑے عظیم اور ضخیم نمبر چھاپ کر اپنی صحافت کا لوہا منوا چکے ہیں، امید ہے کہ یہ نمبر بھی مقبول خاص وعام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ملک صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہٖ واصحٰبہٖ اجمعین

☆☆☆☆☆

# یادگارِ اکابر، ایک نفیس شخصیت

تحریر: حضرت امیر اہلسنت صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی

جو قومیں اپنے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کے رویے کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتی ہیں اللہ رب العالمین ان کو ہر میدان میں فتح منداور سرخرو کرتا ہے۔ حوصلہ افزائی سے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ترقی جبکہ حوصلہ شکنی سے انارکی وانتشار اور بے برکتی بڑھتی ہے۔

مجھے یہ معلوم ہو کر بے حد مسرت ہوتی کہ اہلسنت کے مؤقر جریدے سہ ماہی ''انوارِ رضا'' جوہر آباد نے حضرت مولانا مفتی نعیمی مدظلہٗ کے احوال اور خدمات کے اعتراف میں اپنی خصوصی اشاعت وقف کردی ہے۔ یہ بڑی عمدہ روایت ہے۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی کا شمار اہلسنت کے مقتدر علماء کرام میں ہوتا ہے۔

مولانا محبوب الرسول قادری ایڈیٹر سہ ماہی ''انوارِ رضا'' جوہر آباد نے مجھ سے رابطہ کر کے مولانا جمیل احمد نعیمی کے بارے میں اظہارِ خیال کیا تو میں نے اپنی علالت اور مصروفیت کے باوجود وعدہ کرلیا۔ لیکن مولانا نعیمی کے ساتھ میرے کوئی اتنے قریبی تعلقات نہیں رہے نہ ان کے ساتھ کسی حوالے سے مسلسل کوئی رابطہ رہا کہ میں ان کے بارے میں کوئی تفصیلی تحریر پیش کرسکوں۔ نہ میری ان سے پُر تکلف دعوتوں میں ملاقات ہوئی نہ بے تکلف ملاقاتوں میں شرکت۔ کبھی سال دو سال میں مختصری ملاقات ہو جاتی تو اس کا ذکر کیا۔ ہاں جوانی سے لے کر اب تک ان سے ملاقاتوں کے جو نقوش میرے ذہن پر ثبت ہیں وہ مختصراً احاطہ تحریر میں لا رہا ہوں۔

جامعہ انوار العلوم ملتان کے سالانہ سہ روزہ جلسے اہلسنت کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ ملک بھر سے اور بیرون ملک انڈیا سے بھی اکابر اہلسنت کی تشریف آوری اور ایک سٹیج پر اتنی کثیر تعداد میں مقتدر علماء ومشائخ کی شرکت کہیں دیکھنے میں نہیں آتی۔ وہ عظیم المرتبت ہستیاں۔

اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

میری مراد محدثِ اعظم ہند حضرت ابوالمحامد سید محمد کچھوچھوی، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم

---

☆ سابق سربراہ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان، مرکزی امیر، جماعت اہل سنت پاکستان

☆ سجادہ نشین حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ ملتان

☆0333-6107271, 0300-6380353

الدین مراد آبادی، شیخ التفسیر حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد، شیخ الحدیث حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد، تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی، حضرت رضا عبدالحامد بدایونی، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی، غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، قائد اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی، شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیھم الرحمۃ والرضوان جیسی نابغہ روزگار ہستیاں جب یہ نفوسِ قدسیہ سٹیج پر جلوہ گر ہوتے تو انوار و تجلیات کی بارش کا کیا عالم ہوگا۔ اسے الفاظ کا جامعہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ حضرت مولانا جمیل امد نعیمی اباجی قبلہ کی دعوت پر جامع کے ان جلسوں میں ہر سال شرکت فرماتے اور مقررین کی کثرت کی بنا پر انہیں تقریر کا موقع تو نہ ملتا لیکن اباجی قبلہ کے اصرار پر دو تین دن ملتان میں قیام کرتے۔

ان اکابر امت کی معیت اور صحبت سے مولانا جمیل احمد نعیمی کی شخصیت میں ایک نکھار آ گیا تھا۔ وہ ان اکابر امت کی عظمتوں کے وارث اور ان کی امانتوں کے امین ہیں۔ مولانا جمیل احمد نعیمی کی خدمات ہمہ جہت ہیں۔ وہ ایک متحرک شخصیت کے مالک ہیں اور دارالعلوم نعیمیہ اس کا ثبوت ہے۔ دارالعلوم اہلسنت کی بڑی درسگاہ ہے۔ حضرت نعیمی صاحب اس کے تعلیمی نظام اور شعبہ جات کی بنیادی اکائی ہیں۔ ناظم تعلیمات اور استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ انجمن طلباء اسلام کے قیام سے ملک کی انتخابی سیاست تک اور جمعیۃ العلماء پاکستان کی سیاسی جدوجہد تک ان کی خدمات نہایت وقیع ہیں۔

وہ ایک نفیس طبیعت رکھنے والے جید عالم دین، ملت کا درد رکھنے والے انسان، خوش گفتار اور بذلہ سنج معلم ہیں، اکابر کی عظمت کے وارث اور امانتوں کے امین ہیں۔ ان کی صحبت میں ان کی بذلہ سنجی اور شگفتہ مزاجی کی بناء پر اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

مولانا جمیل احمد نعیمی کے لہجے میں اخلاص کی چاشنی اور جذبے کی صداقت کی حلاوت ہوتی ہے۔ یہ ان کی انتھک محنت کی عادت اور خدمتِ دین کا جذبہ ہے جو اس پیرانہ سالی میں بھی انہیں گھر بیٹھنے نہیں دیتا۔ اور وہ کشاں کشاں دارالعلوم نعیمیہ چلے آتے ہیں اور اپنے فرائض منصبی سے احسن طریق پر عہدہ برا ہو رہے ہیں۔ مسند تدریس کی آبرو ان کے دم قدم سے برقرار ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت، سلامتی کے ساتھ لمبی فیض رساں زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

میں سہ ماہی ''انوارِ رضا'' کے بانی چیف ایڈیٹر مولانا محبوب الرسول قادری زید لطفہٗ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ مستحسن اور قابل تقلید اقدام اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کے بہترین ثمرات سے اہلسنت کو نوازے۔ آمین۔

(3 جون 2020ء)

# مفتی جمیل احمد نعیمی کی شخصیت پر ایک بھرپور تاثر

تحریر: صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی ☆

مولانا جمیل احمد نعیمی سے زیادہ تر جمعیت علماء پاکستان کی مجلس شوریٰ و عاملہ کی نشستوں میں ملاقات رہتی تھی۔ یہ ان شخصیات میں شامل ہیں جن کا نام آتا ہے تو اہل سنت کے درخشندہ ماضی کی خوشگوار یادوں کے دریچے کھل جاتے ہیں بلکہ مولانا کا چہرہ بھی گویا تاریخ کی کتاب ہے۔

اہل سنت کی تنظیمی اور سیاسی تاریخ مولانا جمیل احمد نعیمی کے تذکرے کے بغیر نامکمل رہے گی۔ عہدوں اور مناصب سے بے نیاز ہو کر سرکار دربار سے لاتعلق رہ کر بلکہ محنت و کاوش اور محبت و اخلاص کے صلے کی تمنا کے بغیر منزل مراد کی طرف چلتے رہنا مولانا جمیل احمد نعیمی کا امتیاز ہے۔

مولانا نعیمی کے حالات و واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچوں پر گھر کا ماحول کس شدت سے اثر انداز ہوتا ہے۔ ان کی ذہنی نشو و نما اور رجحانات و میلانات گھر اور اہل خانہ سے کتنا گہرا رنگ قبول کرتے ہیں۔

اگرچہ والد کوئی عالم دین یا شیخ طریقت نہیں۔ ان کا ذریعہ معاش بھی مکتب و مدرسہ اور درس و تدریس سے متعلق نہیں۔ اگر کچھ واعظین اور مقبول خطباء کی تقاریر سننے کا شوق ہے تو یہ اس دور کی ایک نہایت عام اور مقبول روایت ہے کیونکہ ریڈیو، ٹی وی نہ تھے۔ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا تصور بھی محال تھا۔ وقت گزارنے اور دل بہلانے کے لئے جو Indoor Games ہوتے تھے وہ عموماً نوابین اور فکر معاش سے بے نیاز لوگوں کے مشاغل گنے جاتے تھے۔ شطرنج کی بازی لگی ہے تو دن رات کا ہوش نہیں، کبوتر بازی ہے تو وہ Full Time Job ہے اور پھر اس کے لئے سرمایہ درکار ہے۔ Outdoor Games میں جو شائستہ کھیل تھے وہ بہت مہنگے تھے اور پھر سرکاری یا علاقے کے سرکردہ حضرات کی سرپرستی کے بغیر باقاعدگی سے جاری نہیں رکھے جاسکتے تھے۔ کتب بینی بہت قابل تعریف مصروفیت شمار ہوتی تھی لیکن اس کے لئے بھی وسائل بہت زیادہ چاہیے تھے۔ ایسے میں خوش گلو واعظین اور مزاح کی چاشنی سے رنگ جمانے والے مقررین کی بہت مانگ تھی۔ ایسے اجتماعات میں عوام بے حد دلچسپی اور ذوق و شوق سے شرکت کرتے تھے جن میں مقبول، معروف اور مشہور مقرر کو آنا ہوتا تھا۔ ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے تھے اور رات گئے تک کئی کئی گھنٹے ایسے مقررین کو

---

☆ جگر گوشہ، غزالی زماں، سابق وفاقی وزیر امور مذہبی حکومت پاکستان، سابق صدر جمعیت علماء پاکستان پنجاب
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "السعید" ملتان/ ناظم اعلیٰ جامعہ انوار العلوم ملتان 0333-5766649

لوگ بڑے انہماک اور شوق سے سنتے تھے۔ اس لئے اگر کچھ علماء کے خطابات سننے کا شوق مولانا نعیمی کے بچپن میں ان کے والد، رشتہ داروں اور احباب کو تھا تو یہ اس دور کی پہچان تھی۔ اس کا مطلب یہ نہ لیا جاتا تھا کہ یہ سامعین خاص مذہبی رجحان رکھتے ہیں لیکن اسی گھرانے میں پلنے بڑھنے والا ایک نوجوان اگر عالم دین بنتا ہے تو یہ اس نوجوان کی اپنی افتادِ طبع اور گھر کے ماحول اور والدین کے خیالات ونظریات کی نشاندہی ضرور کرتا ہے۔ اس حسن تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ تحریک پاکستان میں تو اس وقت ہر مسلمان خواہ وہ نوجوان ہے، بچہ یا بوڑھا ہے یا عورت ہے۔ سبھی تحریک پاکستان کے سیاسی علمبردار اور جانثار تھے اور یہی جذبہ تھا کہ گھربار، اعزا واقرباء کو، اپنے آباؤ اجداد کی قبروں کو چھوڑ کر مسلمان، پاکستان کی طرف ہجرت کر آئے اور اس ہجرت کے سفر میں مولانا نعیمی کا خاندان بھی شامل تھا۔ پھر ان کی تربیت اور ماحول نے رنگ جمایا اور انجمن محبان اسلام سے انجمن طلباء اسلام کا سفر طے کیا۔

ستر کی دہائی کے آغاز میں اگرچہ جماعت اہل سنت پاکستان کی ملک گیر سطح پر تنظیم سازی نہ ہوئی تھی اور تعارف بھی نہ ہوا تھا لیکن اس وقت بھی کچھ کرگزرنے کے جذبے کے باعث مولانا نعیمی کو جماعت اہل سنت کی مرکزی نظامت سونپی گئی۔ پھر قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں JUP کے سیاسی پلیٹ فارم پر اپنی خدمات پیش کیں۔ تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ میں نمایاں کردار ادا کیا اور ان تمام مصروفیات کے باوجود درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا۔

اب جبکہ مولانا نعیمی بہت بزرگ اور نحیف ونزار دکھائی دیتے ہیں پھر بھی ان میں کبھی کبھی اس سر پھرے نوجوان کی جھلک دکھائی دیتی ہے جس نے اپنے جیسے سرفروشوں کے ساتھ وسائل کی کمی کا شکوہ نہ کیا۔ حالات کے ناسازگار ہونے کا نوحہ بھی نہ پڑھا، بزرگوں کی طرف سے بے توجہی کا گلہ بھی زبان پر نہ آیا بلکہ میدان عمل میں نکل کھڑے ہوئے۔ اس کٹھن سفر کی روداد میں نے الحاج محمد حنیف طیب سے بھی سنی ہے۔ یقیناً خوش نصیب اور سعادت مند ہیں وہ لوگ جنہیں قدرت نے اس قافلے میں شرکت نصیب فرمائی۔

جن دیوانوں نے اپنی زندگیاں کسی مقصد کے لئے وقف کردی ہوں اور مقصد کا تعین بھی قرآن وحدیث کے آئینے میں کیا گیا ہو۔ عشق رسول جن کی پہچان ہو۔ مسلک حقہ اہل سنت کی سربلندی جن کا خواب ہو اور نفاذِ نظام مصطفیٰ ﷺ جن کا نصب العین ہو ان کے لئے زندگی بہت آسان اور خوشگوار ہوتی ہے۔ انہیں یہ فکر نہیں ہوتی کہ کوشش رائیگاں تو نہیں جارہی؟ محنت اکارت تو نہیں ہورہی؟ جدوجہد بے ثمر تو نہیں؟ کیونکہ ان کی نظر اپنے محبوب کے چہرے پہ ہوتی ہے۔ بس ان کی پیشانی پر بل نہ پڑیں، بس ان کی آنکھوں سے برہمی نہ جھلکے، بس ان کے ہونٹوں پہ ہمارے لئے ایک تبسم کھیل جائے تو اسی تسکین کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوجائیں پھر اور کیا چاہیے؟

# ایک جاندار اور یادگار کردار

تحریر: پیر محمد امین الحسنات شاہ☆

مخدوم ملت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی سہار نپوری مکتب اور ضیائی مشرب کے ممتاز اور نامور علماء میں سے ہیں۔ اہل سنت کا جید نام اور معتبر حوالہ ہیں۔ ان کی پوری زندگی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے عبارت ہے۔ تدریس، صحافت اور سیاست سب قبائیں ان کی قیادت پر راست آتی تھیں۔

جماعت اہل سنت اور جمعیت علمائے پاکستان کے متحرک فعال اور سرگرم رہنما تھے جن دنوں ملک کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں جدید اسلام کی آڑ میں الحادی فکر پنپنے لگی اور ہمارے نوجوانوں کے قلوب واذہان گمراہ اور متاثر ہونے لگے ضرورت تھی کہ اس بدعقیدگی کے بڑھتے سیلاب کے آگے کوئی موثر اور مضبوط بند باندھا جائے تو جو مرد میدان اور مرد مجاہد آگے بڑھے ان میں ایک حضرت مفتی صاحب تھے انہوں نے نوجوانوں کی انجمن طلبہ اسلام کی تشکیل کی، ان کی تنظیم سازی کرکے انہیں میدان عمل میں اتارا اور یوں علمی درسگاہوں میں الحادیت کا زور توڑا۔ جس سے یہاں کی فضائیں بھی سیدی یا رسول اللہ کے نعروں سے معطر ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ آج انجمن طلبہ اسلام کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سہرا انہی مفتی جمیل صاحب کے سر ہے۔

بلاشبہ حضرت مفتی صاحب مجاہد اہل سنت ہیں زندگی بھر اہل سنت کے مفادات کا تحفظ اور حقوق کا دفاع کیا ہے۔ امام اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کے رفیق خاص ہونے کی وجہ سے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں جاندار اور یادگار کردار کیا۔

ذاتی طور پر وہ ایک مثالی عملی انسان ہیں۔ تدبر، تواضع، بحالی حوصلگی، اخلاص اور ایثار ان کی خوبیاں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی یادگار ہیں۔ دین ملت مسلک او ملک کے لئے ان کی گرانقدر خدمات ہمارے لئے مشعل راہ رہیں گی۔ رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ حضرت کو عمر خضری نصیب کرے ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور ان کے درجات کو دنیا و آخرت میں بلند فرمائے۔ آمین۔

محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری کی کوششوں سے انوار رضا کی یہ کاوش خوش آئند ہے۔

---

☆ سجادہ نشین: دربار عالیہ حضرت امیر السالکین بھیرہ شریف / سابق وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان

# ایک با مقصد شخصیت

تحریر: پیر طریقت حضرت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط صراط الذین انعمت علیھم لا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

آج معمول کے مطابق صبح کا آغاز ہوا ہی تھا کہ ایک مراسلے نے خوشگوار ہوا کے جھونکے کی مانند طبیعت میں تازگی بھر دی۔ فرحت کا باعث مراسلے پر درج عزیزم ومحترم جناب ملک محبوب الرسول قادری کا نام تھا۔

جب متن پر نظر دوڑائی تو طبیعت کی خوش حالی دو چند ہوگئی اور دل سے بے اختیار دعا نکلی کہ خداوند قدوس آپ کی علمی صلاحیتوں کو مزید عروج عطا فرمائے کہ میدان صحافت میں آپ کی مثال ایک ماہر گوہر شناس غوطہ خور کی سی ہے۔ علم کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہو کر کسی نہ کسی انمول گوہر کی تلاش کر کے عوام اہلسنت پر اس موتی کی سحر انگیز شخصیت و کردار اور علم و نور عیاں کرنے کا فریضہ آپ جہد مسلسل کی طرح جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دعا ہے بارگاہ ذوالجلال میں آپ کی کاوشوں کو مقبولیت نصیب ہو۔ اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے اسلاف اور اکابرین اہلسنت کا جو ہار پرویا ہے اس میں اضافے کے لئے جس گوہر تاباں کا آپ نے اس بار انتخاب کیا وہ یقیناً قابل ستائش ہے۔

جمیل ملت واستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی اطال اللہ حیاتہ ایک با کردار اور علم وعمل کے نور سے مزین ایسی ہستی کا اسم گرامی ہے جو اپنے اقوال وافعال اور افکار و کردار میں اسلاف کا عین نمونہ ہیں اور العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق منبر رسول ﷺ کے حقیقی جانشین ہیں۔

آپ نے اپنا مقصد حیات ہی معلم کائنات ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے اور بالخصوص نوجوان نسل کی دین کے خطوط پر تربیت کرنے کو بنائے رکھا۔ تعلیم و تعلم ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا رہا۔ حالات جیسے بھی رہے ہوں ایک یہی مقصد ہمیشہ پیش نظر رہا کہ طلباء کو نہ صرف علمی طور پر مضبوط کیا جائے بلکہ ایک کامل معلم کی طرح تعلیم کے ساتھ تربیت اور کردار سازی کر کے ایک صحت منداسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی جا سکے جو کہ اصل نظریہ پاکستان کی اساس ہے۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے انجمن طلباء اسلام جیسی عملی تنظیم کی بنیاد رکھی۔

---

☆ سجادہ نشین: آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ترنول۔ اسلام آباد 0321-5176272

آپ کی تدریسی خدمات زمانہ طالب علمی کے دور سے ہی شروع ہوگئی تھیں اور پھر ساری زیست آپ اس شعبے سے وابستہ رہے۔ جامعہ نعیمیہ کراچی، جس کے بانی ممبران میں آپ شامل ہیں، آج آپ کی سربراہی میں ایک ثمر آور شجر کی مانند پھل پھول رہا ہے۔ خدمت دین اور اشاعت وترویج میں یہ ادارہ اپنا خاص مقام رکھتا ہے۔

آپ اور آپ کے پرخلوص ساتھیوں کی انتھک کاوشوں کے نتیجے میں اس ادارے کے زیر انتظام بیش قیمت تصانیف مرتب ہوئیں۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف تبیان القرآن اور شرح مسلم شریف اس شجر کا ہی ثمر ہیں۔

جہاں یہ ادارہ علمی میدان میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ وہیں دور حاضر میں درپیش قسم کے سیاسی وسماجی چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لئے ادارے سے منسلک رہبرین ہمیشہ سربکف نظر آئے۔ مفتی اعظم پاکستان جناب مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم القدسیہ جیسی متانت، حکمت، تدبر اور جرات کا پیکر ہستی نے جس خوب انداز میں دین کی راہ میں حائل ہونے والے ہر فتنے کی سرکوبی کی وہ ایک جرات مند رہبر کا ہی خاصہ ہوا کرتی ہے۔ ایسے ادارے اور ایسی ہستیاں یقیناً امت کا سرمایہ ہیں۔

اس دور میں جب ہر موڑ پر ایک نیا فتنہ سر اٹھانے کو ہے، صد شکر کہ ہمیں ایسے رہبر میسر ہیں جو امت کے بیڑے کو پار لگانے کی صلاحیت سے معمور ہیں وگرنہ دریا تو ایک ہی تھا۔ رہبر موسیٰ علیہ السلام تھے تو منزل ملی اور جب فرعون رہبر ہوا تو لشکر غرق ہوا۔ فقیر کی تمنا ہے کہ رب ذوالجلال ایسی قابل اتباع رہبر ہستیوں کو سلامت رکھے جو راستے میں علم کے دِیئے روشن رکھیں کیونکہ "منزل" راستے نہیں رہبر طے کرتے ہیں۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان اکابرین کا سایہ امت پر تادیر قائم رکھے اور اس ادارے جیسے ان کے لگائے ہوئے شجر تا صبح قیامت ثمر آور رہیں۔ رب کریم میرے محبوب دوست ملک محبوب الرسول قادری صاحب کو اس کاوش کا اعلیٰ صلہ عطا فرمائے۔ آمین

☆

# ایک فکری و عملی راہنما: مفتی جمیل احمد نعیمی

تحریر: سید احسان احمد گیلانی ☆

بہت ضروری ہے کہ عوام الناس کی دینی تربیت کے لئے ایسے افراد کو اپنی رضا کارانہ خدمات پیش کردی جائیں جو علم و عمل کا سراپا ہوں اور خلوص کی نعمت سے بھی بہرہ ور ہوں ان کے افکار میں حدت ہو اور اعمال میں قوت ہو۔ ان کا حلقہ احباب وسیع تر ہو محراب و منبر پر بھی کچھ اور مضامین زیر بحث ہیں وہاں سے بھی اس قوت سے اظہار نہیں ہوتا جس کی ضرورت ہے سیاست ہے پرانے مضامین ہیں مسلکی ذوق غالب ہے جوش اور ولولے ماند پڑ گئے ہیں ہر فرد اتنا ہی کام کررہا ہے جتنا اس کے مفاد میں ہے یہ سب تسلیم مگر ابھی کچھ آثار باقی ہیں کچھ روشندان اندھیرے حجرے میں اہتمام ضیاء کا حوصلہ رکھتے ہیں جن کا روشنی سے تعلق ہے وہ امید کی کرنوں سے واقف ہیں۔ دین سمجھنا اور پھر اس پر عمل کرنا اور کردار کے بل بوتے پر دعوت وارشاد کا کام کرنا محض توفیق خداوندی سے ہی ممکن ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ کی خصوصی کرم نوازی سے ہی برکت کا سلسلہ ممکن ہوا کرتا ہے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کو یہ برکات نصیب ہیں استاد العلماء شیخ الحدیث مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی انجمن طلباء اسلام کے بزرگ رہنماؤں میں سے ہیں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے دینی جدوجہد میں پیش پیش رہے قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کا آخری وقت تک ساتھ نبھایا اور حالات کی تلخیوں کی پرواہ کیے بغیر وفا، خلوص اور محبت کا رشتہ نبھایا۔ اسلامی ریاست پاکستان میں دینی اقدار کے فروغ اسلامی نظام کے نفاذ حضور ﷺ کی ختم نبوت اور ناموس کے تحفظ کے لئے اپنی کل متاع حیات اس راہ لٹادی اور اپنی جوانی، لڑکپن، بڑھاپا دین مصطفیٰ ﷺ کی سربلندی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ میں صرف کردیا عشاقان رسول ﷺ کا یہ امتیاز ہوتا ہے کہ وہ جان مال عزت بلکہ پوری ذات فدائے دین کیا کرتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب سادگی اور عاجزی کا مرقع ہیں یہ سادہ سا وجود عالم بھی ہے دانشور بھی اور مسند تدریس کا شہسوار بھی 2 سال قبل امیر اہلسنت پیر عبدالخالق القادری کے ساتھ کراچی جانا ہوا تو قبلہ مفتی صاحب کی علالت کا علم ہوا۔ پیر صاحب اور جناب مفتی محمد جان نعیمی صاحب کے ہمراہ مزاج پُرسی کے لئے حاضر ہوا تو مفتی صاحب نے بہت محبت اور دعاؤں سے نوازا اور خصوصاً میرے برادر بزرگ صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی کی دینی و ملی خدمات کو بہت سراہا ہمیں مفتی جمیل احمد نعیمی کی خدمات کا اعتراف ہے رشک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حاسدین کے شر سے محفوظ رکھے اور اپنے حبیب ﷺ کے صدقے اپنے بندگان خاص کے حلقے میں مقام مقبول عطا فرمائے۔

---

☆ مرکزی سیکرٹری اطلاعات: مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان/ ڈی جی خان کے لیے خلیفہ مجاز بھرچونڈی شریف سندھ 0300-4265964

# سیرت و کردار سازی کا منفرد نمونہ

تحریر: حضرت پیر سید محمد نور الحسنین قادری گیلانی ☆

والد گرامی منزلت شیخ القرآن والحدیث، جامع شریعت و طریقت حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی رحمہ اللہ (۱۹۱۹ء تا ۲۰۰۴ء) کے سولہویں عرس مبارک کے موقع پر برادرم سید محمد انور شاہ قادری بخاری نے حضرت محترم المقام محبوب الرسول صاحب قادری کا پیغام پہنچایا کہ انوار رضا جوہر آباد کا خاص نمبر اس مرتبہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب نعیمی مدظلہ العالیٰ کی شخصیت و خدمات پر نکل رہا ہے اس کے لئے کچھ ارشاد فرمائیں۔ قادری صاحب کی مہربانی اور کرم نوازی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً یاد فرماتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا بابرکت سایہ اپنے گھر والوں اور اہل سنت پر قائم و دائم رکھے تاکہ آپ اسی طرح علمی روشنیاں بکھیرتے رہیں اور انوار رضا کی عالمانہ اور عارفانہ اشاعتوں سے قلوب واذہان کو منور فرماتے رہیں۔

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب نعیمی مدظلہ العالیٰ کے میرے والد ماجد کے ساتھ بڑے محبانہ مراسم تھے جو پچاس کے عشرہ کے اواخر میں استوار ہوئے اور پھر ان میں آخری دن تک اضافہ ہی ہوتا رہا۔ مفتی صاحب ایک ایسی مردم شناس شخصیت ہیں کہ ایسے لوگ دنیا میں بہت ہی کم اور شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے حضرت والد محترم کے ساتھ پہلی ہی ملاقات میں آنجناب کے اس روحانی مقام سے بھی شناسائی حاصل کرلی جسے آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے کبھی معلوم نہ کرسکے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ والد صاحب ہمیشہ عجز وانکساری اور فقر اور درویشی کا پیکر بنے رہتے اور اپنے مقام ولایت کو حتی المقدور مخفی رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

مفتی صاحب ایک عالم باعمل بھی ہیں اور نوجوانوں کی تربیت کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں انجمن طلباء اسلام کی مثال بڑے واضح انداز میں ہمارے سامنے ہے جس کے آپ بانی، سرپرست و مربی ہیں۔ قدم قدم پر آپ نے ان نوجوانوں کی رہنمائی فرمائی اور پورے ملک میں اس کی شاخیں قائم کرنے میں بھرپور تعاون فرمایا۔ ایک مرتبہ مفتی صاحب نے آستان عالیہ پر رات گذاری۔

---

☆ سجادہ نشین ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمہ اللہ یکہ توت پشاور (کے پی کے)

فرزندِ ارجمند حضرت مولوی جی رحمہ اللہ

والد صاحب نے چھوٹے بیٹے سید غلام الحسنین قادری گیلانی سے فرمایا کہ جب مفتی صاحب تہجد کے لئے بیدار ہوں تو انہیں چائے پلانا چنانچہ جب وہ چائے لے کر گئے تو مفتی صاحب نے فرمایا: "روزانہ اس وقت مجھے زوجہ محترمہ چائے بنا کر دیتی ہیں اس لئے چائے کی طلب تو تھی مگر توقع نہیں تھی۔ میں نے تو پہلی ملاقات میں ہی جان لیا تھا کہ آپ کے والد ولی کامل ہیں اور پھر اب تک مسلسل اس کے ثبوت مل رہے ہیں یقیناً وہ اس وقت میری چائے کی عادت اور طلب سے بھی باخبر ہیں۔" سبحان اللہ

اس ضمن میں مفتی صاحب کئی بار پشاور بھی تشریف لائے اور ان کا قیام ہمیشہ آستانہ عالیہ قادریہ یکہ توت پشاور میں ہی ہوتا اور پھر صوبہ سرحد کے مختلف شہروں کے دورے پر روانہ ہو جاتے۔ سرحد کے اکثر علماء مشائخ اہل سنت کے ساتھ مفتی صاحب کے تعلقات والد ماجد قبلہ مولوی جی صاحب رحمہ اللہ کی وساطت سے استوار ہوئے اور پھر انہوں نے انجمن طلباء اسلام کی شاخیں قائم کرنے میں بھرپور تعاون فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی عمر میں برکت عطاء فرمائے اور ہمارے علماء اہل سنت کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ بھی اسی طرح نوجوانوں کی سیرت اور کردار سازی کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔ آمین۔

☆

## حاجی عطاء اللہ خان نیازی۔ متولی خانقاہِ حضرت مجاہد ملت میانوالی

میرے لئے یہ خبر کسی خوشخبری سے کم نہ تھی کہ "انوارِ رضا" جوہر آباد نے کاروانِ حُب رسول کے حدی خوان، بزرگ عالم دین اور جہد مسلسل میں زندگی گزارنے والے معروف سنی سیاسی و روحانی، علمی وسماجی شخصیت حضرت جمیل ملت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ کی خدمات کے حوالہ سے اشاعتِ خاص کا اہتمام کیا ہے۔ یہ بجائے خود ایک کارنامہ ہے اور روایت شکن کارنامہ اعترافِ عظمت بڑی جرأت کا کام ہے آسان نہیں۔ اللہ کرے ہماری دینی صحافت "انوارِ رضا" کی تقلید میں اپنے اپنے علاقہ کی دینی وعلمی زندہ وموجود شخصیات کے تعلق سے اشاعتی محاذ پر کام کریں تو یہ عہد زوال میں اہل سنت کی بہترین خدمت ہوگی۔ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

# علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی زید مجدہم ہمہ جہت شخصیت

تحریر: خواجہ غلام قطب الدین فریدی ☆

تجھے دیکھے نہ کیوں سارا زمانہ
کہاں ملتا ہے تجھ سا دیکھنے والا

لوگ سمجھتے ہیں کہ بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جس کے اخلاق و کردار، حسن سیرت، معاملہ فہمی، حکمت و دانائی اور بصیرت کے اغیار معترف ہوں۔ وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ عظیم شخصیت وہ ہوتی ہے جو اس کے جتنا قریب ہو اتنا ہی اس کا چاہنے والا ہو۔

اس حوالے سے اپنے دور میں مفتی صاحب کی شخصیت ہمیں جمال و سیرت مصطفوی کا آئینہ نظر آتی ہے۔ اغیار و مخالفین سے لے کر احباب و اقربا، معاصر علما و فقہاء، صلحاء، اولیاء، اساتذہ و تلامذہ، بہن بھائی، اولاد اور رفیق سفر سبھی اس بات کے معترف ہیں کہ آپ کی جلوتیں اور خلوتیں، ظاہر اور باطن یکساں خوبصورت ہیں۔

سچ کہتے ہیں کہ ایسے لوگ روز پیدا نہیں ہوتے اور ہو بھی کیسے سکتے ہیں؟ انسان سازی کوزہ گری نہیں کہ جو جب جتنے چاہے بنا لے۔ یہ وہ غنچہ ہے جس کی حنا بندی خود فطرت کرتی ہے...... ۱۹۳۶ء میں جنم لینے والے علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی بننے کے لئے جن صعوبتوں سے گزرنا پڑا اس کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو تخلیق و تشکیل کے جانگسل تجربے سے واقف ہیں۔ ادب و اخلاق، علم و گفتار اور مروت و سخاوت میں قبلہ مفتی صاحب اپنی مثال آپ ہیں۔ انسان ایک دفعہ ان سے مل لے تو بار بار ملنے کو دل کرتا ہے۔ وہ لگاتار تبلیغی سفر میں ہوتے ہیں جس سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ وہ آقا ﷺ کے دین کی ترویج سے کس درجہ عشق رکھتے ہیں۔

اس عالم میں بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں لیکن وہ نسیاً منسیا ہو جاتے ہیں لیکن اس عالم رنگ و بو میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے علم و عمل، کردار و گفتار اور بے مثل کارناموں کی بدولت مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں، ان کی باتیں اور ان کی یادیں لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں۔ اللہ انہیں عمر خضری عطا کرے۔

---

☆ صدر: نیشنل مشائخ کونسل پاکستان، سجادہ نشین: دربار عالیہ گڑھی شریف (خانپور) ضلع رحیم یار خان 0300-9411696

انہی عظیم شخصیتوں میں سے ایک مرد قلندر جن کو دنیا حضرت مفتی صاحب کے نام نامی اسم گرامی سے یاد کرتی ہے۔ وہ عظیم ہستی جس نے ساری زندگی علم دین کی روشنی کو پھیلایا اور علم وفن کے ایسے چراغ روشن کیے جن کی روشنی آج بھی دلوں کو روشن اور منور کر رہی ہے۔ حضرت صاحب ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جنہوں نے لالچ، طمع، حرص، ہوس ان تمام چیزوں سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف مسلک حق اہل سنت اور دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے کام کیا۔ ان کی شخصیت ایک ہمہ جہت اور ہمہ صفت موصوف شخصیت ہے۔

بلاشبہ حضرت کی شخصیت کے خدوخال سیدنا محمد عربی ﷺ ہی کے سرچشمۂ فیضان سے سیراب ہوئے۔ ان کی فکر نے حجاز سے آتی ہواؤں سے نمو پائی۔

لوگوں نے مفتی صاحب کی زندگی کے ہر ہر پہلو کا بڑے قریب سے مشاہدہ کیا اور آپ کی زندگی کی ہر ہر ادا کو سنت مصطفوی کے مطابق پایا۔ اسی طرح جو بھی آپ سے ملا آپ کی صحبت اسے نصیب ہوئی اس نے اس کی گواہی پر مہر تصدیق ثبت کی۔

مفتی صاحب کو عبقریت کا جو مقام عطا کیا اسے زمانے بھر نے محسوس کیا اور مقام استعجاب یہ ہے کہ زمانے کے چنیدہ افراد نے زیادہ شدت سے محسوس کیا۔ زمانے کے چنیدہ افراد محسوس نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا لیکن ہوتا کچھ یوں ہے کہ خواص اور اخص الخواص اس احساس وادراک کا برملا اعتراف کم کم ہی کیا کرتے ہیں۔ مفتی صاحب کی متفق علیہ شخصیت کی سحر آفرینی نے بھی اعتراف کروایا اور بہت بھرپور انداز میں کرایا۔

اس لئے کہ مفتی صاحب کی شخصیت ایک ہشت پہلو ہیرے کی سی ہے جس کو جس طرف سے اور جس زاویے سے دیکھا جائے اس کا رنگ اور نور، قلب ونظر میں سماتا چلا جاتا ہے۔ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اصحاب ذوق آپ کی خدمت میں خراج محبت پیش کرتے ہوئے گویا ہیں:

سچ تو یہ ہے کہ وہی پیار کے قابل نکلے
جن کے لہجے میں تھی مہکار، خیالات میں پھول

اخلاص، للّٰہیت، عشق رسول، علم وعرفان کی دنیا میں آپ کی شخصیت ایک مستند حوالہ ہے۔ آپ کے متعلق سخن گستری یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔ آپ ہمایوں بخت انسان ہیں۔

آپ ان کی شخصیت کی کسی جہت کو لے لیں۔ علمی دنیا کو لے لیں، درس و تدریس کو لیں، خانقاہی مزاج کو لیں۔ ان کی ہر چیز بے مثل اور منفرد ہے۔ ایسی اولوالعزم شخصیات صدیوں بعد میسر آتی ہیں۔ ملت اسلامیہ پاکستان پر خدا کا بڑا احسان ہے کہ اللہ کریم نے ان کو ایسی جامع الصفات شخصیت نصیب فرمائی۔ مجھے مختلف مکاتب فکر کے علماء سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے لیکن مفتی صاحب کے متعلق سوائے اعلیٰ الفاظ کے خراج تحسین کے، کسی سے اور کوئی ایسا کلمہ نہیں سنا جو مجھے ناگوار گزرا ہو۔

جناب مفتی صاحب، ایک سچے اور سادہ طبیعت انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم منتظم بھی ہیں جس کا اندازہ ان کی دینی کاوشوں کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ مفتی صاحب اہلسنت کے اندر ایک ایسی شخصیت ہیں کہ اگر فی زمانہ ان کو متفق علیہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

مفتی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں نہایت پسماندہ علاقوں، دیہاتوں، چھوٹی بستیوں میں بسنے والے علماء کی محنت و کاوش اور حالت پسماندگی کے باوجود دین اسلام کی خدمت کے جذبہ صادق پر اس حسین اور فکر انگیز انداز میں کام کیا کہ لوگوں کی سوچوں کا زاویہ تبدیل ہو گیا اور سب نے رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیا کہ ہم ظلم و جبر کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور اسلاف کے طرز عمل پر عمل پیرا ہو کر قوت لایموت کا سہارا لے کر اپنے مذہبی فریضے سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

چاہتا ہوں کہ جو میرے جذبات، افکار اور خیالات ہیں ان کو لکھتا جاؤں اور یہاں تک کہ ذخیرہ الفاظ ختم ہو مگر ان کی داستان ختم ہونے پر نہ آئے۔ ایک شعر آپ کی ذات والا صفات کی نذر کرتا ہوں کہ آپ کون ہیں؟ کیا ہیں؟ اور کس منصب جلیل عظیم کے حامل ہیں؟

رکے تو پھول، چلے تو ہواؤں جیسا ہے
یہ شخص دھوپ میں دیکھو تو چھاؤں جیسا ہے

آپ کے دل میں مسلک اہلسنت کے ترویج و اشاعت کی جو تڑپ ہے اور علمائے اہلسنت کے نظام میں بہتری کی جو امنگ ہے وہ ابھی تک تشنہ لب ہے ہماری ہر وقت دعا ہے کہ رب کریم ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ اور ان کی روشن کردہ علم کی شمع ہمیشہ روشن رہے۔ (آمین یا رب العالمین)

☆☆☆☆☆

# پیکر شفقت واخلاص، اسلاف کی نشانی حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی

تحریر: مفتی محمد جان نعیمی☆

قانون قدرت اس جہاں فانی کو چلانے کے لئے اور نظام ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے منتخب پسندیدہ بندوں کو ہمیشہ حق کا علمبردار بنا کر بھیجتا رہتا ہے۔

ان پسندیدہ بندوں میں سے ایک وہ ہستی بھی موجود ہے جس نے اپنی تمام عمر تعلیم وتعلم میں بسر کرنے کا مصمم ارادہ کر رکھا ہے اور آج تک ثابت قدمی کے ساتھ حصول علم وتفویض علم، حمیت دین خواہ اعتقادی ہو یا معاشرتی ڈٹ کر مقابلہ کیا عقیدہ اہلسنت، واشاعت وترویج دین متین، جہاد فی سبیل اللہ، علمی، قلمی، جسمانی، روحانی اپنی زبان، قلم اور جسم سے مصروف نظر آئے ہیں بلا مبالغہ انہیں محافظ عقیدہ حق اہلسنت وجماعت سے یاد کیا جاسکتا ہے۔

انہیں دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے (ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ) میرے والد اقدس حضور مفتی اعظم باللہ شمس الفقہاء مفتی محمد عبداللہ مجددی نعیمی (شہید) رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم سبق ہم عصر، ہمدرد اور ہر وقت عسر ویسر میں ایک ساتھ رہے ہیں۔

والد اقدس سے آپ کے روابط پرانے وقت تلمیذی سے قائم تھے جو کہ آج تک ہمارے ساتھ قائم ہیں ہر وقت ہر لمحہ اپنی نیک یادوں سے نوازتے اور دعاؤں کے تحفے عنایت کرتے رہتے ہیں۔

جب سے والد اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ نے (1960ء) میں جامعہ مجددیہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی انہوں نے کوئی ایسا موقع نہیں چھوڑا جس پر تشریف فرما نہ ہوں۔ والد اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہادت (1982ء) کے بعد برادر بزرگ حضرت علامہ مفتی غلام محمد مجددی نعیمی (شہید اہل سنت) رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں بھی اپنی نوازشیں جاری وساری رکھیں اور ان کی شہادت (1987ء) کے بعد فقیر کے ساتھ بھی وہی تعلقات قائم رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس سے بھی اور زیادہ، میں انہیں اپنے والد اقدس کی جگہ سمجھتا ہوں ہر مشکل مسئلہ میں مشاورت کرتا ہوں اور آپ میری تسلی بخش رہنمائی فرماتے ہیں۔ آپ کی ہر بات علمی ہوتی ہے مخادیم سندھ بالخصوص حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، مخدوم محمد عابد سندھی مدنی، مخدوم

---

☆ شیخ الحدیث ومفتی: دار العلوم مجددیہ نعیمیہ (گلشن نعیمی) ملیر کراچی

صدر: مرکزی جماعت اہلسنت صوبہ سندھ پاکستان 0300-9227642

عبد الواحد سیوستانی اور دیگر مخادیم سندھ کی تصنیفات و تالیفات کے اشاعت کے بارے میں آپ کی رہنمائی اور مشورے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

آپ کے ساتھ سرزمین سندھ اور کشمیر کے سفر ہوئے جن میں قائد ملت اسلامیہ قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر علماء بھی ساتھ تھے۔

اگر آپ کی دینی خدمات پر نظر ڈالی جائے تو آپ ایک مرد مجاہد دین متین کے سپاہی اور باطل کے مقابلہ میں ڈٹ جانے والے جید عالم، فقیہ متکلم اور بہترین مدرس نظر آتے ہیں۔

دنیاوی لحاظ سے آپ کی تاریخ پر تبصرہ کیا جائے تو ہر وقت قائد اہلسنت کے دائیں بائیں نظر آتے ہیں، فتنہ مودودیت ہو یا فتنہ قادیانیت ہو، فتنہ وہابیت ہو یا فتنہ سوشل ازم، آپ ہمیشہ صف اول میں نظر آتے ہیں۔

آپ کا شمار وقت کے علماء حق، مجاہدین دین وملت میں کیا جاتا ہے آپ کے ہزاروں تلامذہ جو کہ دینی و دنیاوی تعلیم سے مالا مال ہو کر اپنے سینوں میں عشق نبوی کی شمعیں روشن کئے ہوئے ہیں، اور وہ دنیا کے مختلف مقامات پر دین کی اشاعت و ترویج میں مصروف عمل نظر آتے ہیں۔

آپ تاج العلماء، حضور مفتی محمد عمر النعیمی رحمہ اللہ کے مقبول ترین تلامذہ میں سے ہیں آپ کے نقش قدم پر چل کر اپنی حیات کے آٹھ دہائیوں میں سے گزر رہے ہیں۔

یہ وہ شخصیت ہے جن کو ہم جمیل العلماء مفسر، محدث، مؤرخ، فقیہ متکلم اور جمال محمدی کا مرقع، مصلح دین، معین الحق مبلغ اور ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یاد کرتے ہیں۔ میری مراد حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی جو پیکر شفقت و اخلاص، یادگار اسلاف، داعی الی الخیر، عالم باعمل اور صوفی باصفا ہیں۔

آخر میں میری دلی دعا ہے کہ رب کائنات آپ کے درجات میں ہر ساعت اضافہ فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت ہم پر اور پورے عالم اسلام پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

(۱۷ رمضان کریم ۱۴۴۱ھ)

☆☆☆☆☆☆

# اہل سنت کی ایک نمایاں راہنما شخصیت

تحریر: ابوالظفر غلام محمد سیالوی☆

افسوس! 29 مئی 2020ء کو کراچی میں جاں بحق ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون

استاذ العلماء والفضلاء بقیۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ اہلسنت و جماعت کی عظیم علمی، دینی، سیاسی اور تنظیمی شخصیات میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ انتہائی پروقار، پیکر خلوص و محبت، متحرک اور فعال شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ نے کالجز اور یونیورسٹیز میں پڑھنے والے نوجوانوں میں عشق رسول ﷺ کا جذبہ بیدار کرنے کے لئے انجمن طلباء اسلام کے قیام میں نہ صرف بنیادی کردار ادا کیا بلکہ ان کی دینی سیاسی رہنمائی کے لئے ہمیشہ سے ان کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ حضرت علامہ جسٹس شجاعت علی قادری رحمہ اللہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن، حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ مل کر نوجوانانِ اسلام کو علم دین کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے دار العلوم نعیمیہ کا قیام عمل میں لائے اور آج تک اسی ادارہ کے ساتھ وابستہ ہیں، بطور ناظم تعلیمات فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور تشنگان علوم دینیہ کے قلوب و اذہان کو قرآن و حدیث کی روشنی سے منور فرما رہے ہیں۔ اہلسنت و جماعت کے دینی مدارس کو ایک نظم میں پرونے، ان کے تعلیمی معیار کو بڑھانے، ان کی حریت فکر کو قائم اور غیر مسلموں کی سازشوں سے محفوظ رکھنے اور نظام امتحان قائم کرنے کے لئے تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے نہ صرف قیام میں مؤثر کردار ادا کیا بلکہ آج اس کی تعمیر و ترقی کے لئے مسلسل کوشاں ہیں۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ختم نبوت علامہ عبد الستار خان نیازی رحمہ اللہ کے دست و بازو بن کر عملی طور پر جدوجہد کرتے رہے۔ تحریک بحالی جمہوریت، تحریک نظام مصطفیٰ اور تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ جماعت اہلسنت کے پلیٹ فارم سے مسلک اہلسنت کے تحفظ کے لئے اور دین اسلام کی تبلیغ و ترویج اور اشاعت کے لئے کی جانے والی آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ میرے ساتھ ان کا مشفقانہ اور مخلصانہ تعلق اپنی مثال آپ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں صحت اور تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ ان کے علمی، دینی، سیاسی اور تنظیمی تجربات سے کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین (12-05-2020)

---

☆ چیئرمین امتحانی بورڈ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ، حکومت پنجاب، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان

## اہل اسلام کے لئے غنیمت وجود

# علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی یادگار اسلاف

تحریر: صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی رضوی ☆

ہمارے ملک کے نامور صحافی، خوبصورت لکھاری ملک محبوب الرسول قادری نام کے محبوب تو ہیں ہی سہی ماشاء اللہ، کام کے بھی محبوب ہیں آپ اہلسنت کی نامور علمی وروحانی شخصیات کی زندگیوں کے مختلف گوشوں اوران کے علمی وروحانی خدمات کو محفوظ کرنے کے لئے اکثر خصوصی نمبرز شائع کرتے رہتے ہیں جو یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کو اپنے اسلاف کی یاد دلاتے رہیں گے بلاشبہ یہ کرنے کے کام ہیں جو ملک صاحب کررہے ہیں۔

علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی زید مجدہ، یادگار اسلاف ہیں، ان کی زندگی جہد مسلسل کا نام ہے۔

وطن عزیز پاکستان کے سکولز، کالجز و یونیورسٹیز میں جب طالب علموں کے عقائد ونظریات پر ضرب کارلگائی جارہی تھی تو باب المدینہ کراچی سے حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی اٹھے اورانہوں نے (جنوری 1968ء) انجمن طلباء اسلام کی بنیاد رکھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے نوجوانوں کے سینے سیدی مرشدی یا نبی یا نبی (ﷺ) کے خوبصورت بیجز سے سج گئے۔ ماشاء اللہ ہمارے تعلیمی اداروں، درسگاہوں (سکولز، کالجز ویونیورسٹیز) میں عشق رسول ﷺ سیمینار ہونے لگے۔

انجمن طلباء اسلام کا قیام مفتی جمیل احمد نعیمی کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس طلبہ تنظیم کے پلیٹ فارم سے طلبہ/ طالبات کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کے علاوہ ان میں جذبہ حب الوطنی کو بیدار کر کے تعلیمی اداروں میں دوقومی نظریہ کا تحفظ کیا۔

حضرت مفتی صاحب قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کی قیادت میں سیاسی میدان میں آئے تو سیاست میں حب الوطنی کی سیاست میں اہم کردار ادا کیا کئی مرتبہ الیکشن میں حصہ لیا۔

---

☆ سجادہ نشین: آستانہ عالیہ حضور فیض ملت محدث بہاولپوری۔ جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور (پنجاب) پاکستان 0300-6825931

مفتی صاحب قبلہ کی علمی، ملی اور سیاسی خدمات ہماری قومی تاریخ کا ناقابل فراموش باب ہے۔ آج کل اہلسنت کی عظیم درسگاہ دار العلوم نعیمیہ کراچی کے ناظم تعلیمات ہیں۔

چند سال قبل فقیر مدینہ منورہ جاتے ہوئے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی زیارت کے لئے جامعہ نعیمیہ کراچی حاضر ہوا اپنی مسند خاص پر جلوہ فرما تھے۔ فقیر نے شرف ملاقات پایا فرمانے لگے مولانا آپ کے والد گرامی حضرت علامہ اویسی صاحب کی سادگی دیکھ کر اسلاف یاد آتے تھے میری ان سے یہاں کراچی میں بھی کئی بار ملاقاتیں ہوئیں مگر مدینہ منورہ میں ان سے یادگار ملاقاتیں رہیں۔ وہ بہت بڑے عالم بھی تھے اور روحانیت کے بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ حضرات کوشش کریں کہ ان کا علمی خزانہ منظر عام پر آجائے۔ اگرچہ آپ کو بڑی آزمائشوں کا سامنا ہوگا۔

فرمایا میں نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب "یادوں کے دریچے" میں کیا ہے جو طباعت کے مراحل میں ہے۔ دیر تک خوبصورت محفل بجی رہی وقت بھی کافی ہو گیا تھا فقیر نے اجازت چاہی فرمایا آپ کی وجہ سے میں بیٹھ گیا۔ دعاؤں کے ساتھ ہم رخصت ہوئے چند رسائل و کتابچے تحفۃً عطاء فرمائے۔

پھر جب وہ کتاب "یادوں کے دریچے" شائع ہوئی تو برادرم صوفی مقصود احمد قادری اویسی کے ذریعے بھجوائی۔ فرمایا کتاب ملنے پر مجھے فون کریں فقیر نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فون کیا تو فرمایا آپ کی طرف سے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کا ترجمان ماہنامہ "فیض عالم" بہاولپور ملتا رہتا ہے۔ بعض مضامین پڑھتا ہوں نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھیں۔

حضرت مفتی صاحب دامت فیوضاتہم کا وجود اہل اسلام کے لئے غنیمت ہے۔ ایسے گوہر نایاب صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے عظیم لوگوں سے فیضیاب ہونے کی توفیق دے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ مفتی صاحب کو درازی عمر بخیر عطا فرمائے آمین بحرمت سید الانبیاء و خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ایک بار پھر فقیر ملک محبوب الرسول قادری کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ وہ ایسی شخصیات کے حالات محفوظ کر رہے ہیں۔

(13/ رمضان المبارک 1441ھ، 7/ مئی 2020ء شب خمیس 1-30)

☆

# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہٗ اور آپ کے معاصر یارانِ طریقت

انتخاب: حاجی احمد کھارا البارروی الرضوی ☆

حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہٗ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نائب غوث الوری امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمہ اللہ کے خلیفۂ مجاز حضرت قطب مدینہ مولانا شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی قدس سرہٗ العزیز سے شرف بیعت حاصل ہے اسی نسبت سے آپ نعیمی قادری ضیائی ہیں۔ آپ کے برادران طریقت کا حلقہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ یہاں ہم آپ کے برادران طریقت یعنی خلفائے حضرت قطب مدینہ کا تذکرہ کریں گے جن خوش نصیب ہستیوں کو آپ کے شیخ طریقت حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے خلافت واجازت حاصل ہے ان علماو مشائخ عظام کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:

## سعودی عرب

(۱) فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی فضل الرحمٰن قادری رحمہ اللہ مدینہ منورہ (خلف الرشید حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ)

(۲) حضرت علامہ مفتی شیخ محمد بن علوی بن عباس المالکی الحسنی رحمہ اللہ استاذ مسجد الحرام، مکہ مکرمہ

(۳) شیخ العلماء حضرت علامہ مفتی سید محمد علی مراد حنفی رحمہ اللہ مفتی اعظم شام (نزیل مدینہ منورہ)

## جنوبی افریقہ

(۴) پیر طریقت حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی رحمہ اللہ، ڈربن (نزیل ماریشش۔ افریقہ)

## بھارت

(۵) ابوالمساکین حضرت مولانا مفتی محمد ضیاء الدین رحمہ اللہ (م ۱۳۶۴ھ) پیلی بھیت

(۶) شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی رحمہ اللہ (م ۱۳۸۰ھ) پیلی بھیت

(۷) عاشق رسول حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عباسی رحمہ اللہ (م ۱۹۸۱ء) دھام نگر۔ اڑیسہ

(۸) غازی ملت حضرت مولانا محبوب علی رضوی لکھنوی رحمہ اللہ (م ۱۳۸۵ھ) بمبئی

(۹) پیر طریقت حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین کانپوری رحمہ اللہ، کانپور

---

☆ ایک متحرک ومخلص شخصیت نکڑ وشہید تحصیل نور پور تھل ضلع خوشاب

(۱۰) حضرت حافظ شجاع الدین قادری ضیائی (مودہا۔ ضلع ہمیر پور، یو، پی)

(۱۱) حضرت شیخ الطریقت علامہ مظفر احمد بدایونی (داتا گنج۔ بدایوں)

(۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد وجیہہ الدین غازی پوری (پیلی بھیت) م ۱۴۰۴ھ غازی پور

(۱۳) حضرت مولانا مفتی محمد طیب رضوی، بمبئی

(۱۴) حضرت مولانا مفتی محمد مشاہد رضا خاں، پیلی بھیت

(۱۵) حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد جہانگیر اعظمی، اعظم گڑھ

(۱۶) حضرت مولانا سید محمد عبد الحق اعظمی، اعظم گڑھ

(۱۷) حضرت مولانا محمد احمد کانپوری، کان پور

(۱۸) شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی، کچھوچھہ شریف

(۱۹) حضرت مولانا قاری محمد امانت رسول رضوی، پیلی بھیت

(۲۰) حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں اشرفی، کچھوچھہ شریف

(۲۱) حضرت مولانا محمود احمد قادری، کانپور

(۲۲) حضرت فیض العارفین غلام آسی پیا حسنی جہانگیری ابو العلائی قادری ضیائی (برادر اکبر علامہ ارشد القادری) بوٹ ملک ضلع رامپور

(۲۳) حضرت علامہ ارشد القادری (مصنف زلزلہ، لالہ زار) جمشید پور، بہار

## پاکستان

(۲۴) حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد المصطفےٰ الازہری رحمہ اللہ (ممبر قومی اسمبلی) کراچی

(۲۵) حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمہ اللہ (اوکاڑہ)

(۲۶) خطیب اہل سنت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمہ اللہ (م ۱۹۸۴ء) کراچی

(۲۷) پیر طریقت حضرت ابو الخیر محمد عبد اللہ جان نقشبندی مجددی قادری رحمہ اللہ، پشاور

(۲۸) شیخ الطریقت حضرت قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمہ اللہ (م ۱۹۸۳ء) کراچی

(۲۹) حضرت مولانا غلام رضا علوی، راولپنڈی

(۳۰) حضرت مولانا شاہ تراب الحق قادری (ممبر صوبائی اسمبلی) کراچی

(۳۱) شیخ طریقت حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۹ء) لالہ موسیٰ

(۳۲) استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں رضوی بریلوی رحمہ اللہ، پیر جو گوٹھ سندھ

(۳۳) حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امر تسری چشتی نظامی قادری رحمہ اللہ، لاہور

(۳۴) شیخ طریقت حضرت صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی قدوسی قادری چشتی (م ۱۹۸۳ء) کراچی

(۳۵) خطیب پاکستان حضرت مولانا الٰہی بخش قادری ضیائی رحمہ اللہ، لاہور

(۳۶) عمدۃ المقررین حضرت مولانا محمد محفوظ الحق شاہ، بورے والہ

(۳۷) حضرت مولانا محمد عبدالخالق شاہ، بورے والہ

(۳۸) فاتح عیسائیت حضرت مولانا ابوالنصر محمد منظور احمد شاہ رحمہ اللہ، ساہیوال

(۳۹) مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی، لاہور

(۴۰) حضرت مولانا محمد سعید شبلی قادری حامدی رحمہ اللہ (م ۱۹۸۲ء) ساہیوال

(۴۱) فاضلِ شہیر علامہ سید حسین الدین شاہ رحمہ اللہ، راولپنڈی

(۴۲) حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد احسان الحق رحمہ اللہ، فیصل آباد

(۴۳) فاضل جلیل حضرت مولانا محمد منظور احمد فیضی رحمہ اللہ، اوچ، احمد پور شرقیہ

(۴۴) حضرت مولانا مفتی سید زاہد علی شاہ رحمہ اللہ (م ۱۹۷۸ء) فیصل آباد

(۴۵) حضرت مولانا الحاج لطیف احمد چشتی رحمہ اللہ، کامونکی (گوجرانوالہ)

(۴۶) حضرت مولانا محمد علی شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ، لاہور

(۴۷) حضرت مفتی غلام سرور قادری رضوی، لاہور

(ماخوذ از۔ ضیائے مدینہ۔ حافظ محمد طاہر قادری رضوی)

☆☆☆☆☆

## قاری عبدالعزیز قادری نقشبندی (اسلام آباد)

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کی گراں قدر ہمہ جہت خدمات پر ایک جہان گواہ ہے۔ انہوں نے شاید اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں فرمایا۔ ہمارے اسلاف کے منظور نظر اور انہی کے تربیت یافتہ بزرگ ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت کے ساتھ ان کی رفاقت و وفاداری قابل رشک ہے ہمارے پاس اسلام آباد اکثر کرم نوازی فرماتے ہیں جو ہمارے لیے باعث اعزاز ہے اللہ انہیں صحت و سلامتی کے ساتھ تادیر قائم رکھے اور وہ ہمارے معاشرے و سماج کو فیض یاب فرماتے رہیں۔

# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی کے مشائخ عظام کا شجرۂ طریقت (منظومہ)

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
یا رسول اللہ ﷺ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام رکھ
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف وسری، معروف دے بیخود سری
جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق، دنیا کے کتوں سے بچا!
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد
بوالحسن اور بو سعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لھم رزقاً سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دین محی جانفزا کے واسطے

طورِ عرفاں و علو و حمد و حسنی و بہا!
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمالِ الاولیاء کے واسطے

دے محمدؐ کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات دے
عشق حق دے عشقِ عشق انتما کے واسطے

حب اہلِ بیت دے آل محمد ﷺ کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا، تن کو ستھرا، جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمس الدین، بدر العلے کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ ﷺ رکھ
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا کے واسطے

دین و ایماں رکھ سلامت، استقامت کر عطا
حضرت شہ ضیاء الدین، باصفا کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بے نوا کے واسطے

(ماخوذ۔ از ضیائے مدینہ۔ از حافظ محمد طاہر قادری رضوی)

☆

فرائیڈے اسپیشل
Yahya Bin Zakria Siddiqui
Editor
Cell: 0301-2908085 Email:ybzakria@yahoo.com

10 مئی 2020ء

مکرمی جناب

ملک محبوب الرسول قادری صاحب

چیف ایڈیٹر

سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد

السلام علیکم

یہ خبر باعث مسرت و اطمینان ہے کہ آپ کی ادارت میں موقر دینی جریدے سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد کی اشاعت خاص بعنوان "شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر" شائع کی جارہی ہے۔ مفتی جمیل احمد نعیمی ملک کے بزرگ، ممتاز اور معروف عالم دین اور جید استاذ الحدیث ہیں۔ آپ پیکر محبت و اخوت، اتحاد امت کے علم بردار، نظام مصطفیٰ کے قیام کی تحریک کے مجاہد اور سلف صالحین کی یادگار ہیں۔ مشائخ عظام کی صحبت و نسبت کا اثر آپ کے اخلاق و کردار سے عیاں ہے۔ درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی مصروف عمل رہے ہیں۔ "روشن دریچے"، "مختصر تذکرہ تاج العلماء"، "تفہیم دین"، "تفہیم راتیں"، "سیرت پیغمبر انقلاب"، "فلسفہ مسائل و نماز"، "پیغمبر اعظم"، "فلسفہ فضائل و جہاد"، "اسلام کا تصور قومیت" آپ کی قابل ذکر کتابیں ہیں۔ آپ نے دعوتی و تبلیغی کام کا آغاز دور طالب علمی سے ہی کردیا تھا۔ آغاز انجمن محبان اسلام کی سرگرمیوں سے ہوا، آپ کو اہم دینی طلبہ تنظیم انجمن طلبا اسلام کے بانی رکن ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہ کے اجداد کا تعلق برصغیر کے معروف محلے سہارنپور سے ہے جو علماء و مشائخ کا مرکز رہا ہے اس لیے اس کے گہرے اثرات مولانا کی زندگی میں موجود ہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں آپ کا وجود اللہ کی نعمت ہے۔ آپ کو ممتاز علمائے دین اور قائدین کرام بالخصوص حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی رفاقت کی سعادت بھی حاصل رہی ہے۔ آپ نے ہمیشہ کلمہ حق بلند کیا، دینی جدوجہد کی راہ میں سخت [illegible] کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ آپ ان علمائے کرام اور دینی سیاسی قائدین میں شامل ہیں جو وحدت امت اور بھائی چارے کے لیے کوشاں رہے۔ فروغ امن اور محبت آپ کا مشن رہا ہے۔ مسلکی تعصبات سے بلند رہے ہیں اور پوری یکسوئی کے ساتھ آج بھی مصروف عمل ہیں۔

امید ہے کہ سہ ماہی "انوار رضا" کا "شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر" دینی قوتوں کی تقویت کا سبب بنے گا اور سیکولر قوتوں کے مقابلے میں [illegible] پیغام پہنچائے گا۔

[illegible]

یحییٰ بن زکریا صدیقی
ایڈیٹر

Jasarat al Falah Building, 2nd Floor, AM-[illegible], Akber Road, Karachi. +92-32777061-4
fridayspecial@hotmail.com

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد

4

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

# آوازِ اہل علم و دانش/تنظیمی و تحریکی افکار کے تاثرات



علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان
mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

# مولانا جمیل احمد نعیمی: ایک عہد ایک شخصیت

تحریر: ڈاکٹر حاجی محمد حنیف طیب☆

یہ 4 جنوری سن 1965ء کے 1 رمضان 1384 ہجری کی بات ہے، ہم تراویح کی نماز نور مسجد میٹھادر (اولڈ ٹاؤن) کراچی میں پڑھتے تھے۔ میرے ساتھ، تراویح پڑھنے والے محلہ کے (چند احباب) میرے ایک اچھے دوست، محترم محمد یونس رنگیلا نے ایک دن مجھ سے کہا کہ ہم سحری کے بعد ذرا جلدی نکل جائینگے اور فجر کی نماز صرافہ بازار کی سبز مسجد میں پڑھیں گے۔ وہاں مسجد کے امام صاحب، مولانا جمیل نعیمی صاحب، فجر کی نماز سے پہلے مختصر درس دیتے ہیں۔ کافی لوگ ان کا درس سننے آتے ہیں۔ ہم نے بھی ان کے درس میں شریک ہوں گے۔ میں نے کہا کہ ان شاء اللہ چلیں گے۔ ہم سحری کرتے ہی سبز مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ فجر کی نماز سے پہلے مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کا درس سنا۔ اُن کا درس بڑا معلوماتی اور کام کے لئے جذبات ابھارنے والا تھا۔ درس کے بعد مولانا سے ملاقات ہوئی، جو میری اُن سے پہلی ملاقات تھی۔ محمد یونس رنگیلا بھی نئے ملنے والے لوگوں میں شامل تھے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کا معمول تھا کہ کچھ نوجوان اُن کے ساتھ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد چہل قدمی کرتے تھے۔ مولانا کے ساتھ اس طرح پیدل چلنے کا موقع ملا۔ مولانا نے اُس دن اچھا خاصا وقت ہمیں دیا، انہوں نے ہم سے کہا کہ جمعہ کی نماز سبز مسجد میں پڑھا کریں۔ انھوں نے بتایا کہ ہم نے "انجمن محبان اسلام"، نامی ایک انجمن بنا رکھی ہے۔ اُس کی لائبریری بھی ہے اور اس کے تحت ہم مختلف دینی عنوانات پر کچھ کتابچے بھی چھپواتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ شب براءت، شب قدر، میلاد شریف وغیرہ۔

الحمدُ للہ، اس کے بعد سے میرا اور مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کا آپس میں ملنا جلنا اور آنا جانا شروع ہوا۔ ہم پورا رمضان فجر کی نماز سبز مسجد میں ادا کرتے تھے۔ اس طرح ان سے اور انجمن محبان اسلام سے ایک تعلق پیدا ہوا۔ انجمن محبان اسلام سے عملی وابستگی اس طرح ہوئی کہ انجمن محبان اسلام کا کام تو اُس وقت محدود تھا لیکن پرانے کافی لوگ، جس میں محمد شاکر محمد شفیع (مرحوم)، عبدالمجید میمن جو ای او بی آئی سے اچھے عہدے پر ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ (2020ء کے رمضان المبارک میں ان کا وصال ہوا)، محمد یونس اسماعیل، اقبال سلیمان و دیگر احباب سے شناسائی ہوئی۔

---

☆سابق وفاقی وزیر پٹرولیم وافرادی قوت، بانی صدر انجمن طلباء اسلام، سربراہ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کراچی 0332-2000921

انجمن محبان اسلام کی ایک چھوٹی سی لائبریری تھی جو سبز مسجد کی پہلی منزل پر قائم تھی۔ محترم عبدالغنی سلیمان کے چھوٹے بھائی محمد اقبال سلیمان اس لائبریری کے نگراں تھے۔ میں اُن سے ہفتے میں ایک کتاب مطالعہ کیلئے لے جایا کرتا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ ہفتے میں دو کتب لینی شروع کیں۔ میں سبز مسجد میں جمعہ اس لئے بھی پڑھتا تھا کہ کتاب تبدیل کرواسکوں۔ ایک جمعہ کو اقبال بھائی نہیں آئے تو میں نے نعیمی صاحب سے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ آجکل بیمار ہو گئے تھے، شاید اگلے جمعہ کو آجائیں گے۔ اقبال بھائی اگلے جمعہ میں بھی نہیں آسکے۔ دوسرے جمعہ کو میں نے مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب سے پوچھا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ جب تک وہ نہیں آتے۔ لائبریری کی چابی مجھے دے دی جائے اور لائبریری میں کھول دوں؟ نعیمی صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے ایسا کرلیں۔ تھوڑی دیر میں نعیمی صاحب نے لائبریری کی چابی منگوا کر مجھے دے دی۔ جس کے بعد سے لائبریری میں کھول دیتا تھا ، اپنی کتاب بھی تبدیل کرلیتا تھا اور دوسروں کو بھی کتاب جاری کردیتا تھا۔

اسی اثناء میں، میں نے سوچا کہ لائبریری میں ہفتہ میں دس پندرہ افراد آتے ہیں، کیوں نہ ان کے لئے کوئی اجتماع رکھا جائے، ان کی دینی تربیت کی جائے، کتابچے شائع کئے جائیں، اسپیکرز فارم کی کلاسیں کی جائیں، کوچنگ کلاسز شروع کی جائیں اور طلبا کو، انجمن محبان اسلام کی جانب راغب کیا جائے۔ الحمدللہ، مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی اجازت اور مشوروں سے آہستہ آہستہ یہ کام شروع ہوئے اور اس طرح انجمن محبان اسلام کا کام بڑھتا چلا گیا۔

مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی معرفت ، اکابر علماء و مشائخ سے بھی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ جن میں مولانا سید سعادت علی قادری، مفتی سید شجاعت علی قادری، حضرت مولانا قاری محمد مصلح الدین صاحب صدیقی قادری رضوی اور دیگر اکابرین شامل ہیں۔ کھارادر پولیس چوکی کے پاس میمن اوکھائی مسجد تھی وہاں حضرت مولانا سید جلال الدین شاہ صاحب کے پاس بھی مولانا جمیل احمد نعیمی کی معرفت سے رابطہ ہوا۔ یہ اُن کی کشادہ دلی ، اعلیٰ ظرفی تھی کہ وہ اکابر علماء مشائخ سے رابطہ کرانا مفید تصور کرتے تھے۔

یہ بات غالباً 1967ء کی ہے، مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب نے ایک دن کہا کہ مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی کے پاس نواب شاہ سے ایک متحرک اور پرجوش نوجوان مولانا محمد یعقوب قادری صاحب آئے اور کہا کہ ہمیں طلبہ کو آرگنائز کرنا چاہیے۔ مولانا بدایونی کے دست راست، آزاد بن

حیدر جو سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ تھے، انہوں نے قادری صاحب کو ایک رقعہ دے کر مولانا نعیمی صاحب کے پاس بھیج دیا۔ محمد یعقوب قادری صاحب نے نعیمی صاحب سے سبز مسجد میں ملاقات کی۔ میں اُس وقت مسجد کے باہر کھڑا تھا، نعیمی صاحب نے مجھے بھی بلوالیا۔ محمد یعقوب قادری سے یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد اُن سے کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ مولانا نعیمی صاحب کے گھر پر بھی میٹنگ کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ سبز مسجد صرافہ بازار کی اوپر کی منزل پر بھی میٹنگیں ہوئیں۔ کئی اجلاسوں کے بعد، باہمی مشاورت سے ہماری ''انجمن محبان اسلام'' اور محمد یعقوب قادری کی ''جمعیت طلبہ اہل سنت و جماعت'' کو آپس میں ضم کر کے، انجمن طلبہ اسلام تشکیل دی گئی اور طے پایا کے ہر کام باہمی مشورے سے ہوگا۔ انجمن طلبہ اسلام بنانے میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا کہ اس کے تمام عہدیداران وہ ہوں جو خود طالب علم ہوں۔ اس لحاظ سے وہ سرگرمیاں بھی کام آئیں جو ہم نے علاقائی طور پر، کوچنگ کلاسز، اسکول یونٹس اور اسپیکر فارم کے ذریعے کراچی میں شروع کی ہوئی تھیں۔ انجمن کے تمام بانی ارکان نے باہمی مشورے سے یہ فیصلہ کیا کہ انجمن طلبہ اسلام کا پہلا صدر محمد حنیف حاجی طیب کو بنایا جائے۔ الحمد للہ اس کے بعد 20 جنوری 1968ء کو انجمن طلبہ اسلام کے قیام کا اعلان ہوا۔ اعلان کے بعد دعا مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب نے کی جو بہت رقت آمیز تھی اور باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ محمد شاکر محمد شفیع کو جنرل سیکریٹری بنایا جائے۔

میں بنیادی طور پر ایک ورکر مزاج تھا تو شاید اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ضمن میں، سب سے زیادہ ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائی۔ لکھنے پڑھنے کا اکثر کام میری ذمہ داری ہوتا تھا۔ حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی کے زیر سرپرستی انجمن طلبہ اسلام نے حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ کو بھی لیکچرز دینے کیلئے مدعو کیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ انجمن کے خصوصی اجتماع میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تقریر تھی۔ میں اپنے ماموں، حاجی عبداللہ مدینے والا کے گھر سے بڑا ٹیپ ریکارڈر لے آیا۔ جس میں حضرت کی تقریر ٹیپ کی۔ حضرت نے ''اسلامی معاشرے میں طلبہ کا کردار'' کے عنوان پر تقریر کی۔ حضرت کی تقریر بڑی اعلیٰ تھی۔ میں نے اس تقریر کو کیسٹ سے لکھا، اُس کی ایڈیٹنگ کی اور مولانا نعیمی صاحب سے حزب ضرورت اصلاح کرائی اور پھر اسے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ انجمن طلبہ اسلام کی طرف سے ''اسلامی معاشرے میں طلبہ کا کردار''، ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ تعداد میں چھپ چکی ہوگی۔ مبلغِ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ جب بیرون ممالک کے تبلیغی دورے

سے کراچی آتے تھے تو انہیں مولانا نعیمی صاحب کے ذریعہ انجمن کے اجتماع میں مدعو کیا جاتا تھا، جس میں وہ اپنے تبلیغی دورے کے تاثرات بیان کرتے تھے۔ عام طور پر یہ تمام انتظام مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی سرپرستی میں ہوتا تھا۔ اکابرین سے وقت دلوانے کا کام بھی مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ انجمن طلبہ اسلام کے زیر اہتمام جوڑیا بازار کراچی میں ایک جلسہ رکھا گیا، جس میں مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کیا گیا۔ جن کو قائد اعظم نے قیام پاکستان کی تحریک کے دوران فاتحہ سرحد کا لقب دیا۔ اُس زمانے میں لوگوں کے پاس اپنی سواری بہت کم ہوتی تھی، زیادہ تر لوگ بسوں میں سفر کرتے تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی (جن کو قائداعظم نے قیام پاکستان کی تحریک کے دوران فاتحہ سرحد کا لقب دیا) حضرت کیلئے ایک صاحب کی گاڑی کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں مولانا کو، ان کے گھر، واقع پیر الٰہی بخش کالونی سے لایا گیا۔ لیکن جب جلسہ ختم ہوا تو وہ گاڑی موجود نہ تھی۔ ہم پریشان ہوئے، ہمارے بزرگوں کی سادگی دیکھئے کہ مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب نے ہماری پریشانی دیکھتے ہوئے مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب سے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ رکشہ منگوالیں، میں رکشے میں چلا جاؤں گا۔ ہم نے ان کیلئے رکشہ منگوایا اور وہ اس میں اپنے گھر گئے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جماعت اہل سنت پاکستان، جمعیت علماء پاکستان، انجمن طلبہ اسلام، ان سب کے بنیادوں میں کیسا خلوص شامل تھا۔

وہاں مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب بھی تشریف لے آتے تھے اور شفقت فرماتے تھے۔ ان کے پاس جو کتابیں آتی تھی، اگر دو سیٹوں پر مشتمل ہوتیں تو آپ ایک لائبریری کو عطیہ کر دیتے تھے۔ اُس جگہ انجمن کے چھوٹے اجتماعات ہوتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ الحاج محمد صدیق اسماعیل آتے تھے اور نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ محترم ہارون کا سمانی نعت پڑھنے آتے تھے۔ بعد میں اللہ نے اُن کر مدینہ شریف میں کئی سال رہنے کا شرف عطا فرمایا۔

انجمن طلبہ اسلام کی تشکیل کے بعد ہم محمد یعقوب قادری کی دعوت پر ایک وفد کی شکل میں ٹنڈو جام بھی گئے، وہاں سے نواب شاہ گئے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی کئی شہروں میں ہمارے ساتھ تھے۔ ظاہر ہے کہ ہمارے پاس گاڑی تو تھی نہیں، بڑی مفلوک الحالی کا زمانہ تھا، ہم عموماً بسوں میں سفر کرتے تھے۔ لیکن مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب نے کبھی کسی سفر میں کوئی تکلف نہیں کیا۔ اس طرح انجمن طلبہ اسلام کا سلسلہ پھیلتا رہا۔ نعیمی صاحب اپنی دینی، سماجی، معاشرتی اور اور تدریسی مصروفیات کے باوجود انجمن طلبہ اسلام

کیلئے وقت نکالتے تھے۔ جب بھی کراچی کے باہر سے لوگ کسی میٹنگ کیلئے کراچی تشریف لاتے تو ان سے نشست اکثر مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کے گھر پر ہوتی تھی۔ مولانا بھرپور انداز میں انجمن کی سرپرستی فرماتے تھے۔

جب میں انجمن طلبہ اسلام کی تنظیم کے سلسلے میں، مشرقی پاکستان جاتا تھا۔ وہاں میں بذریعہ خط یا فون، مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کے علما سے مسلسل روابط میں ہوتے تھے۔ میں انہیں مختلف سرگرمیوں سے مطلع کرتا رہتا تھا۔

مولانا نعیمی صاحب اس وقت بھی دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں ناظم تعلیمات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، ملک بھر سے علماء مشائخ دارالعلوم نعیمیہ آتے ہیں تو آپ سے ضرور ملاقات کرتے ہیں۔ قبلہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب، 1968ء میں کراچی کے علاقے آرام باغ میں ایک مدرسے، ''مخزن العربیہ، بحرالعلوم'' میں پڑھاتے تھے۔ چھوٹا سا ایک کمرہ تھا۔ اُس میں تین چار اساتذہ پڑھاتے تھے۔ میرا مولانا سے ملاقات کے لیے وہاں بھی جانا رہتا تھا۔

مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب نے کئی کتابیں بھی تحریر کئے۔ جماعت اہلسنت کے لیے آپ کی بڑی خدمات ہیں۔ آپ ایک عرصہ جماعت اہلسنت کے رسالے ''ترجمان اہلسنت'' کے مدیر رہے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی یادداشت ماشاءاللہ بہت مثالی ہے۔ اسی یادداشت کی روشنی میں آپ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مفصل گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی سے بھی ملاقات کرواتے تھے۔ مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب، حافظ محمد اظہر نعیمی صاحب، محمد طیب نعیمی صاحب سب سے ملاقات کرواتے تھے اور ان کے تعارف سے آگاہ کرتے تھے۔ اگر علامہ کاظمی شاہ صاحب کا ذکر چھڑ جائے تو ان کے بارے میں بڑی تفصیل سے نعیمی صاحب معلومات فراہم کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے خانوادے مولانا محمد شوکت حسن خان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ میں یہ خوبی تھی۔ مولانا نعیمی صاحب جیسا حافظہ اور یادداشت اب بہت کم علماء کرام میں نظر آتا ہے۔ اسی طرح اگر مولانا جمیل نعیمی صاحب کے سامنے مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب، علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شاہ احمد نورانی صاحب، مفتی احمد یار نعیمی، مفتی سید شجاعت علی قادری، مفتی سید مسعود علی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، صدرُ الشریعہ مولانا امجد علی یا ان کے صاحبزادگانہ یا قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی صاحب کا ذکر آجائے تو مولانا صاحب تفصیلی طور پر ان حضرات کے بارے میں بڑے پیارے اور تربیتی انداز میں بتایا اور سکھایا کرتے تھے۔ نعیمی صاحب نہ صرف یہ کہ پاکستان بلکہ انڈیا کے

علماء و مشائخ کے بارے میں بھی وسیع معلومات رکھتے ہیں۔ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب ایک وسیع لائبریری کا انتظام رکھنے میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ وہ کتابیں پڑھنے، لکھنے اور انہیں یاد رکھنے میں کمال کی صلاحیت رکھتے تھے۔

نعیمی صاحب ہماری المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کی خدمات سے کما حقہ واقف ہیں۔ وہ اسے شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور شب و روز المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کی ترقی کے لیے دعا کرتے ہیں۔ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کے تمام ذمہ داران کو میری خاص ہدایت ہے کہ مولانا جب بھی کسی کام سے المصطفیٰ سے رابطہ کریں تو ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا جائے اور ان کی دعائیں لی جائیں۔ ان کے یا ان کی اہلیہ کے علاج معالجے کا کوئی معاملہ ہو۔ انہیں ایمبولنس کی ضرورت ہو، ضروری ٹیسٹ کروانے ہوں، کسی ڈاکٹر کو دکھانا ہو یا کوئی اور کام ہو تو ان کے ساتھ اس طرح بھرپور تعاون کیا جائے کہ انہیں کوئی زحمت نہ ہو۔ اس طرح خدمت کرنا دراصل بزرگوں کی دعائیں لینے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔

جب میں وزیر اعظم محمد خان جونیجو کے ساتھ، وفاقی وزیر تھا تو ایک مرتبہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ اسلام آباد تشریف لائے۔ میرا سرکاری PTCL نمبر ان کے پاس تھا۔ انہوں نے مجھے فون کیا اور کہا کہ حاجی صاحب میں اسلام آباد آیا ہوں اور آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں منسٹر تو بن گیا ہوں لیکن میں اپنی اوقات نہیں بھولا ہوں۔ آپ مجھے اپنا پتہ سمجھائیں۔ میں خود آجاؤں گا۔ مولانا بہت خوش ہوئے، ان کے بہنوئی نے میرے سیکریٹری سیف اللہ خان کو ایڈیس سمجھایا۔ میں ان کی خدمت میں پہنچ گیا۔ مولانا بہت خوش ہوئے۔ بڑے تپاک سے ملے، انہوں نے میری عزت افزائی فرمائی اور میرے ہمراہ، میری سرکاری رہائش گاہ آئے، ہم نے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر میں نے ان کو وزارت کے دفاتر کا دورہ کرایا۔ یہ ملاقات بہت خوشگوار رہی اور مولانا نے مجھے بہت سی دعاؤں سے نوازا۔

ایک مرتبہ جب مولانا نعیمی صاحب نے کراچی کے علاقے نارتھ ناظم آباد میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ ان ہی دنوں انہوں نے مجھ سے کہا کہ حاجی صاحب میں آپ سے ملنے کیلئے آنا چاہتا ہوں۔ آپ اسلام آباد سے کراچی کب تشریف لائیں گے؟ میں نے کہا، حضرت، کراچی جب آؤنگا آپ کو اطلاع کردوں گا۔ لیکن ملاقات کیلئے میں خود آپ کے پاس حاضری دونگا۔ آپ فرمائیں کہ کام کیا

ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے ایک جاننے والے کراچی یونیورسٹی کا وائس چانسلر بننے کا پورا پورا استحقاق رکھتے ہیں، بڑے علمی خاندان سے ہیں مگران کے وائس چانسلر بننے میں کچھ رکاوٹیں ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ اپنا پرچہ لکھ کر ان کو میرے پاس بھیج دیجئے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں بھی ان کے ساتھ آؤں گا۔ میں نے کہا کہ پھر آپ اپنا ایڈریس مجھے لکھوا دیجئے۔ میں آپ کو بتا کر، آپ کے پتے پر ملنے آؤں گا، اُن صاحب کو بھی بلا لیجیے گا۔ میں جب کراچی آیا تو ان سے پوچھ کر، ان کے وقت پر ان کی رہائش گاہ پہنچ گیا۔ جو صاحب جامعہ کراچی کے وائس چانسلر بننے کے امیدوار تھے، ان کے آنے میں تاخیر ہوگئی۔ نعیمی صاحب نے کہا کہ حاجی صاحب، آپ وزیر ہیں اور بڑے مصروف آدمی ہیں، آپ کو دیر ہو رہی ہوگی۔ ہم کسی اور وقت پر یہ ملاقات رکھ لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہے حضرت، تھوڑا اور انتظار کر لیتے ہیں۔ کچھ دیر میں پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد صاحب تشریف لائے۔ وہ استاد تھے، میں ان سے ادب سے کھڑے ہو کر ملا، ڈاکٹر صاحب پولیٹکل سائنس کے بہت بڑے پروفیسر رہے ہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں وہ امریکا میں وزیٹنگ پروفیسر کے طور پر، مختلف یونیورسٹیز میں پولیٹکل سائنس پڑھانے جایا کرتے تھے۔ میں نے ڈاکٹر منظور الدین صاحب سے ساری معلومات وتفصیلات حاصل کرلیں۔ ان دنوں اشرف ڈبلیو تابانی گورنر سندھ تھے اور بطورِ گورنر وہ کراچی یونیورسٹی کے چانسلر تھے۔ اس سلسلے میں میں نے بڑے پیر صاحب پگاڑا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ملاقات کی۔ ہم تینوں نے اپنے اپنے طور پر وزیر اعظم محمد خان جونیجو سے ذکر کیا کہ ڈاکٹر منظور الدین احمد یونیورسٹی کے بہترین چانسلر ہونگے، اس طرح ڈاکٹر منظور الدین احمد صاحب کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدے پر فائز کر دیا گیا۔

ڈاکٹر منظوا الدین احمد کے وائس چانسلر بننے سے پہلے ہمارے خوش عقیدہ لوگوں کے جتنے پی ایچ ڈی کے تھیسیس تھے وہ بعض افراد کے غیر منصفانہ اور متعصبانہ رویے کے باعث رکے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر منظور الدین صاحب نے ان سب کو از سرِ نو جائزہ لے کر سفارشات کی۔ سب سے پہلے پی ایچ ڈی کی ڈگری، ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری صاحب کی منظور کی، پھر ایک قطار بن گئی۔ ان دنوں پی ایچ ڈی کی ڈگری جاری کرنے میں کراچی یونیورسٹی پہلے نمبر پر تھی۔ اب الحمد للہ ملک کی دوسری یونیورسٹیوں میں بھی پی ایچ ڈی کرنے میں خوش عقیدہ لوگوں کو آسانیاں دی۔

شاید اُس وقت کا فیضان ہے کہ میں اب بھی کراچی یونیورسٹی کی سلیکشن کمیٹی کا رُکن ہوں،

کراچی یونیورسٹی کے دو ٹینور کیلئے چھ سال سینڈیکٹ کا ممبر رہا ہوں۔ تین سال قائد اعظم یونیورسٹی کے سینڈیکٹ کا ممبر رہا۔ اس وقت ڈاؤ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کا سینڈیکٹ ممبر ہوں۔ سندھ مدرسۃ الاسلام (جہاں قائد اعظم نے تعلیم حاصل کی تھی) اُس کی سینڈیکٹ کا بھی ممبر ہوں۔ جس کو چند سالوں پہلے یونیورسٹی کا درجہ مل گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی خواہش پر، ڈاکٹر منظور الدین صاحب کو کراچی یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کرانے میں اپنا کردار ادا کرنے کا فیض اور نتیجہ ہے۔

فروری 1985ء، میں ملک بھر میں غیر جماعتی بنیادوں پر عام انتخابات منعقد ہوئے۔ جن جماعتوں نے ان انتخابات کا بائیکاٹ کیا، انہیں بعد میں اپنی اس غلطی کا احساس ہوا۔ 1985ء کے انتخابات کے نتیجے میں محمد خان جونیجو پاکستان کے وزیر اعظم بنے۔ محمد خان جونیجو نے حلف اُٹھانے کے بعد قومی اسمبلی میں جو پہلی تقریر کی، اس میں انہوں نے کہا کہ مارشل لاء اور سول حکومت ایک ساتھ نہیں چل سکتی۔ ان ہی دنوں، مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب اسلام آباد تشریف لائے۔ انٹرنیشنل سیرت کانفرنس منعقد ہونے والی تھی۔ میں نے انہیں کانفرنس کے بارے میں بتایا اور ان سے پوچھا کہ اگر آپ کانفرنس میں شریک ہونا چاہیں، تو وزارت مذہبی اُمور سے اس میں آپ کی شرکت کا دعوت نامہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مولانا نے رضامندی ظاہر کی۔

کانفرنس والے دن میں نے نعیمی صاحب کے گھر گاڑی بھیج دی، وہ پہلے میری طرف آئے اور پھر ہم دونوں ایک ساتھ کانفرنس ہال میں پہنچے۔

یہ انجمن طلبہ اسلام کی تربیت کا ہی نتیجہ ہے، اس سیرت کانفرنس میں تقسیم کرنے کیلئے ہم نے المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کے تحت ایک خصوصی مجلّے کی اشاعت کا اہتمام کیا تھا۔ ہماری کوششوں سے کانفرنس کے تمام شرکاء اور قومی اسمبلی کے تمام ارکان میں یہ مجلّہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ترجمہ کردہ قرآن پاک کچھ اور دینی کتب کا سیٹ تقسیم کیا گیا۔

مولانا جمیل احمد نعیمی حضرت مسعود احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد ہیں۔ حضرت مسعود احمد دہلوی صاحب کا صابری مسجد رنچھوڑ لین کا محرم کا وعظ کراچی میں مشہور تھا۔ جو کراچی کے پرانے لوگ ہیں۔ انہیں مسعود احمد دہلوی صاحب اور ان کا وعظ یاد ہوگا۔ میں بھی ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہوں کہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کے ذریعے ان سے ملاقات رہی ہے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کا ایک اہم رول انجمن طلبہ اسلام کے دفتر کے حوالے سے بھی تھا ۔انجمن طلبہ اسلام کی تشکیل کے بعد ہم سوچ رہے تھے کہ انجمن کا دفتر کسی نمایاں جگہ پر ہونا چاہیے۔حاجی عبدالمجید اگر صاحب، جو اِس وقت کنیڈا میں ہوتے ہیں، انہوں نے کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کے سامنے، ایم اے جناح روڈ پر ہیمانی مینشن کی جگہ دیکھی۔انجمن کے مرکزی دفتر کیلئے سب سے بڑا کردار عبدالمجید اگر کا تھا۔انجمن کیلئے ان کی بڑی خدمات ہیں۔وہ کئی مرتبہ ہمارے ساتھ دوروں پر بھی گئے۔دفتر کی جگہ دیکھنے کے بعد وہ مولانا جمیل احمد نعیمی اور مجھے وہاں لے گئے تھے۔ہم نے مل جل کر احباب کے تعاون سے وہ جگہ خرید لی۔پھر بعد میں 20، 25 سال بعد برابر والا دفتر بک رہا ہے۔میں نے اس وقت کی قیادت کو کہا کہ دیکھ لو، انہوں نے ریٹ معلوم کیا۔اس فقیر نے دوستوں کے تعاون سے وہ دفتر بھی خرید لیا، ڈبل جگہ ہوگئی اور انجمن طلبہ اسلام کے حوالے کر دیا۔

دین اور وطن کے لیے مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی بڑی خدمات ہیں۔میں نے ہر موقع پر انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھا ہے۔جب مجھے غسل کعبہ کی تقریب میں، خانہ کعبہ کے اندر جانے کا موقع ملا۔روضہ رسول کے اندر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، الحمد للہ، تب بھی مولانا نعیمی مجھے یاد رہے۔ وہاں بھی جمیل احمد نعیمی، انجمن طلبہ اسلام، جماعت اہلسنت، المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی اور سارے خوش عقیدہ اداروں واحباب کیلئے دعائیں کیں۔اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرمائے۔

آئے دن کبھی یہ فقیر جمیل احمد نعیمی صاحب کی صحت کے بارے میں دریافت کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کے ساتھ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔میں ان کیلئے دعا کر رہا ہوں۔میں ان سے اور ان کے گھر والوں سے طالب دعا ہوں۔

یہ کچھ مختصر یاداشتیں تھی۔جس شخصیت سے 1965ء سے لیکر اب تک مسلسل تعلق رہا ہو۔جن سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہو، ان سے تو یقیناً ایسی بہت ساری یاداشتیں ان کے بارے میں ریکارڈ کرائی جاسکتی ہے۔1965ء سے اب تک اندازاً 55 سال تعلقات کو ہمیشہ میں اپنی طرف سے نیازمندی کے تعلق کے طور پر رکھا۔ان کا ادب کیا، ان کا احترام کیا اور 55 سال کے دوران ایک منٹ کا کبھی تلخ لمحہ زندگی کا نہیں آیا۔یہ سب اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا کرم ہے۔

میرے ماں باپ کی دعائیں ہیں۔انجمن طلبہ اسلام کی تربیت کا نتیجہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے ملت کو اپنے ماں باپ اور اپنے بزرگوں کو احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

# ایک بصیرت افروز شخصیت مفتی جمیل احمد نعیمی

## تحریر: علامہ صاحبزادہ محمد نور المصطفےٰ رضوی

انجمن طلبا اسلام ہماری مادر فکری اور اس کی تربیت سے فیض پانے والے لاکھوں خوش نصیب اس وقت دنیا بھر میں زندگی کے مختلف شعبوں میں اصلاح احوال، اصلاح عقائد و اعمال اور اصلاح معاشرہ کا کام نہایت محنت، تندہی، تسلسل اور پورے اخلاص سے ادا کر رہے ہیں۔ گویا اس تناظر میں دیکھا جائے تو انجمن طلبا اسلام، اسلامیان پاکستان کے لیے بالخصوص اور اسلامیان عالم کے لیے بالعموم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت غیر مترکبہ کا درجہ رکھتی ہے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں مجھے بھی بھرپور طریقے سے اسی قافلۂ عشق رسولؐ کے ساتھ قدم بہ قدم اور شانہ بہ شانہ چلنے کے مواقع نصیب رہے۔ ذمہ داریوں کے حوالہ سے میں یونٹ ناظم سے مرکزی صدر تک کے عہدوں پر کام کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہا۔ اس وقت بھی جب میں پیچھے مڑ کے دیکھتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتا ہوں کہ دنیا کے تمام مسائل، معاملات سے بے نیاز ہو کر پورے انہماک کے ساتھ "سیدی مرشدی یا نبیؐ یا نبیؐ" غلام ہیں غلام ہیں رسولؐ کے غلام ہیں، غلامی رسولؐ میں موت بھی قبول ہے، جو ہو نہ عشقِ مصطفےٰؐ تو زندگی فضول ہے، ہم عظمت رسولؐ کے پاسباں ہیں پاسباں، ہم چادرِ بتولؓ کے پاسباں ہیں پاسباں، اولیاء کا ہے فیضان پاکستان پاکستان، اولیا کا نام لو، پاک پرچم تھام لو، رہبر دلبر جانی، غوث الاعظم جیلانی، جیسے مبارک، روح پرور، ایمان افروز اور باطل سوز نعرے لگاتے تھے۔ ہم پشاور سے کراچی اور کوئٹہ سے مظفر آباد اور لاہور سے کشمور تک ایک ہی دھن میں مگن مصروف جہاد رہتے تھے۔ جذبوں کی بجلیاں وجود میں چمکتی دمکتی رہتی تھیں اور اس سب کچھ کے پیچھے بانیان انجمن طلباء اسلام کے اخلاص کی کرامت موجود تھی ان خوش نصیب ہستیوں میں ہمارے سینئر اور بزرگ ساتھی حضرت استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ العالی کی بصیرت افروز حکمت عملی، عمدہ سوچ، انتھک محنت اور مسلسل سرپرستی یہاں اکائی کا درجہ رکھتی ہے اور اساسی حیثیت کی حامل ہے۔ حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ایک ایسے شعوری مجاہد اسلام ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیا۔ ایسے لوگ قوموں کے محسن اور خدا

---

☆ سجادہ نشین محدث ابدالوی خانقاہ ڈوگراں سابق مرکزی صدر انجمن طلبا اسلام 0300-4107809

تعالیٰ کی طرف سے قوموں کے لئے انعام ہوتے ہیں۔ انہیں روزِ اول سے حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کی رفاقت وسرپرستی حاصل رہی اور انہوں نے ہمیشہ لاطمع مبلغ ومصلح کا کردار ادا کیا۔ ہمارے دیریانہ دوست مولانا محبوب الرسول قادری کو اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا کرے انہوں نے اہلسنت کی تاریخ کو محفوظ کرنے کے لیے ہمیشہ گراں قدر کردار ادا کیا ہے اور وقت کی ضرورتوں کے مطابق نئے نئے موضوعات کا انتخاب کر کے قوم کے لئے معیاری اور مضبوط علمی لٹریچر فراہم کرتے رہتے ہیں۔ اب کی بار حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر کی اشاعت کا فیصلہ بھی نہایت صائب فیصلہ ہے۔ اس قدر ناشناسی کے دور میں اس طرح کی کوشش قابل ستائش اور لائقِ تقلید ہے۔ میں سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد کے "مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر" کا خیر مقدم کرتا ہوں اور برادرم ملک محبوب الرسول قادری کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ وہ بھی انجمن طلباء اسلام کے تربیت یافتہ ہیں۔ ہمارے تنظیمی وتحریکی دوست ہیں اگر تمام رفقاء اسی انداز میں اپنے اپنے حالات اور احاطہ میں مثبت کام جاری رکھیں تو ملک میں انقلاب نظام مصطفےٰ ﷺ کی راہ ہموار ہوسکتی ہے اور ہم اپنے ہدف پر پہنچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بطفیل مصطفےٰ ﷺ توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

☆☆☆

# بارگاہِ غوثیہ میں فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

یہ دل محبوب سبحانیؒ کے صدقے — محی الدین جیلانیؒ کے صدقے
نثارِ قبۂ انور مہر و مہر — فرشتے قبرِ نورانی کے صدقے
تمہاری ذات سے ہے نظمِ عالم — جہانبانی کے سلطانی کے صدقے
مِرے دل پر چلے وہ خنجرِ عشق — مَلک ہوں جس کی قربانی کے صدقے
تمہارے لطف پنہانی کے قربان — تمہارے فیضِ روحانی کے صدقے
یہ دل ہو اور موجِ قلزم عشق — یہ کشتی، موجِ طوفانی کے صدقے
یہ زیبا ہے جو ہوں لوح و قلم بھی — تمہارے اسمِ لاثانی کے صدقے

فدائے شمع، پروانہ ہو اے داغ
ہم اپنے قطبِ ربانی کے صدقے

(مہتاب داغ)

# خراجِ عقیدت......حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی

تحریر: احمد وقار مدنی

انسانی عظمت و عزت کا راز اطاعتِ الٰہی اور محبتِ رسول اللہ ﷺ میں مضمر ہے۔ ہر وہ کام جس کی بنیاد اس پر ہو وہ کامیابی و فلاح کا ضامن ہے۔ بے شک مولانا جمیل احمد نعیمی کا نام اس وقت تک زندہ رہے گا جب تک ۲۰ منشن کراچی انجمن طلباء اسلام کا مرکز قائم ہے۔ جہاں سے عشق رسول ﷺ کی ضوفشانی ہوئی۔ انجمن طلباء اسلام کا قیام ان کی مساعی جمیلہ کا حسین باب ہے جس کی روشنی ہر سُو پھیل چکی ہے۔ یہ وہی نابغۂ روزگار ہے جس نے انجمن کا پہلا سہرا محترم المقام حاجی حنیف طیب مدظلہ کے سر باندھا اور جس کے بازو محمد یعقوب قادری ایڈووکیٹ (شہید) اور میاں فاروق مصفائی مدظلہ بنے۔ جن کی صالح سوچ نے اس کو پروان چڑھایا اور بام عروج تک پہنچایا۔

حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی رحمہ اللہ ایک عالم دین ہی نہیں بلکہ ایک مفکر ہیں۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ تعلیمی درسگاہوں کو برے اور شخصی نظریات کا سامنا ہے تو ایسے میں انہوں نے اپنی فکر کو عملی جامہ پہنایا اور ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو زندہ و جاوید بنا لیا۔ وہ منکسر المزاج شخصیت کے مالک ہیں۔ تدریسی سرگرمیوں سے لے کر تنظیمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جماعت اہلسنت، جمیعت العلمائے پاکستان اور انجمن طلباء اسلام کو جلا بخشی۔ یہ ان کا عظیم کارنامہ ہے جو ہمیشہ روشن و تاباں رہے گا۔

☆

مکرمی و محترمی!

جناب محبوب رسول قادری صاحب

سلام محبت!

سستی اور کاہلی کا معذرت خواہ ہوں۔ آپ کی بار بار یاد دہانی کا شکریہ۔ اللہ کریم بجاہِ نبی کریم ﷺ آپ کو سلامت رکھے۔ (آمین) پیراگراف حاضر خدمت ہے۔

احمد وقار مدنی

۱۱ شوال المکرّم، ۱۴۴۱ھ

---

☆ سابق مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام 0300-5072351

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ

# قافلۂ انجمن کے اولین حدی خوان

تحریر: ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری ☆

ہماری معاشرت کا عمومی رویہ یہ ہے کہ لوگ اپنے ساتھ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے لوگوں کو جاننے پہچاننے اور ماننے کی خواہش نہیں رکھتے اور ان کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ان کا سراغ لگانے میں محو ہو جاتے ہیں۔ مگر ہمارے دوست ملک التحریر ملک محبوب الرسول قادری ان اربابِ بصیرت میں سے ہیں جو زندہ لمحوں میں زندہ لوگوں کی زندگی کو جاننے، پرکھنے، سمجھنے، محفوظ کرنے اور دوسروں تک پہنچانے سے شغف رکھتے ہیں۔ اپنے موقر جریدے "انوارِ رضا" کے صفحات کو پہلے بھی کئی مشاہیر کے لیے وقف کر چکے ہیں اور اب انہوں نے ہمارے عہد کے ایک نامور عالم دین اور مستقل مزاج مذہبی سیاسی رہنما حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی کی حیات و خدمات کو زندہ تاریخ کا عنوان بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ ان کی محبت ہے کہ انہوں نے اس عاجز کو بھی پاکستان میں اہل سنت کی عصری تاریخ کی ایک اہم شخصیت جناب علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی کے بارے اپنی معروضاتِ عجز پیش کرنے کا محبت آمیز حکم فرمایا۔ ہر چند کہ "انوارِ رضا" کی خصوصی اشاعت کے ممدوح جناب نعیمی صاحب مدظلہ کے بارے میری معلومات محدود ہیں تاہم میں اسے اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں کہ اپنے دور کے ایک صاحبِ مطالعہ، عالم باعمل، جید عالم دین کے بارے کچھ عرض کرسکوں۔ ان کی علمی و دینی تاریخ کے واقفانِ حال جانتے ہیں کہ علوم دین کے حصول کے بعد جب وہ سبز مسجد کراچی کے منبر و محراب پہ ترویج و اشاعت دین کے منصب پر فائز ہوئے تو انہوں نے کمال استقامت سے یہ فریضہ ادا کیا۔ تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور دعوت و ارشاد کی گونا گوں مصروفیات کے باوجود وہ اپنی قومی اور ملی ذمہ داریوں سے غافل نہیں رہے۔ تحریک ختم نبوت ہو، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ ہو یا تحریک بحالی جمہوریت وہ کبھی بھی سرگرم جدوجہد سے پیچھے نہیں ہٹے۔ حتیٰ کہ انہیں اگر قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں تو انہوں نے خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ جماعت اہلسنت اور جمعیۃ علمائے پاکستان سے وابستہ ہوئے تو مستقل مزاجی کے ساتھ

---

☆ انجمن طلباء اسلام کی تاریخ کے مقبول ترین مرکزی صدر

بھرپور کردار ادا کرتے رہے۔ قائدِ اہلسنت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو قائد مانا تو ہر مرحلے پر ان کے ساتھ رہے۔ ہر فیصلے اور ہر موقعے پر ان کا ساتھ دیا۔ گذشتہ چھ دہائیوں سے وہ دینی وملی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کے حصول تعلیم سے لے کر ان کی تحریری و تصنیفی اور تعلیمی و تدریسی خدمات ومصروفیات سے "انوار رضا" کی اس خصوصی اشاعت میں آپ بخوبی واقف ہوسکیں گے۔

میرا ان کا تعارف ایک خوشگوار تعارف تھا۔ یہ ان کا وطن عزیز کی درسگاہوں میں فروغ عشق رسول ﷺ کی عظیم تحریک انجمن طلبہ اسلام کا اولین سرپرست ہونا تھا۔ یہ بہت بڑی سعادت ان کے حصے میں آئی کہ وہ اس قافلہ انجمن کے اولین حدی خوان ٹھہرے جو مسجد بہ مسجد، خانقاہ بہ خانقاہ، مدرسہ بہ مدرسہ مصورفکرِ انجمن شہید یعقوب قادری کے ساتھ انجمن طلبہ اسلام کے پیغام کو لے کر نکلے اور علماء ومشائخ کو انجمن سے تعاون پر آمادہ کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سبز مسجد میں امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ اپنی مسجد میں آنے والے نوجوانوں کی دینی واخلاقی تربیت بھی فرما رہے تھے اور انہوں نے اپنے محلے کے نوجوانوں کی ایک تنظیم انجمن محبانِ اسلام بنا رکھی تھی۔ لیکن قدرت نے یہ سعادت شہید یعقوب قادری ایڈووکیٹ مرحوم کے حصے میں رکھی تھی کہ ان کی لوح قلب پر اہلسنت کی ایک ملک گیر تنظیم کے تصور کا نزول ہوا اور انہوں نے نواب شاہ میں جمعیت طلبہ اہلسنت قائم کی جس کے صدر وہ خود بنے۔ بعد ازاں نواب شاہ، ٹنڈو جام، شہداد پور میں میاں فاروق مصطفائی، انور کمال راجپوت اور دیگر دوستوں کے ساتھ اندرون سندھ تنظیم سازی کرنے کے بعد کراچی میں اس تنظیم کے قیام کی خواہش لے کر مولانا عبدالحامد بدایونی اور آزاد بن حیدر مرحوم کی وساطت سے علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی تک پہنچے اور یوں جمعیت طلبہ اہلسنت اور انجمن محبان اسلام کے ادغام سے انجمن طلبہ اسلام وجود میں آئی جس کے پہلے سرپرست مولانا جمیل نعیمی بنے۔ صدر حاجی حنیف طیب اور مغربی پاکستان کے پہلے ناظم شہید یعقوب قادری مقرر ہوئے۔ شہید یعقوب قادری اور میاں فاروق مصطفائی صاحب کے بقول ابتدائی سالوں میں جناب نعیمی صاحب نے انجمن طلبہ اسلام کی سرپرستی فرمائی اور علماء ومشائخ کا اعتماد حاصل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ مجھے بھی انہی دنوں ان سے تعارف حاصل ہوا جب میں 1978ء میں باقاعدہ انجمن میں شامل ہوا۔ یہ ایک خوشگوار تعارف تھا اور اپنے تمام ساتھیوں کی طرح میرے دل میں بھی ان کے لیے بہت احترام تھا اور الحمدللہ اب بھی ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ البتہ ان سے میرا ایک دوسرا تعارف بھی ہوا جو ذرا ناخوشگوار تھا اور ہے اور وہ ان کی طرف سے کوئی بھی دستوری اختیار نہ رکھنے کے

باوجود انجمن طلبہ اسلام کو تحلیل کرنے اور نئی تنظیم نامزد کرنے کا فیصلہ تھا جو اس وقت کیا گیا جب میں انجمن طلبہ اسلام کا مرکزی صدر تھا۔ یہ سطور اس تفصیل کی شاید متحمل نہ ہوسکیں مختصراً یہ کہ جمعیت علمائے پاکستان کی اپنی صفوں میں اختلاف تھا جس کی سزا انجمن طلبہ اسلام کو ملی اور اس کو جمعیت علمائے پاکستان کی خواہش پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ یہ ہم نہیں تھے جنہوں نے اپنے آپ کو جمعیت علمائے پاکستان سے الگ ہونے کا اعلان کیا تھا بلکہ جمعیت نے مولانا نعیمی کے ذریعے پورے ملک میں کامیابی سے چلنے والی اہلسنت کی نمائندہ طلبہ تنظیم کی منتخب تنظیم کو بیک جنبشِ قلم ختم کرنے اور ایک الگ گروپ تشکیل دینے کا اقدام کیا تھا۔ انجمن طلبہ اسلام کو جمعیت علمائے پاکستان سے دو ہفتے کی مہلت ملی تھی کہ انجمن کی مشاورت لکھ کر دے کہ وہ جمعیت علمائے پاکستان کو اہلسنت کی اور اپنی واحد نمائندہ تنظیم تسلیم کرتی ہے۔ ورنہ وہ مولانا جمیل احمد نعیمی کے ذریعے انجمن کو ختم کر دیں گے۔ اسی حکم کی تعمیل کے لئے مشاورت کا اجلاس 7-6 ستمبر کو راولپنڈی میں منعقد کیا گیا اور طویل مشاورت کے بعد میرے دستخطوں سے یہ اقرار نامہ قائد اہلسنت مولانا الشاہ احمد نورانی الصدیقی کو بھیج دیا گیا لیکن شومئی قسمت کہ ہمارا خط وصول کرنے سے پہلے ہی 6 ستمبر کو مولانا جمیل احمد نعیمی کے دستخطوں سے انجمن کی متحرک تنظیم کو ختم کرنے اور ایک نئے کنوینر کی نامزدگی کا خط جاری کر دیا گیا۔ حالانکہ دو ہفتے کی مہلت ختم ہونے میں ابھی کتنے دن باقی تھے۔ شاید جو لوگ دھڑے بندی چاہتے تھے انہوں نے فرض کر لیا تھا کہ انجمن کی مشاورت یہ لکھ کر نہیں دے گی اس لیے مشاورت کا اجلاس ختم ہونے سے پہلے ہی تنظیم تحلیل کر دینے کا فیصلہ کر لیا گیا۔

اس ساری صورت حال کا انجمن طلبہ اسلام میں یونٹ سے لے کر مرکز تک شدید ردعمل کا اظہار ہوا اور بدقسمتی سے جب وقت کے دھارے نے ہمیں دو متوازی کناروں پر کھڑا کر دیا تو شکوہ و شکایت، طعن و تشنیع، الزامات اور نکتہ چینی کا ماحول ابھر آیا۔ دونوں جانب سے ناگوار باتیں اور منفی تبصرے سننے کو ملتے تھے۔ مجھے بھی محترم نعیمی صاحب کے اُدھر چلے جانے کا دکھ تھا مگر ان سے احترام کا رشتہ برقرار رہا۔ جب کبھی میں کراچی گیا تو ملاقات کے لئے جامعہ نعیمیہ پہنچا اور جب آپ اسلام آباد تشریف لائے تو یاد فرماتے، میں حاضر ہو جاتا۔ ایک دفعہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کے سبب ہسپتال میں داخل تھے۔ نعیمی صاحب نے ان کی عیادت کے لئے جانا تھا۔ مجھے ساتھ لے کر جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو میں پولی کلینک اسلام آباد سے ضروری معلومات مہیا کرنے کے بعد ٹیکسی لانے چلا۔ لیکن محترم نعیمی صاحب نے منع فرمایا اور بڑے اصرار سے میرے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار ہو گئے۔

اس روز میرا ارادہ تھا کہ آپ سے اختلافاتی اور نزاعی امور پر حدیثِ دل معلوم کروں گا مگر جب انہوں نے ٹیکسی نہ لانے دی تو مجھے شرمندگی محسوس ہوئی۔ حیران بھی تھا کہ خود جناب والا نے 1968ء کی ابتدائی ملاقاتوں کے دنوں میں ہی کرائے کی ٹیکسی پر کئی گھنٹے کراچی کے مختلف مقامات کی سیر کرائی تھی اور تحفے میں کتابیں بھی دی تھیں۔ نہ جانے وہی خدمت ادا کرنے سے مجھے کیوں منع کر دیا ہے؟ بہر کیف! دل کی بات زبان پر نہ لاسکا اور کئی مرتبہ ملنے کے باوجود انہوں نے بھی خاموشی برقرار رکھی۔ نہ اپنی کسی نوازش کا تذکرہ، نہ اپنوں کے بیگانہ بن جانے کا شکوہ۔ خدا معلوم یہ ہماری ماضی کی رفاقتوں کا احترام تھا یا انجمن کے وجود پر چلائے گئے تیرِ ناحق کا صدمہ! میں نے جبراً یہ بات جی کو سمجھائے رکھی کہ وہ تقاضائے وضعداری نبھا رہے ہیں کہ

شُد است سینہ ظہوریؔ پر از محبتِ یار
برائے کینۂ اغیار در دِلم جانیست

دریں اثناء جامعہ نعیمیہ کی ایک محترم شخصیت سے بر سبیل تذکرہ یہ تاثر ملا کہ مولانا نعیمی صاحب اس حادثہ ماضی پر اپنے دل میں پریشانی اور تاسف محسوس کرتے ہیں۔ تاہم تصدیق و تفصیل کا پتہ تو پوچھنے کے بغیر ملنے کی امید نہیں۔ لہٰذا یہ بندۂ ناچیز اس اشارہ سے مدد لے کر اپنے مربی کی خدمتِ عالی میں اپنی معلومات و تاثرات پیش کرنے کی جسارت کرتا ہے اور ان سے بھی حالاتِ واقعی اور محسوساتِ قلبی فراہم کرنے کی التجا کرتا ہے تاکہ مستقبل کی صورت گری میں ہمارے تجربات یارانِ وطن کے کام آسکیں۔

☆☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

محترم ملک محبوب قادری صاحب

یہ چند صفحے حاضر ہیں۔ میرے لیے اس لیے بھی مشکل تھا کہ ایک تو معلومات ناکافی تھیں اور دوسرے میرے ہی تنظیمی دورانیہ میں ناخوشگوار حادثہ پیش آچکا تھا۔ اب اس کا ذکر کروں تو کہیں بے ادبی نہ ہو اور اگر ذکر نہ کروں تو تنظیمی امانت میں خیانت نہ ہو۔ میں نے بڑی کوشش کر کے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے اب نہیں معلوم اس کو قارئین کس طرح لیں گے؟

تاخیر کی بہت معذرت

محمد ظفر اقبال نوری

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# محسنِ اہلسنت مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ

تحریر: حمزہ مصطفائی عفی عنہ

قوموں کی تاریخ میں کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ کسی کامیابی کا سہرا اس کے سر رکھ دیا جاتا ہے کہ جس نے بالآخر کامیابی حاصل کی ہوتی ہے۔ مگر عظیم اقوام اپنے ان محسنین کو ہمیشہ نہ صرف یاد رکھتی ہیں بلکہ اولیت دیتی ہیں جنھوں نے ان کامیابیوں کی بنیاد رکھی ہوتی ہے۔ دراصل وہی محسنین ہی اقوام کے حقیقی غازی (Heros) ہوتے ہیں۔

لاکھوں نوجوانوں کی عظیم تربیت گاہ اور مادر فکری انجمن طلباء اسلام نے پاکستان کے طول و عرض میں جو عشق مصطفی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی عظیم الشان تحریک برپا کی وہ تاریخ انسانی کا بالعموم اور تاریخ اسلامی کا ایک منفرد اور روشن باب ہے۔ ہمیشہ بزرگوں نے نوجوانوں کی اصلاح اور تنظیم کا بیڑا اٹھایا مگر انجمن طلباء اسلام کو یہ تفرد حاصل ہے کہ اس کے ذریعے نوجوانوں نے نوجوانوں کی تنظیم واصلاح کا عظیم کام کردکھایا۔ انجمن کی خدمات اور کامیابیوں (Achievements) کا جب بھی ذکر کیا جائے گا تو اس کے بانیان اور موسسین کو سب سے پہلے یاد کیا جائے گا۔ ہمارے ممدوح حضرت علامہ مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہ القدسیہ انجمن کے انہی بانیان اور موسسین کے رکن رکین اور سرپرست عظیم تھے۔ اور اگر خدانخواستہ مولانا جمیل احمد نعیمی ابتدائی طور پر سرپرستی نہ فرماتے تو انجمن طلباء اسلام کا پودا تناور درخت نہ بن پاتا۔ ہمارے برادر مکرم میاں محمد فاروق مصطفائی مدظلہ جو خود بھی یکے از بانیان انجمن ہیں فرمایا کرتے ہیں کہ اگر انجمن کے کوئی تنہا بانی ہیں تو وہ "محمد یعقوب قادری رحمہ اللہ" ہیں۔ میں اس میں یہ اضافہ کرتا ہوں کہ اگر انجمن کا کوئی بانی ثانی ہے تو وہ جمیل احمد نعیمی ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ یعقوب قادری رحمہ اللہ نواب شاہ اور اس کے مضافات میں تنظیم بنا کر جب کراچی آئے تو نوجوان مولانا جمیل نعیمی نے انھیں گلے لگا کر سرپرستی فرمائی حاجی محمد حنیف طیب صاحب نے آگے بڑھ کر راہنمائی فرمائی

---

نائب ناظم اعلیٰ: جماعت اہلسنت پاکستان
سابق مرکزی صدر: انجمن طلباء اسلام، پاکستان

اور میاں فاروق مصطفائی صاحب نے روز اول سے مخلصانہ مشورے دیے لہذا یہ چاروں حضرات اہلسنت کے محسن اور انجمن کے بانیان ہیں۔

برادر مکرم مولانا محمد یعقوب قادری رحمہ اللہ خود فرمایا کرتے تھے کہ نواب شاہ میں انھیں عشق مصطفی کے پیغام کو عام کرنے کے سلسلے میں اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب سمیت مقامی انتظامیہ خصوصاً پولیس کی طرف سے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ انھوں نے مجاہد ملت مولانا عبد الحامد بدایونی رحمہ اللہ سے رابطہ کیا تو انھوں نے نہ صرف بہ نفس نفیس نواب شاہ جا کر یعقوب قادری صاحب رحمہ اللہ کی حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ ان کے جلسہ میں شرکت کر کے تحریک عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت دی۔ اور ساتھ ہی ساتھ انھیں کراچی آ کر اس علاقائی تنظیم کو ملک گیر تحریک بنانے کی راہ دکھائی۔ چنانچہ 13 اکتوبر سن 1967 عیسوی کے تاریخی دن محمد یعقوب قادری رحمہ اللہ مولانا بدایونی کی معرفت آزاد بن حیدر" کا رقعہ لیکر مولانا جمیل احمد نعیمی کے مہمان ہوئے۔ اور وہاں سے سرپرستی کا سلسلہ اور محبتوں کی وہ لازوال داستان رقم ہونا شروع ہوئی جس کی روشنی میں کئی ظفر نوری مرتضی سعیدی محبوب الرسول اور وقار مدنی راہ حق کے راعی بنے۔ فقیر بھی اسی باغ محبت کا ایک ادنی کارکن ہے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی نے آج سے ترپن سال پہلے محمد یعقوب قادری کا ہاتھ جو تھاما تو پھر چھوڑا ہی نہیں۔ ہر مشکل میں سرپرستی فرماتے رہے۔ حکومتیں آئیں اور گئیں۔ حالات میں نشیب و فراز آتے رہے۔ جمہوری حکومتیں بنتی رہیں اور مارشل لاء لگتے رہے مگر مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ نے اپنی سرپرستی اور وفاؤں کے سلسلے اور انجمن کی سرپرستی و خیر خواہی کو ہمہ دم جاری رکھا۔ اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ تاحیات جاری و ساری رہے گا۔

کسی شخصیت کے باطنی حسن کو دیکھنا ہو تو اس میں وفا کو تلاش کیا جائے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی اس نعمت سے مالا مال ہیں۔ قسیم ازل نے ان کو وصف وفا بڑی فیاضی سے عطا فرمایا ہے۔ ان کی پون صدی پر مشتمل قرطاس زندگی اس بات کی شاہد ہے کہ انھوں نے کبھی کسی سے بے وفائی نہیں کی۔ انھوں نے مولانا شاہ احمد صاحب نورانی صدیقی رحمہ اللہ سے تعلق قائم کیا تو اسے ہمیشہ نبھایا۔ جامعہ نعیمیہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن مدظلہ سے رفاقت قائم ہوئی تو اس کو بھی دہائیاں ہو گئیں۔ ان شاء اللہ یہ قابل فخر رشتہ محبت و اخوت بھی دائمی ثابت ہوگا۔ ان کی وفا کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ جب بھی پنڈی-اسلام آباد آتے ہیں اگرچہ کم آتے ہیں تو تمام احباب کی خدمات میسر ہونے کے باوجود میاں فاروق مصطفائی صاحب کو ہی شرف میزبانی بخشتے ہیں۔ یہ دراصل ان کی طویل رفاقت کو قائم رکھنے کی خو دلربائی ہے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی دام ظلہ نے انتہائی مشفقانہ اور مربیانہ طبیعت پائی ہے۔ان سے جب بھی ملنے کا اتفاق ہوا انھیں شفیق پایا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ حضرت علامہ مولانا مفتی جمیل احمد صاحب نعیمی دام ظلہ کو صحت سلامتی اور عافیت کے ساتھ طویل زندگی عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ ان کو اسلام اور ایمان کی دولت سے مالا مال فرمائے۔آمین ثم آمین

برادر مکرم ملک محبوب الرسول صاحب قادری سلمہ ہدیہ تبریک اور خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ہمارے ممدوح مولانا جمیل نعیمی کی زندگی میں ہی ان کے احوال پر مشتمل گلدستہ مضامین مرتب کرنے کا عظیم کام سرانجام دیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔وجمعنا اللہ تحت ظل عرشہ۔آمین بجاہ طہٰ و یٰسین۔

# تشکر و اعتذار

## محترم ڈاکٹر حمزہ مصطفائی

### ۔۔۔اللہ کی پناھوں میں رہو۔۔۔

ملک میں موذی وبا کرونا کے سبب زندگی کے ہر شعبہ کی طرح صحافت اور پھر نشر و اشاعت کے حوالہ سے ہر مرحلہ بری طرح متاثر ہوا ہے۔انوار رضا کی اس خصوصی اشاعت میں بھی کافی تاخیر ہوئی۔ہمارے بہت سارے احباب نے اس کے علمی مواد کی فراہمی میں بھرپور ساتھ دیا۔مضامین لکھے،منظوم و منثور مواد عنایت فرمایا۔انجمن طلباء اسلام کے سابق مرکزی صدور خصوصاً برادرم محترم ڈاکٹر حمزہ مصطفائی صاحب اپنے مضمون کے علاوہ محترم احمد وقار مدنی صاحب اور محترم میاں فاروق مصطفائی صاحب،ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری صاحب سے بھی مضامین لکھوانے میں تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔گرامی قدر حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کے حوالہ سے ہمارا یہ نمبر تو بہت ضخیم تیار ہو گیا۔میری طبیعت بہت زیادہ ناساز ہو گئی جس کے سبب اس کو مکمل شائع کرنا ناممکن نہ رہا،جو بن پڑا حاضر ہے بقیہ تقریباً اس سے دوگنا مواد موجود ہے۔ان شاء اللہ آئندہ اشاعت (حصہ دوم) میں شامل ہوگا۔ان تمام احباب خصوصاً برادرم محترم میاں فاروق مصطفائی صاحب سے معذرت خواہ ہوں کہ ان کی رشحات قلم اس اشاعت خاص کا حصہ نہ بن سکیں۔ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں بھرپور انداز سے شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔بہت شکریہ۔

(ملک محبوب الرسول قادری)

# مفتی جمیل احمد نعیمی۔صاحب بصیرت عالم دین

تحریر: عبدالرزاق ساجد☆

اہل حق کی نمائندہ تنظیمات جماعت اہل سنت اور جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم پر انقلاب نظام مصطفےٰ ﷺ کے لئے طویل، انتھک، بے لوث، مخلصانہ اور دلیرانہ جدوجہد کا قابل فخر اثاثہ رکھنے والے، زیرک اور وسیع المطالعہ حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی کی دینی، قومی، سیاسی، ملی، مسلکی، تدریسی، صحافتی اور تنظیمی خدمات تاریخ کا روشن اور جگمگاتا ہوا باب ہیں۔ قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے انتہائی قریبی ساتھی، اس صاحب بصیرت اور صاحب فکر عالم دین کا سفر زندگی جہد مسلسل کا آئینہ دار ہے...... ان کی تابناک زندگی کامیابیوں، کامرانیوں، سعادتوں، برکتوں، معرکہ آرائیوں اور تگ وتاز سے بھرا ہوا خوبصورت سفر یادگار بھی ہے اور شاندار بھی، قابل قدر بھی ہے اور قابل تقلید بھی...... اسلامیت اور پاکستانیت کے علمبردار، شائستہ وسنجیدہ عالم دین مفتی جمیل احمد نعیمی کے ساتھ زندگی کی پہلی ملاقات آج بھی میرے حافظے کی تختی پر نقش ہے۔ 85ء کا سال تھا اور اکتوبر کی 25 تاریخ، جب میں انجمن طلباء اسلام کے سالانہ مرکزی کنونشن میں شرکت کے لئے آزاد کشمیر کے شہر مظفرآباد میں موجود تھا۔ کنونشن کے دوران بانی انجمن اور اس وقت کے وفاقی وزیر محترم الحاج محمد حنیف طیب کی آمد کی اطلاع پر ہم ان کے استقبال کے لئے پنڈال کے باہر کھڑے تھے۔ اچانک حاجی صاحب کی سرکاری گاڑی کنونشن گاہ کے سامنے پہنچی تو ہم نے ایسا خوش رنگ منظر دیکھا جسے دیکھ کر ہم خوش بھی ہوئے اور حیران بھی، ہم نے دیکھا کہ گاڑی میں انجمن طلباء اسلام کو قائم کرنے والے ہمارے دو قابل صداحترام بانیان انجمن محترم حاجی محمد حنیف طیب اور محترم مفتی جمیل احمد نعیمی ایک ساتھ بیٹھے ہیں۔ کنونشن کے شرکاء سے مفتی جمیل احمد نعیمی نے انتہائی متاثر کن لب ولہجے میں تربیتی، فکری اور اصلاحی خطاب بھی کیا، جس کا لفظ لفظ سننے والے طلباء کے دلوں میں اترتا چلا گیا۔ کنونشن میں خطابات کے بعد ہم نے مقامی سرکاری ریسٹ ہاؤس میں مفتی جمیل احمد نعیمی اور حاجی محمد حنیف طیب سے تفصیلی ملاقات کا بھی شرف اور اعزاز حاصل کیا۔ کبھی نہ بھولنے والی اس خوبصورت ملاقات کی جگمگاتی یاد آج بھی دل میں چراغاں کئے رکھتی ہے۔ جب میں انجمن طلباء اسلام کے مرکزی صدر کی ذمہ داری پر فائز تھا تو اتفاق سے حضرت مفتی

---

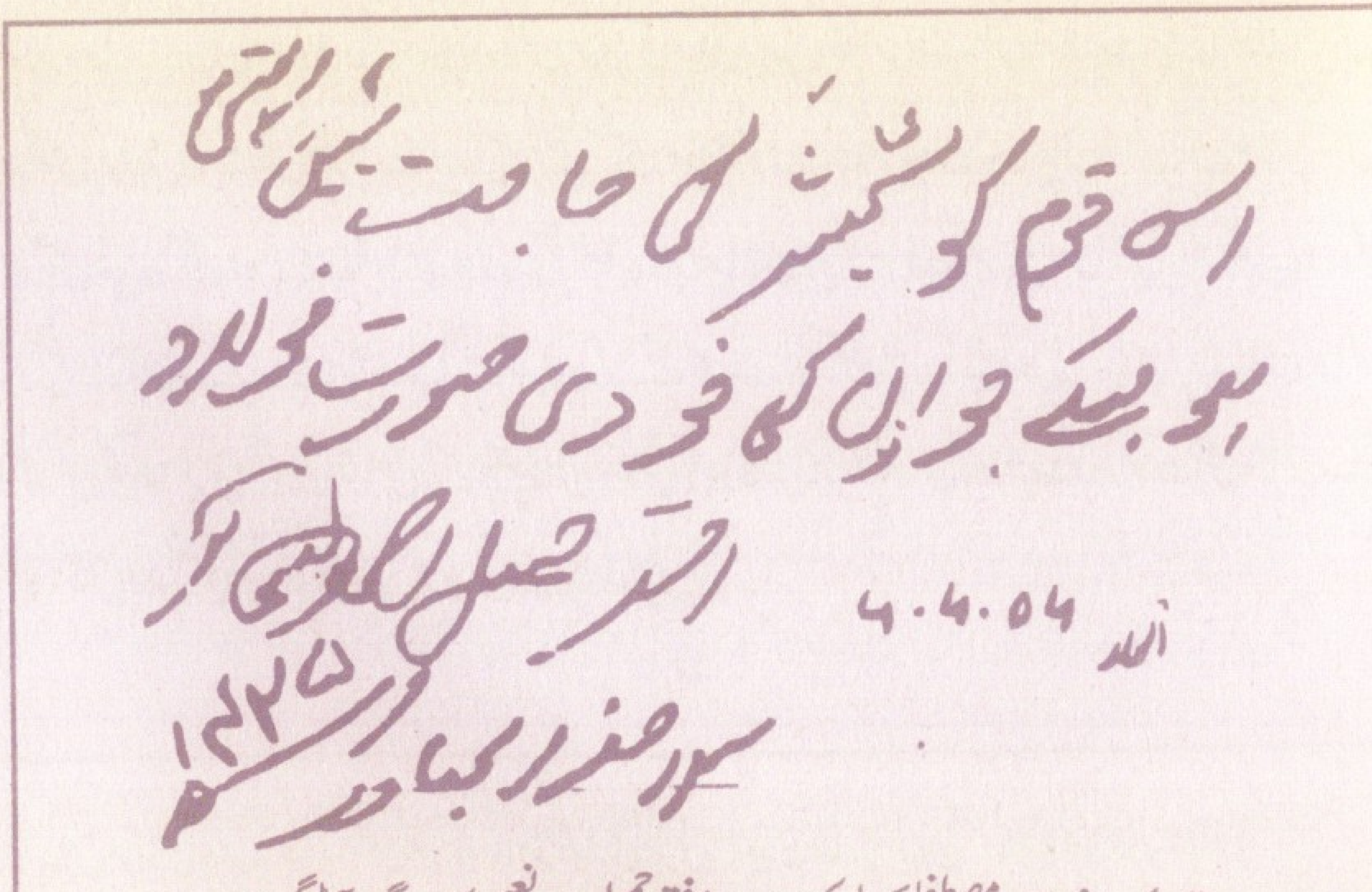
☆ سابق مرکزی صدر: انجمن طلباء اسلام، چیئرمین المصطفےٰ ویلفیئر ٹرسٹ برطانیہ

شجاعت علی قادری رحمہ اللہ کی وفات کے دن میں کراچی کے تنظیمی دورے پر تھا، اس روز مفتی صاحب کے جنازے کے موقع پر جناب مفتی جمیل احمد نعیمی اور محترم حاجی محمد حنیف طیب سمیت اہل سنت کے اہم راہنماؤں سے ملاقات ہوئی۔ بعد میں لاہور میں ہونے والے جماعت اہل سنت اور تنظیم المدارس کے مرکزی اجلاسوں میں بھی مفتی جمیل احمد نعیمی کے ساتھ ملاقات اور تبادلہ خیال کے متعدد مواقع میسر آئے۔ مفتی صاحب نے ہر ملاقات میں بے پناہ شفقتوں، محبتوں اور دعاؤں سے نوازا۔ اس باکمال شخصیت کے ساتھ ہر ملاقات کا خوبصورت تاثر آج تک دل میں تروتازہ ہے۔

نصف صدی پہلے کراچی کے علاقے میٹھادر کی جس سبز مسجد میں آج کی ملک گیر فعال و متحرک طلباء تنظیم "انجمن طلباء اسلام" کی بنیاد رکھی گئی تھی اس مسجد میں مفتی محمد جمیل احمد نعیمی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور انہوں نے انجمن محبان اسلام کے نام سے نوجوانوں کی ایک تنظیم بھی قائم کر رکھی تھی۔ اسی مسجد میں 19 اور 20 جنوری 1968ء کو مفتی جمیل احمد نعیمی کی زیر صدارت محمد یعقوب قادری (شہید) کی تنظیم "جمعیت طلبہ اہل سنت و جماعت" اور انجمن محبان اسلام کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا، 19 جنوری کو بعد عشا شروع ہونے والا اجلاس آرام اور نمازوں کے وقفوں سمیت 20 جنوری کی شام تک مسلسل جاری رہا اور اجلاس کے اختتام پر انجمن محبان اسلام اور جمعیت طلبہ اہل سنت و جماعت کو آپس میں ضم کر کے انجمن طلباء اسلام کے نام سے ایک نئی تنظیم تشکیل دی گئی اور ڈی جے سائنس کالج کراچی کے طالب علم محمد حنیف حاجی طیب کو انجمن طلباء اسلام کا پہلا مرکزی صدر نامزد کیا گیا...... اس وقت مفتی جمیل احمد نعیمی کی عمر 33 سال، محمد یعقوب قادری (شہید) کی عمر 25 سال اور حاجی محمد حنیف طیب کی عمر 20 سال تھی۔ انجمن طلباء اسلام کے قیام کے بعد مفتی جمیل احمد نعیمی نے حاجی محمد حنیف طیب اور محمد یعقوب قادری کے ہمراہ ملک گیر دورے کئے اور علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کر کے انہیں انجمن طلباء اسلام کے ساتھ تعاون پر آمادہ کیا۔

اپنی بے مثال تنظیمی و تحریکی جدوجہد کی وجہ سے دینی حلقوں میں نمایاں مقام رکھنے والے مفتی جمیل احمد نعیمی 70 کے عشرہ میں برس ہا برس جماعت اہل سنت کراچی کے ناظم اعلیٰ کے فرائض سرانجام دیتے رہے جبکہ بعد میں انہوں نے جے یو پی سندھ کے صدر، سندھ کے جنرل سیکریٹری اور مرکزی نائب صدر کی حیثیت سے بھی جرات و استقامت کے ساتھ تاریخی خدمات سرانجام دیں۔ خدمت دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والے مفتی جمیل احمد نعیمی نے تنظیمی، تحریکی اور تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ دینی صحافت کے محاذ پر بھی نمایاں کردار ادا کیا اور 1972ء میں جماعت اہل سنت کے میگزین "ترجمان اہل سنت" کے مدیر کی حیثیت سے ذمہ داریاں نہایت احسن انداز میں انجام دیں۔ اسلام اور پاکستان سے

ان کی محبت ہر مصلحت کے ساتھ لازوال وابستگی قابل رشک بھی ہے اور قابل داد بھی۔ انقلاب نظام مصطفےٰ ﷺ کی آرزو ان کے لہو میں تڑپتی ہے۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ، مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور پیغام مصطفےٰ ﷺ کے فروغ کے لئے جدوجہد کرتے گزرا ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کی ہر صبح، دوپہر اور شام دین نبی کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ دینی سرگرمیوں کو وقار اور اعتبار بخشنے والے مفتی جمیل احمد نعیمی نے تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفےٰ اور تحریک بحالی جمہوریت میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی جب دینی راہوں کے مخلص مسافر، قلب ونظر کی صلاحیت سے مالا مال مفتی جمیل احمد نعیمی نے 21 اگست 2012ء کو کراچی میں المصطفےٰ ویلفیئر سوسائٹی کی عید ملن پارٹی اور 22 دسمبر 2012ء کو انجمن طلباء اسلام کے سابق صدر احمد عبدالشکور مرحوم کے تعزیتی ریفرنس میں اپنے دیرینہ ساتھی محترم الحاج محمد حنیف طیب کے ساتھ خیرسگالی کے جذبات کا اظہار کیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم اس مرد درویش کا نور بصیرت عام کرے اور ان کے جذبوں اور ولولوں کی تپش ہماری ملت کے جوانوں کی رگوں میں محنت، ہمت اور جرات کی حرارت پیدا کردے۔ آخر میں دیرینہ تنظیمی وتحریکی ہمسفر، یار طرحدار، نامور صحافی اور دانشور، ادیب اہل سنت برادرم ملک محبوب الرسول قادری کو "انوار رضا" کا مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر شائع کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کی اس تحقیقی کاوش کا پرجوش خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً یہ خصوصی نمبر ایک تاریخی دستاویز ثابت ہوگا اور قارئین کو ایک عظیم دینی راہنما کے سفر حیات سے آگاہی حاصل ہوگی۔



قاری حافظ غلام مصطفےٰ کمال کو حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کا دیا گیا آٹوگراف

# مفتی جمیل احمد نعیمی: ایک کامیاب راہنما

تحریر: صاحبزادہ سید محمد صفدر شاہ گیلانی ☆

تحریک پاکستان کے رہنما ممتاز علمی و روحانی شخصیت علامہ عبدالحامد بدیالونی جیسے صاحب بصیرت رہنما کی نظر انتخاب کے باعث میں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل احمد نعیمی صاحب کا معترف ہوا ہوں آزاد بن حیدر کے ذریعے تحریری طور پر علامہ بدایونی رحمہ اللہ، شہید دین مصطفیٰ محمد یعقوب قادری ایڈووکیٹ کو پاکستان میں طلبہ اور جوانوں میں اسلامی روح بیدار کرنے کے لئے منظم تحریک پیدا کرنے کی خاطر مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس بھیجا پھر غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی کے رابطے کے بعد حاجی محمد حنیف طیب صاحب، مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی زیر سرپرستی محترم محمد یعقوب قادری شہید کے ذریعے ایک عالمگیر طلباء تنظیم انجمن طلبہ اسلام قائم کرنے کی سعادت حاصل کی۔ انجمن طلبہ اسلام، پاکستان اور بیرون پاکستان لاکھوں تربیت یافتہ عاشقان رسول کا ایک بڑا قافلہ رکھتی ہے اس ضمن میں مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی خدمات کو ہمیشہ سنہری الفاظ سے یاد رکھا جائے گا مولانا جمیل احمد نعیمی، جہد مسلسل کا نام ہے امام شاہ احمد نورانی کی قیادت و رفاقت نے ان کی صلاحیتوں کو بہت نکھار عطا کیا۔ دین اسلام کے تحفظ اور وطن عزیز کی سالمیت کی خاطر جب بھی ضرورت پڑی مولانا جمیل احمد نعیمی ہراول دستہ میں نظر آئے اور اپنی اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں سے تحریکوں میں جان ڈال دی مولانا جمیل احمد نعیمی ایک منجھے ہوئے عالم دین اور راسخ العقیدہ رہنما ہیں جو کہ صرف نظریاتی ہی نہیں بلکہ نظریے کے فروغ اور تحفظ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں ایسے دینی سیاسی رہنماؤں کو اگر قائدین کی سرپرستی ملی ہے تو اس کے پیچھے ان لوگوں کی وفا، ایثار، اخلاص اور شبانہ روز محنت بھی شامل ہے مفتی جمیل احمد نعیمی کی تاریخی خدمات ہمیشہ زندہ رہیں گی۔

☆

---

☆ سابق مرکزی نائب صدر: انجمن طلباء اسلام/سیکرٹری جنرل: جمعیت علماء پاکستان 0304-6834834

# مفتی جمیل احمد نعیمی.....ہفت رنگ شخصیت

تحریر: محمد نواز کھرل☆

ناقابل تسخیر عزم و یقین کو زادِ راہ بنا کر تابناک اور سر بلند زندگی گزارنے والے حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صداقت، شرافت، متانت، دیانت، علمیت اور محبت و محنت کے رنگوں سے بجی دلکشا شخصیت کے مالک ہیں۔ جراتِ گفتار اور حسنِ کردار سے مالا مال اس راسخ العلم دینی راہنما کی ساٹھ برس سے زائد پر محیط تنظیمی، تحریکی اور تدریسی جدوجہد ایک تابندہ درخشندہ مثال ہے۔ ان کا وجود ایک تاریخ ہے، روشن تاریخ۔ ایک عہد ہے تابناک عہد۔ ایک ادارہ ہے، مثالی ادارہ۔ ایک تحریک ہے عہد ساز تحریک۔ اپنے قول و عمل سے ظلمت شب میں حق گوئی و بیباکی کے چراغ روشن کرنے والے مفتی جمیل احمد نعیمی کا شمار ان صالح، متقی اور درویش صفت علماء میں ہوتا ہے جو دینی و تنظیمی سرگرمیوں کو ذریعۂ رزق نہیں پیشہ عشق سمجھتے ہیں۔ ان کی حیاتی کے سارے ماہ و سال دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنے کی ایمانی جدوجہد میں بسر ہوئے ہیں۔ ان کی حمایت اور مخالفت کا واحد معیار اسلام اور پاکستان ہے۔ اسلام ان کی شریانوں میں لہو بن کر گردش کرتا ہے۔ محبت رسول ﷺ ان کے سینے میں دل بن کر دھڑکتی ہے۔ نظام مصطفےٰ ﷺ ان کے دماغ میں سوچ بن کر تڑپتا ہے۔ ان کی چال میں تمکنت و وقار، چہرے پر شرافت و نجابت کا نکھار اور آنکھوں میں غیرت فقر کی روشنی جھلملاتی دکھائی دیتی ہے۔ نگاہ بلند، سخن دلنواز اور جاں پرسوز جیسی صفات کے مالک مفتی جمیل احمد نعیمی نے آج سے 52 برس پہلے الحاج محمد حنیف طیب، محمد یعقوب قادری (شہید) اور میاں فاروق مصطفائی کے ساتھ مل کر انجمن طلباء اسلام جیسی عظیم طلباء تحریک قائم کر کے ایک ایسا روشن کارنامہ سرانجام دیا جو وقت کی آنکھ میں ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ آج دنیا بھر میں موجود اے ٹی آئی کے وابستگان اور سابقین کے دلوں کی سرزمین پر دوسرے بانیان انجمن کے ساتھ ساتھ مفتی جمیل احمد نعیمی کے احترام کا پرچم بھی لہرا رہا ہے۔ 83ء میں زمانہ طالب علمی کے دوران انجمن طلباء اسلام کے ساتھ وابستگی کے دوران پہلی بار مفتی جمیل احمد نعیمی کے نام نامی سے آشنائی ہوئی لیکن آنے والے وقتوں میں ان کے ساتھ وابستگی وارفتگی میں ڈھلتی چلی گئی ہفت رنگ اور ہشت پہلو

---

☆ معروف و ممتاز قلم کار، صحافی، کمپیئر، مرکزی سیکرٹری اطلاعات: جماعت اہل سنت پاکستان۔ سابق جنرل سیکرٹری.
انجمن طلباء اسلام پنجاب 0341-7974103

شخصیت مفتی جمیل احمد نعیمی کے ساتھ میری محبت وعقیدت کی کئی ٹھوس وجوہات ہیں جن میں سب سے اہم ان کا انجمن طلباء اسلام کے بانیان میں شامل ہونا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا قلم وقرطاس سے مضبوط ناطہ، جے یو پی اور جماعت اہل سنت میں ان کا فعال کردار اور دینی صحافت سے ان کا گہرا تعلق ان کے ساتھ میری محبت وعقیدت کے حوالے ہیں۔ سنی تنظیمات کے اجلاسوں اور دینی اجتماعات میں حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کے ساتھ ملاقاتوں کے دوران میں ان کی تنظیمی سوچ، تحریکی شعور، مشفقانہ رویہ، دور اندیشی، معاملہ فہمی، نرم مزاجی، کشادہ ظرفی اور غیر معمولی فہم وفراست سے انتہائی متاثر ہوا۔ دانش، دانائی اور دلیری کی یکجائی سے یکتائی پانے والے مفتی جمیل احمد نعیمی جوانی سے بڑھاپے تک مسلسل تنظیموں و تحریکوں میں متحرک وفعال رہے ہیں۔ وہ کبھی تھک کر نہیں بیٹھے۔ کبھی ستائے نہیں۔ کبھی اکتائے نہیں بلکہ اکثر یہی کہتے سنائی دیتے ہیں کہ

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر

مجھے ذاتی طور پر مفتی جمیل احمد نعیمی اس لئے بھی اچھے لگتے ہیں کہ اس مرد درویش نے دوسرے بے شمار علماء ومشائخ کے برعکس دینی کام کو دولت سازی نہیں آخرت سازی کا ذریعہ بنایا ہے۔ مجھے کئی باران کی تقریر سننے کا بھی موقع میسر آیا۔ ان کی تقریر سنتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ علم کا سمندر بادل بن کر برس رہا ہے۔ بلاشبہ اجالوں کے نقیب اور آبروئے علم مفتی جمیل احمد نعیمی کی ہر سانس اللہ کے نام کی روشنی سے بھری ہوئی ہے۔ میں اس باکمال شخصیت کی عظمتوں کو محبت وعقیدت بھرا اسلام پیش کرتا ہوں۔

آخر میں، میں اپنے دل کی ایک ایک دھڑکن میں بسنے والے اپنے بہت پیارے بھائی، قلم قبیلے کی معتبر شخصیت، اہل حق کے مایہ ناز ترجمان ملک محبوب الرسول قادری کو "انوار رضا" کا "مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر" شائع کرنے پر ہدیہ تحسین وتبریک پیش کرتا ہوں۔ یہ نمبر ارمغان محبت ہے۔ جس کی خوشبو سے قارئین کے دل ودماغ مہک اٹھیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تاریخی دستاویز علمی، فکری اور تنظیمی حلقوں میں بے پناہ پذیرائی حاصل کرے گی۔

☆

# اہل سنت کا عظیم محسن: حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل سالک ☆

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی اہل سنت کے عظیم محسن ہیں انہوں نے انجمن طلباء اسلام کا سنگِ بنیاد رکھا ہے۔ جسے جو میری نظر میں صرف ایک طلباء تنظیم نہیں بلکہ تحریک احیائے اسلام کا ہراوّل دستہ ہے۔ جس انداز سے یہ تحریک و تنظیم اسی طرح جاری وساری رہتی شروع ہوئی تھی۔ تو آج اہل سنت ہی نہیں ملت اسلامیہ کے اکثر و بیشتر مسائل کا وافی وشافی مداوا ہوتا اور علامہ اقبال کا خواب یقیناً تعبیر ہو گیا ہوتا کہ

خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر

مولانا جمیل احمد نعیمی نے نہایت عزیمت و استقامت سے اپنا کام اور انجمن طلباء اسلام کی سرپرستی جاری رکھی۔ شاید بعض دوستوں کو معلوم نہ ہو کہ انجمن طلباء اسلام کا پہلا دفتر مولانا جمیل احمد نعیمی کے تعاون سے ہی خریدا گیا تھا جو اب تک ہمارے عزیزوں اور بچوں کے کام آرہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پُرانے دوست اپنا اپنا کردار ادا کر چکے اب یہ نوجوانوں اور نئے عزیزوں کا فرض ہے کہ وہ مولانا جمیل احمد نعیمی کے وجود کو غنیمت سمجھیں اور انکی راہنمائی و سرپرستی میں ان کے دیئے ہوئے سبق کو یاد رکھیں۔

بنیادی فکر کو مشعل راہ بنائیں جس کو انجمن کے ابتدائی تعارف جو منشور کی حیثیت رکھتا ہے میں بیان کیا گیا ہے۔ انجمن کی امتیازی خصوصیات، دس ضروری باتیں، میں انجمن میں ہی کیوں شامل ہوا؟، کو ضرور مشعل راہ بنائیں اور اپنے اندر ایک جذبہ تازہ پیدا کریں۔

اقبال سے معذرت کے ساتھ

ایک جلوہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تاخاک کراچی و کوئٹہ

ملت اسلامیہ اس وقت جن مسائل سے دوچار ہے ان سے نکلنے کی تعبیر کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارا معین و مددگار ہو۔

---

☆ مفکر انجمن، 1970ء سے وابستگی پہلے ناظم پنجاب اے ٹی آئی 0333-4739309

# مولانا جمیل احمد نعیمی

تحریر: قاضی عتیق الرحمٰن ☆

قوموں کی زندگی میں نظریہ اور اس نظریے کو خون جگر پلا کر پروان چڑھانے والے افراد کلیدی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔ نظریے اور شخصیت کی ہم آہنگی سے فکری کام میں تسلسل اور منزل کی طرف پیش قدمی میں سرعت پیدا ہوتی ہے۔ رجال کار کی تیاری ایک مسلسل عمل ہے۔ بعض تحریکوں میں کچھ افراد بظاہر نظر نہیں آتے لیکن در پردہ رجال کار کی تیاری میں بہت کارآمد اور مفید کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ تاریخ ایسے افراد کو سنہرے الفاظ میں یاد رکھتی ہے۔ دنیا میں افراد کا آنا جانا ایک حقیقت ہے تاہم ان میں سے خوش قسمت وہ ہیں جو زمانے کی دست برد سے محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے حصے کے دیئے جلا کر امر ہوتے ہیں۔ ان ہی افراد میں سے ایک "مولانا جمیل احمد نعیمی" ہیں۔ جو ابتداء سے ہی معاشرے میں خیر اور فلاح کو فروغ دینے کے لئے مسلسل سرگرم عمل رہے ہیں۔

1962ء میں انجمن محبان اسلام کے نام سے فکری کام کا آغاز کیا۔ دینی خدمت کے ساتھ ساتھ اس پلیٹ فارم سے ان کی تبلیغی و اصلاحی مساعی نے نوجوانوں کے ذہنی دریچوں کو وا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تاہم مولانا جمیل احمد نعیمی کو یہ اعزاز اور شرف حاصل ہے کہ آپ وطن عزیز میں پانچ دہائیوں سے سرگرم عمل فروغ عشق مصطفیٰ ﷺ کی عالمگیر تحریک انجمن طلباء اسلام (ATI) کے بانی اراکین میں سے ایک ہیں۔ انجمن طلبا اسلام کے قیام اور فروغ میں آپ نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ آپ کا قوم پر یہ احسان ہے کہ آپ نے متحرک طلبا کو اکھٹا کیا۔ ان کی رہنمائی اور سرپرستی کی جس کی وجہ سے انجمن طلباء اسلام نے صالح فکر کے لاکھوں افراد اس معاشرے کو فراہم کیے۔ رجال کار کی تیاری کے اس عمل میں مولانا جمیل احمد نعیمی کے کردار اور کاوشوں کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

آپ سے دو ملاقاتیں رہیں جن میں آپ کی شخصیت کی افادیت، شائستہ انداز گفتگو اور چھوٹوں پر شفقت اور ان کی رہنمائی کا عنصر خاص طور پر آپ کی شخصیت میں نمایاں نظر آیا۔ آپ کی شخصیت میں برداشت کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں آج عدم برداشت نے توازن اور حسن کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ تاہم مولانا جمیل احمد نعیمی برداشت کے حوالے سے رہنما ٹھہرتے ہیں۔ شدید سیاسی اختلافات کے باوجود شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ آپ جمعیت علماء پاکستان

---

☆ صدر: پاکستان فلاح پارٹی۔ سابق مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام 0300-5230679

کے مرکزی قائدین میں شامل۔ لیکن اس کے باوجود جے یو پی کی سیاسی فکر کے مخالف افراد بھی آپ کی سیاسی وفکری شائستگی کے معترف ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی شخصیت اس حوالے سے "اجلی اجلی" ہی نظر آتی ہے۔ حالانکہ ان کے اس وصف کے باعث بہت سارے احباب شاکی بھی ہیں لیکن ۔

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں

ان سے ملاقات، راہ ورسم اور عقیدت کا بڑا حوالہ بلاشک وشبہ "انجمن طلباء اسلام" ہی ہے۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ تنظیمی اختلاف کے باوجود جب بھی ان سے ملاقات کے لئے انجمن طلباء اسلام کی قیادت اور کارکنان حاضر ہوتے ہیں تو وہ کمال شفقت اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ تنظیمی کام کے حوالے سے رہنمائی فراہم کر کے مستقبل کی راہیں متعین کرنے میں فیاضی سے کام لیتے ہیں۔ ان کے ہاں ایک اور اہم چیز یہ ہے کہ اگر طلباء کی رہنمائی نہ کرتے تو انجمن طلبا اسلام مضبوط شکل میں سواد اعظم کا سرمایہ نہ بن سکتی لیکن آپ نے اس سرپرستی کے باوجود کبھی انجمن طلبا اسلام کی پالیسیوں اور کام میں "مداخلت" نہیں کی۔ جس سے آپ کے احترام میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ مسلسل جدوجہد کا استعارہ اور منزل نواز رویوں کے حامل مولانا جمیل احمد نعیمی کی صحت وسلامتی کے ساتھ طویل عمر کے لئے دعاگو ہوں۔ خواجہ حیدر علی آتش کا یہ شعر ان پر صادق آتا ہے کہ

تھکیں جو پاؤں تو سر کے بل نہ ٹھہر آتش
گل مراد ہے منزل میں خار راہ میں ہے

ملک محبوب الرسول قادری صاحب بہت مبارکباد کے مستحق ہیں کہ مرے ہوئے افراد کی قدر کرنے والے معاشرے میں زندوں کی قدر کو بڑھا رہے ہیں اے کاش! ہم زندگی اور زندوں کی خوبیوں کے معترف ہو جائیں۔

☆

## پیغام

# حضرت برکت العصر پیر طریقت
# علامہ صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی مدظلہ

معلوم ہوا کہ ہمارے دینی دوست ملک محبوب الرسول قادری اپنے سہ ماہی علمی وتحقیقی رسالہ ''انوار رضا'' جوہر آباد کا خصوصی نمبر انجمن طلباء اسلام کے بانی حضرت استاذ العلماء وشیخ الحدیث مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کی شخصیت وخدمات اور احوال وآثار کے عنوان سے شائع کر رہے ہیں۔ ہم نے مفتی صاحب کو پہلی مرتبہ اس وقت دیکھا جب وہ انجمن طلباء اسلام کے قیام کے سلسلہ میں پہلی مرتبہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں تشریف لائے تھے ان کے ہمراہ حاجی محمد حنیف طیب صاحب اور دیگر چند ساتھی بھی تھے۔ پروفیسر نصیر اللہ معینی صاحب اور میں اس وقت بہاولپور یونیورسٹی میں عربی کے طالب علم تھے۔ ہم نے ان کا استقبال کیا اور بہاولپور یونیورسٹی میں انجمن طلباء اسلام کا یونٹ قائم کیا۔ اس کے بعد جب بھی انجمن طلباء اسلام کی تقریبات منعقد ہوتی تھیں تو ملتان، بہاولپور اور دیگر تعلیمی اداروں میں ہم شرکت کرتے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری کو اللہ تعالیٰ نے اے ٹی آئی کے قیام کا خیال اور توفیق عطا فرما کر بہت بڑی سعادت بخشی ہے اور انہوں نے اس سعادت کو خوب سنبھالا ہے۔ درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تنظیم وتحریک ہر شعبہ میں وہ متحرک فعال نظر آتے ہیں۔ ایسے حضرات قوموں اور سماج کے لئے فلاح وبہبود کی ترقی وکامیابی کا استعارہ ہوتے ہیں ان کے احوال کو مرتب کرنے کے لئے محترم ملک محبوب الرسول قادری کے دانش مندانہ فیصلہ پر اہل علم کو ان کا ممنون ہونا چاہیے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کارِ خیر کی عمدہ جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

---

☆ بانی وناظم اعلیٰ۔ ادارہ معین الاسلام ضلع سرگودھا
☆ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ چشتیہ بیربل شریف
0300-4699863

# مجلسِ حضرت جمیل العلماء

تحریر: محمد رمضان مغل ایڈووکیٹ ☆

حضرت علامہ مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب دامت برکاتہم علمی حلقوں کے لیے خضرراہ کی مانند ہیں جن سے تشنگانِ علم، راہ شریعت کی پرپیچ منازل با حُسن وخوبی طے کر پا رہے ہیں جبکہ عام تعلیمی اداروں میں علم کے حصول کے لئے آئے ہوئے طلبہ جب انجمن طلباء اسلام سے وابستہ ہو کر انجمن کی سنہری تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو انہیں چند ایسی شخصیات سے متعارف کروایا جاتا ہے جنہوں نے اپنی جوانی، علم اور سرمایہ ایسی طلبہ تنظیم کی بنیاد ڈالنے میں وقف کر دیئے جس سے آگے چل کر عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار لاکھوں نوجوانوں نے دین ودنیا کے لیے حقیقی خدمات سرانجام دیں۔ ان ہی عظیم علمی و تاریخ ساز شخصیات میں حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب دامت برکاتہم بھی ہیں، ایک ہی صوبے میں رہتے ہوئے آپ کے علم وصحبت فیض سے محروم رہا لیکن تمام فاصلے ختم ہوئے بھی تو ایسے تکلیف دہ اور پرآشوب لمحے میں ہوئے جب 11 اپریل 2006ء سانحہ نشتر پارک ہماری بہت سی علمی، سماجی اور سیاسی شخصیات سے ہمیں محروم کر چکا تھا، سانحہ نشتر پارک کے فوراً بعد حضرت علامہ مولانا مفتی منیب الرحمان کی سربراہی میں تمام شہداء کی ورثا جماعتوں کے نمائندگان پر مشتمل رہبر کونسل بنائی گئی تھی جس کا مقصد شہداء کے لواحقین کو انصاف کی فراہمی یقینی بنانا اور سانحہ کے ذمہ داروں کی گرفتاری تک حکومت پر دباؤ برقرار رکھنا تھا، رہبر کونسل کا دوسرا یا تیسرا اجلاس جامعہ امجدیہ کراچی میں ہو رہا تھا، انجمن طلباء اسلام کے اس وقت کے مرکزی سیکرٹری جنرل پیر محمد پیرل کی شہادت کے باعث اس ناچیز کو بھی جامعہ امجدیہ حاضری کا موقع ملا، اجلاس جامعہ کے ایک کمرے میں چل رہا تھا اور کسی بھی غیر متعلقہ فرد کے لئے داخلہ منع تھا لہٰذا میرے ساتھ آئے ہوئے دوست اور سیکیورٹی پر مامور لوگ میرے اجلاس گاہ میں داخلے کے بعد باہر نکل گئے، کمرے میں کم وبیش ساٹھ، ستر علماء مشائخ اور مختلف تنظیمات کے قائدین ونمائندگان موجود تھے، ان میں ایسی عظیم شخصیات بھی تھیں جن کی علمی اور فلاحی خدمات کا سکہ آج بھی جما ہوا ہے مجھے ایسے نامور لوگوں میں بیٹھنے کا موقع ملا، سلام عرض کرنے کے بعد ابھی میں اپنی سانسیں بھی درست نہ کر پایا کہ کسی عالم یا نمائندہ نے سوال داغ دیا کہ نووارد کا تعارف؟ جس تیزی سے سوال ہوا اسی پھرتی سے کسی بزرگ نے ناچیز کا تعارف بطور صدر انجمن کروایا، اچانک پھر کسی دوست نے

---

☆ سابق صدر: انجمن طلباء اسلام، صدر: پاکستان فلاح پارٹی سندھ۔ 0306-3211300

ایک سوال اور پیش کر دیا کہ کونسی انجمن؟ ابھی میں سوال کرنے والے کی طرف دیکھ بھی نہ پایا اتنے میں مجھے یاد پڑتا ہے ہمارے محترم ومکرم محبت کرنے والے اور تنظیمی زندگی میں بارہا دست شفقت رکھنے والے حاجی ڈاکٹر محمد حنیف طیب صاحب دامت برکاتہم نے اپنی محبت بھری آواز میں اجلاس کے شرکاء میں برملا اعلان کر دیا کہ ایک ہی انجمن طلباء اسلام ہے اور محمد رمضان مغل اسی کے صدر ہیں۔ الفاظ میں اتنی جاذبیت وکشش تھی جس کا اثر اتنی جلد اس عظیم ہستی پر ہوا جن کی علم ومرتبت، کردار وگفتار پر آج ہم اپنا اپنا تجربہ دوستوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ میرا اشارہ حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کی جانب ہے آپ نے جلالی انداز بیاں سے وہ تاریخ ساز الفاظ اجلاس میں کہے جن کو میں آج تک نہیں بھلا پایا آپ نے ارشاد فرمایا جس انجمن طلباء اسلام کو میرے نام کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے وہ آج سے ختم اور صدر انجمن وقت نکال کر مجھ سے ملیں۔ کسی دوست کا پر جوش نعرہ تکبیر اور نعرہ مستانہ یا رسول اللہ گونجا اور اجلاس سے بیک وقت مبارک باد مبارک باد کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں، یہ پہلا موقع تھا جب میں اس عظیم ہستی کو اپنے اتنا قریب دیکھ رہا تھا جن کا تعارف ہم نے آج تک صرف انجمن کے تعارفی کتابچوں میں ہی پڑھا تھا میں نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا اور خصوصاً علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کا، بعد ازاں اجلاس ایجنڈے کی طرف آ گیا، اسی ماہ حضرت علامہ مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے ملاقات ومیلاد کانفرنس کی دعوت کے سلسلے سے جامعہ نعیمیہ کراچی حاضری کا شرف حاصل ہوا، آپ سے تین یا چار بجے کا وقت طے ہوا مگر راستے کی صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے آدھ پون گھنٹہ تاخیر سے پہنچے، آپ کے سامنے بیٹھے ہی تھے کہ آپ نے بڑے رعب ودبدبے سے پوچھا آپ لوگ کہاں رہ گئے تھے؟ ہم منتظر رہے۔ کہیں ضروری جانا تھا اور آپ لوگوں کی وجہ سے آج تاخیر ہوگئی ہے۔ میرے ساتھ ڈاکٹر وقاص جاوید بھی تھے جو بعد میں انجمن کے مرکزی سیکرٹری جنرل بھی منتخب ہوئے، ہم دونوں مفتی صاحب کے سامنے ایسے نظریں جھکائے بیٹھے تھے جیسے سر پر منوں وزن رکھ دیا ہو، بڑی مشکل سے الفاظ کو جوڑا اور رمیانے سے انداز سے بولا حضرت راستہ بھول گئے تھے اس لئے تاخیر ہو گئی، آپ نے اس کے بعد اور کوئی تاخیر کے بابت سوال نہ کیا اور چائے پینے کو کہا، آپ سے بہت باتیں کرنی تھیں مگر آپ کی مصروفیات اور کچھ ہماری مجبوریوں نے زیادہ وقت نہ مل سکا۔ بہر حال مفتی صاحب انتہائی رعب دار، ملنسار اور علم دوست شخصیت ہیں آپ میں وہ تمام صفات بدرجۂ اتم موجود ہیں جو دین نبی کے وارثان میں بتلائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور ہمیں آپ کے علم سے فیضیاب ہونے کی توفیق فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

# اہلسنّت کی زندہ تاریخ مولانا جمیل احمد نعیمی

تحریر: معین الدین نوری

انجمن طلبہ اسلام کے اوّلین سرپرست، بانی رکن اور ممتاز عالم مولانا جمیل احمد نعیمی 12 فروری 1935ء کو انبالہ، بھارت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد قادر بخش (متوفی: 1958ء) ایک مل میں اسسٹنٹ انجینئر تھے۔ آپ نے قرآن پاک ناظرہ اور ابتدائی پرائمری تعلیم انبالہ میں حافظ قاری اسماعیل پانی پتی سے حاصل کی۔ ستمبر 1947ء میں والد کے ہمراہ دہلی سے لاہور ہجرت کی۔ اس وقت آپ کی عمر 12 سال تھی۔ لاہور میں رنگ محل شاہ عالمی گیٹ کے قریب 2 سال رہائش پذیر رہے۔ 1949ء میں لاہور سے کراچی منتقل ہوئے اور رنچھوڑ لائن میں صابری مسجد کے قریب سکونت اختیار کی۔ 1948ء تا 1951ء آپ کا تعلیمی سلسلہ منقطع رہا۔ 1951ء میں اسلامیہ نائٹ اسکول رنچھوڑ لائن میں چھٹی کلاس میں داخلہ لیا اور دسویں کلاس تک جا پہنچے مگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر میٹرک کا امتحان نہ دے سکے۔

کراچی میں آپ اپنے محلے رنچھوڑ لائن کی صابری مسجد میں نماز ادا کرتے تھے، جہاں کے خطیب مولانا مسعود احمد صابری (متوفی 28 جولائی 1986ء) تھے۔ مولانا مسعود احمد کی شخصیت سے متاثر ہو کر آپ نے مئی 1952ء میں مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی (متوفی 17 مارچ 1966ء) کے دارالعلوم "مخزن العربیہ بحر العلوم" (1951ء)، رابسن روڈ نزد جامع کلاتھ کراچی میں داخلہ لے لیا۔ تعلیم کے دوران اسی دارالعلوم میں موقوف علیہ تک کتب کی تدریس کی اور 1953ء کی تحریکِ ختم نبوت میں حصہ لیا۔ اسی اثناء میں مولانا محمد وارث ہزاروی، قاضی زین العابدین (متوفی دسمبر 1974ء)، مولانا ارشاد حسین، مولانا عبدالباری اور مولانا عبدالحفیظ حقانی (متوفی 23 جون 1958ء) سے بھی علمی فیض حاصل کیا۔

15 جون 1960ء کو مخزن العربیہ سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ آپ کی تقریب دستار بندی میں علامہ سید احمد سعید کاظمی، پیر فاروق رحمانی (متوفی 11 اگست 1983ء)، مولانا غلام معین الدین نعیمی، سفیر عراق السید عبدالقادر گیلانی (متوفی 26 مارچ 1976ء)، مولانا مسعود احمد صابری (سسر، نعیمی صاحب)، مولانا عبدالسلام باندوی (متوفی 6 جنوری 1968ء) اور دیگر اکابر علماء کرام شامل تھے۔ آپ

---

☆ (رفیق ATI) (مصنف و محقق: انجمن طلباء اسلام نظریات، جدوجہد، اثرات)
0322-8218534

کے ہمراہ فارغ التحصیل ہونے والوں طلبہ میں مفتی عبداللہ نعیمی (متوفی 30 جولائی 1982ء)، حافظ محمد ازہر، غلام مجتبیٰ کشمیری اور مولانا تعظیم الدین بھی شامل تھے۔ 1960ء میں آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی نے دسمبر 1956ء میں سبز مسجد، میٹھادر کراچی میں امامت وخطابت کا سلسلہ شروع کیا جو 1974ء تک جاری رہا۔ بعدازاں امامت ترک کردی تاہم خطابت کا سلسلہ ابھی تک اسی مسجد میں قائم ہے۔ سندِ فراغت کے بعد ایک سال (1961-1962ء) مولانا عبدالحامد بدایونی (متوفی 20 جولائی 1970ء) کی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے بہار کالونی میں واقع مسلم ہائی اسکول میں استاد رہے۔ 1961ء میں پرتگال کے زیرِ انتظام بحرِ ہند کے علاقوں گووا، دیو اور دمن وغیرہ کا دورہ کیا۔ ایک سال دارالعلوم مظہریہ میں مدرس رہے پھر دارالعلوم قادریہ اور مخزن العربیہ میں یکے بعد دیگرے، پڑھاتے رہے۔ مخزن عربیہ میں میں درس وتدریس کا سلسلہ 1972ء تک جاری رہا۔ آپ دارالعلوم نعیمیہ کراچی (1975ء) کے بانی ارکان میں سے ہیں۔ یہاں آپ 1975ء سے 2008ء تک استاذ الحدیث رہے۔ اس کے بعد سے تاحال ناظم تعلیمات کے منصب پر فائز ہیں۔

مئی 1963ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے ہمراہ وفد میں شامل ہوکر پہلا حج کیا۔ یہ وفد کراچی سے غلاف کعبہ لے کر گیا تھا۔ وفد میں مولانا محمد عمر نعیمی، مولانا عارف اللہ شاہ قادری، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا خلیل احمد قادری، مفتی غلام قادر کشمیری، حاجی نظیر احمد، محترم فتح علی حیدری، مولانا مسعود احمد، سید احمد اشرف جیلانی اور دیگر علماء کرام شامل تھے۔ اس موقع پر مدینہ منورہ میں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی (متوفی 12 اکتوبر 1981ء) سے بیعت ہوئے۔ انہی ایام میں آپ مولانا ضیاالدین مدنی علیہ الرحمہ کی رہائش گاہ پر منعقدہ علامہ شاہ احمد نورانی کی تقریبِ نکاح میں گواہ بنے۔ 1965ء میں کشمیر کا دورہ کیا جہاں سے واپسی پر کتابچہ ''جہاد کشمیر اور افواج پاکستان'' تحریر کیا۔

اگست 1962ء میں سبز مسجد کراچی میں ''انجمن محبان اسلام'' قائم کی۔ اس کارِخیر میں آپ کے ہمراہ عبدالغنی سلیمان، عبدالسلام، امان اللہ، عبدالرزاق حبیب کشوڈیہ، صغیر حسین، عمر دین، عبدالرشید، عبدالرزاق موسیٰ، محمد حسین لوائی اور دیگر افراد شامل تھے۔ چند ماہ بعد سبز مسجد میں انجمن محبان اسلام کی لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس موقع پر علاقے کی ایک بزرگ شخصیت صوفی بشیر الدین بھی قابل ذکر ہیں جو مسجد میں محفل ذکر منعقد کرتے اور نوجوانوں کو دین کی طرف رغبت دلاتے۔ مسجد میں بعد نماز

عشا ہونے والے مولانا نعیمی کے درس، ان کے حسن سلوک، صوفی بشیر الدین کی شخصیت، ان کی محفل ذکر، انجمن محبانِ اسلام کی لائبریری، مخلص کارکنان کی دلچسپی اور مولانا نعیمی کی سرپرستی کے باعث انجمن محبانِ اسلام کی دینی سرگرمیوں نے فروغ پایا۔

19 اور 20 جنوری 1968ء کو سبز مسجد میں تشکیلِ انجمن طلبہ اسلام کا جلاس نعیمی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آپ کی سرپرستی اور مخلص کارکنان کی انتھک محنت نے انجمن طلبہ اسلام کو بہت جلد بام عروج پر پہنچا دیا۔ نعیمی صاحب نے انجمن طلبہ اسلام کے فروغ کے لیے محمد حنیف حاجی طیب، حاجی عبد المجید اگر اور محمد یعقوب قادری کے ہمراہ ملک گیر دورے کئے اور علمائے کرام سے ملاقاتیں کر کے انہیں انجمن کے ساتھ تعاون پر آمادہ کیا۔ انجمن کے بانی رکن میاں فاروق مصطفائی لکھتے ہیں ''یہ انہی کی ذاتِ گرامی تھی جس کے سبب طلبہ کی اس نوخیز تنظیم کو سوادِ اعظم کے علماء اور مشائخ کی نظرِ التفات میسر آئی'' (مضمون: نوائے انجمن، جنوری 2001ء)۔

20 جون 1964ء کو جب جماعت اہلسنّت کی تشکیلِ نو ہوئی تو نعیمی صاحب جماعت اہلسنّت کراچی کے ناظم نشر و اشاعت نامزد ہوئے اور تقریباً 14 جنوری 1971ء تک اس عہدے پر رہے۔ آپ نے 1970ء میں کراچی سے صوبائی الیکشن میں حصہ لیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ 15 جنوری 1971ء سے 10 مارچ 1974ء تک جماعت اہلسنت کراچی کے ناظم اعلیٰ رہے۔ اس اثنا میں جمعیت علماء پاکستان سندھ کے ناظم اعلیٰ کے عہدے پر بھی فائز رہے جب کہ جے یو پی سندھ کے صدر پیر محمد قاسم مشوری (متوفی 28 مارچ 1990ء) تھے۔ آپ متحدہ جمہوری محاذ کی تحریک بحالیٔ جمہوریت کے دوران 1973ء کے رمضان المبارک کے پہلے جمعہ میں سبز مسجد میں حکومت کے خلاف ایک تقریر کرنے کی پاداش میں 9 اکتوبر 1973ء کو گرفتار ہوئے اور ڈیڑھ ماہ قید رہنے کے بعد 24 نومبر کو رہا کئے گئے۔ اس کے بعد آپ تقریباً دس برس جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے صدر رہے۔ پیشتر ازیں آپ جے یو پی سندھ کے جنرل سیکرٹری اور مرکزی جنرل کونسل کے رکن بھی رہے۔

مولانا نعیمی نے 1971ء میں ہفت روزہ المدینہ جاری کیا اور 1972-1974ء میں جماعت اہلسنت کے رسالے ''ترجمان اہلسنت'' کے مدیر کی حیثیت سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی کو پاکستان کے سیاسی مذہبی پلیٹ فارم پر لانے کا سہرا مفتی شجاعت علی قادری، مولانا سعادت علی قادری، مولانا حسن حقانی اور مولانا جمیل احمد نعیمی کے سر جاتا ہے۔ 1978ء کی سن

کانفرنس میں آپ نے سندھ کی نمائندگی کرتے ہوئے خطاب کیا۔ 1983ء میں جے یو پی سندھ کے صدر اور 1987ء میں مرکزی نائب صدر منتخب ہوئے۔ 1988ء میں عام انتخابات میں صوبائی اسمبلی کے امیدوار کے طور پر حصہ لیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ نعیمی صاحب کو ورلڈ اسلامک مشن کے ٹرسٹی ہونے کا بھی شرف حاصل رہا ہے۔

جمعیت علمائے پاکستان میں اختلافات سے قبل اور بعد میں بھی وہ علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں کام کرتے رہے۔ 1985ء میں جمعیت علماء پاکستان کے سابق راہ نما اور انجمن کے بانی رکن محمد حنیف حاجی طیب کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہو کر وفاقی وزیر بنے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی اور ان کے ہم خیال طلبہ کا موقف تھا کہ محمد حنیف حاجی طیب نے اے ٹی آئی کو وزارت کے حصول کے لیے استعمال کیا ہے اور اے ٹی آئی اُن کی حمایت میں حکومت کے غیر جمہوری مقاصد کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ مولانا نعیمی سیاسی اور غیر سیاسی تقسیم کو اسلامی نقطۂ نگاہ سے غلط قرار دیتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی کی سیاسی قیادت کو تسلیم کرنے پر زور دیتے تھے۔ مولانا کے ہم خیال کارکنان محمد حنیف حاجی طیب کو اے ٹی آئی کے پروگراموں میں مدعو کرنے کے بھی خلاف تھے۔ مسئلے کے حل کے لیے ہونے والی گفت وشنید 6 ستمبر 1987ء تک کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکی۔

6 ستمبر 1987ء کو مولانا جمیل احمد نعیمی کے نام سے جاری کردہ ایک خط کے ذریعے اے ٹی آئی کی انتظامیہ کو توڑنے اور اس کی تشکیلِ نو کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مولانا جمیل احمد نعیمی کا یہ قدم اے ٹی آئی کی تاریخ کا متنازعہ ترین قدم رہا۔ اُن کے اس اقدام سے اے ٹی آئی ملکی سطح پر دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی اور ہر ایک کا دعویٰ رہا کہ وہ ہی اصلی و دستوری انجمن ہے۔ 3 جنوری 1988ء کو مولانا جمیل احمد نعیمی نے جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے صدر کی حیثیت سے تحریر کردہ اپنے ایک خط میں جے یو پی کے عہدیداروں کو جے یو پی کی حمایت یافتہ اے ٹی آئی سے تعاون کرنے کی ہدایت دی (عکس مکتوب: حیاتِ جمیل مع افکارِ جمیل، حصہ دوم، صفحہ 76)۔

سانحہ نشتر پارک کے بعد 8 مئی 2006ء کو دارالعلوم امجدیہ میں منعقدہ علماء کے ایک اجلاس میں مولانا جمیل احمد نعیمی نے اے ٹی آئی کے اتحاد کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ مولانا نعیمی نے 6-7 فروری 2007ء کو اردو کالج میں منعقدہ کراچی ڈویژن کی ایک تربیتی ورکشاپ سے بھی خطاب کیا (اخبارات کراچی 7-8 فروری 2007ء؛ نوائے انجمن مئی 2007ء)۔ 17-18 مئی 2008ء کو لاہور میں منعقدہ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی اجلاس میں صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر جے یو پی کے صدر اور مولانا

جمیل احمد نعیمی مرکزی سپریم کونسل کے سربراہ منتخب ہوئے۔ بعدازاں صحت اور مصروفیات کے باعث آپ اس عہدے سے سبک دوش ہوگئے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی گو کہ بعض اُمور پر انجمن کے بانی رکن محمد حنیف حاجی طیب سے اختلافِ رائے رکھتے ہیں، مگر اس کے باوجود آپ دونوں میں دعا وسلام اور خیر و عافیت سے آگاہی کا رشتہ باقی ہے۔ 21 اگست 2012ء کو آپ نے کراچی میں المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کی عید ملن پارٹی میں اور 22 دسمبر 2012ء کو انجمن کے سابق صدر احمد عبدالشکور مرحوم کے تعزیتی اجتماع میں شرکت کر کے سوسائٹی کے سرپرست محمد حنیف حاجی طیب کے ساتھ خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا۔ 21 ستمبر 2014ء کو کراچی کی ایک تنظیم بزم مصطفیٰ ﷺ کی جانب سے اِن دونوں راہنماؤں کے اعزاز میں "تقریب پذیرائی" منعقد کی گئی، جس میں دونوں نے ایک دوسرے کو خراجِ تحسین پیش کیا اور ایک دوسرے کو خدمات کے اعتراف میں شیلڈز پیش کیں۔ اس موقع پر نعیمی صاحب نے تاریخِ انجمن پر معین الدین نوری کی مطبوعہ کتاب کو بھی خراجِ تحسین پیش کیا۔

مولانا جمیل احمد نعیمی دو حج اور گیارہ عمرے کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ آپ آج بھی سبز مسجد میٹھادر کراچی میں خطابت کے علاوہ دارالعلوم نعیمیہ میں ناظم تعلیمات کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ 2008ء اور 2009ء میں آپ کی حیات و خدمات پر صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی کی تالیف کردہ کتاب "حیاتِ جمیل مع افکارِ جمیل" (حصہ اوّل اور حصہ دوم) شائع ہوئیں۔

مولانا جمیل احمد نعیمی نے مختلف دینی کتابچے بھی تصنیف کیے جن میں افضل التوسل باسید الرسل، فلسفہ و فضائل نماز، فضائل جہاد، فضائل درود و سلام، فضائل رمضان و شعبان، فضائل عید قربان، فضائل عید میلادالنبی، تبلیغی جماعت کی حقیقت، تذکرہ تاج العلماء اور اہلسنت کے لیے لمحۂ فکریہ، قابلِ ذکر ہیں۔ علاوہ کئی کتب و کتابچے آپ کی سرپرستی میں شایع ہوئے۔

ممتاز محقق علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رقم طراز ہیں "مولانا جمیل احمد نعیمی، استاذ دارالعلوم نعیمیہ کراچی بہت ہی ممتاز ہیں۔ نہایت وسیع المطالعہ، انتہائی خوش اخلاق اور مسلک و ملّت کے لیے پر درد دل رکھتے ہیں۔ ان کی مسلکی اور دینی خدمات نہایت دقیع اور قابلِ قدر ہیں" (تذکرہ اکابر اہلسنّت، صفحہ 497)۔ گو کہ اولادِ نرینہ کی نعمت سے محروم رہے لیکن اپنے شاگردوں اور کارکنان انجمن کو اپنی روحانی اولاد قرار دیتے ہیں۔

آپ کا ایک خاصہ یہ ہے کہ آپ نے بے شمار خطوط و رسائل کا ریکارڈ اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا ہے،

اس میں انجمن کا پرانا ریکارڈ بھی شامل ہے جو انجمن سے آپ کی دیرینہ وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انجمن کی تاریخ پر کتاب کی تالیف کے دوران، آپ نے مولف کو اپنے ریکارڈ سے استفادہ کا موقع فراہم کیا اور اس ضمن میں ہر ممکن علمی تعاون فرمایا۔

''انجمن طلبہ اسلام: نظریات، جدوجہد، اثرات پر اپنے تبصرے میں آپ لکھتے ہیں۔ ''انجمن طلبہ اسلام کے نظریات اور اس کی تاریخی جدوجہد پر عزیزم معین الدین نوری نے یہ کتاب تالیف کی ہے، اس سلسلے میں انھوں نے کئی مرتبہ مجھ سے بھی رابطہ کیا اور ہمارے دارالعلوم نعیمیہ کی لائبریری سے بھی استفادہ کرتے رہے ہیں۔ گو کہ مجھے ذاتی طور پر اس کتاب کے بعض مندرجات پر کچھ تحفظات ہو سکتے ہیں، مگر اس کے باوجود مجھے یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں کہ عزیزم معین الدین نوری نے جو کام کر دکھایا ہے وہ انجمن طلبہ اسلام اور اس کی فکر سے وابستہ افراد و تنظیموں کے لئے مشعل راہ ہے۔ احقر انہیں اس کاوش پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ کتاب بڑی محنت، تحقیق اور حوالوں سے مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب سے جہاں انجمن طلبہ اسلام کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں، وہاں دیگر طلبہ تنظیموں اور مختلف طبقہ ہائے فکر کے رجحانات اور اُن کے طریقۂ کار سے بھی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ کتاب صرف انجمن طلبہ اسلام کی تاریخ ہی نہیں بلکہ یہ قاری کی فکری تشکیل، ذہنی تربیت اور اہم معلومات میں اضافے کا بھی باعث بنے گی۔ احقر دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے انہیں مزید دینی کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، نیز موصوف اور ان کے اہلِ خانہ کو صحت و عافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ قائم رکھے'' (انجمن طلبہ اسلام: نظریات، جدوجہد، اثرات، معین الدین نوری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2014، صفحہ 19)

آپ جہاں بزرگوں کی روایات کے امین اور علم کا نمونہ ہیں، وہاں اہلسنّت کی ایک زندہ تاریخ ہیں۔ مولانا نعیمی کو خوشبو بہت پسند ہے اور موسم کے مطابق عطر استعمال کرتے ہیں۔ آپ اپنے ملنے والوں کو بھی خوشبو سے معطر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

**ماخذ:** ذاتی انٹرویو: علامہ جمیل احمد نعیمی، 12 جنوری 2002ء؛ 24 دسمبر 2012ء، کراچی۔

انٹرویو: مولانا جمیل احمد نعیمی، ماہنامہ نوائے انجمن، کراچی، اکتوبر 1985ء، صفحہ 20

صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی ''حیاتِ جمیل مع افکارِ جمیل'' (حصہ اوّل، دوم)، مکتبہ اہلسنت، لاہور

ترجمانِ اہلسنت، کراچی۔ ریکارڈ: انجمن محبان اسلام، انجمن طلبۂ اسلام اور مختلف لٹریچر

# انجمن طلباء اسلام کا قیام اور مفتی جمیل احمد نعیمی کا اساسی کردار

تحریر: مولانا سید محمد انور شاہ بخاری ☆

انجمن طلباء اسلام مملکت خداداد پاکستان کی وہ اولین اور امتیازی طلبا تنظیم ہے جس کے رہنماؤں نے حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کے شاہین کا کردار دنیا والوں کے سامنے پیش کیا، اور پھر وطن عزیز کے نوجوانوں خصوصاً طالب علموں میں عقابی روح بیدار کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ان کے دلوں میں حب رسول ﷺ کی مشعل فروزاں کی۔ اہل بیت اطہارؓ کے مقام سے انہیں آگاہ فرمایا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ادب واحترام سکھایا، اور اولیاء کرام کی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ اس طرح جامعات اور دیگر تعلیمی اداروں کی شان، عظمت اور وقار کو بحال اور بلند کیا۔

## قیام

انجمن طلباء اسلام 20 جنوری 1968ء کو بمقام سبز مسجد صرافہ بازار میٹھادر کراچی قائم ہوئی۔ اور دو تنظیموں کے ادغام سے اس کا قیام عمل میں آیا۔ ان میں سے ایک انجمن محبان اسلام اور دوسری جمعیت طلباء اہل سنت تھی۔ ان دونوں کا مختصر تعارف نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

## انجمن محبان اسلام (AMI):

اس کی بنیاد سبز مسجد صرافہ بازار میٹھادر کراچی میں 1962ء میں رکھی گئی۔ اس کے بانی مسجد ہذا کے امام وخطیب مولانا مفتی جمیل احمد صاحب نعیمی تھے۔ اس کے مقاصد درج ذیل تھے۔

ملک وملت کا تحفظ

عقائد اہل سنت پر ثابت قدمی

عقائد اہل سنت کی تبلیغ واشاعت

چنانچہ مفتی صاحب کی سرپرستی میں ان مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کا آغاز ہوا۔ آپ روزانہ بعد از نماز عشاء درس قرآن پاک دیا کرتے تھے۔ جس میں علاقے کے نوجوان اور طالب علم شریک ہوتے تھے۔ اس تنظیم کے زیر اہتمام مختلف مواقع پر قرأت کے مقابلے کرائے جاتے، جلسوں

---

☆ ممتاز عالم دین، محقق، باعمل شیخ، لائبریرین اور خطیب جامع مسجد عثمانیہ محلہ مقرب شاہ اندرون یکہ توت پشاور

0343-9273290

کا انعقاد کروایا جاتا اور جلوس نکالے جاتے۔ ہر اتوار کی صبح دس بجے طلباء کا اجتماع ہوتا جس میں طلباء کے درمیان تقریری اور تحریری مقابلے ہوتے ان کی مطالعاتی ضرورت کے لئے ایک لائبریری بھی مسجد میں قائم کی گئی تھی۔ امتحانات کے دنوں میں طلباء کے لئے مفت کوچنگ کلاسز کا بھی بندوبست کیا جاتا۔ مسجد کے علاوہ قریبی سکولوں میں بھی اس تنظیم کے تحت اجتماعات کئے جاتے تھے۔

اگرچہ یہ تنظیم صرف طلباء تک ہی محدود نہ تھی۔ دیگر نوجوان بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے مگر اکثریت طلباء پر مشتمل تھی۔ جن کی سرپرستی و نگرانی حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی کیا کرتے تھے۔

## جمعیت طلباء اہل سنت و جماعت پاکستان (JTI):

یہ خاص طور پر طلباء کی تنظیم تھی جس کی بنیاد ۱۹۶۶ء میں ایک نوجوان طالب علم محترم محمد یعقوب صاحب قادری نے نواب شاہ (سندھ) میں رکھی۔ قادری صاحب اس کے بانی صدر تھے اور اس کے بیس مقاصد مقرر کئے گئے جن میں سب سے نمایاں یہ تھے۔

طلباء اہل سنت کو منظم کرنا، طلباء کو ناپاک سیاست سے الگ کرنا۔ پاکستان کی سالمیت کے لئے کوشش کرنا۔ جناب یعقوب قادری صاحب کی کوششوں سے شہداد پور اور ٹنڈو جام میں بھی اس کی شاخیں قائم ہوئیں اور ایک لائبریری بھی قائم کی گئی جس سے طلباء استفادہ کیا کرتے تھے۔ پھر قادری صاحب نے کراچی میں اس کی شاخ قائم کرنے کا ارادہ کیا اور اس ضمن میں جمعیت علماء پاکستان کے صدر حضرت علامہ عبدالحامد صاحب بدایونی سے رابطہ کیا تو ان کے سیکرٹری آزاد بن حیدر نے انہیں ایک خط دے کر مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی کے پاس بھیجا اور رقعہ کا متن ملاحظہ فرمائیں۔

برادرم جمیل احمد نعیمی صاحب السلام علیکم۔

مولانا محمد یعقوب صاحب مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی کی معرفت تشریف لا رہے ہیں۔ طلبہ کی تنظیم کے سلسلے میں، آپ سے زیادہ مناسب شخصیت اور کون ہو سکتی ہے؟ لہٰذا آپ ان کی رہنمائی فرمائیں۔ آزاد بن حیدر۔ ۱۳۔ ۱۰۔ ۱۹۶۷ء

چنانچہ مولانا محمد یعقوب صاحب قادری اپنے ایک ساتھی بشیر احمد قادری کے ہمراہ مولانا جمیل احمد نعیمی کے پاس تشریف لائے اس ملاقات میں طلبہ کی تنظیم تشکیل دینے پر گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد بھی کئی ملاقاتیں ہوئیں اور بالآخر ۱۹ جنوری ۱۹۶۸ء کو سبز مسجد صرافہ بازار کراچی میں بعد نماز عشاء دونوں

تنظیموں کا اجلاس شروع ہوا جو نماز، خوراک اور آرام کے وقفوں کے بعد ۲۰ جنوری ۱۹۶۸ء کو شام تک جاری رہا۔ اس کی صدارت حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی نے فرمائی اور اس اجلاس میں انجمن طلباء اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ اجلاس میں درج ذیل اکابرین شریک ہوئے۔

۱۔ حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی (امام وخطیب سبز مسجد اور بانی وسرپرست انجمن محبان اسلام)

۲۔ جناب محمد یعقوب صاحب قادری (طالب علم سال اول بی اے گورنمنٹ کالج نواب شاہ اور بانی صدر جے ٹی آئی)

۳۔ حضرت مولانا غوث محمد شاہ جیلانی (خطیب میمن مسجد شہداد پور اور جے ٹی آئی کے فکری سرپرست)

۴۔ حاجی محمد حنیف طیب (طالب علم فرسٹ ایئر ڈی جے کالج سائنس کراچی اور جنرل سیکرٹری انجمن محبان اسلام)

۵۔ محمد شاکر صاحب ولد محمد شفیع (طالب علم اور کارکن انجمن محبان اسلام کراچی)

۶۔ محمد یونس اسماعیل (سابق طالب علم اور کارکن انجمن محبان اسلام کراچی)

۷۔ میاں محمد افتخار (فاروق مصطفائی، طالب علم ایم ایس سی زرعی کالج ٹنڈو جام اور کارکن جے ٹی آئی)

۸۔ عبدالمجید منشی (طالب علم ایل ایل بی سال اول لاء کالج کراچی اور کارکن انجمن محبان اسلام)

۹۔ بشیر احمد قادری (طالب علم تھرڈ ایئر ایل ڈی کالج کراچی اور کارکن جے ٹی آئی نواب شاہ)

۱۰۔ محمد انور کمال راجپوت (طالب علم دہم گورنمنٹ ہائی سکول ٹنڈو جام اور کارکن جے ٹی آئی)

۱۱۔ محمد ادریس خان (کارکن جمعیت طلباء اہل سنت و جماعت ٹنڈو جام)

گویا یہ گیارہ اراکین انجمن طلباء اسلام کے بانی ہیں اور حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی اس کے بانی وسرپرست ہیں۔ یہ تعداد اور ان کے اسماء گرامی متعدد مبارک نسبتوں کے امین ہیں۔ مثلاً ان میں سے ایک نام اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگ وبرتر وحدہٗ لاشریک کے نام اقدس کے ساتھ عبدیت ظاہر کر رہا ہے۔ دس حضرات کے ناموں میں پیارے محبوب ﷺ کا اسم گرامی مرتبت جلوہ افروز ہے۔ انجمن محبان اسلام کے پانچ رکن، پنج تن پاک اور جے ٹی آئی کے چھ ممبر شش جہات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ یوں ان کی تعداد گیارہ بن جاتی ہے اور اہل سنت واہل طریقت بخوبی جانتے ہیں کہ یہ نورانی عدد حضرت سیدنا غوث اعظم، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، شہباز لامکانی، ہیکل یزدانی حضرت ابو محمد محی الدین سیدنا الشیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص نسبت رکھتا ہے۔

چنانچہ ان عظیم الشان نسبتوں کے فیوض و برکات ''انجمن طلباء اسلام'' پر ضوفگن ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ایک ملک گیر تنظیم بن گئی حالانکہ یہ ایک بالکل نوخیز طلباء تنظیم تھی جبکہ تعلیمی اداروں میں بڑی بڑی تجربہ کار طالب علم تنظیمیں موجود تھیں جن کی سرپرستی ورہنمائی اور مالی اعانت دائیں اور بائیں بازو کے سیاست دان کررہے تھے اور اہل علم جانتے ہیں کہ اس وقت پاکستان میں دائیں اور بائیں بازو کی کشمکش اپنے عروج پر تھی۔

بائیں بازو والے کمیونزم اور سوشلزم کے حامی تھے جو مساوات اور سماجی انصاف اور جدوجہد پر زور دیتے اور حالات میں تبدیلی کے لئے سرخ رنگ کی علامت استعمال کرتے اپنے آپ کو روشن خیال اور مذہب پسندوں کو قدامت پرست کہتے اور دینی طبقے پر استعماری ایجنٹ ہونے کا الزام لگاتے یعنی انہیں امریکہ کا پٹھو قرار دیا کرتے تھے ان لوگوں کی اکثریت نظریہ پاکستان کی بھی مخالف تھی اور انہیں ادباء، شعراء، دانشوروں یہاں تک کہ بعض اساتذہ اور پروفیسروں کی بھی حمایت حاصل ہوا کرتی تھی۔

دائیں بازو کی ترجمانی کرنے والوں کا یہ حال تھا کہ وہ اسلام اور پاکستان کا نام تو لیتے تھے مگر اخلاص وللّٰہیت مفقود تھے۔ مثلاً قرآن کی علم برداری کا تو دم بھرا جاتا تھا۔ مگر صاحب قرآن جناب محمد مصطفی ﷺ کی محبت وعقیدت کو شرک و بدعت قرار دیا جاتا تھا۔ اسی طرح شریعت کا بھی چرچا کیا جاتا تھا مگر صاحب شریعت جناب احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات اقدس سے غفلت اور لاپرواہی برتی جاتی تھی۔

یوں ان دونوں طرح کے افکار و نظریات میں بعد المشرقین پایا جاتا تھا۔ نفرت و عداوت اور تعصب کی فضاء چھائی ہوئی تھی۔ ان حالات میں انجمن طلباء اسلام ایک نورانی کرن بن کر تعلیمی اداروں میں داخل ہوئی۔ ابر کرم بن کر برسی، طلبا کے قلوب میں حب رسول ﷺ کے بیج بوئے۔ درس قرآن و حدیث، ذکر وفکر، محافل میلاد اور نعتیہ مشاعروں اور درود وسلام کی مجالس کے ذریعہ آبیاری فرمائی۔ آلودہ افکار کی تطہیر فرمائی۔ سرخ وسبز کی بجائے ''انقلاب مصطفویؐ'' کا نعرہ لگایا اور مشرق ومغرب کی طرف دیکھنے والوں کا رخ مدینے والے آقا رحمۃ اللعالمین ﷺ کی طرف موڑ کر ان کی مشام جاں کو مہکایا'' اپنی تمام محبتیں اور نسبتیں پیارے محبوب ﷺ کی محبت ونسبت پر قربان کرنے کا جذبہ پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کے نام اقدس پر جینے اور مرنے کا شعور عطا فرمایا۔ ''دوقومی نظریے'' اکابرین تحریک پاکستان اور مملکت خداداد کی صورت میں ان کے فیضان سے نوجوانوں کو آگاہی بخشی اور حب الوطنی کے جذبات کو پروان

چڑھا کر وطن عزیز کے ساتھ وابستگی اور وفاداری کو فروغ دیا۔ جس کی بدولت طلباء نے بروقت قدم اٹھاتے ہوئے کئی مرتبہ دین وملت کے خلاف سازشوں کو ناکام بنایا۔

انجمن طلباء اسلام نے سماجی شعبے میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ دینی وملی اور قومی تحریکوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مگر اپنے اصل مقصد یعنی حصول علم سے بھی لاپرواہی اور غفلت اختیار نہیں کی اور اس میدان میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے بلکہ نمایاں پوزیشنیں اور گولڈ میڈل حاصل کرتے ہوئے کامیابی کے جھنڈے گاڑے اور آنے والوں کے لئے بہترین مثالیں قائم کیں آج دنیا بھر میں انجمن طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے تربیت حاصل کرنے والے ہزاروں افراد ملک اور بیرون ملک زندگی کے مختلف شعبوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں انجمن کے قائم کردہ کئی ادارے بھی دینی، علمی، ادبی، تحقیقی اور فلاحی کاموں میں مصروف ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ کہنا بھی حق بجانب ہے کہ خیر و برکت کا یہ چشمہ جاری کرنے والوں کو اس کا اجر وثواب بارگاہ الٰہی سے ملتا رہے گا۔

آخر میں انجمن طلباء اسلام کے جملہ بانی ارکان کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے خصوصاً مفتی جمیل احمد صاحب نعیمی (بانی سرپرست اعلیٰ) جناب حاجی محمد حنیف طیب صاحب (بانی صدر) اور محترم المقام جناب محمد یعقوب صاحب قادری (بانی سیکرٹری جنرل) نے یہ تنظیم قائم کر کے ملت اسلامیہ پاکستان پر احسان عظیم فرمایا۔ جبکہ برادر محترم، محبوب اہل سنت جناب محبوب الرسول صاحب قادری خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جو مادیت پرستی اور قحط الرجال کے اس دور میں امید کی کرنیں چارسو پھیلا رہے ہیں اور محسنین قوم وملت کے کارنامے اور خدمات نئی نسل تک منتقل کرنے کا مقدس فریضہ مسلسل سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادری صاحب کی عمر صحت اور وسائل میں برکت عطا فرمائے تاکہ کاروان لوح وقلم ان کی قیادت میں منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین

نوٹ: یہ معلومات جناب معین الدین صاحب نوری کی کتاب "انجمن طلباء اسلام" سے حاصل کی گئی ہیں۔

(کفش بردار مولوی جی رحمہ اللہ پشاور) بدھ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ ہجری ۶ مئی ۲۰۲۰ء)

☆

# تاثرات

تحریر: ڈاکٹر شمس الرحمٰن شمس☆

میں سب سے پہلے اپنے محبوب و محترم دوست ملک محبوب الرسول قادری کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو ایک مخلص، بے لوث اور دردِ دل رکھنے والا مجاہد صفت لکھاری اور علمی اور فکری صلاحیتوں سے مالا مال اور ایک انمول ہیرا ہے۔ جس نے دین اسلام اور فکر اہلسنت کے فروغ کی تحریک سے وابستہ اکابرین ملت کی خدمات کے اعتراف کے طور پر اپنے ادارے "انوارِ رضا" سے ان اکابرین کی خدمات اور حیات سے نہ صرف موجودہ نسل بلکہ آنے والی نسلوں کو آگاہ کرنے کے لئے اور ان اکابرین کے علمی کارناموں سے استفادہ کرنے کے لئے بیسیوں "مستقل نمبرز" شائع کئے ہیں اور ان ہی خدمات کے سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے آج یہ مجلّہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں محسن دین و ملت جید عالم دین حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی حیات اور خدمات کے حوالہ سے صاحبِ بصیرت، صاحب علم و فکر محققین کے مضامین شامل ہیں۔

میں تحقیق کے میدان میں کام کرنے والوں کا ادنیٰ خادم ہوں۔ میرے لئے اس عظیم عالم دین صوفی منش محقق حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی جو حوالہ سب سے معتبر حوالہ ہے وہ اس عظیم انسان کا محسن اہلسنت الحاج محمد حنیف طیب، شہید اہلسنت محمد یعقوب قادری رحمۃ اللہ علیہ اور چند دیگر مخلص دوستوں سے مل کر نوجوانان اسلام کو دہریت، لادینیت اور نجدیت کے سیلاب سے بچانے کے لئے انجمن طلباء اسلام کا قیام ہے۔ جس نے فروغ عشق رسول ﷺ کی عظیم تحریک کا روپ اختیار کیا ہے۔ آج ملک عزیز کے کونے کونے میں اگر الحادی قوتوں کا راستہ روکا ہے، بداعتقادی اور بے عملی کا مقابلہ کیا ہے تو وہ انجمن طلباء اسلام ہے۔ یہ ان حضرات کا اپنے لئے صدقہ جاریہ اور امت مسلمہ کے لئے احسان عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کے درجات بلند فرمائے اور انہیں صحت و سلامتی والی زندگی نصیب کرے۔ آمین۔

---

☆ راہ حق کا عظیم راہی ☆ سابق مرکزی نائب صدر ATI

0333-9103752, 0314-8004052

# کاروانِ انجمن طلباء اسلام کا سالارِ اعظم

تحریر: ابوالرضا گلزار حسین قادری برکاتی رضوی ضیائی مصطفوی

نامور دانشور اور ماہر رضویات علامہ صاحب زادہ ملک محبوب الرسول اعوان قادری رضوی زید مجدہٗ سے یہ جان کر دلی مسرت ہوئی کہ آپ کی کاوشوں سے اسلامی وفکری مرکز "دار العلوم نعیمیہ کراچی" کے ماہر تعلیم و معلم استاذ الاساتذہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب دامت ظلہٗ پر ایک سوانحی نمبر کی اشاعتِ خاص کا اہتمام ہو رہا ہے جس میں حضرت کی دینی، ملی خدمات کا احاطہ کیا جائے گا اور ان سے وابستہ اساتذہ و مشائخ عظام سے آپ کی یادداشتوں کو قلم و قرطاس کی زینت بنایا جائے گا۔

تحقیق و جستجو کا ایک اپنا ہی جہان ہے جو مشکل اور تھکا دینے والا راستہ ہے۔ حق کی تلاش ایک مشکل عمل ہے تاریخ کے اوراق پر سچے اور خوبصورت موتی بکھیرنے کے لئے دل کے آئینہ کا شفاف ہونا ازبس لازم ہے تا کہ آنے والے دور کے دانش ور اس پر اعتبار کر سکیں۔ جناب ملک محبوب الرسول صاحب قادری بھی اسی مشکل گھاٹی کے کھوجی ہیں۔ آپ کا شاندار کام اس پر شاہد ہے۔ آپ نے مشکلات کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا اور اپنے یقین اور پختہ ارادہ کے سبب ہمیشہ کامیاب رہے۔

نسبت کی بڑی قدر و قیمت ہے اور اس کے اثرات بڑے گہرے ہیں چنانچہ حضرت جمیل احمد نعیمی صاحب بڑی قیمتی نسبتوں کے حامل بزرگ ہیں۔ قطب مدینہ علیہ الرحمہ سے شرف بیعت براہ راست امام الآئمہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے وابستہ و پیوستہ کر دیتا ہے جو کہ عشق رسول ﷺ جیسے حساس تقاضوں سے آشنا کرتا ہے۔

آپ کا دوسرا اعزاز و شرف یہ ہے کہ آپ تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی رحمہ اللہ کے تلمیذِ خاص ہیں۔ یہ علمی و روحانی نسبت بھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے قریب تر ہے۔ حضرت علامہ محمد عمر نعیمی صاحب براہ راست حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمہ کے شاگرد خاص ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضرت صدر الافاضل، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے عاشق صادق معتمد، اور اکابر خلفاء میں سے ہیں اور حضرت مولانا محمد عمر نعیمی علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے دست

---

☆ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند (ایم اے علوم اسلامیہ، ایل ایل بی) / بانی و سرپرست ادارہ فیضان امام احمد رضا لاہور

0333-4311134

مبارک سے دستارِ فضیلت کا تاج سر پر سجایا اور وہ تاج العلماء ٹھہرے۔

حضرت جمیل احمد نعیمی صاحب کی اشاعت دین و تبلیغ اسلام کے لیے خدمات اندرون و بیرون ملک سے سب اہل اسلام آگاہ ہیں۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ جو ایک بڑا کام اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات سے لیا وہ انجمن طلبہ اسلام کی تشکیل ہے۔

عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اہل سنت کے طلبہ کی تنظیم ''انجمن طلبہ اسلام'' کی داغ بیل ڈالنے میں جو رول آپ نے ادا کیا وہ دورس بصیرت کا غماض ہے۔

اسی طلبہ تنظیم نے آگے چل کر کالج و یونیورسٹیوں کے سنی طلبہ کو یکجا کیا بدعقیدہ تنظیموں سے انہیں محفوظ کیا وہ تاکہ سیاست میں جمعیت علمائے پاکستان کی قیادت کے ساتھ شانہ بشانہ خدمات انجام دیں یوں بہت مختصر وقت میں جمعیت علمائے پاکستان کو ملک گیر جماعت بنانے میں کامیاب ہوئے۔

احقر کی حضرت صاحب سے براہ راست ملاقات نہیں ہے البتہ انجمن طلبہ اسلام کی دیگر قیادت کے حضرات سے لاہور میں ملاقات رہی خصوصاً ڈاکٹر حاجی محمد حنیف طیب و جناب عثمان خان نوری و دیگر احباب سے، انجمن کے اکثر اجلاسوں میں میری شرکت ہوتی تھی۔ 1977ء میں بندہ نے علوم اسلامیہ میں ایم اے کیا اور بعد میں قانون کی ڈگری لی۔ ان دنوں لاہور میں انجمن طلبہ اسلام کی سرگرمیاں عروج پر تھیں اور ان کی سرپرستی وقت کے بلند قامت حضرات جن میں نمایاں حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی جامعہ نظامیہ لاہور فرما رہے تھے۔ نوری مسجد ریلوے روڈ پر سالانہ جلسہ ''یوم رضا'' حکیم صاحب کی سرپرستی میں مرکزی مجلس رضا کے تحت منعقد ہوتا جس میں کراچی سے حاجی محمد حنیف طیب اور جناب عثمان خان نوری صاحب ضرور تشریف لاتے اور انجمن طلبہ لاہور کی قیادت بھی پوری قوت کے ساتھ سرگرم رہتی۔ پورے ملک سے اہل سنت کی بڑی نام ور شخصیات علماء و مشائخ تشریف فرما ہوتے ملتان سے حضرت غزالی زمان، پیر گوٹھ خیر پور سے حضرت مفتی تقدس علی خاں، حضرت علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالستار خان نیازی بھی اس سالانہ اجتماع میں شرکت فرماتے۔ حکیم صاحب سارا دن استقبالیہ پر کھڑے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے نظر آتے۔ 55 ریلوے روڈ پر حکیم صاحب کا مطب تھا وہ ہی مجلس رضا کا مرکزی دفتر تھا وہیں کتب کی اشاعت و ملک بھر اور بیرون ملک ترسیل کا انتظام تھا۔ ہر وقت علماء و مشائخ اور طلبہ کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا۔ حکیم صاحب کی ساری پونجی مہمان نوازی میں صرف ہوتی۔ آپ کی خدمات کے سب معترف تھے۔ سب کی ایک تڑپ تھی کہ اسلامیان اہل سنت ایک جھنڈے تلے متحد ہوں اور مسلک اعلیٰ حضرت کو عروج نصیب ہو۔ وہ اہل سنت کا سنہری دور تھا۔ 1978ء سنی کانفرنس نے ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ اس وقت پنجاب بھر کے کالجز میں انجمن طلبہ اسلام نے بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ 200 کالجز میں

انجمن کے پینل فتح سے ہم کنار ہوئے۔ اغیار کی تنظیموں میں ایک سراسیمگی کا ماحول تھا برسوں بعد ان کی اجارہ داری کا غرور خاک آلود ہوا۔

ان تمام کامیابیوں میں حضرت جمیل احمد نعیمی صاحب کی کاوشوں کا بڑا حصہ ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ حضرت کا سایہ ہم سب پر تادیر سلامت رہے اور اس کاوش پر جناب محبوب الرسول صاحب کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ (مورخہ 8 مئی 2020ء)

☆

عکسی دستاویز

# خوشخبری

اہلسنت وجماعت کی دینی درسگاہ

## دار العلوم نعیمیہ

لیاقت آباد بس اسٹاپ نمبر ۱۰

میں شیخ القراء حضرت قاری محمد مظہر صاحب کی خدمات حاصل کرلی گئی ہیں

تمام ائمہ، مؤذنین، اور دیگر شائقین سے گذارش ہے کہ فن قرأت و تجوید حاصل کرنے کے لئے

تشریف لائیں۔ دار العلوم میں قابل، مستند اور تجربہ کار اساتذہ درس نظامی اور کراچی بورڈ

سے عربی کے منظور شدہ نصاب کے مطابق تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں مستحق طلبہ کے

قیام و طعام کا انتظام بھی ہے اس لئے موقعہ سے فائدہ اٹھائیے۔ مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی

ہے کہ زکوٰۃ، صدقات اور چرم قربانی سے دار العلوم کے تحت طلبہ تعاون فرمائیں۔ غریب نادار

ایک قریب ہے علم دینی حاصل کرنے والے غریب کو دینا دوہرا ثواب اور صدقہ جاریہ ہے

پتہ: ۸۱-۴/۱۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹ فون نمبر ۲۲۲۲۲۲ از ہر یونٹ ہاؤس مہتمم

ترجمان اہلسنت کراچی (۲۵) جنوری ۱۹۷۴ء

# ہمارے معزز و محترم راہنما مولانا جمیل احمد نعیمی

تحریر: محمد اسلم الوری☆

عالم اسلام کے نامور عبقری، فقیہ اور جنوبی ایشیاء میں برطانوی سامراج کے خلاف مزاحمتی تحریک کے فکری رہنما اور جداگانہ مسلم تشخص کے علمبردار امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کے خلفا میں صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ اپنی گوناگوں مہارتوں اور متنوع خصوصیات کے اعتبار سے ایک منفرد شان کے مالک تھے۔ آپ ایک بلند پایہ محدث، مفسر، مصنف، فقیہ، کامل استاد، با عمل صوفی، صاحب طرز شاعر و ادیب، بیدار مغز صحافی، کامیاب مدیر، دینی و سیاسی بصیرت حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھنے والے، سیاسی شعور سے بہرہ ور اور مسلمانان برعظیم کے سیاسی و سماجی حقوق کے تحفظ کے لئے سرگرم ایک نڈر اور بے باک دینی و سیاسی رہنما تھے۔ صدرالافاضل کے جن تلامذہ پر ان کی ہمہ جہت شخصیت کے اثرات بہت زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں ان میں مولانا محمد عمر نعیمی رحمہ اللہ، مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ، مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ، اور جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ کے نام نمایاں ہیں۔ ہمارے ممدوح مولانا جمیل احمد نعیمی کو بھی مولانا محمد عمر نعیمی سے شرف تلمذ اور اکتساب فیض کی سعادت حاصل ہے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی سے میرا غائبانہ تعارف پہلی مرتبہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات کے دنوں میں کراچی سے ان کی ادارت میں شائع ہونے والے جماعت اہل سنت کے ترجمان پندرہ روزہ المدینہ کراچی کی وساطت سے ہوا۔ کل پاکستان سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تاریخی اجتماع کی خبروں اور تصویری جھلکیوں پر مشتمل اس جریدہ کے ذریعے میری طرح اکثر نوجوانوں کو پہلی بار خواجہ قمر الدین سیالوی، مولانا محمود احمد رضوی، علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمٰن مدنی، اور مولانا جمیل احمد نعیمی سمیت ملک کے دیگر اکابر علماء و مشائخ سے تعارف کا موقع ملا تھا۔

مجھے یاد ہے میں اس وقت ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ طلباء میں اسلامی روح بیدار کرنے اور ان میں دینی تعلیمات عام کرنے کے جذبہ کے تحت جامع مسجد نور کالونی نمبر 1 خانیوال کے خطیب مولانا عبدالشکور جھنگوی کی زیر سرپرستی انجمن محافظین اسلام خانیوال کا قیام عمل میں آیا تو اس کے

---

☆ دانش ور، مفکر، رفیق انجمن 0324/0333-5452052

پہلے اجلاس میں سینکڑوں طلبا اور نوجوان شریک تھے۔ مجھے اس کا پروپگنڈا سیکریٹری منتخب کیا گیا تھا۔ مرکزی جامع مسجد خانیوال سے متصل معروف نعت خواں اور عاشق رسول الحاج صوفی محمد ریاض قادری مرحوم کا نوری رضوی کتب خانہ شہر بھر کی علمی و مطالعاتی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ دور دراز سے علما، دینی مدارس کے اساتذہ وطلبا اور مطالعہ کا ذوق رکھنے والے اہل محبت دینی کتب ورسائل کی تلاش وخریداری کے لئے یہاں آتے اور یوں ہر وقت مجلس علمی بجی رہتی، مناظرانہ سرگرمیوں کا تذکرہ، اصلاح عقائد و اعمال کے منصوبے اور علماو مشائخ اہل سنت کی تازہ ترین دینی تبلیغی اور سیاسی سرگرمیوں کی بھی جان کاری یہاں سے حاصل ہوتی۔ پنجاب میں انجمن طلبا اسلام کی تنظیم سازی کے لئے محترم حاجی محمد حنیف طیب، مولانا یعقوب قادری شہید، مولانا اقبال اظہری پہلی بار خانیوال تشریف لائے تو محسن انجمن حاجی محمد فیاض رضوی مرحوم، ماسٹر میاں ساجد مرحوم اور محترم محمد امتیاز قادری نے نوری رضوی کتب خانہ پر ہی انہیں خوش آمدید کہا تھا۔ پندرہ روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اور مولانا جمیل احمد نعیمی کی ادارت میں شائع ہونے والے ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی سے بھی میرا پہلا تعارف صوفی محمد ریاض قادری کی وساطت سے ہی ہوا۔ ماہنامہ ترجمان اہلسنت میں تنظیمی سرگرمیوں کی تازہ ترین خبروں کے ساتھ مختلف دینی سماجی اور اہم قومی امور پر نامور اہل قلم کے بلند پایہ مضامین شائع ہوتے تھے۔ اپنے علمی و تحقیقی مواد کے معیار اور مستند معلومات کی بدولت مولانا جمیل احمد نعیمی کی ادارت میں عرصہ دراز تک شائع ہونے والا مسلک اہل سنت کا ترجمان یہ جریدہ دینی صحافت کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

جمعیت علماء پاکستان کی تنظیم نو کے بعد جب شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ کی قیادت میں عام انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا گیا تو سنی طلباء کی نوزائیدہ تنظیم انجمن طلباء اسلام سے وابستہ اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں زیر تعلیم سینکڑوں طلبہ شہر شہر گلی گلی نظام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا پرچم تھامے جمعیت علماء پاکستان کا اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کا ہراول دستہ بن گئے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی کا سب سے اہم کارنامہ دینی مدارس سے باہر سرکاری ونجی تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلباء اور نوجوانوں میں دینی وسیاسی شعور کا فروغ ہے۔ انہوں نے اس کے لئے مسجد ومحلہ کی سطح پر انجمن سازی کے ساتھ شہید انجمن مولانا یعقوب قادری، میاں فاروق مصطفائی اور سابق وفاقی وزیر محمد حنیف حاجی طیب کو ساتھ ملا کر مقامی سطح کی دو ہم خیال تنظیموں کے انضمام سے ایک نئی اور وسیع المقاصد طلبہ تنظیم انجمن طلبہ اسلام کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم کا دائرہ دیگر شہروں تک پھیلانے اور اس کے ذمہ داران

کو جمعیت علماء پاکستان کی قیادت کے قریب لانے اور دونوں تنظیموں کے درمیان مضبوط روابط کی آبیاری میں مولانا جمیل احمد نعیمی کی سیاسی حکمت عملی اور تنظیمی سوچ نے کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ مولانا جمیل احمد نعیمی کی شخصیت کا ایک اہم پہلو سیاسی اختلافات کے باوجود انجمن طلبہ اسلام کی قیادت سے مسلسل رابطہ اور خوشگوار تعلقات استوار رکھنا ہے۔ اس کی وجہ ان کی بردباری، تحمل و برداشت اور ذاتی اغراض و تعصبات کی بجائے وسیع تر تنظیمی مفاد کو ترجیح دینا ہے۔

آپ ایک خاموش طبع اور پس پردہ رہ کر کام کرنے والی شخصیت ہیں۔ کراچی اور اسلام آباد میں ان سے تنظیمی دوستوں کے ساتھ چند مختصر ملاقاتوں میں اندازہ ہوا کہ آپ قابل رشک حافظہ کے مالک اور اہم دینی شخصیات اور تاریخی واقعات کی جزئیات تک سے واقف ہیں۔ آپ کی طبیعت میں عجز وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ دینی، سماجی اور تعلیمی میدان میں مسلک اہل سنت سواد اعظم کی شیرازہ بندی، ایوان اقتدار میں مؤثر نمائندگی اور اصلاح امت کے لئے ان کی تڑپ دیدنی ہے۔ ان کے زیر انتظام جامعہ نعیمیہ کراچی سے مفتی منیب الرحمٰن، علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ، مفتی سعادت علی اور مفتی شجاعت علی قادری رحمہ اللہ، جیسے ملک کے جید علماء، فقہا اور محدثین کی طویل عرصہ تک وابستگی ان کے حسن تدبر، تنظیمی مہارت، معاملہ فہمی اور عوام الناس کے ان کی صلاحیتوں اور مخلصانہ کوششوں پر بھرپور اعتماد کا اظہار ہے۔ آپ ہمارے جلیل القدر اسلاف کی نشانی ہیں۔ اللہ کریم آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

☆☆☆☆☆

## پیر طریقت صوفی عبدالمنان سیفی۔ جہلم

حضرت جمیل ملت مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ سے میری زندگی میں کوئی ملاقات نہیں لیکن میں ان کی گراں قدر خدمات سے واقف اور ان کا قدردان ہوں کہ انہوں نے اس قدر ٹھوس بنیادوں پر شعوری کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ ان کے اثرات نسلوں تک برقرار رہیں گے۔ تنظیمی و تحریکی کام کو مربوط انداز میں رواج پذیر کردینا ان کی بہت بڑی معاشرتی خدمت ہے اللہ پاک ان کا سایۂ عاطفت دراز فرمائے۔ (آمین)

# علامہ جمیل احمد نعیمی اور تحریک آزادی کشمیر

تحریر: سیّد زاہد حسین نعیمی

مولانا جمیل احمد نعیمی فروری ۱۹۳۶ء میں ہندوستان کے شہر انبالہ چھاؤنی شرقی ہندوستان جناب قادر بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اور مابعد تعلیم اہلسنّت کے مقتدر علماء کرام سے حاصل کر کے ۱۹۶۰ء میں سند فراغت حاصل کی، آپ نے ۱۹۶۸ء میں اہلسنّت کی طلباء تنظیم انجمن طلباء اسلام کی کالجز اور یونیورسٹیز میں بنیاد رکھی۔ ۱

انجمن طلباء اسلام کی تنظیم سازی اور بنیاد میں علامہ اطہر نعیمی اور حاجی محمد حنیف طیب نے آپ کا ساتھ دیا۔ تحریک پاکستان میں آپ کا گرانقدر حصہ ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں اہم کردار ادا کیا۔ ۲

آپ کی دینی و ملی خدمات میں سے ایک تحریک آزادی کشمیر میں نمایاں کردار اور کشمیر کی آزادی کے لئے جدوجہد ہے، چنانچہ صاحبزادہ فیض الرسول نورانی لکھتے ہیں:

جہادِ کشمیر میں آپ کا کردار لازوال ہے۔ جب علماء دیوبند نے اپنی ماضی کی تاریخ کو دہراتے ہوئے تحریک پاکستان کی مخالفت کے بعد قوم کو ایک فرسودہ نعرہ دیا کہ کشمیر میں جہاد نہیں فساد ہو رہا ہے اور یہ زمین کے ٹکڑے کی جنگ ہے تو علماء اہلسنّت نے ان کے اس بے سروپا نعرے کا بھرپور توڑ کیا اور جہادِ کشمیر میں لازوال کردار ادا کیا۔ غازی کشمیر مفسر قرآن حضرت علامہ سیّد محمد ابوالحسنات قادری حضرت ضیائے ملت کشتہ عشق مصطفےٰ پیر محمد کرم شاہ الازہری کے والد بزرگوار حضرت پیر محمد شاہ قدس سرہ العزیز اور قائد اہلسنّت امام الشاہ احمد نورانی رحمہ اللہ نے مسلمانانِ کشمیر کی ہر فورم پر بھرپور نمائندگی کی اور مظلوم کشمیریوں کی ترجمانی کا مالی اور اخلاقی لحاظ سے حق ادا کر دیا۔

۱۹۶۵ء میں جہادِ کشمیر کے حوالے سے مجاہدین کی جو مالی اعانت علامہ جمیل احمد نعیمی نے کی، ان کے اس کردار کو تاریخ میں سنہرے الفاظ میں یاد رکھا جائے گا۔ ستمبر ۱۹۶۵ء میں جب مجاہد ملت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی رحمہ اللہ کی قیادت میں چونڈہ اور کشمیر کے مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ اس وقت

---

☆ ماہر تعلیم، مورخ، مصنف رابطہ نمبر: 03465216458

ای میل: szahidnaeemi@gmail.com

دس ہزار روپے نقد اور کثیر تعداد میں خورد و نوش کا سامان جس کی مالیت تقریباً ۳ لاکھ روپے تھی، آپ نے صدر آزاد کشمیر سردار محمد ابراہیم خان کے حوالے کی اور خورد و نوش کا جو سامان آپ کراچی سے لائے تھے، مظفر آباد کی مرکزی جامع مسجد سلطانی میں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیا۔ آپ نے نہ صرف سامان تقسیم کیا، بلکہ کشمیر کی فلک پوش پہاڑوں کا پیدل سفر کر کے آپ اپنے وعظ اور تبلیغ کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں جذبہ جہاد پیدا کرتے رہے۔ تاریخ کشمیر میں علماء اہلسنّت کا کردار آج بھی درخشاں باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۳

آپ کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد LOC پر بالعموم اور ضلع نیلم میں بالخصوص جہاں دینی فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، وہاں بھارتی جارحیت کا مقابلہ بھی بڑے عزم و حوصلے سے کر رہے ہیں۔ بھارت کی مسلسل فائرنگ کی وجہ سے زخمی اور شہید ہونے والے شہریوں کی بھرپور مدد و تعاون کر رہے ہیں۔ افواجِ پاکستان کے شانہ بشانہ کشمیر کی سرحدوں کا دفاع کر رہے ہیں جو یقیناً آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی بذریعہ ٹیلی فون اور مکتوبات راقم السطور پر شفقت و مہربانی فرماتے ہیں۔ علالت و پیران سالی کے باوجود جامعہ نعیمیہ کراچی میں استاد حدیث کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور ہمیشہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے لئے فکر مند رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

امین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ

۱۔ تحریک پاکستان میں خلفاء مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا حصہ، صفحہ ۱۷۸۔ ۲۔ ایضاً صفحہ ۱۷۸،۷۹

۳۔ حیات جمیل معہ افکار جمیل، صفحہ ۴۵۔۴۴

☆☆☆☆☆☆

## گریٹ ورک

علامہ جمیل احمد نعیمی بانی انجمن طلباء اسلام کے ساتھ ساتھ قائد ملت اسلامیہ کے رفیق خاص و اہلسنت کا عظیم سرمایہ ہیں ان کی زندگی مکمل شفاف راہنما آئینے کی صورت اور ان کا کردار آج کے ہر نوجوان کے لئے درس حیات ہے اللہ پاک ان کا سایہ شفقت ہمارے سروں پہ سلامت رکھ جو ان سے ایک دفعہ ملے وہ ان کا شیدائی ہو جاتا ہے۔ آپ اللہ کے ولی اور برگزیدہ انسان ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

# مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ۔ شخصیت و دینی خدمات

تحریر: عبدالغنی تائب☆

ممتاز عالم دین اور دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی کا وجود اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کی سپاس گزاری سے ملت اسلامیہ کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ مولانا مفتی جمیل احمد یعنی مسلک مہذب اہل سنت و جماعت کی ایک سربلند اور قد آور علمی و روحانی شخصیت ہیں جنہیں قدرت نے بے پناہ علم و فضل اور فکری وادبی و روحانی صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔ وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے صحیح ترجمان، صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے علوم و فنون کے وارث اور مجاہد آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی کے جذبۂ حریت کے علمبردار ہیں۔ انہوں نے احیائے دین اسلام اور ملی نشاۃ ثانیہ کی جدوجہد میں اپنی حیات ظاہری کو عزم و عمل کا عنوان بنا رکھا ہے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی دعوت و ارشاد، تبلیغ و اشاعت دین اور نفاذ شریعت کے حوالے سے انتہائی صاحب عزیمت واقع ہوئے ہیں، ان کا فضل و کمال اور ترویج و اشاعت دین کا بے مثال جذبہ انہیں معاصر علما میں منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ علمی، دینی، ملی اور عملی صلاحیتوں کے لحاظ سے مولانا جمیل احمد نعیمی کی خدمات تاریخ کا روشن باب ہے۔ قرآن و حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، ادب، منطق، فلسفہ اور علم الکلام کا گہرا مطالعہ اور فہم و ادراک ان کی بلند فکری اور سعادت آفرینی کا مظہر ہے ان کی تصانیف و تالیفات کا مطالعہ کیا جائے تو ان کی عالمانہ ندرت افکار، علمی مقام اور اسلوب کلام کی رفعت سے شناسائی ملتی ہے۔

تحقیق و تدقیق کے حوالے سے مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی کا رنگ و آہنگ حد درجہ منفرد اور اثر انگیز ہے۔ جہاں ان کی تقاریر اور مواعظ حسنہ کے ایک ایک لفظ سے کوثر و تسنیم کے چشمے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں وہاں ان کی جاندار تحریروں سے عشق مصطفیٰ ﷺ، احیائے تصوف فکر و فن اور جذب و گداز کی روح پرور کیفیات مترشح ہوتی نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ہمہ جہت شخصت میں ایک تبحر عالم دین، مستند مفتی، مایہ ناز خطیب، ومفکر و دانشور، شیخ الحدیث والتفسیر، بے مثال نقاد و محقق ہونے کے ساتھ ساتھ دعوت و عزیمت اور جرأت و استقامت کی تمام تر خوبیاں اپنی سچائی و رعنائی کے ساتھ جمع ہوگئی ہیں۔

---

☆ قادر الکلام نعت گو شاعر، ATI کا پرچم ڈیزائن کرنے والی عظیم شخصیت 0323-6009037

مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی اپنے دادا استاد حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کی نسبت سے ''نعیمی'' کہلاتے ہیں۔ آپ سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سرزمین ایسٹ انڈیا پنجاب کے شہر انبالہ میں 1936ء میں پیدا ہوئے۔ شیخ برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے دادا جان سہارن پور سے نقل مکانی کر کے انبالہ آئے جو زراعت پیشہ تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم حافظ محمد اسماعیل پانی پتی سے حاصل کی۔ تقسیم ہند کے وقت عمر گیارہ سال تھی۔ قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو ہجرت کر کے لاہور میں آ گئے جہاں صدر بازار لاہور کے کراچی محلّہ میں قیام پذیر ہو گئے، پہلی عید الفطر اور عید الاضحیٰ لاہور میں ہی منائی۔ یہاں تین سال قیام کے بعد 1950ء میں کراچی شفٹ ہو گئے، وہاں پرائمری، مڈل کی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید حفظ کیا۔ گھریلو مالی حالات کمزور ہونے کی بنا پر پرانا حاجی کیمپ کراچی کی عمارت میں قائم اسلامیہ سکول میں دو سال تک کم عمری ہی میں تدریسی فرائض سر انجام دیتے رہے۔ ابتداء میں آپ کو دینی علوم وفنون سے بے حد لگاؤ تھا اور آپ علمائے اہل سنت کی تقاریر بڑے اہتمام وانہماک سے سنا کرتے تھے۔ مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے (سیالکوٹ)، مولانا احمد جودھ پوری، مولانا غلام دین لوکوشیڈ لاہور والے اور مولانا مسعود احمد چشتی صابری دہلوی کی خوش الحانی اور اصلاحی اسلوب گفتگو وخطابات سے متاثر تھے۔ علماء اہلسنت حزب الاحناف لاہور کے مہتمم اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کی معروف دینی وعلمی شخصیت حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی قدس سرہٗ العزیز کے شاگرد رشید تھے مولانا مسعود احمد چشتی صابری دہلوی کراچی میں جہاں خطیب وامام تھے، وہاں انہوں نے اپنی صابری مسجد کو مرکز اہل سنت کے نام سے موسوم ومشہور کیا جو دعوت وارشاد اور تبلیغ اور ترویج دین اسلام کے لئے سنگ میل کا کام دیتا تھا۔ مولانا مفتی جمیل بعد ازاں مولانا مسعود احمد چشتی صابری کے داماد بنے اور اس دوران میں دینی تعلیم کے حصول میں مگن رہے۔

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی مراد آبادی نے آرام باغ کراچی کے علاقہ میں مخزن عربیہ بحر العلوم کے نام سے اہلسنت کا عظیم الشان مدرسہ قائم کیا۔ جہاں مولانا جمیل احمد نعیمی 1952ء سے 1960ء تک زیر تعلیم رہے۔ دورۂ حدیث کیا اور یہاں اہلسنت و جماعت کی قد آور شخصیات اور جید علماء ومشائخ کی صحبت خصوصاً پہاڑ گنج دہلی کے سابق امام وخطیب اور بزرگ علمی، دینی وروحانی شخصیت حضرت مولانا قاضی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا۔ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی وہ شخصیت ہے جسے یہ اعزاز حاصل تھا کہ وہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے لکھوانے پر ان کے کنز الایمان پر تفسیری حاشیہ ''خزائن العرفان'' لکھا کرتے تھے اور اس کی تدریس وتفہیم بھی فرمایا کرتے تھے۔ مفتی جمیل احمد نعیمی اور حضرت

تاج العلماء دونوں استاد اور شاگرد بعدازاں معروف اسکالر پروفیسر مسعود احمد کے والد گرامی مولانا محمد مظہر اللہ کے آرام باغ کراچی میں قائم کردہ دارالعلوم مظہریہ میں بطور مدرس پڑھاتے رہے جس کا سنگ بنیاد محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے 1956ء میں اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔ ایک سال دارالعلوم قادریہ جیکب لائن (ایم اے جناح روڈ کالج) میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ ازاں بعد اپنے استاد گرامی کے کہنے پر جامعہ بحرالعلوم کو جائن کرلیا اور 1963ء سے 1992ء تک یہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ 1974ء میں فیڈرل بی ایریا بلاک 15۔ ایوب منزل کراچی میں مدرسہ ومسجد کے لئے وسیع جگہ خریدی جہاں ایک حصہ پر مسجد اور دوگنا حصے پر مدرسہ دارالعلوم نعیمیہ قائم کیا۔ جس کے اس وقت ایک سو کمرے ہیں۔ یہ باقاعدہ ٹرسٹ ہے جس کے پہلے چیئرمین جسٹس مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری تھے اور اس کے کل سات ممبران میں مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی بھی شامل ہیں۔ آپ دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث ہیں اور یہاں قرآن وحدیث تفسیر وفقہ وفنون کی تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی کی ساری زندگی مسلک اہل سنت کی ترویج واشاعت اور دعوت وارشاد اور اتحاد ملت اسلامیہ کی جدوجہد سے عبارت ہے۔ آپ نے 1963ء میں عالم اسلام کی ممتاز ومعروف روحانی شخصیت حضرت مولانا پیر محمد ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ 2001ء میں جامعہ منظر الاسلام بریلی شریف انڈیا کے سوسالہ جشن اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریبات میں شرکت کے علاوہ مختلف ممالک کے تبلیغی دورے بھی کئے جن میں بھارت، ایران، سری لنکا، عراق، برطانیہ، ناروے وغیرہ شامل ہیں۔ آپ طلبا کی عالمی تنظیم وتحریک انجمن طلبا اسلام کے بانی ہیں، اس کے علاوہ علماء ومشائخ اہلسنت کو متحد کرنے اور عوام اہل سنت کو دینی وروحانی لٹریچر کے ذریعے ایک مرکز پر اکٹھا رکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ایک عرصہ تک اہل سنت کے مشہور دینی علمی ورحانی جریدے "ترجمان اہل سنت" کے چیف ایڈیٹر رہے۔ آپ اس وقت جامعہ نعیمیہ کراچی کے سربراہ ہونے کے علاوہ جماعت اہل سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ اور جمعیت علماء پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔ الغرض سادگی ومتانت، اخلاص وایثار اور مہر ومحبت کے اوصاف حمیدہ کے پیکر مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی متبحر عالم دین، سچے عاشق رسولؐ، مذہب محبوب حنفیہ اہلسنت وجماعت کی ترویج واشاعت اور ملک وملت اسلامیہ کے لئے بے شمار خدمات جلیلہ کی حامل شخصیت تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ مولا کریم آپ کو صحت کاملہ کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر عوام اہلسنت اور ملت اسلامیہ پر قائم ودائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

# یادگارِ اسلاف حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ☆

ہمارے ہاں ایک عجیب رسم ہے کہ علماء اور مشائخ کی دینی، علمی، فکری، دعوتی اور روحانی خدمات کا اعتراف ان حضرات کی دنیا سے رحلت کے بعد کیا جاتا ہے، جبکہ زمانہ سازی سے ناآشنا بعض بے نفس لوگوں کی دینی، ملی اور علمی خدمات کو طاق نسیان میں ڈال دیا جاتا ہے، ہمارے فاضل دوست، برادرِ گرامی ملک محبوب الرسول قادری حفظہ اللہ تعالی نے ایک نئی رسم کی طرح ڈالی ہے اور وہ یہ کہ عمر بھر دینی، ملی اور علمی خدمات سرانجام دینے والے صاحبانِ علم وفضل کو ان کی زندگی میں ہی خراج عقیدت پیش کیا جائے، نیز ان کے حالات زندگی اور ان کی کاوشوں کو آنے والی نسلوں کے لئے چراغِ راہ بنا کر محفوظ کیا جائے۔ میرے علم کے مطابق وہ اس سے پہلے حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمہ اللہ تعالی کا سفرنامہ قاہرہ، سفرنامہ بنگلا دیش اور "بچوں کا سلام" چھپوا چکے ہیں، اسی طرح حضرت اخوند زادہ سیف الرحمٰن رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے بھی 'انوارِ رضا" کا ایک نمبر ان کی زندگی میں ہی شائع کر چکے ہیں، محترم ملک محبوب الرسول قادری صاحب حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمہ اللہ تعالی کی حیات میں ہی آپ کے حوالے سے "انوارِ رضا" کا ایک ضخیم نمبر بھی شائع کرنا چاہتے تھے، مضامین جمع کئے اور کمپوز بھی کروائے لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر وہ کمپوز شدہ نمبر ویسے کا ویسے ہی پڑا رہ گیا۔ اسی طرح انہوں نے محقق العصر حضرت مفتی محمد خان قادری رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے بھی کچھ مضامین جمع کئے تھے مگر نہ جانے کیا ہوا کہ یہ نمبر شائع نہ ہو سکا۔ بہر حال کہنے کا مقصد یہ تھا کہ علماء اور مشائخ کی زندگیوں میں ہی اگر ان کی علمی و دینی خدمات کا اعتراف کر لیا جائے تو یہ ایک اچھی روایت ہو گی نیز بزرگوں کے حالات کی استنادی حیثیت بھی بڑھ جائے گی۔

آمدم برسرِ مطلب، اب جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے اللہ تعالی کے فضل وکرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے محدود ذرائع سے یادگارِ اسلاف حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی کی دینی، علمی اور تحریکی خدمات کے حوالے سے "انوارِ رضا" کا ایک نمبر شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے،

---

☆ فرزند و جانشین حضرت شرفِ ملت رحمہ اللہ/ (پی ایچ ڈی عربی زبان وادب، الازہر یونیورسٹی، قاہرہ)

0300-4860699

اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور جان ومال میں برکتیں عطا فرمائے۔

حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی اطال اللہ بقاءہ بالصحۃ والعافیۃ فقط ایک شخصیت کا ہی نام نہیں بلکہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں، ملکِ پاکستان کی تعلیمی، اسلامی اور سیاسی تاریخ کا ایک ایسا زریں باب ہیں جس سے آج کی نوجوان نسل ناواقف ہے، آپ نے عمر عزیز کا ایک طویل حصہ دینی علوم کی تدریس، ایک مذہبی تنظیم جماعت اہل سنت کی دینی سرگرمیوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کی عملی اور سیاسی جدوجہد میں گذار۔

حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی کے دادا جان سہارنپور سے ہندوستانی پنجاب کے شہر انبالہ تشریف لائے تھے، جہاں فروری ۱۹۳۶ء میں آپ کی پیدائش ہوئی، آپ کے والد گرامی جناب قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک فلور مل میں انجینئر تھے، وہ اگرچہ روایتی معنوں میں حافظ، عالم یا کوئی مذہبی رہنما نہ تھے مگر آپ کے گھر کا ماحول دینی تھا، حضرت مفتی صاحب کے والدین کی جانے کونسی نیکی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دین کے لئے قبول فرمالیا۔

حضرت مفتی محمد جمیل نعیمی مدظلہ العالی نے ۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۰ء تک اپنے عہد کے جلیل القدر اساتذہ سے اکتساب علم وفیض کیا اور درس نظامی کے مروجہ نصاب کی تکمیل کی۔ آپ کو ۱۹۶۰ء میں تعلیم مکمل کرتے ہی حرمین شریفین سے بلاوا آ گیا، چنانچہ آپ نے پہلی مرتبہ حج کی غرض سے حرمین شریفین کی حاضری دی، اسی موقع پر آپ نے خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔ اور یہ آپ کا انتہائی بابرکت، بروقت اور قابل تعریف فیصلہ تھا، اس لیے کہ جیسے علم کے بغیر تصوف نامکمل ہے اسی طرح روحانی نسبت کے بغیر علم بھی پوری طرح ثمر بار نہیں ہوتا۔

حضرت مفتی صاحب نے اگرچہ زمانہ طالبعلمی سے ہی تدریس شروع کردی تھی مگر آپ نے ۱۹۶۰ء میں حرمین شریفین کی حاضری اور روحانی نسبت حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ طور پر تدریس کا آغاز کردیا، شریعت کی اتباع کا اہتمام پہلے ہی سے تھا مگر حرمین شریفین کی حاضری اور حصول نسبت کے صدقے تدریس میں مزید برکتیں شامل ہوگئیں۔ جو آج (مئی ۲۰۲۰ء) تک جاری ہے۔ تقریباً ساٹھ سال کے اس دورانئے میں ہزاروں طلبا نے آپ سے استفادہ کیا اور اب آپ کے تلامذہ ملک پاکستان کے کونے کونے میں علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

تدریسی میدان میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے آپ نے ۱۹۷۴ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی خاص توفیق سے فیڈرل بی ایریا، بلاک نمبر ۱۵ کراچی میں ساڑھے نو ہزار گز کا رقبہ خریدا،

پھر اس رقبے میں "جامعہ نعیمیہ" کی بنیاد رکھی جہاں تین ہزار گز کے رقبہ پر "مسجد نعیمی" بھی تعمیر کی، اس ادارے کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی، جامعہ اور مسجد کے نام سے حضرت مفتی صاحب کے تن بدن میں سمائی اپنے دادا استاد، خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہا اللہ تعالیٰ کی محبت کا پتا چلتا ہے، حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے کثیر اساتذہ سے علم وفیض حاصل کیا مگر آپ کے دل میں حضرت صدر الافاضل کے شاگرد رشید تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص انسیت پیدا ہوئی، غالبا آپ کو حضرت تاج العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت میں حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ کی تدریس، تربیت اور روحانیت کا گہرا اثر نظر آیا، یوں آپ کے دل میں دادا استاد کی محبت رچ بس گئی۔ اس لئے آپ نے جامعہ اور مسجد کا نام اپنے عظیم دادا استاد کے نام سے موسوم کیا، نیز آپ نے آج تک اپنی نسبت بھی صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ کے دامن سے وابستہ رکھی جن سے آپ نے ظاہری طور پر نہ تو براہ راست علم حاصل کیا اور نہ ہی ان سے بیعت کی نسبت پائی۔ یہ للہ فی اللہ محبت کے معاملات بھی عجیب ہوتے ہیں جو صرف عقل کی پگڈنڈی پر چلنیوالوں کو سمجھ نہیں آتے۔

تدریس، روحانی معمولات اور زندگی کا سفر رواں دواں رہا، یہاں تک کہ ۱۹۸۰ء میں حضرت مفتی صاحب کے خسر حضرت مولانا شاہ مسعود احمد چشتی صابری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو از خود سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں خلافت عطا فرمائی۔ مگر حضرت مفتی صاحب نے اپنی تمام توجہ تدریس پر ہی مرکوز رکھی اور پیری مریدی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں مولانا شاہ احمد مسعود احمد چشتی صابری کا وصال ہو گیا، اس وقت اگر آپ چاہتے تو بہت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتے مگر آپ نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی، بعض احباب نے بصد اصرار آپ سے بیعت ہونا چاہا مگر آپ نے انہیں نہایت شائستگی سے ٹال دیا۔

حضرت مفتی صاحب کے استاد گرامی تاج العلماء مولانا محمد عمر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو تدریس کا جو ذوق وشوق بخش دیا تھا اس نے آپ کو کو پیری مریدی کی طرف جانے ہی نہیں دیا۔ ہمارے ایک فاضل دوست کہا کرتے تھے کہ پرانے وقتوں میں لوگ اپنی روحانیت کو چھپانے کے لیے مختلف صورتوں میں رنگِ ملامت اختیار کیا کرتے تھے۔ اور اگر آج کے دور میں کسی نے اپنی روحانیت کو چھپانا ہے تو وہ مسند تدریس پر فائز ہو جائے آپ کو کوئی شخص پیر ماننے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ اور اس طرح آپ خود کو چھپانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جبکہ قدیم اہلِ ملامت کا کوئی طریقہ اختیار

کرنے پر جہالت اور ضعیف الاعتقادی کے اس دور میں علم کے نور سے محروم اور شریعت کی پابندی سے آزاد "مستصوفین" آپ کو اتنا ہی پہنچا ہوا بزرگ ماننے کو تیار ہو جائیں گے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جو روحانیت شریعت کی اتباع اور دینی علوم کی تدریس میں ملتی ہے اس کا مرتبہ ہی کچھ اور ہے، شہباز لامکانی، قطب ربانی، حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جنگلوں میں یکسوئی کے ساتھ عبادت و ریاضت کا تجربہ رکھتے تھے۔ پھر آپ تدریس اور دعوت وارشاد کے تجربے سے گزرے، تب آپ نے شرحِ صدر کے ساتھ فرمایا تھا:

درستُ العلم حتی صرتُ قطبا ونلتُ السعد من مولی الموالی

حضرت مفتی صاحب نے سیاسی اور مذہبی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لیا مگر آپ کی توجہ تدریس پر ہی مرکوز رہی، آپ کو اللہ تعالی نے وقت کے جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے کی ہمت اور حوصلے سے بھی نوازا تھا، اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ماہ رمضان المبارک کے دوران آپ نے جمعہ کے خطبہ میں اپنے عہد کے جابر حکمران ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے احترام رمضان میں کوتاہی پر نہایت شائستگی سے تنقید کا نشانہ بنایا مگر آپ کو گرفتار کر کے پسِ دیوارِ زنداں ڈال دیا گیا، مگر آپ نے راہ حق میں آنے والی مشکلات کو نہایت خندہ پیشانی اور جرات سے قبول فرمایا، جیل میں چالیس روز نہایت صبر و استقامت سے گزارے اور بالآخر باعزت رہا ہوئے۔

پاکستان کی تاریخ میں ایک وقت تھا جب پاکستان کے تعلیمی اداروں میں ایک طرف "ایشیا سرخ ہے۔" کے نعرے لگتے تھے تو دوسری طرف سے "سبز انقلاب" کی آمد کی بشارت دینے والے کے نعرے بلند ہوتے تھے، سرخ اور سبز کی اس کشمکش سے ملک کے سرکاری تعلیمی اداروں کا امن اور نظم وضبط متاثر ہونے لگا، نیز طلباء تنظیمیں ملک کی سیاسی جماعتوں کے ہراول دستوں میں تبدیل ہو گئیں، ان نازک اور مخدوش حالات میں حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی نے ۱۹۶۷ء وطن عزیز میں ایک ایسی طلباء تنظیم (انجمن طلبہ اسلام) کی بنیاد رکھی جو وطن عزیز کے اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں زیر تعلیم طلبہ کو سبز اور سرخ کے چکر سے نکالے اور پھر اقبال کے ان شاہینوں کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاشنی سے شادکام کر دے، نیز نوجوان طلبہ کی شعوری، اعتقادی اور اخلاقی اصلاح کے لئے کام کرے۔

حضرت مفتی صاحب نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ آپ جب بھی لاہور تشریف لائے آپ نے جامعہ نظامیہ لاہور میں ہی قیام فرمایا، دن لاہور کے علماء اور مشائخ سے ملاقاتوں میں گزرتا اور رات کا قیام مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالی کے دفتر میں ہوتا، آپ نے جامعہ

نظامیہ لاہور میں قیام کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مجھے جامعہ نظامیہ میں بہت محبت ملتی تھی اس لئے میں جب بھی لاہور آتا جامعہ نظامیہ میں ہی قیام کیا کرتا تھا، حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالی اور علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالی سے خوب ملاقاتیں رہتیں۔ ہمارے دوست ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے جامعہ نظامیہ میں ہی آپ سے ایک انٹرویو کیا تھا جس سے پیش نظر مضمون میں بہت حد تک استفادہ کیا گیا ہے۔

حضرت شرف ملت کے ساتھ مدینہ منورہ میں ملاقات کی حوالے سے حضرت نے ایک ملاقات میں فرمایا: ۲۰۰۶ء میں حضرت سے مدینہ منورہ میں حاضری کے دوران ملاقات ہوئی تھی۔ حضرت مفتی صاحب کی شفقت کی انتہا یہ ہے کہ آپ برادرِ عزیز حافظ نثار احمد صاحب کو حضرت والدگرامی کے یوم وصال پر ہر سال کال کر کے تمام اہل خانہ کی خیریت دریافت فرماتے ہیں اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے ہیں، اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً دعاؤں سے نوازتے رہتے ہیں۔ مجھے فاضل دوست حکیم عظمت اللہ نعمانی صاحب نے بتایا: "حضرت مفتی صاحب مجھے بھی بذریعہ فون کال وقتاً فوقتاً اپنی شفقتوں سے نوازتے ہیں۔"

اسی طرح کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے فاضل دوست محمد ثاقب رضا قادری صاحب نے یہ کہتے ہوئے کیا: "حضرت مفتی صاحب اکثر مجھے کال کر کے زیر تکمیل کاموں کے متعلق دریافت فرمایا کرتے ہیں، علماء کے تذکروں پر مشتمل کتب میں شامل کرنے کے لئے معلومات بھی فراہم فرماتے ہیں، آپ نے میری کتاب: "مفتی سید غلام معین الدین نعیمی، حیات وخدمات۔" کے لئے اپنی یادداشتیں بھی عنایت فرمائیں جو کہ اس کتاب کا حصہ ہیں، میرا معمول ہے کہ میں اپنی ہر نئی کتاب کسی دوست کے ذریعے حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا کرتا ہوں جس پر حضرت مفتی صاحب باقاعدہ کال کر کے وصولی کی رسید کے ساتھ ساتھ مبارکباد اور دعاؤں سے نوازتے ہیں، حضرت مفی صاحب نے "رسائل محدث قصوری" کی اشاعت پر مجھ سے پبلشر کا رابطہ نمبر طلب کیا نیز فرمایا: "میرا معمول ہے کہ میں حسب استطاعت ہر نئی کتاب خرید کر اپنے احباب میں تقسیم کرتا ہوں۔"

اللہ کریم حضرت مفتی صاحب کا سایہء عاطفت ہمارے سروں پر تادیر صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے اور آپکے قائم کردہ ادارے جامعہ نعیمیہ کو صبحِ قیامت تک دین پڑھنے اور پڑھانے والے مخلص حضرات کے ساتھ قائم رکھے۔

☆☆☆☆☆

# حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ

تحریر: فیض احمد ہاشمی☆

عجز و انکساری کے پیکر، اعلیٰ درجے کے ملنسار و مہمان نواز، انتہائی مستقل مزاج، نا قابلِ یقین یادداشت کے حامل، سادگی و وضع داری کا عملی نمونہ، نرم خو، خوش گفتار، اخلاص و محبت کا حسین امتزاج، دائمی کلمہ حق، اہلِ علم کے قدردان، انتہا درجے کے کتاب دوست، مسلم قومیت کے علمبردار، ہمہ وقت دین وملت کی پاسبانی کے لئے فکرمند، نوجوانوں اور بزرگوں کی ہر دل عزیز شخصیت، اتحادِ امت اور اتحادِ اہلسنت کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل، اخلاص و محبت کے زندہ و جاوید پیکر، عزم و ہمت کی اعلیٰ مثال، شاگردوں کے لیے اولاد کی طرح نگہبان، شعبۂ درس و تدریس سے وابستہ عظیم شخصیت، یادگارِ سلف و صالحین، عہد آفرین اور تاریخ ساز شخصیت، بزرگ عالمِ دین اور بالخصوص قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کے انتہائی قریبی اور بااعتماد رفیق کار، اس پیرانہ سالی میں عزم و ہمت کی اعلیٰ مثال، اہلسنت وجماعت کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان کے بزرگ ترین راہنما، میری مراد بلاشبہ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ ہیں۔

علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی مشرقی پنجاب کے شہر انبالہ میں 1936ء میں پیدا ہوئے۔ بے شمار عوام اہلسنت اور عظیم علماء و مشائخ کے لازوال قربانیوں کے طفیل حاصل ہونے والی مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے بعد آپ نے اپنے آبائی شہر سے ہجرت کے بعد پہلے لاہور میں اور پھر کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ کراچی میں آپ نے تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی کے قائم کردہ ادارہ "مخزن عربیہ بحر العلوم" میں اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے داخلہ لے لیا اور 1960ء میں تاج العلماء سے دورۂ حدیث مکمل کر کے سند حاصل کی اور پھر 1960ء سے 1972ء تک اسی ادارے میں درس و تدریس کے فرائض انتہائی جان فشانی سے سرانجام دیتے رہے۔ 1974ء میں حضرت مفتی شجاعت علی قادری کے قائم کردہ ممتاز دارالعلوم، جامعہ نعیمیہ سے وابستہ ہو گئے اور آج دن تک اسی دار العلوم میں ناظم تعلیمات کی ذمہ داریاں بڑے احسن طریقے سے ادا کر رہے ہیں۔ 1960ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد جمعیت علماء پاکستان میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی اور آج تک اسی جماعت سے قلبی حد تک

---

☆قلم کار، تجزیہ کار اور سابق راہنما۔ انجمن طلباء اسلام 0321-4200817

وابستہ ہیں جب 1963ء میں پاکستان میں غلافِ کعبہ تیار ہوا تو اس کی زیارت کا جلوس کراچی تا پشاور گیا دیگر علماء و مشائخ کے ساتھ آپ بھی اس جلوس میں شامل تھے۔ آپ نے تحریک ختم نبوت (1953-1974ء)، تحریک نظام مصطفی ﷺ (1977ء) میں تاریخی کردار ادا کیا۔ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کھارادر کراچی سے نکلنے والے پہلے عظیم الشان جلوس کے بانیان میں سے ایک آپ ہیں۔ آپ نے اہلسنت کی نمائندہ مذہبی جماعت "جماعت اہلسنت" اور نمائندہ سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان کی تاسیسِ نو میں نمایاں کردار ادا کیا۔

1954ء تا 1968ء بیرون ممالک کے تبلیغی دورے کیے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ جب 19 مئی 1963ء بمطابق 25 ذیقعدہ مدینہ منورہ میں قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی کا نکاح قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی کی پوتی سے ہوا تو مفتی غلام قادر کشمیری اور علامہ جمیل احمد نعیمی نکاح کے گواہان میں سے تھے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ آقائے دو جہان جناب حضرت محمد مصطفی ﷺ سے بے پناہ عشق و محبت کا جذبہ آپ کی گھٹی میں شامل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب پاکستان کے دینی و دنیاوی تعلیمی اداروں میں اسلام کے مقابلے میں سوشلزم کا پرچار کیا جانے لگا۔ نوجوان نسل کو گمراہی و بے راہ روی کی جانب مائل کیا جانے لگا۔ قومیت، علاقائیت، عصبیت اور لسانیت کے بیج بوئے جانے لگے تو آپ نے اپنے چند محب وطن، باشعور، ملک وملت کا درد رکھنے والے مخلص ساتھیوں سے مل کر انجمن محبانِ اسلام کی بنیاد رکھی۔ جو بعد میں "انجمن طلباء اسلام" کے نام سے زبان زد عام ہوئی۔ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں نوجوان نسل میں اپنے ملک و وطن سے لازوال محبت اور ان کے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کے لئے جو لازوال و بے مثال کردار آپ کی اور آپ کے دیگر رفقا کی قائم کردہ انجمن طلباء اسلام نے ادا کیا وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے، یقیناً اس کا کریڈٹ بانی انجمن علامہ جمیل احمد نعیمی کو جاتا ہے۔

راقم بندۂ ناچیز انجمن طلباء اسلام میں مختلف عہدوں پر کام کرتا رہا اور بانی انجمن سے لاہور کے دورے کے دوران ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ لیکن جب (راقم) انجمن طلباء اسلام کا مرکزی نشر و اشاعت منتخب ہوا تو لاہور میں جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کے بعد A.T.I کے وفد کے ساتھ بانی انجمن علامہ جمیل احمد نعیمی سے تفصیلی نشست ہوئی۔ اس ملاقات کے دوران انجمن طلباء اسلام کی تنظیمی صورت حال اور ملکی سیاسی صورت حال پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اس ملاقات کے دوران

آپ کی کمال یادداشت پر رشک آیا۔ بلاشبہ آپ اہلسنت کی مذہبی و سیاسی تاریخ کے اہم امین ہیں۔ آپ کو ہزاروں واقعات دن اور تاریخ کے ساتھ ازبر ہیں۔ راقم جب ماہنامہ افق کراچی سے وابستہ ہوا تو حضرت اکثر ٹیلی فون کے ذریعے اہلسنت سے جرائد رسائل پر سیر حاصل گفتگو اور مفید مشوروں سے نوازتے اور یہ سلسلہ آج دن تک جاری و ساری ہے۔ بندۂ ناچیز کو آپ ہمیشہ ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے ہیں۔

علامہ جمیل احمد نعیمی عظیم سرمایۂ اہلسنت اور یادگارِ اسلاف ہیں ان کا وجود اہلسنت کے لئے کسی گوہر نایاب سے کم نہیں۔ محترم برادر رفیق انجمن، ممتاز صحافی و قلمکار، صحافت کے سینئر راہنما ملک محبوب الرسول قادری کو میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری روایات کی نفی کرتے ہوئے بقید حیات ممتاز دینی و سیاسی شخصیت حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی پر سہ ماہی ''انوارِ رضا جوہر آباد'' کا خصوصی نمبر شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ دعا ہے کہ رب ذوالجلال ان کی اس عظیم کاوش کو بام عروج بخشے اور ان کا ادارہ انوارِ رضا دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے اور آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے علامہ جمیل احمد نعیمی کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

7 رمضان المبارک 1441ھ۔ یکم مئی 2020ء

☆☆☆☆☆

## شہزاد سلطانی (کراچی)

فروغِ عشق رسول اللہ ﷺ کی عظیم شخصیت قبلہ حضرت شاہ احمد نورانی قائد اہلسنت کے رفیقِ سفر، دنیائے اسلام کے فروغ اور استحکام پاکستان تحریک نظام مصطفےٰ کے لئے انقلابی جدوجہد، جہالت کے خلاف علمِ حق کی شمع روشن کی۔ گستاخانِ رسول ﷺ کے سیف بے نیام اسلام کی محبت کا چراغ دنیا بھر میں جلایا اور آج بھی اسلام کی محبت کا فروغ اسکول، کالج، یونیورسٹیز میں A.T.I اپنا فعال کردار ادا کر رہی ہے۔ دنیائے صحافت کی پہچان ہر عاشق رسول ﷺ کی جان میری طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیں یہ قبلہ مفتی نمبر کا خصوصی نمبر پورے عالم اسلام میں مقبول ہو۔ (آمین)

کتاب دوست شخصیت (0309-2663492)

Mob: 0300-9622887
Mob.Sec:0345-6939881

پتہ ڈاک: مرکز اہلسنت نیک آباد
مراڑیاں شریف گجرات پاکستان



پیر محمد افضل قادری
سجادہ نشین نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات
بانی و سرپرست تحریک جمعیت علماء پاکستان ☆ مرکزی امیر عالمی تنظیم اہلسنت

حوالہ ــــ　11-05-2020　　تاریخ ــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محسن اہلسنت، استاذ العلماء، حضرت **مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی** مدظلہ

ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث جامعہ نعیمیہ کراچی، اہلسنت وجماعت کے چنے ہوئے اکابرین میں سے ہیں۔

- پتہ چلا ہے کہ آپ 1953 کی قربانیوں سے لبریز "تحریک ختم نبوت" میں شاندار خدمات انجام دیں تھیں فجزاک اللہ تعالیٰ عن خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم واصحابہ اجمعین
- فقیر باب غوثیہ، ان کو 1971ء سے لے کر "پاکستان ٹوبہ ٹیک سنگھ سنی کانفرنس"، "تحریک ختم نبوت 1974"، "تحریک نظام مصطفیٰ 1977"، "کل پاکستان ملتان سنی کانفرنس 1978"، "کل پاکستان میلاد مصطفیٰ کانفرنس دار السلام ٹوبہ ٹیک سنگھ 1979" "جماعت اہلسنت پاکستان" اور جمعیت علمائے پاکستان میں مرکزی کردار انجام دیتے دیکھتا رہا ہے۔
- پتہ چلا ہے کہ اہلسنت کی جن مخلص شخصیات نے تعلیمی ادارہ، اس میں "انجمن طلبا اسلام" قائم کی تھی حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا نام بھی ان شخصیات میں نمایاں ہے۔
- 17 فروری 1994 میں مرکزی دار العلوم حزب الاحناف میں جماعت اہلسنت پاکستان کے تمام گروپ متحد ہوئے۔ اس اتحاد اہلسنت میں بھی آپ کا خاطر خواہ حصہ تھا۔
- 1994 میں راقم الحروف نے متحدہ جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے تنظیمی دورہ کیا تو آپ نے جامعہ نعیمیہ کراچی میں مجھے شاندار استقبالیہ دیا جس میں کراچی اور سندھ کے ممتاز علماء ومشائخ کو مدعو کیا گیا۔
- جنوری 1995 میں فقیر باب غوث اعظم رضی اللہ عنہ متحدہ جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے لاہور سے ایک فقید المثال "کاروانِ امن" لے کر کراچی پہنچا تو حضرت مفتی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی منیب الرحمن ہزاروی، کراچی کے بے تاج بادشاہ حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری، حضرت حاجی محمد حنیف طیب، حضرت مولانا مفتی محمد حسن حقانی اور دیگر اکابرین اہلسنت کراچی میں "کاروانِ امن" کی شاندار حوصلہ افزائی فرمائی۔
- آپ ممتاز عالم دین، منفرد سیاسی رہنما، بہترین مدرس درس نظامی اور دیگر خوبیوں کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ "سلوک وتصوف" میں بھی قدم راسخ رکھتے ہیں اور قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔
- آپ ایک عرصہ تک اہلسنت کے مقبول عام جریدہ "ترجمان اہلسنت" کے بھی مدیر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ جیسے علمائے حق کا سایہ مسلمانوں کے سروں پر عرصہ دراز تک سلامت رکھے اور آپ کو مزید اعلیٰ دینی وملی خدمات کی توفیقات مرحمت فرمائے آمین

حررہ بفقیر باب غوثیہ پیر محمد افضل قادری
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ عالیہ
نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات پاکستان

Email: afzaliawelfare@gmail.com　Web: www.ahlesunnat.info

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی
انوارِ رضا
جوہر آباد

# 5

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

# آوازِ اہل علم و دانش

# عندلیب گلشنِ مسند درس و تدریس

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی☆

علمائے کرام، امت مسلمہ کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں لیکن بعض ناموں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کمالات وافر عطا کیے ہوتے ہیں اور پھر کمالات کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی اور ایک وہبی، کسبی کمالات کی بدولت ایک انسان عالم بن جاتا ہے مگر وہبی لمالات صاحبِ کمال کے باطن میں روز اول سے ودیعت کر دیئے جاتے ہیں جس طرح بیج کی حیثیت ہوتی ہے اس میں پورے کا پورا درخت اس کا تنا شاخیں ٹہنیاں پتے پھول پھل سب موجود ہوتے ہیں ایسی باکمال شخصیات میں سے ایک نابغہ روزگار شخصیت، تاجدار اہل کمال و اہل دانش بطل جلیل استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی دام اقبالہ ہیں جو مشہور زمانہ ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" کے ایڈیٹر ہی نہیں رہے بلکہ اس وقت بھی فی الحقیقت اہل سنت کی ترجمانی کا حق ادا کر رہے ہیں ایسی ہمہ جہت شخصیت، کہ ہر پلیٹ فارم پر صفحہ اول میں نظر آتے ہیں انجمن طلبہ اسلام کی تحریک سے لے کر جماعت اہل سنت، جمعیت علمائے پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ تحریک درس و تدریس، تحریک تحفظ مسلک رضا، تحریک تبلیغ اسلام، تحریک تصنیف و تالیف، حق گوئی و بے باکی تحریک بحالی جمہوریت اور تحریک تحفظ مزارات اولیاء اللہ جیسی تحریکوں میں مجاہدانہ قائدانہ کردار ادا کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ضرب المثل بن چکے ہیں۔

آپ سے ایک دو ملاقاتیں زمانہ طالب علمی اور پھر فیض پور شریف میر پور میں ہوئی تھیں آپ کی خطابت سامعین کے لئے نصیحت آموز، تدریس از دل خیزد و بر دل ایزد والی کیفیت، قلب زندہ رمز کی صورت ایسی جو ایک بار دیکھے کبھی فراموش نہ کر سکے۔ کہنے کو ایک جید عالم ہیں مگر باطن میں بھرپور تحریک۔ زندگی بھر آزمائشوں سے گذرتے ہوئے عشق رسول ﷺ کا دم بھرتے رہے۔ ہزاروں علماء نے زانوے تلمذ طے کئے اور ناز کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلامت با کرامت رکھے خراجِ تحسین برادرم ملک محمد محبوب الرسول قادری دام اقبالہٗ کے لئے جوان کی خدمات کو اجاگر کر رہے ہیں ورنہ ہمارے ہاں مرنے کے بعد ہی یاد کرنے کا رواج ہے۔ اسلام کی بقا آج تک انہی علماء کی مرہون منت ہے۔

---

☆ نامور ماہر تعلیم، مصنف، خطیب، محقق، شیخ طریقت جگر گوشۂ شیخ القرآن وزیر آباد 0300-6256500

# علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی

تحریر: ڈاکٹر حبیب الرحمان ☆

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب مدظلہ العالی اپنی ذات میں انجمن ہیں۔ آپ کی مرنجامرنج شخصیت یادگارِ اسلاف اور رشکِ اخلاف ہے۔ جبوں اور قبوں سے بے نیاز اور شملہ و عصا سے تہی دامن، وضع داری اور بردباری کا پیکر، اسلاف کی روایتوں کے امین، پاکستان میں اہل سنت و جماعت کی تاریخ کا معتبر نام اور سب سے بڑھ کر اس پیرانہ سالی میں بھی نوجوانوں کی طرح متحرک اور جذبہ دینی اور حمیتِ ملی سے سرشار وہ شخصیت ہیں جو راہ میں آنے والی کسی رکاوٹ و مجبوری کو عمر کے اس حصہ میں بھی عذر بننے نہیں دیتے اور نہ ہی طبیعت کی خرابی کو کوہِ گراں سمجھ کر اپنی ذات اور متعلقین کے درمیان حائل ہونے کو روا جانتے ہیں۔ اہل سنت کے علماء و طلباء اور صاحبانِ قرطاس و قلم سمیت ادباء و شعراء جب جب کسی موضوع پر دادِ تحقیق دیتے ہیں تو پورے شہرِ کراچی میں جس شخصیت کی طرف تقدیم و تقریظ اور کلماتِ تعریف و تحسین کے لئے نگاہ اٹھتی ہے وہ حضرت ہی کی شخصیت ہے کیونکہ حضرت ایک طرف اجل عالم دین، کہنہ مشق ادیب و خطیب، نصف صدی سے زائد پر محیط تدریسی تجربے کے حامل ہزاروں علماء اور سینکڑوں محررین کے مربی ہونے کے باوجود ہر چھوٹی بڑی تحریر کی ہمت افزائی، مطلوب و غیر مطلوب عنوانات پر کلمات تحسین بلکہ طالبعلمانہ کاوش کے نتیجہ میں رطب و یابس اور غیر مرتب و غیر مہذب مسوادات پر فیاضانہ ہمت افزائی اور دل جوئی صرف حضرت ہی کا ظرف ہے۔ کبھی ان کی زبان سے کسی بھی کوشش کرنے والے شخص کے بارے میں کلماتِ استخفاف، تنقیص یا طعن و تشنیع یا استہزاء پر مبنی ایک بھی جملہ نہیں سنا بلکہ اس کے برعکس ان کی مثال رکے ہوئے کو چلانے والے، چلے ہوئے کو دوڑانے والے اور دوڑنے والے کو ہمت دلا کر تیز بھگانے والے کی سی ہے۔ حضرت نہ خود ساکن ہیں اور نہ ہی خاموش اور جامد افراد حضرت کو بھاتے ہیں۔ وہ آج بھی اس پیرانہ سالی میں عزم، جزم، ہمت، قوت، نشاط، ولولہ اور سب سے بڑھ کر زندگی کے جذبوں سے سرشار ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب تک مشاہیر اپنی گفتگو میں جذبوں کی آنچ کو زندہ رکھیں گے، بجھتے ہوئے امیدوں کے دیے شعلہ زن ہونے کو تیار رہیں گے۔ قومیں، جماعتیں، انجمن، ادارے اور افراد زندہ

---

☆ڈائریکٹر جنرل سیرت ریسرچ سینٹر کراچی 0300-0804081

جذبوں سے ہی وجود میں آتے ہیں بشرطیکہ جذبات کی بجھتی راکھ میں اپنے سفید کپڑوں کی پرواہ کیے بغیر پوری قوت سے کوئی شعلہ زنی کرنے والا موجود ہو۔ حضرت آج بھی اپنے مکتب میں بیٹھ کر اپنی ضعف و ناتوانی کا ماتم کرنے کے بجائے فکر و عمل اور ایمان و یقین کے بجھتے ہوئے انگاروں کو شعلہ نوا بنانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔

میرے لئے آپ کی شخصیت کا سب سے انقلابی پہلو کمیونسٹ، سوشلسٹ، لبرل، ملحد اور دین بیزار نظریات کے حامل عالمی استعماری گماشتوں کے مالی تعاون سے چلنے والی نام نہاد سیکولر سیاسی و جمہوری جماعتوں کی طلباء تنظیموں کی مقابلے میں کسی منفی اور تخریبی ردعمل کے بجائے انجمن طلباء اسلام کی صورت میں پائیدار، نتیجہ خیز، مثبت اور تعمیری طلباء تحریک برپا کرنا ہے۔ یہ وہ نظریاتی، فکری اور انقلابی تحریک تھی جس کے نتیجہ میں لاکھوں نوجوان کلیات و جامعات کے مسموم ماحول میں رہنے اور پڑھنے کے باوجود خشیتِ الٰہی اور جذبہ عشقِ رسول ﷺ سے سرشار کارزارِ حیات میں آج تک حق کے علم بردار اور باطل سے برسرِ پیکار نظر آتے ہیں کیونکہ ان طالب علموں کو جتنا اسلام کے الحق ہونے کا یقین ہے اتنا ہی وہ غیر اسلام کے باطل ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ شرح صدر سے اگر محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا نبی اور رسول اور امام و مقتدا مانتے ہیں تو بغیر کسی مرعوبیت کے کارل مارکس، لینن، چارلس ڈارون، سگمنڈ فرائیڈ کو طاغوت کا پیروکار سمجھتے ہیں۔ جدید جاہلیت جس نے خوشنما اصطلاحات کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور پاکستان کے مسلم معاشرے کو نام اور بھیس بدل بدل کر دین و ایمان سے محروم کرنے کی ہمہ جہت اور مسلسل کوششوں میں مصروف ہے اس کے مقابلے میں پاکستان کے نظریاتی محافظوں کا ہراول دستہ اسی طلباء تنظیم کے براہ راست یا بالواسطہ فیض یافتہ گان پر مشتمل ہے جو اپنے ایمانی و نظریاتی مورچوں سے آج بھی اسلام اور پاکستان دشمن افراد اور جماعتوں کی کمین گاہوں پر مضبوط عقیدہ و ایمان تحریر و تقریر، علم و عمل اور اخلاق و کردار کے ذریعہ حملہ آور ہیں۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے بزرگ اور اکابر علماء و مشائخ نے جن تعمیری کاموں کی بنیاد، تحقیقی کاموں کا آغاز اور تعلیمی کاموں کی ابتداء اپنی دوراندیشی اور مستقبل کے بدلتے حالات و معاملات کے تناظر میں کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا ان کی اتباع کرتے ہوئے موجودہ بدلتے ہوئے تیز ترین عالمی، سیاسی، معاشی، اخلاقی، روحانی، علمی، تعلیمی، سائنسی اور تحقیقی حالات و واقعات کو سامنے رکھ کر دوررس منصوبہ بندی کرنے کی دوبارہ اشد ضرورت ہے۔ آج جہاں ایک طرف مسلمانوں کو اپنے تحفظ کی ضرورت اور دوسری طرف اپنی مذہبی اقدار کی بقاء کی شعوری فکر ہونی چاہیے وہیں پوری دنیا میں

بالعموم اور مغرب میں بالخصوص تنظیم وتربیت اور حکمت و دانائی کے ساتھ غیر مسلمین میں دعوتِ اسلام کی ضرورت ہے۔ مدارس سے فارغ ہر عالمِ دین وفاضل اگر علامہ جمیل احمد نعیمی کی طرح سنگ وخشت پر مبنی اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ فکر ونظر کے دبستان قائم کرتے چلے جائیں تو کفر والحاد کی موجودہ طویل شبِ دیجور میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لیے صف بندی کا آغاز ہوسکتا ہے۔ علامہ جمیل احمد نعیمی نے رب تعالیٰ سے دربارِ رسالت مآب ﷺ پر کفر والحاد سے ٹکراؤ کے لیے قوت، ہمت اور جذبوں کی خیرات کا استغاثہ فرمایا تھا جسے درِ اقدس سے انجمن طلباء اسلام کی صورت میں قبولیت کا سندیسہ عطا ہوا۔ آج پھر اسی نیت اور ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے تاکہ جدید پڑھا لکھا مسلمان شخص پہلے اپنے اسلام پر فخر کر سکے اور پھر اس کے لئے اپنا شعبہ اور مجالِ تخصص لائقِ افتخار بن سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

## بزمِ نعیمیہ ہے ترے دم سے ضوفشاں

یارب! جمیل احمد نعیمی کو دے اماں
جس سے نعیمیہ کا مزین ہے گلستاں

غواص دین قیم و جویائے علم حق
ہے آبروئے مسندِ تدریس جس کی جاں

وہ نقطہ دانِ علم حدیثِ شہِ امم
جس کی ہماہمی کا ہوا معترف جہاں

صحرا کی تپتی ریت میں اک نخل سایہ دار
جس کے وجود وقد سے سکوں پائے کارواں

صدق وخلوص سے جو لبالب ہو جام علم
پھر مے کشی پہ کیوں نہ ہو تیار اک جہاں

دنیائے علم وفہم کے اے چشمۂ شعور
بزمِ نعیمیہ ہے ترے دم سے ضوفشاں

مسند تری نظامتِ اعلیٰ سے مستفید
ہر اک روش میں تیرے تدبر کا ہے نشاں

تیرے خلوص، تیری بصیرت کو دیکھ کر
''انوارِ رضا'' نے ہانک لگائی کہ الاماں

دم سادھے ایک کونے میں بیٹھا تھا یہ ظفرؔ
حکمِ ملکؔ پہ اس نے ملا دی ہے ہاں میں ہاں

نتیجہ فکر: ظفر برہانی۔ برہان شریف۔ اٹک۔ 0301-5612962

☆☆☆☆☆

# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی صاحب زید مجدہٗ

تحریر: سید محمد عبد اللہ قادری ☆

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب زید لطفہ فروری 1936ء کو حضرت قادر بخش علیہ الرحمۃ کے ہاں ایسٹ انڈیا پنجاب کے شہر انبالہ میں پیدا ہوئے۔ اس سرزمین میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ جیسی نادر الوجود شخصیت بھی موجود ہے۔

آپ کا خاندان شعبہ زراعت سے وابستہ تھا دادا جان سہارن پور سے نقل مکانی کر کے انبالہ آ گئے تھے۔ آپ نے انبالہ میں حضرت حافظ محمد اسماعیل پانی پتی علیہ الرحمۃ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی نصف قرآن بھی ان سے پڑھا۔ 1947ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ کا خاندان انبالہ سے ہجرت کر کے لاہور آ گیا اور صدر بازار کراچی محلہ لاہور میں قیام کیا۔ ہجرت کے وقت مفتی صاحب کی عمر 11 برس تھی پہلی بقر عید لاہور میں کی۔

آپ کا خاندان لاہور سے کراچی چلا گیا۔ پھر وہیں کے ہو کے رہ گئے۔ آپ کے والد گرامی حضرت قادر بخش انبالہ فلور ملز میں انجینئر تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ علماء کرام سے بہت متاثر تھے۔ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب مدظلہ 1950ء تا 1952ء اسلامیہ اسکول پرانا حاجی کیمپ میں استاد رہے۔ مارچ 1952ء میں پڑھانا چھوڑ دیا۔ تاج العلماء حضرت مفتی محمد عمر مراد آبادی نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ کراچی آئے تو انہوں نے اکتوبر 1951ء میں مخزن عربیہ بحر العلوم قائم کیا آرام باغ میں۔ آپ حضرت صدر الافاضل کے شاگرد تھے۔

دار العلوم نعیمیہ کراچی کے قیام کے وقت زمین کے حصول سے لے کر حضرت الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ، نذر معین احمد نورانی رحمہ اللہ حضرت شاہ فرید الحق، ظہور الحسن بھوپالی نے اہم کردار ادا کیا۔ دار العلوم نعیمیہ کراچی میں ٹرسٹ قائم ہوا جس کے سات ممبر ہیں۔ مفتی شجاعت علی قادری، مفتی جمیل احمد نعیمی، مولانا مفتی اطہر نعیمی، حافظ ازہر نعیمی، مفتی منیب الرحمٰن، مولانا اقبال حسین نعیمی اور سراج احمد نعیمی۔

مفتی جمیل احمد نعیمی زید مجدہٗ صرافہ بازار کراچی میں دسمبر 1956ء سے 1976ء تقریباً 20 برس۔ بطور خطیب فرائض سرانجام دیتے رہے۔

---

☆ گلشنِ سادات، گلی نمبر 7۔ محلہ احمد پور غربی مین جی ٹی روڈ واہ کینٹ۔ 0301-5031096

1961ء میں آپ انڈیا گئے۔ 1963ء میں حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ 1963ء میں غلاف کعبہ شریف کی تبدیلی کا منظر بھی دیکھا۔ غلاف کعبہ شریف پاکستان کی طرف سے پیش کیا تھا۔ 1963ء میں ہی حضرت الشاہ مولانا محمد ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے۔ 1985ء میں آپ کے سسر حضرت شاہ مسعود احمد چشتی صابری نے بھی خلافت سے نوازا۔

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں شامل تھے۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں حصہ لیا۔ تحریک بحالی جمہوریت میں بھی حصہ لیا۔ اس تحریک کے دوران 40 روز تک جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جیل کے ساتھیوں میں مفتی محمد حسن حقانی حافظ محمد تقی، صلاح الدین (مالک اخبار جسارت) سید ذاکر علی شامل تھے۔

مفتی صاحب جنوری 1971ء تا مارچ 1974ء تک جماعت اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ رہے۔ آپ فرماتے ہیں میرے دور نظامت میں دو امیر گزرے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی اس وقت، دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں ایک اہم کردار ادا فرمارہے ہیں۔ آپ صاحب علم اور باذوق شخصیت ہیں۔ حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب ماہ نامہ ترجمان اہل سنت کراچی کے مدیر رہے۔ مجلس ادارت میں مولانا رضا مصطفیٰ اعظمی مولانا غلام دستگیر افغانی، الحاج شمیم الدین، مولانا عبدالمنعم ہزاروی، ادیب رائے پوری، شاہ حسین گردیزی جیسے اہل علم شامل تھے۔

ترجمان اہل سنت کراچی کے شمارہ مارچ 1978ء، اپریل 1978ء میں میرے والد گرامی قدر سید نور محمد قادری چک نمبر 15 شمالی ضلع گجرات (م نومبر 1996ء) کا مضمون 2 اقساط میں شائع ہوا۔ پیر صاحب زکوڑی شریف اس کے علاوہ، دیگر مضامین مارچ 1979ء میں، قائد اعظم اور تحریک پاکستان، مولانا مودودی کی نظر میں، مئی جون 1979ء تحریک پاکستان اور مولانا مودودی قسط نمبر 2 ستمبر اکتوبر 1979ء، پاکستانی خیال کے لوگ مولانا مودودی کی نظر میں شائع ہوئے۔

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کبھی کبھار محبت و شفقت فرماتے ہوئے کراچی سے فقیر کو فون کرتے ہیں خیریت دریافت کرتے ہیں اور ساتھ ہی علمی گفتگو بھی۔ ایک بار فرمانے لگے میں نے آپ کے والد گرامی قبلہ حضرت سید نور محمد قادری کی زیارت کی تھی، لاہور میں حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری (1927ء۔1999ء) بانی مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور کے مطب پر۔ آپ جب بھی

میرے والد گرامی کا ذکر کرتے ہیں تو بڑی محبت اور خلوص شامل ہوتا ہے۔ چند ہفتے پیشتر مجھے مفتی صاحب کے سیکرٹری ریاض خاں صاحب نے فون کیا کہ مفتی صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ فرمانے لگے آپ کے والد صاحب نے کسی زمانہ میں دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور پر ایک مضمون تحریر کیا تھا۔ ممکن ہو تو ارسال کریں۔ محترم ریاض خان سے رابطہ کیا۔ بذریعہ وٹس ایپ روانہ کر دیا۔

میرے علمی، قلمی دوست حضرت ملک محمد محبوب الرسول قادری صاحب، زید لطفہٗ نے ایک دن فون کیا کہ میں حضرت مفتی مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب زید لطفہٗ پر ایک نمبر شائع کر رہا ہوں۔ آپ بھی کچھ تحریر کریں۔ ملک صاحب کا پرچہ انوار رضا اکثر و بیشتر خاص نمبر کی شائع کرتا ہے وہ بھی دو تین ہفتوں میں قدرت نے انہیں یہ کمال خوبی بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ایسے کام کرواتا ہے جن سے خیر کا پہلو نکلتا ہوے۔ ملک صاحب کو مفتی صاحب سے خاص انس ہے جب بھی کراچی جاتے ہیں تو ان سے ملاقات ضرور کرتے ہیں۔ فون پر تو اکثر ان سے رابطہ رکھتے ہیں۔ ملک صاحب مجھے بھی اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ ان کی مہربانی ہے۔ میرے نام حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کے چند خطوط ہوں گے۔ اس وقت ایک خط میرے سامنے ہے ملاحظہ فرمائیں:

782/92۔ مخدوم و محترم محقق شہیر ادیب نظیر سی محمد عبداللہ قادری سلمہ اللہ الباری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون و خیریت طرفین کتاب کا ارسال کردہ گراں پایا مایہ (۱) میلاد شریف اور علامہ اقبال (۲) حب اہل بیتؓ (۳) ادیب گوہر افشاں سید نور محمد قادری موصول ہوا، یاد آوری کا شکریہ۔

چند روز آپ سے فون پر رابطہ کی کوشش کی ناکام رہا احقر آپ کی خدمت میں کتب کی موصولیاتی کا خط لکھ رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل اتم اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو صحت و عافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ قائم رکھے آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امید واثق ہے کہ آئندہ بھی آپ اپنے تحقیقی اور علمی جواہر پاروں سے نوازتے رہیں گے۔

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ

(11 ربیع الاول 1434ھ/ موافق 24 جنوری 2013ء)

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کے فیوض و برکات جاری رکھے اور ان کا سایہ صحت و سلامتی کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔ آمین

# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ......ایک نظر میں

تحریر: علامہ مفتی محمد بشیر القادری النورانی ☆

جس طرح سیّدنا مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی حقیقی اولاد عظیم المرتبت ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اولاد معنوی علماء عظام ائمہ دین اور مجتہدین کرام بھی بلند و بالا شان رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا العلماء ورثۃ الانبیاء "علماء کرام انبیاء کرامؑ کے وارث اور جانشین ہیں اور فرمایا نبی اکرم ﷺ نے علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء و عارفین بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ جس طرح ان انبیاء و رسل نے اپنی امتوں کو تبلیغ فرمائی، انہیں حلال و حرام اور فرض و واجب و دیگر کی تعلیم فرمائی، نیکی و بدی اور معروف و منکر کی وضاحت فرمائی، ان کا تزکیۂ نفس اور تنقیہ قلب فرمایا اور دنیوی و اخروی فلاح و بہبود کی طرف رہنمائی فرماتے رہے اسی طرح میری امت کے علماء، حلال و حرام، فرض و واجب، نیک و بد اور معروف و منکر کی وضاحت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ناقصوں اور جاہلوں کو ان سے فیض یاب ہونے اور تربیت حاصل کرنے کا حکم فرمایا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ پس دریافت کرو تم اہل ذکر (علماء کرام) اور اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے اور علم نہیں رکھتے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ حضرت قبلہ شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی بھی ان میں سے ایک ہیں۔ ان عاشقان مصطفےٰ ﷺ میں سے ایک ہیں جن کے قلوب حُبِ مصطفےٰ کے نور سے جگمگائے ان پُرعزم اور غلبۂ اسلام کے انقلابی پروانوں اور پاسبانوں اور عزم جوان میں سے ہیں جنہوں نے ویرانوں، بیابانوں کو رشکِ گلستان بنایا۔ قبلہ جمیل ملت حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی ایک شخص کا نام نہیں بلکہ ایک تاریخ کا نام ہے۔ حضرت کی زندگی کا ہر پہلو لکھنے کے قابل ہے۔ آپ کی پوری زندگی درس و تدریس اور مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کی خدمات میں گزری، جمیل ملت عالم باعمل اور متانت و سنجیدگی کے پیکر، مایہ ناز مدرس، مناظر، مقرر، شعلہ بیاں خطیب، ادیب، محقق، صاحب تحریر، جنہوں نے دور ابتلاء میں حضرت شیخ الاسلام قائد اہلسنت امام الشاہ احمد نورانی صدیقی سے اپنی رفاقت دینی فریضہ سمجھ کر نبھائی حضرت قبلہ جمیل احمد نعیمی کی دینی، مذہبی، ملی، سیاسی خدمات افقِ بلندی پر پہنچی ہوئی ہیں۔

---

☆ بانی و سربراہ: دارالعلوم الجامعۃ الاسلامیہ منہاج الفرقان (ٹرسٹ)
جامع مسجد حضرت عائشہ صدیقہؓ گلستان جوہر بلاک 13 کراچی 0321-2907739

حضرت خاموش طبیعت کے حامل ہیں۔ آپ کے چہرے سے وجاہت ٹپکتی ہے۔ جمعیت علمائے پاکستان ہو یا جماعت اہل سنت، انجمن طلباء اسلام یا دارالعلوم نعیمیہ ہر پلیٹ فارم پر آپ کی بھرپور نمائندگی نظر آتی ہے۔ فقیر خادم العلماء محمد بشیر القادری زمانہ طالب علمی سے قبلہ جمیل احمد نعیمی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میری اکثر کتب کی تقاریظ قبلہ مفتی جمیل احمد نعیمی نے تحریر فرمائی ہیں۔ اکثر علماء کسی کتاب پر تقریظ لکھنے میں متردّد ہیں مگر مفتی جمیل احمد نعیمی ہر کارِ خیر فوراً اور بڑی عقیدت و محبت سے کرتے ہیں۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی 1936ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم قرآن مجید اور مڈل تک تعلیم کا عرصہ 1942ء سے 1952ء تقریباً مکمل کرنے کے بعد 1947ء میں دہلی سے لاہور ہجرت کی اور 1949ء سے مستقل کراچی قیام فرمایا۔ 1952ء سے 1960ء تک درس نظامی کی تکمیل اور 1953ء میں تحریک ختم نبوت میں زمانہ طالب علمی میں حصہ لیا۔

1956ء سے سبز مسجد صرافہ بازار میں خطابت کا آغاز فرمایا۔ 1960ء میں علماء کے جم غفیر میں دستار فضیلت ہوئی اور 1960ء میں ہی جامعہ نعیمیہ مراد آباد تشریف لے گئے۔ 1961ء میں دیودمن اور گواہ کا تین ماہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ اور پھر 1962ء میں انجمن محبانِ اسلام کی تشکیل فرمائی۔ 1963ء میں غلافِ کعبہ لے کر مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ 1963ء میں قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی میں مدینہ منورہ میں شرکت فرمائی اور حضرت کی شادی کے گواہ مقرر ہوئے۔

1965ء میں جہاد کشمیر میں لازوال کردار ادا کیا۔ 1965ء میں پہلی مرتبہ شرعی تقاضوں کے عین مطابق جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی بنیاد رکھی۔ 1966ء میں جماعت اہلسنت کی تشکیل کے موقع پر ناظم نشر و اشاعت کی ذمہ داریاں اور 1968ء میں انجمن محبانِ اسلام کی کوکھ سے انجمن طلباء اسلام نے جنم لیا۔ یعنی آپ نے بنیاد رکھی۔ 1969ء میں مجلس عمل اہلسنت کی تشکیل جس میں قبلہ جمیل احمد نعیمی اس کے سیکریٹری جنرل نامزد ہوئے۔

1970ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے عہدے دار منتخب ہوئے۔ 1970ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سنی کانفرنس اور سنی کانفرنس نشتر پارک کراچی میں ناظم نشر و اشاعت کی حیثیت سے پُر جوش اور علمی خطاب فرمایا۔ 1971ء میں بنگلہ دیش نامنظور تحریک میں تاریخی اور سنہری کردار ادا کیا۔ 1970ء میں صوبائی اسمبلی کے امیدوار کی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لیا اور 1972ء تک جماعت اہلسنت کے

ناظم اعلیٰ رہے۔ 1971ء میں (مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان) منتخب ہوئے۔ 1973ء میں ایام اسیری جیل بھیج دیا گیا۔ 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں حصہ لیا۔ 1978ء میں سنی کانفرنس ملتان میں ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ 1981ء میں سری لنکا کا تبلیغی دورہ کیا۔ 1982ء ایران کا مطالعاتی دورہ اور 1983ء جمعیت علماء پاکستان سندھ کے صدر منتخب ہوئے۔ 1984ء میں انگلستان کا تبلیغی دورہ کیا۔ 1984ء میں ملیر کراچی میں MQM کے غنڈوں نے قاتلانہ حملہ کیا اور 1985ء میں انجمن طلباء اسلام کی دعوت پر مظفر آباد آزاد کشمیر کے سالانہ کنونشن سے خطاب فرمایا۔ 1987ء میں بغداد شریف کا دورہ کیا۔ 1987ء میں ہی جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی نائب صدر منتخب ہوئے۔ 1988ء میں قومی اسمبلی کی نشست پر بطور امیدوار کی حیثیت سے حصہ لیا۔

1988ء میں رمضان المبارک میں مسجد غوثیہ میں MQM کے غنڈوں کا ایک بار پھر حملہ ہوا۔ 1974ء سے 2004ء تک تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کی مرکزی مجلس عملہ اور شوریٰ اور شعبہ امتحانات کے ممبر رہے۔

1997ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے ٹرسٹی مقرر ہوئے۔ 1999ء میں متحدہ عرب امارات کا تبلیغی دورہ کیا۔ 2000ء میں دنیاء اہلسنت کے عظیم قائدین امام الشاہ احمد نورانی صدیقی، مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی اور مردِ حق مفکرِ اسلام سید شاہ مرید الحق سے حلف لیا۔ 2001ء دنیائے اہلسنت کے عظیم مرکز منظر اسلام بریلی شریف کا دورہ کیا۔ 2001ء مرکزی جماعت اہلسنت کی سپریم کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ 1975ء سے 2008ء تک دار العلوم نعیمیہ میں استاد الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور تا حال دار العلوم نعیمیہ کراچی میں تسلسل کے ساتھ دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مندرجہ بالا مختصر حضرت قبلہ جمیل احمد نعیمی کی خدمات تعارف پیش کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمت دی وقت نے ساتھ دیا تو آپ کی دینی، مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات پر ایک مستقل کتاب ترتیب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دعا ہے کہ حضرت قبلہ شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی کی عمر، علم میں برکت عطا فرمائے اور اہلسنت پر ان کا سایہ تادیر قائم و دائم فرمائے۔

نوٹ:۔ برادر محترم مولانا مفتی محمد بشیر القادری النورانی ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کرونا اور پھر کراچی کے مخصوص حالات کے باوجود نہایت عجلت میں ہماری فرمائش کو شرف بازیابی عطا فرمایا۔ فجزاهم والله تعالیٰ احسن الجزاء۔

# علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی چشتی صابری ایک ہمہ جہت شخصیت

تحریر: تسلیم احمد صابری ☆

اسلام دین فطرت ہے گویا فطرت کے عین مطابق دین۔ معاملہ کوئی بھی ہو خواہ مذہبی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، سماجی یا عائلی۔ دین اسلام زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فرماتا ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیغمبر انقلاب بنا کر مبعوث فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کی ایک جہت انقلاب بپا فرما کر زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کے احکام کا نفاذ کرنا اور شریعت کے پاکیزہ اصولوں کے مطابق ڈھالنا بھی تھا۔

اللہ کے حبیب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اصحاب کی زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فرمائی اور یوں مذہبی، سیاسی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت فرمائی کہ تاریخ انسانی گواہ ہے حضور ﷺ کے اصحابؓ جیسا نہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے کوئی تھا اور نہ ہی قیامت تک ان جیسا کوئی ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تربیت کا ہی فیضان ہے کہ جس کی بدولت حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کائنات کے بے نظیر و بے مثال اور ممتاز ترین افراد قرار پائے۔

نبی کریم ﷺ کی امت میں کم وبیش گزشتہ ساڑھے چودہ سو برسوں میں بے شمار ایسے نفوسِ قدسیہ آتے رہے جو وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق امت مسلمہ کی مذہبی، سیاسی، اخلاقی، تعلیمات، تدریس اور معاشرتی اصلاح کا سامان کرتے رہے۔

اس پیارے وطن پاکستان کے باسی بھی اس حوالے سے خوش قسمت ہیں کہ اس خطے کو بھی اللہ رب العزت نے اپنی مبارک اور ہمہ جہت شخصیات عطا فرمائیں کہ جنہوں نے نہ صرف مذہبی، تعلیمی اور تدریسی حوالوں سے امت مسلمہ کی تربیت فرمائی بلکہ ان کی زندگیاں سیاسی محاذ پر اللہ کے دین اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی کوشش سے منفرد نظر آتی ہیں۔

بلاشبہ مفتی جمیل احمد نعیمی چشتی صابری بھی انہی مبارک شخصیات میں سے ایک ہیں جن کی زندگی ہمہ جہتی کاوشوں سے عبارت ہے۔ بہترین معلم و مدرس، اعلیٰ منتظم، موثر خطیب و مصلح اور متحرک سیاسی شخصیت جو تمام عمر نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے کوشاں رہے۔

---

☆ مصروف ٹی وی کمپیئر اہل علم سے محبت کرنے والی شخصیت ..... بیدار مغز صحافی۔ کراچی 0300-8293313

حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی چشتی صابری فروری ۱۹۳۷ء میں انبالہ چھاؤنی مشرقی پنجاب (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان کا بیشتر حصہ تجارت سے وابستہ رہا لیکن نعیمی صاحب قبلہ بچپن سے ہی علمی ذوق کے حامل تھے۔ مڈل تک اردو کی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ مذہبی تعلیم کی طرف رجحان زیادہ تھا اس لئے حضرت تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی کے تلامذہ میں شامل ہوئے اور سند فراغت حاصل کی۔ مختلف تعلیمی اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور پھر علم دین کی عظیم درسگاہ دارالعلوم نعیمیہ کراچی سے وابستہ ہوئے۔ آپ اس ادارے کے بانی ارکان میں شامل رہیں۔

مختلف کالجز اور یونیورسٹیز میں اسلام کے پردے میں لادینیت اور بدعقیدگی کے پرچار کو روکنے کے لئے ایک ملک گیر تنظیم انجمن طلباء اسلام کی تشکیل فرما کر سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا۔ تحریک پاکستان کے وقت گرچہ آپ کمسن تھے لیکن اس دور میں بھی مسلم لیگ کے جلسوں میں شرکت فرمانا، پاکستان زندہ باد کے نعرے لگانا اور لیگی اخبارات کا مطالعہ فرمانا آپ کے مشاغل میں رہا۔

جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوئے تو اس قدر متحرک رہے کہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کے دست و بازو بنے اور پاکستان بھر میں ہونے والے جلسوں میں انقلابی تقاریر فرمائیں۔

دنیا بھر میں ہزاروں کی تعداد میں نامور علماء دین آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اللہ کریم حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی چشتی صابری مدظلہٗ کے درجات میں بلندیاں اور رفعتیں عطا فرمائے اور انہیں صحت و سلامتی والی زندگی نصیب کرے۔

☆

## قاری غلام مصطفےٰ قادری۔ اسلام آباد

احقر کی پہلی ملاقات (4-4-2020) کو اسلام آباد میں حضرت مولانا قاری علی اکبر نعیمی کے مدرسہ نعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی میں افتتاحی تقریب میں ہوئی۔ حضرت قبلہ مفتی جمیل احمد نعیمی صحیح معنوں میں یادگار سلف اور اس پرفتن دور میں آپ کا وجود کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔ آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے ناچیز کو آٹوگراف عنایت فرمایا۔ (0324-5634381)

# جمیل ملت۔ ایک گراں قدر شخصیت

تحریر: علامہ سید محمد ازہر علی شاہ ہمدانی ☆

فاضل جلیل، عالم نبیل، جمیل ملت حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی حفظہ اللہ کو اللہ کریم نے اپنے کرم سے جن گوناگوں صفات وکمالات سے نوازا، راقم عاجز اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے باعث خود کو اس پر اظہار خیال کا اہل نہیں سمجھتا، مگر برادرم محترم ملک محبوب الرسول قادری مدیر اعلیٰ "انوار رضا" کی فرمائش کو نظرانداز کرنے اور ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی ہمت بھی نہیں پاتا۔ بندۂ عاجز جمیل ملت کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہے کہ جب ان کی گوناگوں صفات وکمالات اور متنوع خدمات کا تصور کرتا ہوں تو ذہن الجھن کا شکار ہو جاتا ہے کہ کس کس کا اظہار کروں اور کہاں کہاں سے آغاز کروں؟

سبز مسجد صرافہ بازار میں محراب ومنبر کی عظیم خدمات کے ساتھ انجمن طلباء اسلام کی تاسیس کا ذکر کروں یا مخزن عربیہ کے مدرس اور دارالعلوم نعیمیہ کے بانی رکن، استاذ الحدیث اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے عظیم دینی وعلمی خدمات کا، ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت کی حیثیت سے تنظیمی خدمات کا یا جمعیت العلماء پاکستان کی سپریم کونسل کی موثر رکن اور سربراہ کی حیثیت سے سیاسی خدمات کا، ایک عظیم مبلغ اور خوش بیاں خطیب کی حیثیت سے تبلیغی خدمات یا ایک مصلح کی حیثیت سے اصلاحی خدمات کا، مختصر یہ کہ مختلف جہات میں متنوع خدمات اور گوناگوں صفات پہ اظہار خیال کے بجائے ان کے ساتھ پرخلوص ومحبت رشتوں کی ایک جھلک دکھانے پہ اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت جمیل ملت سے ہماری قابل قدر علمی وروحانی نسبتیں ہیں۔ وہ بھی نعیمی ہیں اور ہم بھی، وہ بھی چشتی ہیں اور ہم بھی، ان کو تاج العلماء، علامہ محمد عمر نعیمی کے واسطہ سے صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی سے شرف تلمذ حاصل ہے، اور والذی الکریم عظمت دین وملت کو ضیاء الامت حضرت علامہ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کے واسطے سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ وہ چشتی صابری ہیں اور ہم چشتی نظامی۔ دونوں کا سلسلہ طریقت انام العارفین سلطان الزاہدین حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ پر ایک ہو جاتا ہے۔ ان کے استاذ گرامی حضرت تاج العلماء کے وصال کے بعد جامع مسجد آرام باغ میں پہلے جمعہ کی خطابت وامامت کا شرف والد گرامی کو حاصل ہوا۔ ان کے

---

☆ (ناظم اعلیٰ دارالعلوم قمر الاسلام، کراچی) ممبر: قومی علماء ومشائخ کونسل حکومت پاکستان 0300-2150940

ساتھ والد گرامی کے دیرینہ پرخلوص ومحبت تعلقات ہیں، پہلی بالمشافہ ملاقات والد گرامی کے ساتھ اس وقت ہوئی جب وہ سبز مسجد صرافہ بازار میں امامت وخطابت کے منصب پر فائز تھے۔ انہیں محبان اسلام (اب انجمن طلباء اسلام) کی تاسیس کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ اس وقت محبان اسلام طلباء میں محترم المقام جناب حاجی حنیف طیب صاحب اور ان کے رفقا شامل تھے۔ پاکستان میں سوشلزم اور کمیونزم کا طوفان بلاخیز آیا۔ انجمن محبان اسلام کے ارکان نے اس موضوع پر تقریر کے لئے والد گرامی کو مدعو کیا۔ اس وقت شوشلزم کمیونزم کے بارے میں لٹریچر کمیاب تھا۔ والد گرامی کی تقریر کو قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھتے ہوئے مکمل تقریر کیسٹ سے لکھ کر اشاعت کی غرض سے والد گرامی کے پاس اصلاح کرانے کے لئے لائے تھے جس کی اصلاح کردی گئی تھی نا معلوم وہ شائع کی تھی یا نہیں؟

حضرت جمیل ملت سے جب بھی ملاقات ہوتی ہے باعث تسکین و راحت ہوتی ہے۔ ملاقات سے جی بھرتا نہیں بار بار ملاقات کی طلب اور تڑپ رہتی ہے۔ آپ کی شخصیت احترام انسانیت کا مظہر ہے۔ مجھ جیسے چھوٹوں کا بھی احترام کرتے ہیں اور از حد محبت وشفقت فرماتے ہیں۔ والد گرامی کے ساؤتھ افریقہ میں صدیقی خانوادہ قدورۃ السالکین حضرت صوفی غلام چشتی نظامی کی اولاد اور قائد اہلسنت کے عم محترم حضرت مولانا محمد بشیر صدیقی کی صاحبزادی اور حضرت غلام محی الدین معین قاضی کی اہلیہ محترمہ منیزہ قاضی صدیقی کے ساتھ پرخلوص واحترام بھری ملاقاتوں کے حوالے سے بھی جمیل ملت کا ہم سے رشتہ محبت ہے جس کی تفصیل زیر نظر تحریر میں گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتۂ خلوص ومحبت کو الحب اللہ ولرسولہ قائم ودائم رکھے اور فلاح دارین کا وسیلہ بنائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

# ذکر اُس پری وش کا۔ بیاں اپنا

تحریر: میاں محمد صادق قصوری ☆

بڑی ہستیاں بلند نظر ہوتی ہیں، ان کے فکر ونظر اور کردار و عمل کی بہت سی جہتیں ہوتی ہیں۔ ہر جہتی سوچ بہت دوررس اور عمل میں بھی ایک مثال اور نمونہ ہوتی ہے۔ اس کے اثرات بھی بڑے گہرے، انقلاب آفریں اور دائمی ہوتے ہیں۔ ہمارے ممدوح جمیل العلماء حضرت مولانا مفتی، شیخ الحدیث علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب دامت برکاتہم عالیہ کی ذات گرامی اور سرتاپا نمونۂ سلف ہستی بھی ایسی ہی عظیم شخصیتوں میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ داغ دہلوی نے شاید یہ شعر آپ ہی کے لئے کہا ہے۔

ہم سا جانباز زمانے میں نہ پاؤ گے کہیں
لاکھ ڈھونڈو گے چراغِ رخِ زیبا لے کر

اکتوبر 1978ء میں قطب البلاد ملتان میں آل پاکستان سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا تو وہاں اکابر اہلسنت مثلاً غزالئ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ ملتان کے بے تاج بادشاہ مولانا حامد علی خان، قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی و دیگر علماء و مشائخ کی زیارت ہوئی تو جمیل العلماء مولانا علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب دامت برکاتہم عالیہ کی زیارت و ملاقات کا بھی شرف حاصل ہوا۔ حضرت نے بڑی شفقت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ یہ میری پہلی اور آخری ملاقات تھی، میری سب سے پہلی کتاب "اکابر تحریک پاکستان" جلد اول، تازہ تازہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی تھی، حضرت نے اظہار پسندیدگی فرماتے ہوئے میری حوصلہ افزائی کی اور دوسری جلد کب آنے کا پوچھا۔ پہلی ہی ملاقات میں اسیر ہو گیا اور آج تک ہوں۔

ایک ہی بار ہوئیں وجۂ گرفتاریٔ دل
التفات ان کی نظروں نے دوبارہ نہ کیا

حضرت جمیل العلماء کی شخصیت ہمہ جہت ہے، آپ عالم، فاضل، مقرر، محرر، مفتی، شیخ الحدیث اور سیاسی رہنما بھی ہیں۔ 1970ء کے الیکشن اور مابعد آپ نے سواد اعظم کے دلوں کی دھڑکن جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ وہ دور جمعیت علماء پاکستان کا دور عروج تھا، ملکی سطح پر اس جماعت کا قد کاٹھ تھا اور بیرون ملک بھی دھوم و گونج تھی، قائد اہلسنت مولانا شاہ

---

☆ مصنف و محقق مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کے اکلوتا خلیفہ مجاز 0306-4469496

احمد نورانی کی پرکشش شخصیت نے اس جماعت کو بام عروج پر پہنچایا اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی جرأت رندانہ نے اسے چار چاند لگا دیئے۔ اس طرح عاشقان رسول ﷺ کی یہ جماعت حکمرانوں کی چھاتی کا قابوس بن گئی اور پورے ملک میں "مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ" اور "نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ" کا نعرہ بلند ہو گیا۔ حضرت جمیل العلماء نے کراچی اور پورے سندھ میں اس جماعت کے پلیٹ فارم سے جو خدمات انجام دیں ان کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ 1970ء کے الیکشن میں آپ سندھ اسمبلی کی سیٹ تو نہ جیت سکے مگر ان کی شبانہ روز کاوشیں، کوششیں اور خدمات ارکان اسمبلی پر بھاری تھیں۔ بوٹا سا قد، روشن چہرہ، صحت مند جسم اور عالمانہ تمکنت و وقار کے حامل جمیل العلماء کو جمعیت علماء پاکستان سے عشق تھا، وہ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کے دست راست اور قابل اعتماد ساتھی تھے۔ شب و روز ان کی مساعی جمیلہ اور خدمات جلیلہ کا مرکز و محور "جمعیت" ہی رہی۔ بارہا پس دیوار زنداں گئے، مقدمات قائم ہوئے، اذیتیں برداشت کیں مگر بفضل ایزدی کبھی بھی پائے استقامت میں لرزش و لغزش کا مرحلہ نہ آیا۔ آپ سجاد یزدانی کے اس شعر کی عملی تفسیر بنے۔

ابھر پستی سے رفعت پر، لگا لے آگ سینے میں
بھڑکتا ہے جو شعلہ سوئے رفعت اُڑ کے جاتا ہے

1970ء کے الیکشن میں کراچی سے سندھ اسمبلی کے ممبرز (جمعیت علماء پاکستان) جن میں مردحق پروفیسر شاہ فرید الحق قائد حزب اختلاف سندھ اسمبلی، مولانا محمد حسن حقانی، ظہور الحسن بھوپالی، حاجی زاہد علی خاں (مولانا محمد علی جوہر کے خاندان کے فرد فرید)، سکھر سے مفتی محمد حسین قادری، حیدرآباد سے سید احد یوسف، منیر احمد ارائیں، محمد عثمان کینڈی شامل تھے، حضرت جمیل العلماء اور ان کے شیر دل ساتھیوں نے "مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ" کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دی۔ گرفتاریوں اور جیل یاترا کا سلسلہ زلفِ بنگال کی طرح دراز ہوتا گیا مگر یہ لوگ آہنی دیوار بن کر "جمعیت علماء پاکستان" کے جھنڈے کو تھامے رہے، انہیں کوئی دھن، دھونس اور لالچ ان کے مشن سے نہ ہٹا سکا اور یہ بانگ دُہل کہتے رہے۔

حق بات کا اعلان سرِ دار کریں گے
ہے جرم تو یہ جرم سو بار کریں گے

ہم اہلِ جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب بھی مرے، موت پر احسان کریں گے

حق بات پر کٹتی ہے تو کٹ جائے زباں میری
اظہار تو کر جائے گا جو ٹپکے گا لہو میرا

حضرت جمیل العلماء دار العلوم نعیمیہ کراچی میں ناظم تعلیمات اور شیخ الحدیث کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہیں۔ آپ کی ذات گرامی پاکستان بھر کے علماء کرام کی آنکھوں کا تارا ہے اور آپ ایک بزرگ ترین عالم و فاضل کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ زہد و تقویٰ کے اعتبار سے بھی آپ کا شمار

چند گنے چُنے بزرگوں میں ہوتا ہے۔آپ کو قطبِ مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی شخصیت کا روحانی پہلو بھی ہے کہ روزانہ لوگ دارالعلوم میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات کے حل اور روحانی علاج کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور فیض یاب ہو کر شاداں شاداں فرحاں فرحاں واپس جاتے ہیں۔عبادت و ریاضت میں انہماک آپ کا خاصہ ہے۔ تصنیف و تالیف کے میدان کے بھی شاہسوار ہیں، اب تک بہت سی کتابیں ان کے کلکِ گوہر بار سے نکل چکی ہیں۔تقریر و تحریر، گفت وشنید اور درس و تدریس میں بھی آپ کو مہارت تامہ اور شہرتِ عامہ حاصل ہے۔نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا مظہر ہیں۔غرض اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک ادارہ بلکہ ایک عبقری عصر شخصیت کے حامل ہیں۔ان کے نزدیک خدمتِ دینِ متین اور خدمتِ خلق عشق و جنون کی راہ ہے۔

ہم وہی لوگ ہیں جو جاں سے گزر جاتے ہیں روشنی بن کے اندھیروں میں اتر جاتے ہیں

آپ کا حلقۂ اثر بہت وسیع اور اخلاص و اعتقاد پر مشتمل و مبنی ہے۔آپ نے دینی فراست، شعورِ سیاست اور خداداد تدبر کی بدولت نہ صرف کراچی بلکہ وطن عزیز کے کونے کونے میں زندگی اور فضاؤں میں بڑے روشن باب رقم کئے ہیں۔بنیادی طور پر آپ مذہبی رہنما ہیں لیکن علم و ادب، سیاست اور تصوف سے بھی بھر پور دلچسپی رکھتے ہیں۔ادب انسان دوستی سکھاتا ہے اور سیاست عوام دوستی، جبکہ تصوف انسانیت و آدمیت اور پرورش و خدمت کا جذبہ وشوقِ فراواں سکھاتا ہے۔جب یہ خصوصیات کسی شخصیت میں حُسن آمیز لطافتوں کے ساتھ جمع ہو جائیں تو اس کی فراست کس کمال کی ہوگی اور پھر وہ شخصیت وہ ہستی اور وہ قابل صد رشک انسان جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی کہلائے گا۔بقول غالب

زباں پہ بار خدایا! یہ کس کا نام آیا؟ کہ مرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ "مومن کی فراست سے بچو (ڈرو)"۔اس کی وجہ یہ ہے کہ فراست ہمیشہ وقت اور زمانے کے تقاضوں کے عین مطابق فیصلے کرتی ہے اور اس کے اثرات بھی دور رس نتائج پر مبنی ہوتے ہیں۔قدرت نے اسی نوعیت کی اور اعلیٰ پائے کی فراست ہمارے جمیل العلماء کو بڑی فیاضی کے ساتھ مرحمت فرمائی ہے۔ان کی فہم و فراست نے انہیں ملک بھر کے علماء و مشائخ کا ممدوح بنا رکھا ہے اور کراچی میں مسلکِ حقہ اہل سنت کا بھرم ہے۔ان کی فیاضی، خوش اخلاقی اور انسان دوستی نے انہیں ہر آنکھ کا تارا بنا رکھا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ زبانِ حال سے کہہ رہے ہوں

لٹ گیا محبت میں جو تھا مال و زر اپنا ہم سے اہل الفت کے پاس کچھ نہیں ہوتا

اور

خوشبوئے وفا و مہر جو ہم میں ہے ڈھونڈے سے بھی نہ پاؤ گے ارشدؔ جہاں میں

8-5-2020

# اِک شجر سایہ دار...... حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی

تحریر: محمد احمد ترازی☆

ماہنامہ ''افق'' کراچی سے ہماری وابستگی کی ابتداء اپریل ۲۰۰۸ء میں ہوئی۔ جس کے بعد ''افق'' کے ساتھ ساتھ ملک کے مختلف اخبارات میں مضامین نگاری کا تحریری سفر زور وشور سے شروع ہوا۔ ان ہی دنوں برادرم عقیل انجم کے تحرک پر ہم نے قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی تحریک ختم نبوت میں تاریخ ساز جدوجہد پر ایک کتاب ''تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی'' بھی ترتیب دی تھی۔ جس کی اشاعت کی کوششیں جاری تھیں۔ اس سلسلہ میں ہم نے قائد ملت اسلامیہ کے عقیدت مندوں اور چاہنے والوں سے بھی رابطہ کیا۔ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے کے پاس بھی گئے۔ انہیں اپنا کیا ہوا کام بھی دکھایا۔ مگر شاید حکم ایزدی کچھ اور ہی تھا ہماری تمام تر کوشش کے باوجود اس بات کو ایک سال گزر گیا کوئی خاص پیش رفت نہ ہوسکی۔

یہ سن ۲۰۰۸ء کے اواخر کی بات ہے۔ جب برادرم السید عقیل انجم کے ذریعے پیغام ملا کہ حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب آپ کو یاد کر رہے ہیں اور وہ آپ کے علامہ شاہ احمد نورانی پر کیے گئے کام کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ دراصل برادرم عقیل انجم صاحب کی تگ ودو کا ہی نتیجہ تھا کہ انہوں نے علامہ جمیل احمد نعیمی سے ہمارے کام کا تذکرہ فرمایا جس کے بعد حضرت نے ہمیں یاد کیا تھا۔ چنانچہ عقیل بھائی کے ہمراہ علامہ جمیل احمد نعیمی کی خدمت عالیہ میں دارالعلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں کتاب کا پرنٹ پیش کیا۔ حضرت نے دیکھا اور فرمایا کہ میں اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اگلے ہفتے آپ کو بتاؤں گا۔ یہ علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب سے ہماری پہلی ملاقات تھی۔

اگلے ہفتے ملاقات میں حضرت نے ہمیں اس کی اشاعت کی ذمہ داری لینے کی خوشخبری سنائی۔ اور آپ کے تعاون، سرپرستی اور ذاتی دلچسپی کی بدولت دو ڈھائی ماہ کی کوششوں کے بعد مارچ ۲۰۰۹ء میں ہماری کتاب ''تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی'' شائع ہوگئی۔ علمی دنیا میں یہی وہ کتاب ہے جو ہماری پہچان اور شناخت کا باعث بنی اور جس کی اشاعت نے ہمیں صاحب کتاب بنا دیا۔ درحقیقت یہ سب حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کی محبت اور کرم فرمائی

---

☆ مصنف، تجزیہ کار، محقق، ماہر تعلیم (کراچی) فون نمبر 0313-2898883 & 0300-2237225

کا نتیجہ تھا۔ یہاں سے حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کے زیر پرستی ہمارا وہ علمی سفر شروع ہوا جو آج بھی جاری ہے۔

حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب وہ شجر سایہ دار ہیں جس کے سائے نے ہم جیسے عامیوں کو پہچان وشناخت عطا کی۔ ہمیں لکھنے پڑھنے اور آگے بڑھنے کی راہ دکھائی۔ انہوں نے ہر مرحلہ زندگی میں ایک ہمدرد، مہربان اور شفیق بزرگ کی طرح ہماری سرپرستی فرمائی۔ ہمیں کبھی ان کی صحبت میں اجنبیت اور غیریت کا احساس نہیں ہوا ہم ہمیشہ ان کی محبت اور پدرانہ شفقت کے ساتھ تاریخ کے درنایاب اور گمشدہ گوشے سمیٹ کر اٹھے جوان کے یادداشت میں آج بھی وقت، تاریخ اور مقام کے ساتھ تروتازہ اور محفوظ ہیں۔ آپ کو ان کی صحبت میں بزرگوں کا وہ اخلاق وکردار اور صورت وسیرت نمایاں ملے گی جس کے واقعات کتابوں میں پڑھنے کو ملتے ہیں۔ آپ سب کے ساتھ محبت وشفقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کم وبیش ہر اتوار آپ کی خدمت عالیہ میں حاضری دینا اور کچھ لمحات آپ کی صحبت میں گزارنا اپنے لیے سعادت اور سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف آپ کی محبت اور کرم نوازی کا بھی یہ عالم ہے اگر کسی وجہ سے حاضری دینے میں کچھ تاخیر ہو جائے تو حضرت خود فون کر کے خیریت اور نہ آنے کی وجہ معلوم کر لیتے ہیں۔

ہم جب بھی حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں حضرت خصوصی محبت وکرم سے نوازتے ہیں۔ ہمیں دیکھتے ہی ہمارے نہ چاہنے کے باوجود کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں۔ مصافحہ و معانقہ فرماتے ہیں۔ اپنے برابر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں۔ جیب سے عطر خاص کی بوتل نکال کر ہمارے ہاتھوں پر لگاتے ہیں اور مولانا ریاض صاحب کو حکم دیتے ہیں کہ ارے بھائی! ترازی صاحب تشریف لائے ہیں کچھ ناشتہ پانی یا ٹھنڈے وغیرہ کا بندوبست کیجئے۔ اس دوران اگر کوئی اہم ملاقاتی تشریف لے آئے اور ہم حضرت کے قریب رکھی ہوئی کرسی سے احتراماً اٹھنا چاہیں تو حضرت منع فرما دیتے ہیں۔ بلکہ آنے والے سے اس انداز میں تعارف فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے اندر شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ بارہا خدمت عالیہ میں عرض کی کہ حضرت ہم آپ کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں۔ ندامت اور شرمساری محسوس ہوتی ہے۔ مگر حضرت کے انداز محبت میں کوئی کمی کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ ہم حضرت کے انداز پذیرائی کمال محبت اور شفقت وعنایات کے کیا کیا منظر بیان کریں۔ ہمارے پاس ۲۰۰۸ء سے آج ۲۰۲۰ء تک آپ کی صحبت عالیہ میں بیتے لمحات اور آپ سے وابستہ یادوں کا ایک طویل وقت ہے جسے صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کے لئے وقت درکار ہے۔

دو تین دن قبل (۳ مئی ۲۰۲۰ء کو) برادرم ملک محبوب الرسول قادری صاحب کا فون آیا۔ فرمایا کہ حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی نمبر تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اس میں آپ بھی کچھ حصہ لے لیجئے۔ ہم نے بات آئی گئی اس لئے کردی کہ ہم کسی اور کام میں مصروف تھے۔ لیکن کل مورخہ ۵ مئی ۲۰۲۰ء کو ملک صاحب نے دوبارہ فون کر کے ہمیں جب ایک بار پھر یاددہانی کرائی تو ہمارے لئے فرار کی ساری راہیں مسدود ہو گئیں۔ چنانچہ حصول برکت اور حضرت کے محبین کی فہرست میں شامل ہونے کی نیت سے کچھ معروضات پیش خدمت ہیں۔

علامہ جمیل احمد نعیمی کی ولادت ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء کو انبالہ (مشرقی پنجاب، ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام نامی قادر بخش تھا۔ آپ اپنے دادا استاذ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی سے نسبت تلمذ کی وجہ سے "نعیمی"، قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی سے نسبت ارادت کی وجہ سے "ضیائی" اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت وارادت رکھنے کی وجہ سے "چشتی صابری" کہلاتے ہیں۔

علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کے بزرگوں کا آبائی علاقہ سہارن پور تھا۔ جہاں سے آپ کے بزرگوں نے مشرقی پنجاب کے شہر انبالہ میں سکونت اختیار کی۔ بعد ازاں تقسیم ہند کے بعد اکتوبر ۱۹۴۷ء میں آپ اپنے والدین کے ہمراہ لاہور چلے آئے اور شاہ عالم گیٹ کے علاقے میں تین سال تک قیام فرمایا۔ پھر ۱۹۴۹ء۔۱۹۵۰ء میں آپ اپنے خاندان کے ہمراہ کراچی منتقل ہو گئے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب نے حصول تعلیم کا سلسلہ چار سال کی عمر میں شروع کیا اور ناظرہ قرآن پانی پت کے مشہور قاری مولانا محمد اسماعیل صاحب سے پڑھا۔ ابتدائی دینی تعلیم علامہ مولانا محمد وارث چشتی، حضرت مولانا مسعود احمد چشتی، مولانا قاضی زین العابدین نقشبندی اور حضرت مولانا محمد ارشاد علیہم الرحم جیسے مایہ ناز اساتذہ کرام سے حاصل کی۔ دنیاوی تعلیم آپ ابھی مڈل تک ہی حاصل کر پائے تھے کہ نامساعد حالات کی وجہ سے اسے ادھورا چھوڑنا پڑا۔

کراچی آنے کے بعد آپ نے اپنی دینی تعلیم کو مکمل کرنے کے لئے ۱۹۵۲ء کے اوائل میں دار العلوم مخزن العلوم میں اپنے استاذ اور سسر مولانا مسعود احمد چشتی صابری سے صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور دیگر ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر ۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۰ء تک آپ نے تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے دورہ حدیث کے تعلیمی مدارج مکمل کئے۔ علامہ جمیل احمد نعیمی کو ۱۹۶۰ء میں جامع مسجد آرام باغ کراچی میں غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی، مولانا ضیاء القادری بدایونی،

مولانا عبد السلام باندوی اور پیر فاروق رحمانی جیسے نابغہ روزگار شخصیات کی موجودگی میں سند فراغت اور دستار فضیلت عطا کی گئی۔ دستار فضیلت کی اس محفل میں آپ کے استاد محترم تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی کے علاوہ سفیر عراق پیر عبد القادر بھی موجود تھے۔

آپ نے دوران طالب علمی ۱۹۵۵ء میں ہی تدریس کا آغاز کر دیا تھا۔ علوم عربیہ سے فراغت کے بعد علامہ جمیل احمد نعیمی اسی ادارے میں مدرس مقرر ہوئے اور موقوف علیہ تک کی ساری کتابیں پڑھاتے رہے۔ اس کے علاوہ کچھ عرصہ دار العلوم مظہریہ آرام باغ کراچی اور مسلم ہائی اسکول کراچی میں بھی تدریسی فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۷۳ء میں دار العلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا کے قیام کے بعد سے علامہ نعیمی دار العلوم کے مختلف انتظامی عہدوں پر ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔ آپ کا شمار دار العلوم نعیمیہ کے بانی اراکین میں ہوتا ہے۔ آپ اس وقت دار العلوم نعیمیہ میں استاذ الحدیث اور ناظم تعلیمات کے منصب پر فائز ہیں۔ علامہ جمیل احمد نعیمی مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ کو آپ کے سسر مولانا مسعود احمد چشتی سے حزب البحر کی اجازت کے ساتھ ساتھ سلسلہ بیعت و خلافت بھی حاصل ہے۔

تعلیمی اداروں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے والی طلبہ تنظیم انجمن طلباء اسلام کے بانی ہونے کا اعزاز بھی علامہ جمیل احمد نعیمی کو حاصل ہے۔ آپ نے ۱۹۶۸ء میں کالجز اور یونی ورسٹی میں بدمذہبیت اور اشتراکیت کی روک تھام کے لئے طلباء کی عالمگیر تنظیم "انجمن طلباء اسلام" تشکیل دی۔ جس نے تعلیمی اداروں میں گمراہی اور بدعقیدگی سے طلبہ کو بچانے میں مثالی کردار ادا کیا۔ انجمن طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے لگنے والا مشہور و معروف نعرہ سیدی مرشدی...... یا نبی یا نبی...... بھی آپ ہی کا دیا ہوا ہے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی نے زیارات اور تبلیغ دین کے لئے کئی ممالک کا دورہ کیا جن میں حرمین شریفین، عراق، ایران، سری لنکا، بھارت، متحدہ عرب امارات اور برطانیہ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے پہلی بار ۱۹۶۳ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۹۸۰ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ گیارہ مرتبہ عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کی حاضری بھی نصیب ہو چکی ہے۔

علامہ نعیمی نے اپنے استاذ محترم مفتی محمد عمر نعیمی کے حکم پر ۱۹۵۶ء میں سبز مسجد صرافہ بازار میں نماز جمعہ اور عیدین کی خطابت کی ذمہ داریوں کو سنبھالا اور ۲۰۱۷ء تک مسلسل ۶۱ سال تک بڑی استقامت کے ساتھ یہ فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ نے ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۴ء تک ملک میں چلنے والی

تحریک تحفظ ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ ہو یا میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس رائیونڈ یا سنی کانفرنس ملتان۔ ان تمام کانفرنسوں کے انعقاد میں آپ کا کردار تاریخی اہمیت کا حامل رہا۔ علامہ نعیمی نے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران علامہ عبدالحامد بدایونی کے ہمراہ چونڈہ اور کشمیر کا بھی دورہ کیا۔ آپ نے ۱۹۶۵ء میں پہلی بار جشن عید میلاد النبی ﷺ کراچی میں اجتماعی سطح پر منانے کی تحریک کا آغاز کیا۔ یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ سنی مدارس کی تنظیم المدارس اہلسنت کے قیام میں بھی آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس دور میں ماہنامہ ترجمان اہلسنت کے وہ شمارے گواہ اور یادگار ہیں جو آپ کی ادارت میں نکلتے رہے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی ہمیشہ جمعیت علمائے پاکستان سے وابستہ اور مختلف انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کا شمار قائد ملت اسلامیہ کے وفادار اور مخلص ترین ساتھیوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے مصائب و آلام اور ہر مشکل مرحلے میں قائد ملت اسلامیہ کا ساتھ نبھایا۔ علامہ جمیل احمد نعیمی نے جمعیت علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے حکومت وقت کے ظلم واستبداد کے خلاف آواز حق بند کرنے کی پاداش میں مشکلات و پریشانیوں کا سامنا کیا، قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ مگر کبھی کلمہ حق کی ادائیگی سے روگردانی نہیں کی۔ آپ ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش نامنظور تحریک سے لے کر ۲۰۰۳ء میں قائد ملت اسلامیہ کے وصال تک جمعیت علمائے پاکستان کی ہر تحریک میں اپنے قائد کے شانہ بشانہ شامل رہے اور کوئی دھمکی، کوئی دھونس اور کوئی لالچ آپ کے پایہ استقامت میں لغزش نہ لا سکا۔ آپ نے جمعیت کے ٹکٹ پر ۱۹۷۰ء میں صوبائی اور ۱۹۸۸ء میں قومی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا۔

اللہ رب العزت نے آپ کو بے شمار وہبی اور کسبی خصوصیات سے نوازا ہے۔ آپ کے اخلاق کریمہ وہ نمونہ اسلاف جس کا ذکر ہمیں آج کتابوں میں ملتا ہے۔ آپ ہمیشہ محبت رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار رہتے ہیں۔ ذکر رسول ﷺ اور بزرگان دین وملت کے ذکر پر آپ کی آنکھیں نمناک ہو جاتی ہیں۔ اکابرین اہلسنت کی تاریخ سے آپ کا سینہ روشن و منقش ہے۔ ان اکابرین کے حوالے سے جتنی معلومات ہمیں آپ سے سننے کو ملتی ہیں اتنی معلومات تو شاید ان کے وارثین اور مریدین کے پاس بھی نہ ہوں۔ اسی وجہ سے علامہ تابش قصوری صاحب فرماتے ہیں کہ "جمیل ملت جمیل العلماء کا سینہ بے کینہ تاریخ کا حسین دفینہ ہے۔ ان کے قلبِ جمیل میں بیسیوں علماء و مشائخ اور تاریخی ہستیوں کے واقعات محفوظ ہیں۔ اس لحاظ سے آپ ہمارے لئے "سنی انسائیکلوپیڈیا" کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ جمیل احمد نعیمی نے تدریسی اور تقریری خدمات کے ساتھ تحریری میدان میں بھی خدمات انجام دیں۔ آپ نے نہ صرف خود تصنیف وتالیف میں عملاً حصہ لیا بلکہ بے شمار اہل قلم کی تصانیف وتالیفات کی اشاعت فرما کران کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ آپ کی تصانیف وتالیفات میں "روشن دریچے"، "مختصر تذکرہ تاج العلماء"، "بانیان سلسلہ نعیمیہ"، "عظیم دن عظیم راتیں"، "سیرت پیغمبر انقلاب"، "فلسفہ مسائل و نماز"، "پیغمبر اعظم"، "فلسفہ فضائل و جہاد"، "اسلام کا تصور قومیت"، "تبلیغی جماعت کی حقیقت"، "فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں علماء اہلسنت کا کردار" اور "تاریخ دار العلوم نعیمیہ" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ ایک عرصے تک ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" اور ماہنامہ "النعیم" کراچی کی بھی ادارت فرماتے رہے۔ آپ نے ہمیشہ قلم کاروں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ کی سرپرستی اور تعاون سے کتنے ہی نو آموز قلم کار صاحب کتاب بنے۔ گزشتہ دنوں ہماری گزارش پر محترمہ مریم علی کا بی ایس کا مقالہ "سید دیدار علی شاہ محدث الوری کی فقہی خدمات کا تحقیقی جائزہ" اور محترمہ راحت جہاں کا صدر الافاضل پر پی ایچ ڈی مقالہ "صدر الافاضل کی دینی ادبی اور سیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" ہمارے ہی تحرک پر حضرت نے افادہ عام کے لئے شائع کروایا۔ ہم نے بارہا دیکھا کہ حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی نے دامے درمے اور سخنے تعاون میں کبھی بخل کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس حوالے سے آپ کا کردار امتیازی شان کا حامل ہے۔ آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ سے ملنے آنے والوں کو آپ کبھی خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے۔ آپ ہر ملنے والے کی موسم کی مناسبت سے خاطر تواضع کرتے ہیں اور وقت رخصت انہیں کتب ورسائل اور نایاب خوشبو کے ساتھ اپنی محبت اور دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے ملنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

درحقیقت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کی ذات مبارکہ اس شجر سایہ دار کی مانند ہے جس کے سائے میں ہر مسافر سکون وراحت تلاش کرتا ہے۔ آپ عالم باعمل اور اہلسنت کے اسلاف کی پہچان ہیں۔ حسن واخلاق کا پیکر ہیں اور ہمیشہ محبت وشفقت فرمانے والے ہیں۔ اس پیرانہ سالی میں بھی آپ ہر دم متحرک وفعال رہتے ہیں۔ باقاعدگی سے دار العلوم نعیمیہ تشریف لاتے ہیں۔ انتظامی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ لاتعداد ملنے والوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔ اہل حاجت کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ طالب دعا کو دعاؤں سے نوازتے ہیں اور ہم جیسے حریصان علم کے علمی ذوق کی سرپرستی وتسکین فرماتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ۔

(مؤرخہ ۶ مئی ۲۰۲۰ء کراچی)

# صوفی باصفا علامہ جمیل احمد نعیمی

تحریر: سید احمد حسن قادری ☆

شیخ الحدیث علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے میرا تعلق چند سال پہلے قائم ہوا۔ آپ نے مجھے فون کیا اور فرمایا آپ کا تالیف کردہ کتابچہ "اتحاد بین المسلمین" مجھے ملا ہے۔ یہ بے حد مختصر ہے اور اس میں عمدہ دلائل ہیں مجھے چند نسخے تقسیم کرنے کے لئے چاہئیں۔ میں جب حاضر خدمت ہوا تو یہ دیکھ کر بے حد حیران ہوا کہ اتنا بڑا عالم اور اس قدر سادہ، ایسی عاجزی اور انکساری، فروتنی، تواضع کا مرقع نظر آئے جو آج کل علماء میں مفقود ہے۔ میں آپ کی شخصیت سے بڑا متاثر ہوا اور پھر ملاقات کا سلسلہ چل پڑا۔

میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ہمارے اپنے علماء میں اس قدر اختلاف ہے، کیا ان میں اتفاق کی کوئی صورت ہے۔ فرمایا ہر ایک اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسرے اس کی بڑائی کو تسلیم کریں جبکہ میں اپنے آپ کو کسی سے بڑا نہیں سمجھتا اس لئے مجھ سے کوئی اختلاف نہیں کرتا۔

میں نے اس چند سالہ مختصر رفاقت میں کبھی آپ کی زبان سے کسی کے حق میں کفر کا فتویٰ نہیں سنا۔ آپ اختلاف کے بجائے اتفاق پر توجہ رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے کہا کہ علامہ الیاس قادری کے خلاف ہمارے ایک بڑے عالم نے "رقص ابلیس" نامی کتاب لکھی ہے اور ان پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ اس بات کو سن کر آپ کے چہرے پر دکھ اور کرب کے آثار نمودار ہوئے۔

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا: حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے "جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا"۔ آپ کے علم میں کوئی ایسی حدیث ہے جس سے علمائے کرام کو اس بات سے استثنیٰ حاصل ہو؟ فرمایا ایک بھی حدیث ایسی نہیں بلکہ علماء پر زیادہ لازم ہے کہ وہ تکبر و غرور سے دور رہیں کہ وہ عوام الناس سے زیادہ علم والے ہیں۔

آپ ہمیشہ حق بات کی تائید کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ایک کافر سے لڑائی ہو رہی تھی جب آپؓ کو اس پر غلبہ ہوا اور قتل کرنا چاہا تو اس نے آپؓ کے رخِ پُرنور پر تھوک دیا۔ حضرت علیؓ نے کافر کو قتل کرنے کے بجائے چھوڑ دیا، کافر بڑا حیران، اس کے استفسار پر آپؓ نے فرمایا پہلے میں تجھ سے اللہ کے لئے لڑ رہا تھا اب نفس کی بات بیچ میں آ گئی۔ میں خدا

---

☆ راہِ تصوّف کے مسافر، قادری درویش۔ مصنف کراچی 0302-8580975

کا شیر ہوں نفس کا اسیر نہیں۔ میں نے عرض کیا یہ واقعہ صاف بتا رہا ہے کہ شیر خدا کا عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے تھا۔ اب اگر آج کوئی عالم یہ کہے کہ شیخین نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے جنگ کی جبکہ حضرت علیؓ نے اپنی حکومت و خلافت کے لئے جنگ کی، تو کیا وہ صحیح ہے۔ علامہ نعیمی صاحب نے کہا کہ کس نے لکھا ہے؟ میں نے بتایا علامہ غلام رسول سعیدی نے تبیان میں ایسا لکھا ہے۔ آپ نے اسی وقت تبیان منگوائی متعلقہ تحریر پڑھی اور فرمایا بالکل غلط لکھا ہے، مجھے سعیدی صاحب کی اور بھی کئی باتوں سے اختلاف ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں نے سعیدی صاحب سے بات کی تو وہ میری بات نہ مانیں گے لیکن اگر آپ انہیں طریقے سے سمجھائیں تو شاید وہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دیں۔ آپ نے کہا میں ان سے بات کروں گا۔

اللہ نے آپ کو بہترین یادداشت سے نوازا ہے۔ 50 سال پرانی بات بھی آپ کو دن اور تاریخ کے ساتھ یاد ہوتی ہے۔ 85 سال کی عمر میں ایسی یادداشت کا ہونا غالباً صوفیاء کے طریقے "کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا" پر عمل کرنے کے سبب ہے۔ آپ اپنے شاگردوں کو بھی اس بات کی تلقین کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی رحمہ اللہ کے مریدوں نے اصرار کیا کہ ہمیں وعظ و نصیحت کریں۔ شیخ نے کہا کہ میں کوئی مولوی تو ہوں نہیں۔ مریدین کے پھر اصرار پر آپ نے فرمایا "جسم کی سلامتی، کم کھانے میں ہے یعنی اگر صحت مند رہنا چاہتے ہو تو کم کھاؤ۔ روح کی سلامتی گناہوں کو ترک کرنے میں ہے، یعنی اگر روح کی صحت چاہتے ہو تو گناہوں سے دور رہو اور ایمان کی سلامتی کثرت درود و سلام میں ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ ایمان سلامت رہے تو کثرت سے درود پاک پڑھو۔

خارجیت کے اس دور میں جب کچھ "علماء" اہلبیتِ اطہار کا ذکر خیر چھوڑ کر دشمنانِ اہلبیتؓ کی تعریف و توصیف میں مشغول ہیں، میں نے علامہ نعیمی صاحب سے پوچھا کہ حضرت آپ 55 برس سے درس حدیث دے رہے ہیں، آپ کی نظر احادیث کی ساری کتب پر ہے کیا آپ کی نظر میں کوئی اسی آیت یا حدیث گزری ہے جس سے کسی بھی صحابی کو اس بات کا استثنیٰ حاصل ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی آل پر سب وستم کریں، لعن وطعن کریں، دوسروں کو اس بات پر مجبور کریں اور جو انکار کرے اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جائیں اور انہیں شہید کر دیا جائے۔ علامہ نعیمی نے فرمایا ایک بھی آیت اور حدیث ایسی نہیں۔

میں نے آپ سے ان احادیث پر گفتگو کی جو عارفین سے منقول ہیں مگر کتب احادیث میں ان کا ذکر نہیں تو آپ نے اس پر مدلل اور مفصل گفتگو فرمائی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غیبت سے بے حد

اجتناب فرماتے ہیں۔ میں نے کبھی آپ کے منہ سے کسی کی غیبت نہ سنی یہاں تک کہ اگر کوئی اور ایسی گفتگو کرتا جس میں کسی کی غیبت کا احتمال ہو تو آپ فوراً اس کو یہ کہہ کر جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ میں ذرا مصروف ہوں یا آپ کہتے ہیں کہ کیا میں نے آپ کو خوشبو لگائی؟ پھر آپ عطر کی شیشی نکال کر اپنے ہاتھ سے خوشبو لگاتے اور لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ آپ جانے کے لئے کہہ رہے ہیں جبکہ دیگر لوگ اور بعض اوقات علماء تک اس فعل قبیح سے بچنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ شیخ ابو المواھب شاذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ جامعہ ازہر گیا۔ علماء سے ملاقات ہوئی۔ ہم سب مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے۔ علماء گفتگو کر رہے تھے میں خاموش تھا۔ پھر وہ چلے گئے اور میں اکیلا رہ گیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ میرے سامنے متجلی ہوئے اور فرمایا تو نے فلاں فلاں کی غیبت کی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو غیبت کر رہے تھے اور تو سن رہا تھا، تو تو بھی اس میں برابر کا شریک ہے۔ میں سخت نادم ہوا اور عرض کیا کہ اب کیا کروں؟ فرمایا! تجھے چاہئے کہ جن کی غیبت کی، ان کی حق میں فلاں فلاں سورتیں پڑھ کر ایصال کرتا کہ یہ نیکی اس برائی کی متوارث ہو۔

میں نے علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کو عشق رسول ﷺ سے لبریز پایا۔ حضور اقدس ﷺ کے ذکر خیر پر آپ پر رقت طاری ہو جاتی کبھی۔ اگرچہ آپ نے اپنے روحانی معاملات کا اظہار کبھی نہ کیا مگر میرا گمان ہے کہ آپ ان علماء حق میں سے ہیں جنہیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضوری حاصل ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے چالیس برس درس حدیث دیا۔ حدیث کی ایسی تعظیم و تکریم کی اس کے عوض آپ کو کیا صلہ ملا؟ امام مالک نے فرمایا ان چالیس سالوں میں کوئی رات ایسی نہ گزری جس میں مجھے حضور ﷺ کی مجلس میں حضوری حاصل نہ ہوئی ہو۔

میں جب بھی آپ سے ملاقات کر کے آتا ہوں، دل میں ایک روحانی سکون اور اطمینان محسوس کرتا ہوں حقیقتاً علامہ جمیل احمد نعیمی ان لوگوں میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ ارشاد ہوا واتبع سبیل من اناب الی اور ان لوگوں کے راستے کی پیروی کرو جو میری طرف جھکے ہوئے ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ حضرت کا سایہ، صحت و عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ اللہ میری زندگی اور صحت بھی علامہ نعیمی صاحب کو عطا فرما دے، ہم تمام کو آپ کی پیروی کی توفیق دے۔ آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

( 08-5-2020 )

# جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی کی شخصیت، ایک تاثر

تحریر: ابوسعید سردار محمد اکرم بٹر☆

کسی بھی شخصیت کے علم و فضل کا اظہار اگر اس کی تحریر و تقریر سے ہوتا ہے تو اس کے اخلاقی محاسن کا اندازہ اس کی نشست و برخاست سے لگایا جاسکتا ہے۔

دور حاضر میں جبکہ اہل علم میں بالخصوص اور عوام الناس میں بالعموم عمل و اخلاص، حلم و لطافت، مروت و رواداری، سادگی و قناعت جیسی خوبیاں خال خال نظر آتی ہوں تو ایسے میں اگر فرد فرید مل جائے جو قول و فعل میں مطابقت رکھتا ہو جو سادگی و اخلاص کا پیکر ہو، جو جد وجہد مسلسل کا خوگر ہو، جس کی گفتگو میں لطافت ہو، جس کی تحریر میں سلاست ہو، جس کے ساتھ گذرنے والے چند لمحے یا ایک ہی نشست عمر بھر فکر و عمل میں تازگی اور جلا بخشتی رہے تو ایسی شخصیت کو جمیل العلماء، صوفی باصفا، مرد درویش اور زینت مسند تدریس، جانشین بوحنیفہ و رضا حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی چشتی صابری ضیائی کہتے ہیں۔

برادر مکرم، ملک التحریر جناب ملک محبوب الرسول قادری ایک متحرک قلم کار اور دینی صحافت کے معتبر حوالہ کی حیثیت سے علمی و ادبی حلقوں میں اپنا تعارف رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مجلہ انوار رضا کو "شخصیت شناسی" کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

سہ ماہی انوار رضا ایک روایت شکن، تاریخ ساز اور دینی و روحانی علوم کی ترویج و اشاعت کرنے والا پرچہ ہے۔ قبل ازیں تین درجن سے زائد مخصوص اشاعتیں قارئین کے مشامِ جاں کو معطر کر چکی ہیں جو کہ دور حاضر کے جرائد و رسائل میں شاندار صفات اور منفرد روایات کا مظہر ہیں۔

اس بار "انوار رضا" کی خاص اشاعت کے لئے بانی انجمن طلباء اسلام، قائد اہلسنت امام الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کے دیرینہ رفیق، صائب الرائے سیاسی شخصیت زینت مسند تدریس حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی چشتی صابری کی روحانی شخصیت کا انتخاب کیا گیا ہے۔

میرے جیسے نو آموز لکھاری کا آپ کی شخصیت پر خامہ فرسائی کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ بہر حال ملک صاحب کے حکم کی تعمیل میں چند سطور میں اپنی تاثراتی تحریر کو سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی سے اکثر قلمی رابطہ رہتا ہے۔ آپ کی خورد نوازی کا یہ حال ہے کہ متعدد بار آپ فون پر رابطہ کر کے میرے تحریری کاموں بارے دریافت کرتے ہیں، راہنمائی فرماتے ہیں اور مخصوص انداز میں "شاباش" سے بھی نوازتے ہیں کیونکہ تحریری و تحقیقی کام کرنے والے ارباب قلم و قرطاس کی حوصلہ افزائی کرنا آپ کا مشن ہے۔

---

☆ [illegible]

آپ نو آموز قلمکاروں کی دامے، درمے، سخنے ہر ممکن انداز میں سر پرستی کرتے ہیں۔ یہ وصف دور حاضر میں شاید ہی کسی دوسری شخصیت میں پایا جاتا ہو۔ راقم الحروف کو بھی اس سلسلہ میں تجربہ ہو چکا ہے۔

آج جب کہ وقت کی قلت کا بہانہ بنا کر رابطوں کو محدود کر لیا جاتا ہے آپ تقریباً ہر خط کا جواب دیتے ہیں۔ ٹیلی فونک روابط کا تسلسل ٹوٹنے نہیں دیتے اور ڈاک کا حساب رکھنا تو گویا آپ نے اپنے فرائض میں شامل کر رکھا ہے۔ جب بھی آپ تک کوئی ڈاک پہنچتی ہے فوراً بھیجنے والے کو فون کر کے اطلاع دیتے ہیں اور مشمولات کی جزئیات بھی بتاتے ہیں۔ یہ وہ خوبیاں ہیں جو آج ناپید ہو چکی ہیں۔

شاید علامہ اقبال نے ایسی شخصیات کے بارے ہی میں کہا کہ ۔

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستی شوق
نہ مال و دولتِ قارون نہ فکرِ افلاطون

مبارکباد کے مستحق ہیں برادرم ملک محبوب الرسول قادری کہ وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ کر رواہوار قلم کو سرپٹ دوڑائے جارہے ہیں کیونکہ تقاضاوقت ہے کہ تاریخ کے دھارے کا رخ موڑنے والوں کی سیرت سے نوجوان نسل کو روشناس کرایا جائے جو بے راہ روی اور بد مستی کے حالیہ طوفانوں کے سامنے "روایات اسلاف" پر قائم رہ کر چٹانوں کی طرح ثابت رہے۔

حضرت جمیل احمد نعیمی کی شخصیت بھی ایسے ہی طوفانوں میں انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے اپنے قائد کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہے۔ آپ نے زمانہ کے ہر چیلنج کا مقابلہ کیا، ابلیس کا پھینکا ہوا کوئی بھی پھندا انہیں شکار نہ کر سکا۔ "فراعنہ عصر" میں سے کسی کا دبدبہ مرعوب نہ کر سکا۔ حالانکہ یہ وہ دور تھا جب "بونے بونے" مولوی اور سیاسی کارکن "زروجواہر کی بہتی گنگا میں اشنان" ڈبکیاں لگا رہے تھے۔

آپ کل بھی قلندرانہ زندگی گزار رہے تھے اور آج بھی آپ کے سامنے علم وفن، قلم وقرطاس اور انقلابِ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے جدوجہد کا شاندار Road Map ہے۔

جرأت و استقامت، راست گوئی، بے باکی، خودداری اور صبر و رضا کا پیکر بن کر زندگی گزارنا کس قدر مشکل ہے اس کا اندازہ صرف وہی لگا سکتے ہیں جو زمانے کی چکا چوند روشنیوں اور معاشرے میں ہر طرف بکھرے برائیوں کے کانٹوں سے اپنا دامن بچا کر منزل کی طرف گامزن ہوں۔

سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لئے

حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی کی شخصیت ایک گھنے سایہ دار درخت کی مانند ہے جو متلاشیانِ علم و حکمت کو راحت بخش "چھاؤں" سے نوازتا ہے۔ اللہ رب العزت اس "شجر سایہ دار" کو تا دیر سلامت رکھے اور مسلک اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت اور اتحاد کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔ کیونکہ اس وقت تنظیمی و جماعتی لحاظ سے اہلسنت کی حالت پر یہ شعر صادق آتا ہے کہ ۔

تازہ ہوا کے شوق میں اے ساکنان شہر
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار گر پڑے

(۱۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ/۶ مئی ۲۰۲۰ء۔ بدھوار)

# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی

تحریر: ڈاکٹر محمد یونس قادری، کراچی ☆

استاذ العلماء جمیل احمد نعیمی ابن قادر بخش ایک عظیم الشان تاریخ، ایک محب الوطن اہل سنت کے اسلاف کی پہچان، شمع رسالت کے پروانے، عالم باعمل، حسن اخلاق کے عظیم پیکر، انسانیت کی تعمیر اور مربی طلباء پر شفقت کرنے والے عظیم مشفق اور قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی کی نشانی کا نام ہے۔ آپ کی ولادت انبالہ (انڈیا) میں فروری 1936ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر میں پائی۔ 1952ء۔ 1960ء تک درس نظامی کی تعلیم مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی سے حاصل کی۔ اکتوبر 1947ء میں دہلی سے لاہور ہجرت فرمائی۔ 1949ء میں کراچی تشریف لائے۔ دار العلوم نعیمیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ آپ قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی سے بیعت ہیں تبلیغ اسلام آپ کا شیوہ اور حق گوئی منصب ہے۔ 1956ء سے تاحال سبز مسجد صرافہ بازار میں خطیب وامامت فرمارہے ہیں۔

1961ء میں تین ماہ کے دورۂ دیو دمن اور گوا کے تبلیغی دورے میں کئی غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔ 1962ء میں انجمن محبان اسلام تشکیل دی۔ 1963ء میں علماء اہل سنت کے ہمراہ پاکستان میں تیار کردہ غلاف کعبہ لے کر سعودی عرب گئے اسی سال مولانا شاہ احمد نورانی کا عقد مسنونہ ہوا اور آپ نے شادی کے گواہ کی حیثیت سے اپنے دستخط ثبت فرمائے۔

اکتوبر 1965ء میں جب پاکستان اور انڈیا کی جنگ ہوئی تو حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی نے حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی کی قیادت میں چونڈا اور کشمیر سمیت کئی شہروں کا دورہ کیا اور اس وقت دس ہزار روپے نقد اور کثیر تعداد میں خورد ونوش کا سامان جس کی مالیت تقریباً 3 لاکھ روپے تھی آپ نے صدر آزاد کشمیر کی خدمت میں مظفر آباد میں پیش کیا۔ جو سامان آپ ساتھ لے کر گئے تھے مظفر آباد کی سلطانی مسجد میں اس سامان کو اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیا، آپ کے اس قافلے کے ہم سفر علامہ مفتی غلام قادری کشمیری بھی تھے۔ اسی دوران کشمیر کے فلک بوس پہاڑوں کا پیادہ سفر کر کے آپ اپنے وعظ اور تبلیغ کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں جذبۂ جہاد پیدا کرتے رہے۔

1966ء میں جماعت اہل سنت کی تشکیل کی گئی تو آپ کو سیکرٹری نشر واشاعت منتخب کیا گیا۔

---

☆ مصنف، محقق واسکالر 0346-2395535

1968ء میں انجمن طلباء اسلام کی بنیاد رکھ کر حاجی حنیف طیب کو پہلا صدر مقرر کیا۔ 15/14 جون 1970ء میں آپ کی سربراہی میں ایک قافلہ بذریعہ ٹرین ٹوبہ ٹیک سنگھ میں منعقد سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ 1973ء میں آپ کو حق گوئی کی پاداش میں بھٹو حکومت نے پابندِ سلاسل کیا لیکن آپ کے پائے استقامت میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے شانہ بشانہ ان کی وفات تک ساتھ رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے آپ کو 1997ء میں ورلڈ اسلامک مشن کا ٹرسٹی مقرر فرمایا آپ نے عرب امارات، سری لنکا، انگلینڈ، ایران، آزاد کشمیر بغداد میں کئی اجتماعات کے بغرض تبلیغ خطاب کیا اور ساتھ ہی کئی مقامات مقدسہ کی زیارت کی اور مطالعاتی دورے فرمائے۔

حضرت الحاج سید محمد شرف الدین سے آپ کو والہانہ عقیدت تھی جو اس کتاب میں موجود آپ کے تحریر کردہ تعارف سے ظاہر ہے اور حضرت مخدوم بھی آپ سے ویسی ہی چاہت فرماتے تھے۔ کتاب ہذا میں 28 برس قبل اس کرنسی کی تصویر شامل کی گئی ہے جو از راہِ شفقت حضرت مخدوم نے آپ کو عطا فرمائے تھے۔ (ماخوذ۔ فقیر شرف۔ صفحہ 112-113)

☆☆☆☆☆

# مختصر تذکرۂ جمیل العلماء

تحریر: مولانا محمد ناصر خان چشتی نعیمی ☆

علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب نے اپنے اساتذہ اور بزرگوں کو خراجِ عقیدت پیش کرنے اور نئی نسل تک ان کی عظیم علمی و دینی خدمات پہنچانے کی جو کاوش و سعی کی ہے، وہ بلاشبہ قابل تحسین اور قابل تقلید کاوش ہے۔ اسی خوبصورت جذبہ کی پیروی کرتے ہوئے راقم اپنے استاذِ گرامی حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی دامت فیوضاتہم القدسیہ کا مختصر تعارف آپ کی کتاب "روشن دریچے" اور "حیاتِ جمیل مع افکارِ جمیل" سے پیش کر رہا ہے۔

استاذی و استاذ العلماء سفیر عشق رسول ﷺ حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہم العالی کی ولادت 12 فروری 1936ء/1355ھ کو انبالہ (مشرقی پنجاب، ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی قادر بخش ہے۔ آپ اپنے دادا استاذ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ سے نسبت تلمذ کی وجہ سے "نعیمی"، قطب مدینہ، سابق امام وخطیب و شیخ الحدیث مسجد نبوی ﷺ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رضوی علیہ الرحمۃ سے نسبتِ ارادت رکھنے کی وجہ سے "ضیائی" اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ارادت رکھنے کی نسبت سے "چشتی صابری" کہلاتے ہیں۔

علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کے بزرگوں کا آبائی علاقہ سہارن پور ہے اور سہارن پور سے آپ کے بزرگوں نے مشرقی پنجاب کے شہر انبالہ کا رخ کیا اور بعد ازاں تقسیم ہند کے بعد استاذ صاحب ہجرت کر کے اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ہمراہ لاہور آ گئے اور یہاں شاہ عالم گیٹ کے علاقے میں تین سال تک قیام پذیر ہوئے۔ بعد ازاں 1950ء میں آپ اپنے خاندان کے ساتھ لاہور سے کراچی منتقل ہو گئے اور تا حال یہیں مقیم ہیں۔

آپ نے چار سال کی عمر میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور ناظرۂ قرآن پانی پت کے مشہور قاری حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل سے پڑھا۔ آپ نے دنیاوی تعلیم مڈل تک حاصل کی اور پھر نامساعد حالات کی وجہ سے دنیاوی تعلیم کا مزید سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔

---

☆ فاضل: دار العلوم نعیمیہ کراچی

علامہ جمیل نعیمی صاحب نے ابتدائی دینی تعلیم حضرت علامہ مولانا محمد وارث چشتی، حضرت مولانا مسعود احمد چشتی، مولانا قاضی محمد زین العابدین نقشبندی اور حضرت مولانا محمد ارشاد علیہم الرحمۃ ایسے مایہ ناز اساتذۂ کرام سے حاصل کی۔ 1952ء کے اوائل میں آپ نے دار العلوم مخزن عربیہ بحر العلوم میں اپنے استاذ اور سسر مولانا مسعود احمد چشتی صابری علیہ الرحمہ سے صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور دیگر ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر 1952ء سے لے کر 1960ء تک آپ نے تاج العلماء مولانا مفتی عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے دورۂ حدیث کر کے تعلیمی مدارج مکمل کیے۔

جون 1960ء میں آپ کو جامع مسجد آرام باغ کراچی میں سند فراغت اور دستارِ فضیلت عطا کی گئی۔ آپ کی دستارِ فضیلت کی مجلس میں عالم اسلام کی ممتاز شخصیات غزالی زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی، حضرت مولانا سید عبدالسلام باندوی، پیر فاروق رحمانی علیہم الرحمۃ ایسے نابغہ روزگار ہستیوں کے علاوہ حضرت کے استاذ محترم تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اور اس وقت کے سفیرِ عراق پیر عبدالقادر نے بھی خصوصی شرکت کی۔

علوم اسلامیہ عربیہ سے فراغت کے بعد علامہ نعیمی صاحب اسی ادارے میں مدرس مقرر ہوئے اور موقوف علیہ تک کی کتابیں پڑھاتے رہے۔ اس کے علاوہ آپ نے دار العلوم مظہریہ آرام باغ کراچی اور کچھ عرصہ کراچی کے مسلم ہائی اسکول میں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی کے علم وفضل کی شہرت شرق وغرب تک پھیلی ہوئی ہے، ہزاروں تشنگان علم وفیض آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم کی پیاس بجھاتے رہے ہیں۔ 1960ء سے لے کر 1966ء تک جو طلبہ دورۂ حدیث شریف حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی سے پڑھتے تھے، وہ موقوف علیہ میں علامہ جمیل احمد نعیمی سے پڑھتے تھے۔

علامہ نعیمی صاحب امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے نامور خلیفہ قطب مدینہ حضرت ضیاء الدین مدنی کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ آپ کو آپ کے استاد اور سسر محترم مولانا مسعود احمد چشتی نے بھی حزب البحر کی اجازت کے ساتھ ساتھ سلسلہ بیعت و خلافت کی بھی اجازت عطا فرمائی۔

آپ کی شخصیت فکر وانقلاب کا حسین امتزاج ہے۔ آپ کا شمار دار العلوم نعیمیہ کے بانی ارکان میں ہوتا ہے۔ اس وقت آپ دار العلوم نعیمیہ کراچی کے ٹرسٹی ہونے کے ساتھ ساتھ استاذ الحدیث

رتق بخشی اور راقم الحروف کو بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ راقم نے آپ سے سنن ابی داؤد اور مشکوٰۃ المصابیح پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

اسی طرح آپ کو طلبہ کے قلوب میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے شمع فروزاں کرنے اور غلبہ اسلام کے لئے سرگرم عمل کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر سنی طلبہ کی واحد نمائندہ طلبہ تنظیم ''انجمن طلبہ اسلام'' کے بانی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

1968ء میں کالجز اور یونیورسٹیز میں دیو بندیت اور مودودیت کی پرچار کی روک تھام کے لئے آپ نے طلبائے اہلسنت کی ایک عالمگیر تنظیم بہ نام ''انجمن طلبائے اسلام'' تشکیل دی، جس نے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ کو گمراہی اور بدعقیدگی سے بچانے کے لئے مثالی کردار کا مظاہرہ کیا۔ یہ وہ دور تھا جب کراچی کی یونیورسٹیوں کے در و دیوار سے ''سیدی مرشدی...... مودودی مودودی'' کی آوازیں آتی تھی اس لغو نعرے کا توڑ اگر کسی مرد درویش نے کیا، تو وہ علامہ جمیل احمد نعیمی کی ذات ستودہ صفات تھی کہ آپ نے قوم کو ''سیدی مرشدی...... یا نبی یا نبی'' کا ایمان افروز نعرہ دیا۔

آپ نے حج وعمرہ، زیارات اور تبلیغ دین کے لئے کئی ممالک کا دورہ کیا جن میں حرمین شریفین، عراق، ایران، سری لنکا، بھارت اور متحدہ عرب امارت اور برطانیہ شام ہیں۔

علامہ نعیمی صاحب کو 1963ء میں پہلی مرتبہ اور 1980ء میں دوسری مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب کہ گیارہ مرتبہ عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوچکی ہے۔

علامہ نعیمی صاحب اپنے استاذ محترم محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر 1956ء سے تا حال (2017ء تک) مسجد صرافہ بازار کراچی میں نماز جمعہ اور عیدین میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور الاستقامۃ فوق الکرامۃ (استقامت کا درجہ، کرامت سے بڑھ کر ہے) کے مصداق پچھلے 61 سال سے ایک ہی مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دے کر استقامت اور کرامت کی اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔

علامہ نعیمی صاحب محبتِ رسول ﷺ کے جذبے سے ہمیشہ سرشار رہتے ہیں۔ دوران گفتگو جب بھی سرکار دو عالم ﷺ کا نام نامی آتا ہے، حضرت کی آنکھیں نمناک اور آواز گلوگیر ہو جاتی ہے اور علمائے اہلسنت جو اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں، ان سے قلبی عقیدت کا اظہار بھی آپ کی گفتگو سے

اہلسنت کی تاریخ لمحہ بہ لمحہ آپ کے سینے میں منقش ہے۔ اکابرین اہلسنت کی زندگی سے متعلق جتنی معلومات علامہ نعیمی کے پاس ہیں، اتنی معلومات تو ان علماء اور مشائخ کے وارثین، خلفاء، مریدین اور معتقدین کے پاس بھی نہیں ہوں گی بلکہ تابش اہلسنت علامہ محمد منشا تابش قصوری صاحب مدظلہ العالی کے بقول: "جمیل ملت جمیل العلماء والمشائخ کا سینہ بے کینہ تواریخ کا حسین دفینہ ہے۔ ان کے قلبِ جمیل میں بیسیوں علماء ومشائخ اور تاریخی ہستیوں کے واقعات محفوظ ہیں۔ آپ ہمارے لئے "سنی انسائیکلو پیڈیا" کی حیثیت رکھتے ہیں"

(حیات جمیل مع افکار جمیل: جلد 2 صفحہ 12)

آپ نے 1953ء سے 1974ء تک چلنے والی تحریک تحفظ ختم نبوت اور 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ علامہ محمد منشا تابش قصوری صاحب مزید لکھتے ہیں:

"ماہنامہ ترجمان اہلسنت کے وہ شمارے یادگار ہیں جو آپ کی ادارت میں نکلتے رہے۔ "انجمن طلبہ اسلام" کا قیام تو سونے پر سہاگہ ہے، جس کے باعث پورے پاکستان مع آزاد کشمیر کے اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز نعرۂ رسالت سے گونجنے لگے اور یہ سلسلہ عشق جاری وساری ہے۔ سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) ہو یا میلاد مصطفیٰ کانفرنس مصطفیٰ آباد (رائیونڈ) یا سنی کانفرنس ملتان ہو، ان تمام مقامات پر آپ کا کردار تاریخی رہا ہے...... تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے قیام میں آپ کا ہاتھ نمایاں ہے۔ تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ اور دیگر تحریکوں میں آپ کی ولولہ انگیز قیادت کا نور آج تک دکھائی دیتا ہے۔ کراچی جیسے آبادی کے لحاظ سے پاکستان کے سب سے بڑے شہر میں علماء ومشائخ کی بھیڑ میں جن شخصیات کا نام شمس وقمر کی طرح روشن ہے، ان میں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔"

(حیات جمیل مع افکار جمیل: جلد 2 صفحہ 20)

استاذ محترم علامہ نعیمی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار وہبی اور کسبی خصوصیات سے نوازا ہے۔ آپ کے اخلاق کریمہ کی بات کی جائے یا اعلیٰ صفات کی ہر لحاظ سے آپ نمونہ اسلاف ہیں۔ آپ کی خوبیوں میں سے ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ سے ملنے والا کبھی خالی ہاتھ نہیں جاتا کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کر کے جاتا ہے۔ چاہے وہ کتب ورسائل کی صورت میں انمول تحفہ ہو یا عطر کی صورت میں خوش بو

دار مہکتا ہوا ہدیہ ہو، دینی تعلیمات کی راہنمائی ہو یا دعاؤں کی صورت میں بے بہا خزانہ ہو، آپ سے مل کر جانے والا ہر یک اپنے ساتھ ضرور لے جاتا ہے۔ علامہ نعیمی صاحب شدید علالت کے باوجود آج بھی جوانوں کی طرح توانا ہیں، شوگر، بلڈ پریشر اور دیگر بیماریوں سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ ساتھ ملک وملت اور دین اسلام کے لئے آپ کی خدمات کا سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔

## تصنیفات وتالیفاتِ جمیل:

علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی نے جہاں تدریسی اور تقریری میدان میں دین اسلام کی تبلیغ کی وہاں آپ نے قلم وقرطاس کے ذریعے بھی دینی خدمات انجام دی ہیں۔ 1936ء سے شروع ہونے والا آپ کا تصنیف وتالیف کا سفر تا حال جاری ہے۔ اب تک آپ حسب ذیل کتب اور رسائل تصنیف کر چکے ہیں جو کہ کئی مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔

- ☆ روشن دریچے ☆ عظیم دین عظیم راتیں
- ☆ مختصر تذکرۂ تاج العلماء ☆ سیرت پیغمبر انقلاب ﷺ
- ☆ فلسفہ ومسائل نماز ☆ فلسفہ قربانی ومسائل عید الاضحیٰ
- ☆ پیغمبر اعظم ☆ فلسفہ وفضائل جہاد
- ☆ اسلام کا تصور قومیت ☆ سبیل امام حسین رضی اللہ عنہ کا شرعی حکم
- ☆ فاتحہ کی شرعی حیثیت ☆ افضل التوسل بہ سید الرسل ﷺ
- ☆ اساتذۂ کرام کی ذمہ داریاں ☆ فضائل شعبان المعظم
- ☆ تبلیغی جماعت کی حقیقت ☆ علماء اہلسنت کے لئے لمحہ فکریہ
- ☆ شجرۂ مبارکہ حضراتِ چشتیہ صابریہ
- ☆ برکات صلوٰۃ وسلام مع ندائے خیر الانام
- ☆ حضور سید عالم ﷺ بہ حیثیت مثالی شوہر
- ☆ رمضان المبارک کے مسائل وفضائل
- ☆ کونڈوں ونذر ونیاز کی شرعی حیثیت
- ☆ گیارہویں شریف کے فیوض وبرکات
- ☆ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں علماء اہلسنت کا کردار

☆ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ کی ولادت وشہادت کی تاریخ

☆ امریکہ و برطانیہ مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں

## علمی سرپرستی اور مالی تعاون:

آپ نے تحریری میدان میں نہ صرف خود بے مثال خدمات انجام دیں بلکہ دوسرے قلم کاروں کی سرپرستی بھی کی۔ آپ کی سرپرستی اور تعاون سے نوآموز قلمکاروں کی کئی کتب اور رسائل منظر عام پر آچکے ہیں۔ راقم الحروف کی بھی چند کتابیں آپ کی علمی اور مالی سرپرستی کی بدولت منظر عام پر آچکی ہیں جن میں سیرتِ پیغمبر انقلاب ﷺ علامہ سعیدی کی حیات و خدمات، خزینہ رحمت (کتاب الدعاوالاذکار) اور شب براءت: فضائل واعمال شامل ہیں۔

استاذِ محترم علامہ نعیمی صاحب کی ایک اور بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ تحریری اور تحقیقی کام کرنے والے مصنفین اور مؤلفین کی بہت حوصلہ افزائی فرماتے ہیں خصوصاً نئے قلمکاروں کی اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے آپ ان کے دامے، درمے، سخنے ہر ممکن سرپرستی بھی فرماتے ہیں۔ راقم کا یہ خیال ہے کہ اہلسنت و جماعت میں علامہ نعیمی صاحب وہ واحد عالم دین ہوں گے جنہوں نے سب سے زیادہ کتابوں اور رسالوں پر تاثرات، تقاریظ اور پیش لفظ لکھے ہوں گے۔ اس حوالے سے بھی آپ کی ذات امتیازی شان اور خصوصیت کی حامل ہے۔

## اہلسنت کے قائدین، علماء کرام اور مشائخ عظام کے نام ایک اہم پیغام:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت کو پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اہلِ سنت ببرِ قوالی و عرس     دیوبندی ببرِ تصنیفات و درس
خرچِ سنی بر قبور و خانقاہ     خرچِ نجدی بر علوم و درس گاہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر افسوس اور حسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہلسنت کے علماء، مشائخ اور عوام قوالیاں اور اعراس منعقد کرنے پر اپنا مال ومتاع خرچ کرتے ہیں جبکہ دیوبندی اپنا مال کتابیں لکھنے اور درس و تدریس کا انعقاد کرنے میں خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح سنیوں کا مال مزارات اور خانقاہوں کے بنانے اور ان کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوتا ہے جبکہ نجدیوں اور وہابیوں کا خرچ علوم وفنون کے فروغ دینے اور درس گاہیں (یعنی مساجد، مکاتب اور مدارس) قائم کرنے پر خرچ ہوتا ہے۔

ان سطور کے ذریعے اہلسنت کے تمام علماء، مشائخ اور دینی وسماجی جماعتوں کے قائدین کی خدمت میں یہ التجا ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق قلم وقرطاس اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنے دین اور مسلک کے پیغام کو گھر گھر پہنچائیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی دینی علوم اور اسلامی تربیت سے آراستہ کریں اور بجائے اس کے کہ جو جسمانی اور علمی صلاحیتیں، توانائیاں اور پیسہ ہم محافل میلاد، محافل نعت وسماع، گیارہویں شریف اور محافل اعراس کے لنگر اور روشنیوں میں خرچ کرتے ہیں، اس رقم کا کچھ حصہ ہم تحریری اور تبلیغی کاموں میں صرف کریں۔ محافل میلاد، نعت وسماع اور گیارہویں شریف میں لنگر کے ساتھ ساتھ کتابیں اور رسائل بھی شائع کر کے تقسیم کریں تا کہ قوم کو دینی معلومات بھی حاصل ہوں اور ان کی دینی واخلاقی تربیت کا اہتمام بھی ہو سکے۔ اپنی قوم کو مفت کھانا نہیں مفت کتاب دیجئے، یہ ایک بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ آیئے! اپنی قوم کی تعمیر نو میں اپنا کردار ادا کیجئے اور قوم میں کتاب، علم اور مطالعہ کو فروغ دیجئے۔

مشائخ کرام اور سجادہ نشینوں سے بھی التجا ہے کہ خدارا! اپنی خانقاہوں کو دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے استعمال کریں اور مزاراتِ اولیاء پر ہونے والی خرافات اور غیر شرعی حرکات کا فوری سدباب کریں۔ اعراس کے موقع پر خانقاہوں پر دینی وعلمی محافل کا انعقاد کریں اور آنے والے زائرین اور عقیدت مندوں کی شرعی راہنمائی اور اخلاقی تربیت کا اہتمام کریں۔ ہم اپنے مستند علماء کرام کی تحریروں کو گھر گھر پہنچائیں اور علماء کی سرپرستی میں گھر گھر درس قرآن اور درس حدیث کا اہتمام کریں تا کہ عقائد اور اعمال میں درستی ہو اور دین کا پیغام عام ہو۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل اس کتاب "بانیانِ سلسلہ نعیمیہ" کو مقبول عام بنائے اور سلسلہ نعیمیہ سے وابستہ تمام احباب کو اپنے بزرگوں کے فیض کو عام کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے، ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے، خطاؤں سے درگزر فرمائے اور آئندہ زندگی میں نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

(۶ رجب المرجب ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۸ اپریل ۲۰۱۷ء...... ماخوذ...... از...... بانیانِ سلسلہ نعیمیہ)

☆

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی انوارِ رضا

# 6

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

## حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی اور جامعہ نعیمیہ کراچی

## (فیضان نظر اور مکتب کی کرامت بھی)

### حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی اور اہل سنت کی عظیم

### دینی درس گاہ دار العلوم نعیمیہ کراچی

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ تعلیم و تعلم، نظم و نسق، درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور ابلاغ و اشاعت کے حوالہ سے نفیس مزاج کے حامل ہیں اور ان تمام شعبوں پر ان کی گرفت بہت مضبوط ہے انہوں نے اپنے تلمیذ رشید مبلغ یورپ حضرت علامہ مولانا محمد نصیر اللہ نقش بندی کو لکھنے پڑھنے کا سلیقہ سکھایا ساتھ ہی ان کی راہنمائی فرمائی، حوصلہ افزائی کرتے رہے اور ان سے بہت سارے علمی مقالات کی ترتیب و تدوین کا کام لیا۔ زیر نظر باب انہی مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی کے موئے قلم کا شاہکار ہے جو "مقالات ابن عزیز" سے انتخاب ہے۔ تاہم چونکہ یہ مقالہ (2004ء) برسوں پہلے لکھا گیا اس لئے اس کو اُسی تناظر میں پڑھا جائے۔ یہ مقالہ دار العلوم نعیمیہ کراچی اور اس کے بانیان کے تعارف کے حوالہ سے اہم دستاویز ہے۔ (محبوب قادری)

## دار العلوم نعیمیہ کراچی اور اس کے علمی میناروں کا ذکر خیر

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

# مادرِ علمی: دار العلوم نعیمیہ کراچی

مادر علمی دار العلوم نعیمیہ بلاک 15 فیڈرل بی ایریا، کراچی حضرت صدر الافاضل علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کے نام سے منسوب اسم با مسمیٰ اہلسنت و جماعت کی مرکزی دینی درسگاہ تقریباً دس ہزار مربع گز پر مشتمل ہے اور مزید تعمیر و تکمیل کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ دار العلوم نعیمیہ کا قیام 1972ء میں عمل میں آیا۔ دار العلوم نعیمیہ کی موجودہ عمارت کا سنگ بنیاد مورخہ 30 نومبر 1975ء/25 ذوالقعدہ 1395ھ کو غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا، اس تقریب سعید میں دار العلوم نعیمیہ کے بانیان مفتیٔ اہلسنت حضرت علامہ مفتی جسٹس ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ، فقیہ ملت پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ، حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ، اور حضرت علامہ استاذ العلماء مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی کے علاوہ جن مقتدر شخصیات نے اس سنگ بنیاد میں شرکت کی ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں: حضرت علامہ مولانا سراج احمد نعیمی، حضرت علامہ مولانا محمد اقبال حسین نعیمی، مولانا حافظ ازہر نعیمی، سفیرِ عراق پیر طریقت پیر سید عبدالقادر صاحب، حضرت قبلہ پیر طریقت رہبرِ شریعت پیر فاروق رحمانی صاحب رحمہ اللہ، حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی رحمہ اللہ کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں علماء و مشائخ اور عوام اہلسنت نے شرکت کی۔ اس ادارے نے مناسب اور متوازن رفتار سے ترقی کی منازل طے کی ہیں اور الحمدللہ آج یہ ادارہ اپنی قومی و بین الاقوامی دینی خدمات کی وجہ سے منفرد و ممتاز ہے۔ یہ ادارہ پاکستان کے چند ممتاز اور مایۂ ناز دینی جامعات میں سے ایک ہے۔ اس ادارے کے فارغ التحصیل علماء، قراء اور حفاظ اندرونِ ملک اور بیرون ملک (جنوبی امریکہ، کینیا، سری نام، ہالینڈ، ماریشس، ساؤتھ افریقہ، فجی، آئی لینڈ، کینیڈا، برطانیہ اور امریکہ) میں قابل قدر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اور دینِ اسلام کی دعوت وارشاد کے نبوی مشن کے امین ہیں۔

## نظام تعلیم و تربیت:

دار العلوم نعیمیہ کا تعلیمی و تربیتی نصاب مجموعی طور پر سولہ برس پر محیط ہے جس میں ناظرہ قرآن مجید، حفظ قرآن کریم، تجوید و قرأت، ثانوی سطح تک اسکول کی تعلیم، آئی ٹی کورسز (ایم ایس ورڈ، ایم ایس ایکسل، ان پیج، کورل ڈرا، انٹرنیٹ اور اردو، انگلش کمپوزنگ) وغیرہ، درس نظامی از درجۂ

اعدادیہ تا درجۂ حدیث، ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی، شہادۃ العامہ تا شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (ایم اے عربک/اسلامیات) تک تمام درجات شامل ہیں۔

دارالعلوم نعیمیہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کا اساسی رکن اور اس سے ملحق ادارہ ہے۔ تنظیم المدارس پاکستان کا منظورشدہ نصاب، جو دینی وعصری علوم کا جامع وحسین امتزاج ہے، ہمارے ادارے میں نافذ العمل ہے اور اس کی اعلیٰ سطحی ڈگری حکومت پاکستان سے ایم۔ اے عربی و اسلامیات کے مساوی منظورشدہ ہے۔ الحمدللہ اس وقت تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے صدر بھی دارالعلوم نعیمیہ کے مہتمم فقیہ ملت حضرت علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ ہیں۔ دارالعلوم نعیمیہ میں تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور ایک ایسے دور میں جب کہ قوم کے اربوں روپے کے زرِ کثیر سے قائم ومصروف عمل اسکول، کالجز و جامعات، شدید ترین اخلاقی تنزل کے بحران اور سانحے سے دوچار ہیں اور کلاشنکوف وہیروئن کلچر کی لعنت نے تعلیمی معیار اور امتحانات و تعلیمی اسناد کی ساکھ کو کلی طور پر پامال کر کے رکھ دیا ہے، یہ دینی ادارے ہی ہیں جو اخلاق وکردار کی تباہی و بربادی کے اس وسیع سمندر میں سلامتی ایمان واخلاق کے جزیرے ہیں اور جنہیں دیکھ کر تھوڑی سی امید بندھتی ہے کہ اگر اخلاقی تباہی کے بحران سے بچایا جاسکتا ہے تو اس بحران سے بچنے کا ذریعہ اسلام کے قلعے یہ دینی مدارس ہی ہیں اور معاشرے کی اصلاح اور اس علم کی اصل شمع دین اسلام کی تعلیمات اور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ہی روشن ہیں۔

## شعبۂ افتاء:

دارالعلوم نعیمیہ میں ایک مستقل شعبہ افتاء قائم ہے، جس میں حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی اشرفی مدظلہ، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم نعیمیہ دینی استفسارات و استفتاء کے تشفی بخش جوابات دیتے ہیں اور ملک وبیرون ملک سے بکثرت مسلمان دینی رہنمائی کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی، علامہ مفتی سید ناصر علی قادری، علامہ مفتی احمد علی سعیدی اور علامہ مفتی علی عمران صدیقی مدظلہم بھی عوام الناس کو اپنی علمی فقہی وفکری رہنمائی سے مستفیض کرتے ہیں۔

## شعبۂ تصنیف وتالیف:

دارالعلوم نعیمیہ میں دینی مسائل پر تحقیق کے لئے ''مجمع البحوث الاسلامیہ'' قائم ہے، جس میں اہل علم جدید مسائل پر تحقیق کر کے قوم وملت کی رہنمائی کرتے ہیں۔ دارالعلوم کے شیخ الحدیث محدث

اعظم سعید ملت علامہ غلام رسول سعیدی کی مایہ ناز اور معرکۃ الآراء شرح صحیح مسلم الحمدللہ مکمل ہو چکی ہیں، تقریباً آٹھ ہزار صفحات پر مشتمل اس تحقیقی انسائیکلو پیڈیا کی مکمل سات جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ ماشاء اللہ اس کی جلدوں کے دس سے زائد ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ اور اب وہ قرآن مجید کی تفسیر لکھ رہے ہیں جو تبیان القرآن کے نام سے چھپ رہی ہے، اس کی نو جلدیں چھپ چکی ہیں، اور ان کے پانچ سے زائد ایڈیشن بھی شائع ہو چکے ہیں، حضرت محدث اعظم سعید ملت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ کی ان دو عظیم المارکۃ الآراء تصانیف کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف مندرجہ ذیل ہیں: مقالاتِ سعیدی، توضیح البیان، ذکر بالجہر، تذکرۃ المحدثین، مقامِ ولایت و نبوت، فاضلِ بریلوی کا فقہی مقام، معاشرے کے ناسور، نظام مصطفیٰ کی شرعی حیثیت ضرورت و اہمیت اور فقیہ ملت پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ، "روزنامہ ایکسپریس" میں سوالات اور فتاویٰ کے جوابات لکھتے ہیں جو جمعہ کے ایڈیشن میں شائع ہوتے ہیں ان کا عنوان "تفہیم المسائل" ہے۔ الحمدللہ پورے پاکستان بشمول شمالی علاقہ جات عوام الناس آپ سے علمی فقہی و فکری معلومات حاصل کرتے ہیں، ان فتاویٰ کی کتابی شکل میں دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور تیسری جلد زیر طبع ہے، پہلی جلد کے تین اور دوسری جلد کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ فقیہ ملت پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ نے تفسیر سورۃ النساء بھی لکھی ہے اس کے بھی دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ ایف اے اور بی اے کے اسلامیات کے نصاب کے مطابق کتابیں بھی لکھی ہیں ان کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ دار العلوم نعیمیہ سے ایک عظیم الشان علمی، فقہی اور تحقیقی مجلّہ ماہنامہ "النعیم" بھی نکلتا ہے، جس میں ملکِ پاکستان کے مستند علمائے کرام، محدثینِ اکرام اور مفتیانِ کرام اپنے تحقیقی مقالات، فتاویٰ جات اور علمی و فکری تحریروں کو شائع کیا جاتا ہے۔

## دار العلوم کی عمارت:

دار العلوم نعیمیہ کی عظیم الشان عمارت ہنوز زیر تکمیل ہے، تاہم اس کے گراؤنڈ فلور کے چاروں ونگ اور فرسٹ فلور (پہلی منزل) کے تین ونگ مکمل ہو چکے ہیں اور دو تکمیلی مرحلے میں ہیں۔ اگر اہل خیر اس جانب توجہ فرمائیں اور بقیہ تعمیر کے لئے وسائل دستیاب ہو جائیں تو ملک و بیرون ملک سے خواہشمند طلبہ کی روز افزوں بڑھتی تعداد کے پیش نظر ہم از کم ڈیڑھ ہزار طلبہ کے لئے تدریس و اقامتی سہولتیں فراہم کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

## اقامتی طلبہ کی کفالت:

اس وقت دار العلوم نعیمیہ پانچ سو سے زائد مستحق طلبہ کو قیام، طعام، علاج اور مفت تدریسی

کتب فراہم کر رہا ہے، اور دارالعلوم نعیمیہ کی نئی زیرِ تعمیر شاندار عمارت اس بات کا اشارہ کر رہی ہے کہ ان شاء اللہ مستقبل میں یہ تعداد ایک ہزار سے زائد ہو جائے گی اس کے علاوہ تین سو مقامی طلبہ کو مفت تعلیم و تدریس، کتب کی سہولت فراہم کی جارہی ہے۔

**دارالعلوم نعیمیہ کی کمپیوٹر لیب:**

دارالعلوم نعیمیہ میں ایک کمپیوٹر لیب بھی موجود ہے، جو تقریباً بیس کمپیوٹرز پر مشتمل ہے۔ یہاں کوالیفائیڈ انسٹرکٹرز دارالعلوم کے طلباء کو آئی ٹی (IT) کی مکمل تربیت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں طلباء کو مختلف کمپیوٹر کورسز کروائے جاتے ہیں۔ جو (مائیکرو سافٹ آفس، بیسک اینڈ ہائی لیول لینگویجز، گرافکس اور تھری ڈی گرافکس، انٹرنیٹ اور بہت سے مزید کورسز) وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

**دارالعلوم نعیمیہ کی لائبریری:**

دارالعلوم نعیمیہ کی لائبریری کراچی کی چند بڑی لائبریریوں میں سے ایک ہے اس میں ہزاروں کی تعداد میں وقیع دینی کتب، بعض نادر روزگار کتب اور مخطوطے بھی ہیں، اس سے ادارے کے طلبہ و تشنگان علم فیض یاب ہوتے ہیں، علاوہ ازیں محدث اعظم سعیدِ ملت حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ کی اپنی ذاتی لائبریری بھی ہے، جس میں لاکھوں روپے کی نادر و نایاب، قدیم و جدید دینی کتب ہیں، جو حضرت نے دارالعلوم ہی کو وقف کی ہوئی ہیں۔

**اظہارِ تشکر:**

دارالعلوم نعیمیہ نے اب تک جو نیک نامی حاصل کی ہے اور جس حسنِ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور سرعت سے ترقی کے جو مراحل طے کیے ہیں اس میں ادارے کے بانیان، اراکین، کارکنان اساتذہ اور طلباء کے اخلاص، حسن عمل، مساعی جمیلہ اور جد و جہد کا جتنا دخل ہے اتنا ہی حصہ ہمارے کرم فرماؤں معاونین اور اہل خیر کا ہے جن کے گراں قدر اور مخلصانہ تعاون سے یہ ادارہ عظیم دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

دارالعلوم نعیمیہ کی عالمی سطح پر شہرت کا سبب اس وقت دارالعلوم کے ٹرسٹیز ہیں۔ جو اکثر و بیشتر دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی دورے کرتے ہیں، خصوصی طور پر ان شخصیات میں دارالعلوم نعیمیہ کے مہتمم فقیہ ملت پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ ہیں، جن کی انتھک محنتوں اور کوششوں سے دارالعلوم نعیمیہ نا صرف کراچی، بلکہ افریقہ کے صحراؤں اور یورپ کے کلیساؤں تک متعارف ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ ملکی

وغیر ملکی طلبہ اس درس گاہ میں جوق در جوق تشریف لاتے ہیں۔ فقیہ ملت پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ نے میڈیا کے ذریعے بھی دار العلوم نعیمیہ کو پوری دنیا میں متعارف کرایا اور روز بروز یہ عظیم الشان ادارہ ترقی واستحکام کی طرف رواں دواں ہے۔ پی ٹی وی، جیو ٹی وی، اے آر وائے اور دیگر پرائیویٹ چینلز کے ذریعے آپ براہ راست ناظرین کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں، اپنی تقاریر کے ذریعے اور تبلیغ کے ذریعے پوری دنیا میں میڈیا پر دین حق کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ آپ نے تقریباً پوری دنیا میں دار العلوم نعیمیہ کا تعارف کرایا، علاوہ ازیں علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ بھی ٹی وی چینلز کے ذریعے اور ریڈیو پاکستان پر اپنی تقاریر و تبلیغِ اسلام کے ذریعے بھی دار العلوم نعیمیہ کی پہچان کا سبب بنے ہیں، استاذ العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ بھی عرب امارات اور دنیا کے دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جاتے ہیں، آپ بھی اپنی گراں قدر خدمات اور تبلیغی دوروں کے ذریعے دار العلوم نعیمیہ کی عالمی شہرت کا سبب بنے۔ دار العلوم نعیمیہ کی ان عظیم شخصیات کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے، تا کہ قارئین ان تاریخی اکابرین سے متعارف ہو سکیں۔

(نوٹ): حضرت علامہ مولانا محمد عادل قادری مدظلہ، فاضل دار العلوم نعیمیہ نے علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی اور حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن مدظلہم کا انتہائی مفصل تعارف مقالے کی شکل میں مرتب کیا ہے، اس میں سے ان شخصیات کے تعارفی اکتسابات پیش خدمت ہیں۔

## (1) مفتی اہلسنت ڈاکٹر جسٹس علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ

علامہ مولانا مفتی سید شجاعت علی قادری (سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان و شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم نعیمیہ، کراچی) بیک وقت علوم دینیہ و علوم عصریہ کے متبحر عالم تھے۔ قدیم اور جدید عربی پر گہرا عبور رکھتے تھے۔ مختلف عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود تصنیف و تالیف کی طرف توجہ فرمائی اور بہت سی کتابیں تحریر فرمائیں۔ آپ کی حیات مبارکہ کا مختصر سا خاکہ درج ذیل ہے۔

### ولادت باسعادت:

مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ رحمۃ القوی جنوری 1941ء میں بدایوں (یوپی انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مفتی سید مسعود علی قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو کہ مدرسہ انوار العلوم ملتان میں منصب افتاء پر فائز تھے۔

## تعلیمی مراحل:

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ عربیہ حافظیہ سعدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں حاصل کی۔ ناظرہ قرآن کریم محترم حافظ غلام ربانی صاحب سے پڑھا ہے۔ (حافظ صاحب امام النحو علامہ غلام جیلانی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی دامت برکاتہم العالیہ کے استاد محترم کے بھائی تھے) اس کے بعد مفتی صاحب اپنے والدین کے ساتھ دس سال کی عمر میں 1951ء میں پاکستان (ملتان) تشریف لے آئے اور یہاں مدرسہ انوار العلوم میں تعلیم کا آغاز نہایت ہی ذوق وشوق اور محنت ولگن سے کیا اور اسی درسگاہ سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔

مشہور ومعروف اساتذہ کرام میں والد ماجد مفتی سید مسعود علی صاحب، رئیس المناظرین حضرت علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب حقانی (والد ماجد علامہ مفتی محمد حسن حقانی دامت برکاتہم العالیہ) اور جنیدِ وقت رازیٔ زماں محدث اعظم علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

تقریباً اٹھارہ سال کی عمر میں 1959ء میں مدرسہ انوار العلوم سے سند فراغت حاصل کی۔ اس کے علاوہ:

☆ 1971ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے ایم اے اسلامیات کیا۔

☆ 1974ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے ایم اے عربی کیا۔

☆ 1984ء میں ریاض یونیورسٹی (سعودی عرب) سے عربی لٹریچر کا کورس کیا۔

☆ 1984ء ہی میں یونیورسٹی آف کراچی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

## تدریسی خدمات:

مفتی شجاعت علی قادری صاحب نے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد کراچی کو رونق بخشی اور اہل سنت وجماعت کے مختلف مدارس میں درس وتدریس اور افتاء کا کام بڑی دقت نظری اور جانفشانی سے سرانجام دیا۔ 1969ء سے 1972ء تک دارالعلوم امجدیہ میں بحیثیت صدر مدرس اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ اس کے بعد اپنے چند مخلص دوستوں کے ساتھ مل کر 1975ء میں دارالعلوم نعیمیہ کا آغاز فرمایا۔ دارالعلوم نعیمیہ دستگیر بلاک 15 کا سنگِ بنیاد قبلہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ اور دیگر علماء ومشائخ اہلسنت نے رکھا۔ مفتی صاحب تادم آخر دارالعلوم نعیمیہ کے مہتمم، شیخ الحدیث اور مفتی رہے۔

## عہدے ومناصب:

حق تعالیٰ نے آپ کو اپنے دین کی سربلندی کے لئے چن لیا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ بہت

اونچے اونچے مناصب پر فائز رہے اور ہر جگہ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی۔ شیخ الحدیث اور افتاء کی مسند پر فائز ہونے کے علاوہ آپ 1983ء سے 1989ء تک وفاقی شرعی عدالت کے جج بھی رہے، علاوہ ازیں 1989ء سے 1993ء تک آپ نے اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دیں۔

## تصنیفات وتالیفات:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں آپ کو درس وتدریس، تحریر وتقریر، فتویٰ نویسی اور عربی کتب کے تراجم میں ملکہ عطا فرمایا وہیں قسام ازل نے موصوف کو تصنیف وتالیف کا ذوق لطیف بھی عطا فرمایا۔ آپ کی تصانیف وتراجم مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ترجمہ تفسیر مظہری (۱۵ پارے)

(۲) ترجمہ مواہب اللدنیہ

(۳) ترجمہ شرح الصدور

(۴) ترجمہ الخیرات الحسان

(۵) ترجمہ کتاب الشفاء شیخ الرئیس کے بعض حصے

(۶) انشاء العربیہ (۴ حصے)

(۷) رسالہ ختم نبوت کا اردو سے عربی میں ترجمہ

(۸) ختم نبوت پر عربی میں ایک رسالہ

(۹) اسلام میں مرتد کی سزا

(۱۰) اسلام کا معاشی نظام

(۱۱) عقائد واعمال

(۱۲) تین طلاقیں

(۱۳) سورہ بنی اسرائیل کا ترجمہ وتفسیر اور اس کے ساتھ سیرت رسولِ اکرم ﷺ

(۱۴) فقہ اہل سنت

(۱۵) عدالتِ اسلامیہ

(۱۶) من ھو احمد رضا؟

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ کی سوانح عربی میں)

(۱۷) فتاویٰ رضویہ (عربی عبارات کا ترجمہ)

(۱۸) اربعین

(۱۹) بہار شریعت کے آخری حصہ کی تالیف۔

(فقہ اہلسنت، حرفِ اولین، مدینہ پبلشنگ، کراچی)

**عادات واطوار:**

مفتی صاحب بڑی باکمال شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے ہمعصر علماء اور آپ کے خلفاء ہمہ وقت آپ کے تعریف کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ کے اخلاق کریمہ اور عادات مبارکہ کے بارے میں رئیس التحریر حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

''مفتی صاحب صحیح معنوں میں مرنجاں مرنج شخصیت تھے، وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس بننے کے بعد بھی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تشریف لاتے اور احباب کے ساتھ یوں گھل مل جاتے کہ اجنبیت اور برتری کا احساس تک نہ ہوتا، جہاں جاتے ہمہ وقت تبلیغِ دین کے لئے تیار رہتے، بلکہ بعض اوقات خود کہہ کر تبلیغ دین کے مواقع مہیا کر لیتے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ خشک مزاجی سے کوسوں دور رہتے، خود بھی خوش رہتے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والے بھی خوش رہتے۔ بات بات پر مجلس کو کشتِ زعفران بنا دیتے تھے۔''

(شرح الصدور مترجم، ص ۳۰، سبزواری پبلشرز، کراچی)

جگر گوشہ غزالی زماں مفکر اسلام پروفیسر حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ العالی مفتی شجاعت علی قادری رحمہ اللہ کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں:

''مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ کو میں بچپن سے جانتا ہوں، وہ دس سال کی عمر میں ملتان آئے اور مدرسہ انوار العلوم میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ کے والد محترم حضرت مفتی سید مسعود علی قادری رحمہ اللہ مدرسہ کے مفتی اور سینئر اساتذہ میں سے تھے۔ میری عمر اس وقت پانچ سال تھی، بچپن اور لڑکپن کی یادیں اب نسیان کی نذر کر ماضی کے دھندلکوں میں گم ہو گئی ہیں، لیکن اگر میں

یادداشت کی دھندلی دوربین لگا کر ماضی کے جھروکے میں جھانکوں تو مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ کی نوجوانی کی جو فلم میرے ذہن کے پردے پر ابھرتی ہے، وہ ایک ایسے نوجوان کی ہے، جو حسن صورت اور حسن سیرت دونوں سے متصف ہے، جو ایک طرف اپنے ساتھیوں میں ظرافت کے پھول بکھیر رہا ہے اور ان سے اپنے ذوق لطیف اور حسِ مزاج کی داد وصول کر رہا ہے تو دوسری طرف کلاس میں ایک مؤدب مگر نہایت ذہین طالب علم ہے جو نت نئے اور اچھوتے سوالات کر کے اساتذہ سے اپنی ذہانت کا لوہا منوا رہا ہے۔ اس کا مقصد استاد کو زچ کرنا نہیں بلکہ اپنے ذہن میں پڑی گرہوں کو کھولنا اور گتھیوں کو سلجھانا ہے۔ مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ زمانہ طالب علمی میں نہایت محنتی، کتابوں کے دلدادہ اور مطالعہ کے رسیا تھے۔ وہ روزانہ اپنے ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ کتاب کی تکرار ضرور کرتے تھے جو سبق کو سمجھنے اور ذہن میں بٹھانے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ وہ ایک متواضع اور منکسر المزاج طالبعلم کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے، تحصیل علم کے بعد عملی زندگی میں بڑے بڑے عہدوں پر پہنچنے کے باوجود ان کے مزاج میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ ذہانت، تواضع وانکساری اور بذلہ سنجی ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات تھیں یہی وجہ تھی کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا شخص کبھی اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا تھا۔"

مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ نے شروع سے آخر تک تمام تعلیم مدرسہ انوار العلوم ملتان میں حاصل کی۔ بلاشبہ مفتی صاحب مرحوم اپنی مادر علمی کے لئے باعث افتخار تھے۔ میرے والد گرامی غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز مفتی صاحب مرحوم سے دوران تعلیم بے حد شفقت فرماتے اور ان کی محنت، لگن اور ذہانت کی تعریف فرماتے، فارغ التحصیل ہونے کے بعد مفتی صاحب کراچی چلے گئے بعد میں جب بھی مفتی صاحب کا تذکرہ ہوتا، حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ اپنے اس شاگرد رشید کو تعریفی کلمات کے ساتھ یاد فرماتے تھے۔ (شرح الصدور مترجم، ص ۲۵، ۲۶، سبزواری پبلشرز، کراچی)

**وصال:**

مفتی شجاعت علی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۳ء میں وزارت بہبودِ آبادی کی طرف سے ایک وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے علمی و تحقیقی دورے پر تشریف لے گئے، ابھی یہ دورہ جاری تھا کہ ۴ شعبان المکرّم ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۹۳ء میں دوران سفر آپ کا وصال ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون چندروز کے بعد جکارتہ سے مرحوم کا جسد فانی پاکستان لایا گیا۔ دار العلوم نعیمیہ کراچی کے ایک گوشہ میں مرحوم کا مزار واقع ہے۔ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ ہم سے بہت جلد جدا ہو گئے، آپ کی وفات پر جتنے آنسو بہائے جائیں، کم ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی وفات ایسے وقت ہوئی جب آپ میں علم و عمل کی تمام تر صلاحیتیں اپنے شباب پر تھیں، اس مختصر عمر میں آپ جن مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے اور جو گرانقدر علمی خدمات آپ نے انجام دیں وہ اہل علم کے لئے قابل رشک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

## (2) محدثِ اعظم سعید ملت علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ التفسیر والحدیث ابوالوفاء سعید ملت علامہ غلام رسول سعیدی ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء کو دہلی انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ۶ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ سے قرآن مجید ناظرہ مکمل کیا اور ۱۰ سال کی عمر میں آپ نے پنجابی اسلامیہ ہائی اسکول (دہلی) سے پرائمری کیا۔ مزید سلسلۂ تعلیم جاری تھا کہ برصغیر کی تقسیم ہوگئی، چنانچہ آپ انڈیا سے ہجرت کر کے ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئے اور اہل خانہ کے ساتھ شہر کراچی میں اقامت پذیر ہو گئے۔ یہاں مختلف معاشی حوادث و مسائل کی وجہ سے تعلیم جاری نہ رہ سکی تو آپ نے کمپوزنگ کا کام سیکھا اور تقریباً ۸ سال تک کراچی کے مختلف پریس میں کام کرتے رہے۔ والد صاحب اور بڑے بھائی مسلکاً اہلحدیث تھے جبکہ علامہ صاحب مسلکِ حق کی طرف شروع سے ہی راغب تھے۔

ایک دن، مناظر اہلسنت علامہ محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ کی ایمان افروز تقریر سنی تو دل میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوا اور آپ تحصیل علم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہی دنوں جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان کی طرف سے داخلے کا اشتہار چھپا، آپ نے حصول علم کی خاطر نہ صرف ملازمت چھوڑ دی بلکہ کراچی چھوڑ کر جامعہ محمدیہ رحیم یار خان پہنچ گئے۔ وہاں مولانا محمد نواز اویسی صاحب سے ابتدائی کتب (کریما وغیرہ) اور ترجمہ

قرآن پڑھا۔ اس کے بعد علامہ عبدالمجید اویسی صاحب سے فارسی کی بقیہ کتب اور صرف ونحو پڑھی، پھر انہی کے ہمراہ سراج العلوم خانپور گئے اور وہاں سے جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں مولانا عبدالغفور صاحب سے کافیہ، شرح تہذیب، اصول الشاشی، نورالانوار اور مفتی محمد حسین رحمہ اللہ سے شرح جامی، قطبی، جلالین شریف اور ہدایۃ الحکمت پڑھیں۔ جبکہ تلخیص کے چند اسباق مفتی عزیز احمد بدایونی رحمہ اللہ سے پڑھے۔ ذوق علم آپ کو بندیال شریف، ضلع خوشاب کھینچ لایا۔ یہاں آکر آپ نے استاذ العلماء رئیس المناطقہ علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمہ اللہ سے کتب منقول ومعقول مشکوۃ المصابیح، جامع الترمذی، توضیح تلویح، ہدایہ اخرین، مختصر المعانی، مطول، ملاحسن، میبذی، صدرا، شمس بازغہ، زواہد ثلثہ، قاضی مبارک، حمد اللہ، خیالی اور مسلم الثبوت وغیرہا کتب پڑھیں۔ آخر میں آپ جامعہ قادریہ، فیصل آباد تشریف لے گئے جہاں آپ نے مولانا ولی النبی رحمہ اللہ سے اقلیدس اور تصریح پڑھی۔

## تدریس:

۱۹۶۶ء میں علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت حاصل کر کے اسی سال جامعہ نعیمیہ لاہور میں پڑھانا شروع کیا۔ ۴ سال تک آپ مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھاتے رہے اور ۱۹۷۰ء سے دورۂ حدیث شریف پڑھانا شرع کیا۔ ۱۹۷۸ء میں مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ کی دعوت پر آپ کراچی تشریف لائے اور ایک سال تک دارالعلوم نعیمیہ، کراچی میں حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے رہے، بعدازاں مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ کی خواہش پر دوبارہ جامعہ نعیمیہ لاہور چلے گئے۔ ۱۹۸۳ء میں آپ کو کمر کی تکلیف اور شوگر کا عارضہ لاحق ہوگیا، جس کی وجہ سے نیچے بیٹھ کر پڑھانا دشوار ہوگیا۔ سو مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ کے بیحد اصرار پر ۱۹۸۵ء میں دوبارہ کراچی تشریف لے آئے اور بحیثیت شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں رونق افروز ہوئے اور تادم تحریر یہیں اقامت پذیر ہیں۔

## تصانیف:

علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی کا نام جس طرح فن وتدریس میں نمایاں ہے اسی طرح تصنیف وتحریر میں بھی آپ کا نام روشن اور بلند مقام کا حامل ہے۔ آپ کے گلدستۂ تصانیف میں موجود پھولوں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) تفسیر تبیان القرآن

(۲) مقام ولایت ونبوت

(۳) شرح صحیح مسلم

(۴) ذکر بالجہر

(۵) توضیح البیان

(۶) تذکرۃ المحدثین

(۷) حیاتِ استاذ العلماء

(۸) مقالات سعیدی

(۹) ضیاء کنزالایمان

(۱۰) فاضل بریلوی کا فقہی مقام

(۱۱) معاشرے کے ناسور۔

**مناظرے:**

آپ مایہ ناز مدرس و مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب اور لاجواب مناظر بھی ہیں۔ آپ کے دو مناظرے بہت مشہور اور معروف ہیں۔ ایک عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر جو ۱۹۶۶ء میں ہوا، دونوں مناظرے اہلحدیث کے معتبر عالم حافظ عبدالقادر روپڑی کے ساتھ لاہور میں ہوئے اور دونوں مناظرے عصر کے بعد سے عشاء تک جاری رہے۔ دونوں میں بفضلہٖ تعالیٰ علامہ سعیدی مدظلہ کو برتری اور کامیابی حاصل ہوئی۔ ان دونوں مناظروں کی مفصل روئیداد ماہنامہ الاشرف، مئی ۱۹۹۲ء کے شمارے میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

**بیعت وارادات:**

۱۹۵۶ء میں غزالی زماں رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کے دستِ اقدس پر آپ نے بیعت وارادات کا شرف حاصل کیا۔

**رکن اسلامی نظریاتی کونسل:**

آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔ فروری ۱۹۹۷ء میں آپ رکن نامزد ہوئے اور مقررہ میعاد کے مطابق ۱۹۹۹ء تک اس کے رکن رہے اور نامور عالم دین اور محقق ہونے کی حیثیت سے مسلکِ اہلسنت کی نمائندگی فرمائی۔

**تبلیغی دورے:**

علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی کے معتقدین ومحبین کا ایک وسیع حلقہ یورپ وامریکا میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ آپ دومرتبہ برطانیہ تبلیغی دورے پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ پہلی بار ۱۹۹۰ء میں گئے اور تین ماہ تک برطانیہ کے مختلف شہروں (لندن، مانچسٹر، بریڈفورڈ، برمنگھم اور برسٹل وغیرہ) میں دینی اجتماعات سے خطاب کیا، مختلف مقامات پر لیکچرز دیئے اور مختلف مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء کو واپسی پر زیارت حرمین شریفین کی سعادت بھی حاصل کی۔

۱۹۹۳ء میں آپ دوبارہ برطانیہ تشریف لے گئے اور دو ماہ تک قیام فرمایا۔ اس دورے میں بھی مختلف دینی اجتماعات سے خطابات فرمائے۔ اہم بات یہ ہے کہ اپنے دونوں تبلیغی دوروں میں آپ نے شرح صحیح مسلم کا کام بھی جاری رکھا۔ چنانچہ پہلے دورے میں "کتاب اللباس والزینۃ" کے ۴۲ ابواب کی شرح تحریر فرمائی اور دوسرے دورے میں کتاب الطہارۃ کے ۱۱۳ ابواب کی شرح فرمائی۔

## حج اکبر کی سعادت:

شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں علامہ صاحب نے تحقیق سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو، اس سال کا حج، حج اکبر ہوتا ہے اور اس حج کا ثواب ۷۰ حج سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے جس سال حج فرمایا تھا، اس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن تھا، (شرح صحیح مسلم، ج ا/ص ۹۱۴، ج ۶/ص ۶۸۹)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کو بھی حج اکبر کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا اور ۱۹۹۴ء میں آپ حج اکبر کی سعادتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

## (3) فقیہ ملت حضرت علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن

فقیہ ملت حضرت علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تعلق علماء کے اس گروہ سے ہے جنہوں نے علم دین کے ہر شعبہ میں اپنا نام روشن کیا ہے۔ معاملہ تدریس کا ہو یا فتویٰ نویسی کا، تقریر کا ہو یا تصنیف کا ہر میدان میں آپ آگے آگے نظر آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عصری و دنیوی علوم بھی آپ کی دسترس سے باہر نہ نکل سکے۔ مفتی صاحب نے نہ صرف ان علوم کو سیکھا بلکہ ان میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔ آپ کی علمیت اور ژرف نگاہی کا اندازہ آپ کی تقاریر، فتاویٰ اور تصنیفات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ذیل کے صفحات میں آپ کا مختصر سا سوانحی خاکہ درج ہے۔

**ولادت ونسب:**

مفتی منیب الرحمٰن صاحب ۸ فروری ۱۹۴۵ء کو بمقام نمبل (مانسہرہ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام قاضی حبیب الرحمٰن اور دادا کا نام قاضی عبداللہ ہے۔ مفتی صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ جس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں وہ گذشتہ سات پشتوں سے علم وفضل میں مشہور چلا آرہا ہے۔

**سلسلۂ تعلیم:**

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں ہی حاصل کی اور گورنمنٹ ہائی اسکول اوگی سے میٹرک کیا۔ دینی علوم میں فارسی کی کتب اپنے والد ماجد اور والدہ ماجدہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد جامعہ نظامیہ لاہور میں درس نظامی کی کتب پڑھی۔ ایک سال جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں پڑھا۔ ۱۹۶۵ء میں فاضل عربی کیا۔ دورۂ حدیث ۱۹۶۶ء میں علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ رحمۃ الباری سے دارالعلوم امجدیہ (کراچی) میں کیا۔ ۱۹۶۹ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ ۱۹۷۱ء میں گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن سے بی ایڈ کیا اور ۱۹۷۳ء میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔

**اساتذۂ کرام:**

آپ کے اساتذہ میں آپ کی والدہ ماجدہ سرفہرست ہیں جنہوں نے آپ کو آداب زندگی سکھانے کے علاوہ فارسی کی کتابیں (کریما، نام حق، پندنامہ وغیرہ) پڑھائیں۔ علاوہ ازیں جن اساتذہ سے آپ نے فیض حاصل کیا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ علامہ قاضی حبیب الرحمٰن صاحب (والد ماجد)

☆ حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی (جامعہ نظامیہ لاہور)

☆ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری (شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ)

☆ جسٹس علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

**تدریس:**

آپ نے اسکول سے اپنی تدریس کا آغاز فرمایا اور ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۱ء تک مسلم سیکنڈری اسکول، عائشہ باوانی اسکول اور D.M.S اسکول میں پڑھایا۔ اس کے بعد ۱۵ فروری ۱۹۷۳ء سے علامہ

اقبال کالج (اسٹار گیٹ، ایئر پورٹ، کراچی) میں پڑھانا شروع کیا اور تا حال (بطور پروفیسر) پڑھا رہے ہیں۔ جبکہ دار العلوم نعیمیہ کراچی میں آپ ۱۹۷۳ء سے مسلسل فرائضِ تدریس انجام دے رہے ہیں۔

## خدماتِ جلیلہ:

۱۹۶۵ء سے آپ جامع مسجد اقصیٰ (فیڈرل بی ایریا، کراچی) میں بحیثیت امام وخطیب اپنے فرائضِ منصبی ادا فرما رہے ہیں۔ گذشتہ ۲۵ سالوں سے دار العلوم نعیمیہ میں دار الافتاء کی ذمہ داریاں بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جولائی ۱۹۷۱ء میں آپ نے بانی ایڈیٹر کی حیثیت سے "ترجمانِ اہلسنت" شائع کیا۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۳ء تک جماعت اہلسنت کے خازن رہے اس وقت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ اس کے ناظم اعلیٰ تھے۔ جس وقت ۱۹۶۸ء میں جماعت اہلسنت کی تشکیل ہوئی تو علمائے کرام مساجد ودیگر جگہوں پر جا جا کے جلسے کیا کرتے تھے اور اہلسنت وجماعت کے مذہبی وسیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط بنا رہے تھے۔ اسی دوران ۱۹۶۹ء میں آپ نے ٹی گراؤنڈ (آپ کی مسجد سے ملحق میدان) میں ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ منعقد کیا، جس میں حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی، مفتی شجاعت علی قادری رحمہ اللہ، مولانا سعادت علی قادری دامت برکاتہم العالیہ وغیرہ علماء نے شرکت فرمائی اور جلسہ سے خطاب فرمایا جس کے نتیجہ میں ایک بار بھرپور الیکشن مہم شروع ہوگئی اور ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں اس حلقہ سے جمعیت علمائے پاکستان کو کامیابی ملی۔

## عہدے ومناصب:

مفتی منیب الرحمٰن صاحب اللہ جل شانہ کے فضل وکرم، اپنے عمل پیہم اور جہدِ مسلسل سے ان مناصب جلیلہ تک پہنچے ہیں جہاں تک رسائی ہر مہ وکہ کے بس کی بات نہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ سے اپنے دین کی سربلندی کے لئے بہت کام لینا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کو اسی قدر ذمہ داریاں بھی سونپی گئیں۔ جن مناصب اور عہدوں پر آپ فائز ہوئے یا ہیں ان کا اجمالاً ذکر درج ذیل ہے۔

(۱) سابق ڈائریکٹر آف اسلامک اسٹڈیز (ہانگ کانگ)

(۲) مہتمم ومینجنگ ٹرسٹی، دار العلوم نعیمیہ

(۳) صدر تنظیم المدارس اہلسنت

(۴) چیئرمین، مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی

(۵) ممبر، اسلامی نظریاتی کونسل

(۶) ممبر، صوبائی زکوٰۃ کونسل

(۷) مشیر، وفاقی شرعی عدالت

(۸) رکن نفاذ شریعت ورکنگ گروپ (وفاقی وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان)

(۹) ممبر بورڈ آف سٹڈیز

(الف) فیکلٹی آف اسلامک لرننگ، کراچی یونیورسٹی

(ب) فیکلٹی آف شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی

(ج) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن، کراچی

(۱۰) اور اب۔ چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان

## بین الاقوامی تبلیغی دورے:

مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے جا بجا اسلامی وغیر اسلامی ممالک میں جا کر فریضۂ تبلیغ ادا فرمایا ہے۔ آپ کا انداز تقریر اور طریقۂ استدلال نہایت پرکیف اور پرلطف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی مقبولیت دنیا بھر میں ہے۔ بین الاقوامی اسلامی کانفرنس، سمینارز اور تبلیغ و تقریر کے لئے جن ممالک میں آپ تشریف لے گئے وہ یہ ہیں: برطانیہ، ہانگ کانگ، سنگاپور، سری لنکا، جنوبی افریقہ، ماریشس، کینیا، ایران، سعودی عرب، عراق، متحدہ عرب امارات اور امریکہ۔

## میڈیا میں آپ کا کردار:

موجودہ دور میں میڈیا کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا مختصر ترین وقت میں دنیا بھر میں معلومات پہنچانے میں میڈیا بہت مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود میڈیا کو بھی ذریعۂ تبلیغ بنایا ہے، آپ میڈیا پر چھائے ہوئے ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کو ہائی جیک کیا ہوا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ بے شمار سیاسی، سماجی اور بالخصوص مذہبی پروگراموں میں آپ کو ٹی وی پر دیکھا جا سکتا ہے۔

ہر ہفتہ "تفہیم المسائل" کے عنوان سے آپ کے فتاویٰ روزنامہ ایکسپریس کی زینت بڑھا رہے ہوتے ہیں، اس کے علاوہ پی ٹی وی، جیو ٹی وی، اے آر وائی ڈیجیٹل اور انڈس وژن میں آپ کی علم و حکمت سے بھری تقریریں نشر ہوتی رہتی ہیں، جنہیں عوام بڑی دلچسپی سے سنتی ہے اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ریڈیو پاکستان بھی دنیا بھر کے لوگوں کو آپ کے علم سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کرتا رہتا ہے۔

## تصانیف:

مفتی منیب الرحمٰن صاحب نہایت مصروف زندگی گزارتے ہیں کیونکہ ایک مسجد کے امام و خطیب ہونے کے علاوہ آپ ایک مرکزی ادارے کے مہتمم بھی ہیں، یہی نہیں بلکہ کالج کی تدریس اور دیگر عہدوں اور مناصب کی ذمہ داریاں بھی آپ کے کندھوں پر ہیں، افتاء نویسی اور درس و تدریس الگ ہیں اور اس کے علاوہ سماجی و سیاسی خدمات اور گھریلو ذمہ داریاں بھی ہیں جنہیں آپ بطریق احسن Handle کرتے ہیں۔

ایسی مصروف زندگی میں کتابوں کی تصنیف ایک ایسا معاملہ ہے جو قریب قریب ماوراء العقل نظر آتا ہے، لیکن مفتی صاحب کی حیرت انگیز شخصیت سے یہ بھی ممکن ہے۔ اب تک جو کتب آپ کے رشحات قلم کا نتیجہ ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) تفہیم المسائل (دو جلدیں)

(۲) قانون شریعت

(۳) اصول فقۂ اسلام

(مؤخر الذکر دونوں کتابیں ایل ایل بی کے نصاب میں داخل ہیں)

(۴) تحفۃ النساء

(۵) اسلامیات (بی ای، بی کام، بی ایس سی اور بی اے کی کلاسوں کے لئے)

(۶) اسلامیات (انٹرمیڈیٹ کلاسز کے لئے)

(۷) تقابل ادیان (زیر طبع)

تفہیم المسائل کی تیسری جلد پر کام ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ العزیز بہت جلد منظر عام پر آ جائے گی۔

الٰہی یہ تیرا از حد ناچیز بندہ تیری بارگاہ بے کس و پناہ میں بصد عجز و نیاز عرض کرتا ہے کہ دار العلوم نعیمیہ کو رشد و ہدایت کا مرکز بنا اور اس گلستانِ علم و حکمت میں ایسے پھول کھلا جن کی روح پرور خوشبو اور دلنواز شادابی اور نظر افروز رنگینیاں سدا بہار ہوں۔ اسے اپنے دین کے مخلص سپاہیوں کی بے مثال تربیت گاہ بنا۔ علم کے آب ذلال اور عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بادہ لالہ فام سے ان کو سیرابیاں عطا فرما۔ تاکہ تیرے یہ مخلص بندے دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر تیری توحید اور تیرے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و تسلیم کی رفعت ذکر کا علم بلند رکھیں۔

# (4) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ

نام: علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی

ولدیت: تاج العلماء علامہ مفتی محمد عمر نعیمی محدث مرادآبادی رحمہ اللہ

ولادت: 1926ء/1345ھ

مقام پیدائش: مرادآباد، انڈیا

تعلیمی قابلیت: گریجویشن، فاضل عربی، فاضل درسِ نظامی، منشی فاضل، کراچی یونیورسٹی سے ایم اے کا مساوی سرٹیفکیٹ

دستارِ فضیلت: 1946ء جامعہ نعیمیہ مرادآباد، انڈیا

آپ کی دستارِ فضیلت میں جن مقتدر شخصیات نے شرکت کی ان کے اسمائے گرامی:

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محدثِ کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مولانا سید اجمل شاہ صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ پیر سید مختار اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف کے علاوہ اس دور کی مقتدر علمی وروحانی شخصیات نے شرکت فرمائی۔

**ہجرت:**

1950ء آپ نے ہندوستان سے ہجرت کی، لاہور آئے، پھر لاہور سے کراچی اور تا حال کراچی میں ہیں۔

**عہدے اور مناصب:**

سابق چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان، سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان، اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ (عرصہ 35 سال سے زائد)۔

**حرمین شریفین میں حاضری:**

اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے سے آپ نے چار مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی اور سات مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

**بین الاقوامی تبلیغی دورے:**

انڈونیشیا، ایران، ملائشیا۔

**علمی مصروفیات:**

☆ ترجمہ شفاء

☆ ترجمہ معارج النبوت

☆ محمد ابن اسحاق کی (فارسی سے اردو میں)

☆ اصحابی مرتبہ

☆ حج اور عمرہ کے احکام (زیرِ طبع)۔

**بیعت وخلافت:**

شیخ المشائخ حضرت شاہ حسین کچھوچھوی رحمہ اللہ، حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلاسلِ اربعہ سے خلافت عطا فرمائی، حضرت پیر طریقت رہبر شریعت علامہ پیر طاہر علاؤ الدین گیلانی صاحب سے بھی آپ کو خلافت عطا ہوئی۔

**میڈیا میں کردار:**

پی ٹی وی، جیو ٹی وی، کیو ٹی وی ودیگر چینلز کے علاوہ ریڈیو پاکستان کے ذریعے آپ دین کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

اخبارات ورسائل میں مضامین لکھنے اور کتابوں کی نظرِ ثانی اور مقدمات کی تحریر۔

## (5) استاذ العلماء، جمیل العلماء حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ

(ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث دار العلوم نعیمیہ، کراچی)

یہ مضمون مولانا نصیر اللہ نقشبندی نے لکھا اور حضرت نعیمی صاحب سے تصدیق کروائی

نام: علامہ جمیل احمد نعیمی

ولدیت: قادر بخش

مقام پیدائش: انبالہ مشرقی پنجاب، انڈیا

تاریخ پیدائش: فروری 1936ء

ابتدائی تعلیم: قرآن عظیم اور مڈل تک تعلیم کا عرصہ 1942ء تا 1952ء

ہجرت: اکتوبر 1947ء دہلی سے لاہور اور 1949ء سے مستقل کراچی میں قیام پذیر ہوئے۔

بیعت: قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاؤ الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ (مدینہ شریف)

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ پاکستان کی ان گراں قدر اور تاریخی شخصیات میں شمار ہوتی ہیں جنہیں تاریخ ہمیشہ سنہری حروف میں یاد رکھے گی، اہل سنت کے لئے آپ کی گراں قدر خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ آپ انتہائی خوش اخلاق، باوقار، باعمل، صورت اور سیرت کے اعتبار سے انتہائی بلند مقام پر فائز ہیں۔ پاکستان کی بڑی بڑی تحریکات میں آپ نے حصہ لیا تنظیمی لحاظ سے اگر آپ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو آپ اکابر اہلسنت کی ایک تاریخ ہیں۔ ہم ان شاء اللہ مختصر انداز میں آپ کی خدمات پر تحریر کریں گے۔

بزرگوں کا ایک مقولہ ہے "الا ستقامة فوق الكرامة" "استقامت کرامت سے بہتر ہے، اس مقولہ کی روشنی میں اگر آپ کی زندگی کو دیکھا جائے تو آپ اس کے صحیح مصداق نظر آتے ہیں، آپ نے دینِ اسلام کے لئے جو بھی کام کیے انتہائی دل جمعی اور مستقل مزاجی سے کیے، اس کی کئی مثالیں آپ کی زندگی میں نظر آتی ہیں جن میں سے دو مثالیں اس طرح ہیں کہ الحمد للہ! آپ نے سبز مسجد صرافہ بازار میں 1956ء سے امامت اور خطابت کا آغاز کیا جو اللہ کے فضل و کرم سے ہنوز 2004ء تک قائم ہے، آپ کی امامت اور خطابت کا یہ عرصہ تقریباً 49 سال پر محیط ہے، اس دوران آپ کو بڑی بڑی مساجد، بڑے بڑے مراکز اور بڑی بڑی پیش کشیں کی گئیں، لیکن آپ نے اپنے اکابرین کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے مستقل مزاجی سے ایک ہی مرکز میں بیٹھ کر دینِ اسلام کی تبلیغ کی۔

دوسری مثال حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کی میدانِ سیاست میں حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے سچی و پکی وابستگی تھی، سیاست کی اس پر خار وادی میں بڑے بڑے شہسوار، اقتدار اور دولت کے لالچ میں بہہ گئے، کئی تو ایسے بھی نظر آئے جنہوں نے اپنے ضمیر تک بیچ دیئے اور کچھ ایسے بھی نظر آئے، جنہوں نے اقتدار کی ہوس کی خاطر اپنی جماعتیں بدلنا شروع کر دیں، لیکن علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کی استقامت کا عالم یہ ہے کہ آپ نے چالیس سال پہلے جس نورانی قائد کو اپنا قائد بنایا تھا، اسی نورانی قائد سے اخیر تک وابستگی رکھی، حتیٰ کہ حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے دنیا سے پردہ فرمانے تک، آپ ان کے مشن پر قائم رہے اور آج بھی اسی نورانی مشن پر قائم ہیں۔ آپ کا یہی نعرہ رہا کہ میرا نورانی قائد نہ کبھی جھکا ہے نہ بکا ہے اور اسی نورانی مشن پر قائم رہتے ہوئے، آپ کو جیل بھی کاٹنا پڑی۔

جون 1960ء میں جامع مسجد آرام باغ میں علماء کرام کے ایک جمِ غفیر میں حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دستارِ فضیلت و سند فراغت سے نوازا۔ علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے 1952ء سے لے کر 1960ء تک درسِ نظامی کی

مکمل تعلیم اپنے استادِ محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ حضرت تاج العلماء نے آپ کی تربیت اس طرح کی کہ الحمدللہ! آج ہم جس اجتماع میں یا جس درس میں یا جس مجلسِ وعظ میں علامہ جمیل احمد نعیمی کے ملفوظات کو سنتے ہیں تو آپ اپنی ہر تقریر میں یا اپنے ہر درس میں حضرت تاج العلماء رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ضرور کرتے ہیں اور اپنے شاگردوں کو آپ اپنے درس میں حضرت تاج العلماء کے سکھائے ہوئے طریقہ زندگی کو بتاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے اپنے استاد محترم کی دل و جان سے قدر و منزلت کرنے کی وجہ سے آپ کے شاگرد بھی آپ کو اسی طرح یاد کرتے ہیں۔ میں آج جو اپنے اساتذہ کرام کی دینی خدمات کو مرتب کر رہا ہوں یہ آپ ہی کی تربیت کا بین اور منہ بولتا ثبوت ہے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی نے 1961ء میں دیو دمن اور گوا کا تین ماہ کا تبلیغی دورہ کیا، اس دورہ میں وہاں کچھ ہندو اور عیسائی بھی مسلمان ہوئے۔

1962ء میں علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ، نے انجمن محبان اسلام تشکیل دی، جس کے پلیٹ فارم سے اہل سنت و جماعت کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں، ان تمام محبان کی سرپرستی آپ خود فرماتے تھے۔

1963ء میں جب حکومت سعودیہ نے پاکستان کو غلافِ کعبہ بنانے کے لئے کہا، جب غلافِ کعبہ پاکستان میں تیار ہوا تو پاکستان میں علماء اہلسنت کو اللہ پاک نے یہ اعزاز بخشا کہ وہ پورے پاکستان میں مسلمانان پاکستان کو تمام بڑے شہروں میں غلاف کعبہ کی زیارت کرائیں اور پھر یہ غلافِ کعبہ علماء کرام کی قیادت میں سعودیہ میں بھیجا جائے تو جن جید اور مقتدر علماء کرام کو اس کے لئے منتخب کیا گیا ان میں حضرت مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ، حضرت علامہ مفتی غلام قادر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ یہ غلاف کعبہ ٹرین پر سجا کر پورے پاکستان میں مسلمانان پاکستان کو اس کا دیدار کرایا گیا، ٹرین ہر ریلوے اسٹیشن پر رکتی، لوگ غلاف کعبہ کا دیدار کرتے، یہ مقتدر علماء کرام خطابات فرماتے، لوگوں کے قلوب میں محبت الٰہی اور محبت رسول کے چراغوں کو روشن کرتے اور نکلتے جاتے۔

1963ء ہی میں جب حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ، اپنے رفقاء کے ہمراہ غلاف کعبہ لے کر حرمین طیبین گئے اور جب آپ مدینے شریف پہنچے، تو وہاں پر حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ (جو آپ کے پیر و مرشد ہیں) نے حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کے عقد مسنونہ کا اہتمام کیا، اور حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

سے شادی کے گواہوں کے لئے جن دو عظیم شخصیات کا نام پیش کیا گیا، ان میں ایک حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ اور دوسرے علامہ مفتی غلام قادر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

1965ء میں جہاد کشمیر کے حوالہ سے یہ علامہ جمیل احمد نعیمی کا کردار تاریخ کے سنہری الفاظ میں یاد رکھا جائے گا۔ اکتوبر 1965ء میں جب پاکستان اور انڈیا کی جنگ ہوئی تو حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی نے حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں چونڈا اور کشمیر کے کثیر شہروں کا دورہ کیا اور اس وقت دس ہزار روپے نقد اور کثیر تعداد میں خورد و نوش کا سامان جس کی مالیت تقریباً 3 لاکھ روپے تھی آپ نے صدر آزاد کشمیر کی خدمت میں مظفر آباد میں پیش کیا اور جو سامان آپ کے ساتھ لے کر گئے تھے آپ نے مظفر آباد کی سلطانی مسجد میں اس سامان کو اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیا، آپ کے اس قافلے کے ہم سفر علامہ مفتی غلام قادری کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ نہ صرف سامان تقسیم کیا بلکہ کشمیر کے فلک بوس پہاڑوں کا پیادہ سفر کر کے آپ اپنے وعظ اور تبلیغ کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں جذبۂ جہاد پیدا کرتے رہے، تاریخ کشمیر میں علماء اہلسنت کا کردار آج بھی آپ کے نام سے موسوم ہے۔

1965ء میں علامہ جمیل احمد نعیمی نے پہلی مرتبہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا آغاز کیا۔ جس کے ثمرات آج تک موجود ہیں۔

1966ء میں جماعت اہلسنت کی تشکیل کی گئی، جس میں دیگر علماء کرام اور مشائخ عظام کے ساتھ علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کو سیکرٹری نشر و اشاعت منتخب کیا گیا۔

1968ء میں علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ نے انجمن طلبائے اسلام کی داغ بیل ڈالی۔

اور آج پورے پاکستان میں اور پوری دنیا میں طلباء کی یہ عظیم تنظیم انجمن طلبائے اسلام جو پھیلتی اور پھولتی نظر آ رہی ہے اس کے اصل بانی اور مربی علامہ جمیل احمد نعیمی ہی کی ذات ہے۔ خود حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی فرماتے ہیں کہ جب میں نے انجمن طلبائے اسلام کی بنیاد رکھی تو اس وقت حاجی محمد حنیف طیب صاحب ایک نوجوان اور اکیلو طالب علم تھے، میرے درسِ قرآن میں پابندی سے بیٹھا کرتے تھے تو میں نے حاجی محمد حنیف طیب کو انجمن طلباء اسلام کا پہلا صدر منتخب کیا اور انہیں ساتھ رکھ کر پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور اس وقت کے ممتاز علمائے کرام سے ان کا تعارف کرایا اور علمائے کرام کے ذریعے سنی نوجوانوں کی جو کالجز اور یونیورسٹیز کے طالب علم تھے کثیر تعداد کو حاجی حنیف طیب کے ساتھ کیا۔ اس طرح انجمن طلباء اسلام 1968ء سے لے کر آج تک کامیاب و کامران جا رہی ہے۔ یہ حقائق میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آج بہت سے لوگ بشمول حاجی حنیف طیب اپنے آپ کو انجمن طلبائے اسلام کا بانی کہہ کر کے تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم

کو علمائے اہلسنت کے تاریخی کارناموں کو یاد رکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

1969ء میں علمائے اہلسنت کی ایک مجلس عمل تشکیل دی گئی جس میں علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کو سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا اور سبز مسجد صرافہ بازار کو اس کا مرکز بنایا گیا۔

1970ء میں جب جمیعت علماء پاکستان کے تمام گروپس کو ختم کر کے جمیعت علمائے پاکستان کی تشکیل کی گئی تو اس کے متفقہ صدر شیخ الاسلام حضرت علامہ خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کو منتخب کیا گیا اور اس کے ناظم اعلیٰ شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی کو منتخب کیا گیا اور اس کے عہدیداروں میں علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کا نام سرفہرست ہے۔

جب 15-14 جون 1970ء ہی میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اہلسنت کی عظیم الشان سنی کانفرن کا انعقاد کیا گیا، جس کا پس منظر یہ تھا کہ سوشلسٹوں کے سرغنہ بھاشانی نے اعلان کیا تھا کہ ہم ٹوبہ ٹیک سنگھ کو لیلن گراڈ بنائیں گے تو اس کے اس چیلنج کو امام انقلاب قائد ملت اسلامیہ مبلغ اسلام قائد اہلسنت حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری امام الشاہ احمد نورانی قادری صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرماتے ہوئے اعلان فرمایا تھا کہ بھاشانی تو پھر ہمارا بھی چیلنج سنو! کہ ہم ان شاء اللہ العزیز ٹوبہ ٹیک سنگھ کو دار السلام بنائیں گے، اور اسی وجہ سے آپ نے وہاں عظیم الشان سنی کانفرنس کا انعقاد کیا، اس سنی کانفرنس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کے مہمان خصوصی فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے۔ پاکستان کے چاروں صوبوں سے شمع رسالت کے پروانوں نے جوق در جوق شرکت کی، اس کانفرنس میں شرکت کے لئے استاذ العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کی قیادت میں ایک عظیم الشان قافلہ بذریعہ ٹرین نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں کراچی سے ٹوبہ ٹیک سنگھ سنی کانفرنس میں شریک ہوا۔

1971ء میں جب ملک خداداد پاکستان کو ناعاقبت اندیش حکمرانوں کی وجہ سے دولخت ہونا پڑا، تو اس وقت بنگلہ دیش نامنظور کے عنوان سے تقاریر ہوئیں اور ان میں علامہ جمیل احمد نعیمی نے اپنی تقاریر کے ذریعے حکمرانوں کی اس روش کی پرزور مذمت کی۔

جنوری 1971ء سے لے کر مارچ 1974ء تک علامہ جمیل احمد نعیمی جماعتِ اہل سنت اور جمیعت علمائے پاکستان صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے ان مندرجہ ذیل شخصیات: حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی اور حضرت علامہ شیخ طریقت قاسمِ ولایت پیر محمد قاسم صاحب علیہم الرحمۃ کے ساتھ خدمات انجام دیں۔

1973ء میں علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ نے بھٹو کی حکومت اور اس کے ظلم و استبداد کے خلاف

آوازِ حق بلند کرتے ہوئے پاکستان کے کئی مقامات پر عوام سے خطابات کیے، اس حق گوئی کی پاداش کے سلسلے میں بھٹو حکومت نے آپ کو جیل میں بھیج دیا اور آپ کو قید و بند کی صعوبتیں و کلفتیں برداشت کرنا پڑیں، اس قید میں آپ کے ساتھ علامہ مفتی محمد حسن حقانی مدظلہ، حافظ محمد تقی، جسارت کے ایڈیٹر صلاح الدین، پبلشر سید ذاکر علی اور عثمان کینیڈی بھی تھے۔

1975ء سے لے کر 2004ء تک حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں ناظم تعلیمات اور استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں اور تاحال اللہ اور اس کے پیارے حبیب لبیب ﷺ کے دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں، حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی کی مذہبی، سماجی، رفاہی اور سیاسی خدمات اپنی جگہ مسلم ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کے پایۂ استقلال کو دیکھتے ہوئے حضرت قائد ملت اسلامیہ امام انقلاب علامہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے من جملہ اپنے رفقائے کار پر اعتماد کرتے ہوئے، علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ، کو 1970ء میں صوبائی اور 1988ء میں قومی اسمبلی کا ٹکٹ عنایت فرمایا۔ علامہ جمیل احمد نعیمی جمعیت علمائے پاکستان کی صوبائی سطح پر پارلیمانی بورڈ کے رکن بھی رہے ہیں۔

## علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ، کے بین الاقوامی تبلیغی دورے:

1981ء میں علامہ جمیل احمد نعیمی نے مولانا محمد اقبال حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سری لنکا کا تبلیغی دورہ کیا۔

1982ء میں حکومت ایران کی دعوت پر مولانا محمد اقبال حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مطالعاتی دورہ کیا۔

1984ء میں محترم کلیم صدیقی صاحب کی دعوت پر انگلینڈ کے بعض شہروں میں تبلیغی اور اصلاحی دورے کے خطابات کیے۔

اکتوبر 1985ء انجمن طلبۂ اسلام کی دعوت پر مظفر آباد آزاد کشمیر کی سالانہ کنونشن میں خطاب کیا۔

1987ء میں امام انقلاب قائد ملت اسلامیہ مبلغ اسلام قائد اہلسنت حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری امام الشاہ احمد نورانی قادری صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں بغداد میں منعقدہ عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کی۔

1988ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی دعوت پر ادارہ منہاج القرآن کی طرف سے تبلیغی اور مطالعاتی دورے کیے اور مزارات مقدسہ کی زیارات سے شادکام ہوئے۔

تقریباً ہر سال رمضان المبارک کے مہینے میں علامہ جمیل احمد نعیمی عرب امارات کے تبلیغی دورے پر جاتے ہیں۔

1997ء میں امام انقلاب قائد ملت اسلامیہ مبلغ اسلام قائد اہلسنت حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری امام الشاہ احمد نورانی قادری صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کو آپ کی عالمی خدمات کے پیش نظر ورلڈ اسلامک مشن کا ٹرسٹی مقرر کیا۔

استاذ العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ ایک عظیم الشان تاریخ کا نام ہے، ایک عظیم محبّ الوطن کا نام ہے، اہلسنت کے اسلاف کی پہچان کا نام ہے، شمع رسالت کے پروانے کا نام ہے، ایک عالم باعمل کا نام ہے، حسن اخلاق کے عظیم پیکر کا نام ہے، انسانیت کی تعمیر اور مربی کا نام ہے، طلباء پر شفقت کرنے والے عظیم مشفق کا نام ہے، قائد ملت اسلامیہ کی نشانی کا نام ہے، یہ مختصر تعارفی سطور جو ہم نے تحریر کی ہیں، اگر علامہ جمیل احمد نعیمی کی خدمات کے ایک ایک پہلو کو احاطۂ تحریر میں لایا جائے تو تاریخ کی کئی جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں، میری دعا ہے کہ رب کریم حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ اہلسنت پر تادیر قائم رکھے۔ رب کریم میرے اس نذرانہ عقیدت کو قبول فرمائے۔

## (6) حضرت علامہ مولانا محمد اقبال حسین نعیمی صاحب علیہ الرحمہ

پاک و ہند کی تقسیم سے پہلے برصغیر میں بعض شہر اور خطے اپنے علوم و فنون اور مجاہدانہ کارناموں کی وجہ سے مردم خیز سرزمین ہونے میں شہرت عام رکھتے تھے انہیں حصوں اور خطوں میں سرزمین بریلی شریف کا شمار ہوتا ہے اس سرزمین پر بڑے بڑے مجاہد اور ارباب علم و فضل اور اصحاب زہد و تقویٰ پیدا ہوئے۔ اسی سرزمین نے کئی زشہواران تیغ و قلم کو جنم دین جن پر آج اہل اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا جن کی شجاعت و صولت، تصنیف و تالیف، تقدیس الوہیت اور عظمت کی گواہی دے رہی ہے۔ انہیں نفوس قدسیہ میں جہاں مجاہد کبیر حافظ رحمت خان صاحب علیہ الرحمہ پر نظر جاتی ہے تو دوسری طرف فاضل جلیل، عالم نبیل حضرت علامہ رضا علی خان صاحب علیہ الرحمت کے شاگرد رشید علامہ محمد حسن علی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ان کے استاد ذاوے مفسر شہیر، محدث کبیر علامہ نقی علی خان علیہ الرحمت بھی نظر آتے ہیں۔

اس بابرکت سرزمین سے محترم مولانا محمد اقبال حسین صاحب نعیمی نقشبندی علیہ الرحمت کا بھی رشتہ ہے۔ حضرت مولانا محمد اقبال حسین نعیمی کی 1932ء بریلی شریف میں ولادت ہوئی دنیاوی تعلیم مولانا نے بریلی شریف میں ہی حاصل کی۔ بعدہ موصوف زندگی کے مختلف نشیب و فراز سے گزرے۔

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ، مولانا محمد اقبال حسین نعیمی کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مولانا نے اپنی P.I.A کی ملازمت کے دور میں بڑی محنت اور جاں فشانی سے کام لیا۔ موصوف کو دوران ملازمت دینی علوم کو حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ مولانا مرحوم بیک وقت چار کام کرتے تھے۔

درس نظامی پڑھنا، ملازمت کرنا، تقریر کرنا، امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دینا موصوف انتہائی جفاکش اور محنتی واقع ہوئے تھے۔ موصوف نہ صرف اپنے اہل خانہ سے پیار و محبت سے پیش آتے تھے بلکہ اپنے حلقہ احباب سے بھی بہت ہی شفقت و محبت سے پیش آتے تھے تفصیل کا وقت تو نہیں ہے لیکن احقر اپنے چالیس سالہ دور رفاقت کے چند واقعات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

ویسے تو مولانا ادارے کے شروع سے ہی رکن و معاون رہے لیکن پچیس (25) ذوالقعدہ 1495ھ مطابق تیس (30) نومبر 1975ء فیڈرل بی ایریا بلاک 15 میں جب دارالعلوم نعیمیہ کا افتتاح بدست غزالی دوراں، رازی زماں، جنید وقت بحرالعلوم علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی رحمہ اللہ ہوا۔ افتتاح پر ایک کثیر تعداد میں علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت فرمائی۔ ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی بطور تبرک ذکر کیے جاتے ہیں۔

(حضرت مفتی ظفر علی نعمانی صاحب) (حضرت علامہ عبدالسبحان قادری) (علامہ مولانا محمد طفیل صاحب رحمہ اللہ) مفتی محمد اطہر صاحب نعیمی کے علاوہ تمام ٹرسٹیز موجود تھے۔ موقع کی مناسبت سے احقر نے ایک کتابچہ بھی تحریر کیا تھا۔ جس کا عنوان تھا "مختصر تذکرہ تاج العلماء"۔

برادرم محترم مولانا محمد اقبال حسین صاحب نعیمی، نقشبندی رحمہ اللہ بنیادطور پر تو تاج العلماء کے شاگرد تھے لیکن ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم موصوف نے حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمہ اللہ سے مخزن عربیہ بحرالعلوم میں ہی حاصل کی تھی۔ علامہ مولانا عبدالباری صاحب برمی رحمہ اللہ، حضرت تاج العلماء رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ موصوف صرف ونحو کے ساتھ ساتھ فلسفہ و منطق میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ تاج العلماء نے موصوف کو دورہ حدیث سے فارغ ہونے کے بعد صلاحیت اور قابلیت کی وجہ سے اپنے ہی ادارے میں رکھ لیا تھا۔

مولانا عبدالباری بڑے خوش اخلاق اور شگفتہ مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ موصوف صرف و نحو اور منطق کے مسائل کو بہت ہی عام فہم انداز میں طلباء کے ذہن نشین کرا دیا کرتے تھے۔ احقر اصل موضوع مولانا اقبال حسین نعیمی رحمہ اللہ کی طرف آتا ہے۔ موصوف بڑی خوبیوں کے مالک تھے سب سے بڑی خوبی یہ کہ موصوف ایک اچھے انسان تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرحوم کو زور خطابت کے ساتھ جوہر عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت کے وافر حصے سے نوازا تھا جو کہ احقر کے نزدیک علم و عمل کے ساتھ عشق رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ سب سے بڑی نعمت و دولت ہے۔ اسی لئے شاعر مشرق علامہ اقبال کو کہنا پڑا۔

مغز قرآن روح ایماں جانِ دیں ہست حب رحمت للعالمین

انسان کے خلوص واخلاق، محبت و مروت کا پتہ سفر میں چلتا ہے۔ موصوف اس سلسلے میں بھی

ایک اچھے ساتھی واقع ہوئے تھے۔ احقر کو موصوف (مرحوم) کے ساتھ چند سفر کرنے کا شرف حاصل رہا۔ پہلا سفر زیارتِ حرمین شریفین کا ۱۹۸۰ء میں کیا۔ دوسرا سفر ۱۹۸۸ء میں بغداد شریف، نجف اشرف، کربلا اور انگلینڈ کا، تیسرا سفر ۱۹۸۲ء میں سری لنکا کا چوتھا سفر ایران کا تھا۔ احقر بلا خوف تردید کہہ سکتا ہے کہ اس نے موصوف کو ایک اچھا رفیق سفر پایا اور یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مرحوم کو سفر و حضر اور خلوت و جلوت میں معمولات کا پابند بنایا۔

آخری عمر میں نعت خوانی اور حسن قرأت کی محافل میں شریک ہونا اور ایسی محافل کا انعقاد موصوف کا پاکیزہ جذبہ تھا۔ بہت سی مساجد میں موصوف نے امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ لیکن آخری عمر میں مولانا مدنی مسجد ریلوے کالونی کے خطیب تھے۔ موصوف نے متعدد مرتبہ مشہور و معروف قراء کرام کو حسن قرات کی محافل میں شرکت کی دعوت دی بالخصوص شیخ القراء قرات عشرہ کے استاد مکرم و محترم قاری علی اکبر صاحب نعیمی اور ان کے تلامذہ کو ضرور دعوت دیتے۔ نیز دار العلوم نعیمیہ کے امور اور جامع مسجد نعیمی کی تعمیر و ترقی میں مرحوم کی شبانہ روز خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مرحوم اکثر کاموں کو انتظامیہ سے مشورے کے بعد سرانجام دیا کرتے تھے۔ بعض موقعوں پر طلبہ کی بے قاعدگیوں پر زجر و توبیخ بھی فرماتے تھے۔ لیکن جب طلباء اپنی غلطی کا اقرار اور اعتراف کر لیا کرتے تو معاف کرتے ہوئے اولاد جیسی محبت و شفقت بھی فرمایا کرتے تھے۔

بڑی سے بڑی پریشانی اور آزمائش کو مرحوم صبر و تحمل سے برداشت کر جایا کرتے تھے۔ دو تین ماہ موصوف کے بیماری اور امتحان میں گذرے، ہم جب کبھی عیادت کے لئے گئے تو مولانا تکلیف کے باوجود خندہ پیشانی سے پیش آئے آخر وہ وقت بھی آ ہی گیا جس سے ہر شخص کو گزرنا ہے یعنی وقت جدائی۔ مرحوم کو مرض کی شدت کی وجہ سے ان کے صاحبزادے ضیاء الدین ہسپتال لے گئے لہٰذا بروز بدھ 6 مارچ 2002ء مطابق 21 ذوالحجہ 1422ھ بوقت اذان صبح مرحوم نے اپنی جان، جان آفرین کے سپرد مسکراتے ہوئے کی۔ بقول شاعر۔

نشان مرد مومن باتو گویم — چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

میرے استاد بھائی حضرت مولانا اقبال حسین نعیمی نقشبندی رحمۃ اللہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت فاضل جلیل عالم باعمل غوث وقت حضرت شاہ عبدالعزیز کے مرید تھے حضرت کھلنوی رحمۃ اللہ کا سلسلہ بیعت اپنے وقت کے عظیم عالم و صوفی اور خاندان مجددیہ کے چشم و چراغ حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ سے تھا۔ نماز جنازہ بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ دستگیر بلاک 14 میں قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی قادری رحمۃ اللہ نے پڑھائی مرحوم کی نماز جنازہ میں لوگوں کی کثیر تعداد شریک تھی۔

سہ ماہی انوارِ رضا — دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

7

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر

# اجتماعی زندگی میں مفتی جمیل احمد نعیمی کا کردار

## (سُنی کانفرنسیں، مقاصد اور خطابات)



(اس باب کے مطالعہ سے قارئین کو اپنی تاریخ سے آگاہی اور انتظامی امور میں بہت سارے اہم پہلوؤں سے شناسائی حاصل ہوئی)

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی کی ادارت میں چھپنے والے "سنی کانفرنس نمبر" کے لئے

# حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کا پیغام

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" کراچی، کل پاکستان سنی کانفرنس کے موقع پر خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے میں مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کو اس عظیم کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، میں نے پنجاب کے سات اضلاع کے حالیہ دورے میں مشاہدہ کیا ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے عوام اہلسنت میں جو جوش وخروش ہے وہ پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

میری کانفرنس کے شرکاء سے یہ گذارش ہے کہ وہ اس عبادت کو عبادت سمجھ کر اس میں شریک ہوں اپنی زندگی میں عملی طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کریں اور ملک کو نظام مصطفیٰ ﷺ کی برکتوں سے فیضیاب کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں، کانفرنس میں شریک ہو کر عہد کریں کہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر احباب اہلسنت کو منظم کریں گے تاکہ پاکستان کے در و دیوار سے درود وسلام کی صدائیں بلند ہوں۔ علامہ سید احمد شاہ صاحب کاظمی نے پیرانہ سالہ کے باوجود اس کانفرنس کا بیڑا اٹھا کر جملہ مشائخ، علماء اور احباب اہلسنت کے لئے راہ عمل فراہم کردی ہے کہ

"نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری"

(بحوالہ: ترجمان اہل سنت "سنی کانفرنس نمبر" ص ۱۸)

(اس پیغام کا عکس اور اسی اشاعت خاص میں بھی ملاحظہ فرمائیں گے)

(سید عالم رپورٹ 1978ء)

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی نے 78-77ء میں ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" کراچی کے لئے گراں قدر ادارتی خدمات سرانجام دیں اور اپنا نام سامنے نہ لائے۔ ایثار کی یہ ایک منفرد مثال ہے انہوں نے ایک اشتہار "سید عالم رپورٹ" کے لئے جاری کیا جس کا عکس ملاحظہ ہو۔

# کانفرنس کے اہم پہلو

☆ اس کانفرنس میں پاکستان بھر کے سنی علماء ومشائخ ممالک اسلامیہ، سعودی عرب، مصر، اردن فلسطین کے جید علمائے کرام، سفراء عظام کو دعوت شرکت دی گئی ہے۔ مدینہ طیبہ سے اہلسنت کے ممتاز دینی رہنما فضیلۃ الشیخ محمد فضل الرحمٰن القادری کی شرکت کی قوی توقع ہے۔

☆ اس کانفرنس کا مقصد وحید پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام، اسلامی اقدار کی حفاظت، حقوق اہلسنت کا تحفظ اور حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اسوۂ حسنہ اور خلفائے راشدینؓ کے دور سعید کی رہنمائی میں عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ کے قیام کی عملی کوشش کرنا ہے اور کسانوں، مزدوروں اور محنت کش طبقہ کے حقوق کے تحفظ کے لئے عملی قدم اٹھانا ہے۔

☆ یہ کانفرنس وسیع تر نمائندگی کے لئے ملکی پیمانے پر ہو رہی ہے تاکہ ملی سطح پر اہلسنت کے تاریخی کردار کو دہرایا جا سکے جو تحریک پاکستان کے وقت سنی علماء و مشائخ نے ادا کیا تھا۔ ان شاء اللہ العزیز یہ کانفرنس اہلسنت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی۔

☆ اس کانفرنس میں لادینوں پر یہ واضح کیا جائے گا کہ پاکستان صرف اسلام کے لئے ہے اور اس خطۂ پاک میں اسلام کے سوا کسی اور نظام کو کسی قیمت پر بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔

☆ سنی علماء و مشائخ اور پاکستان کے عوام و خواص موجودہ دور میں دین اور لادینیت کی کش مکش میں دین اسلام کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیں گے اور سالمیت پاکستان کا علم ایمانی جرأت کے ساتھ بلند رکھیں گے۔

☆

اجتماعی قومی شعور کی بیداری کے لئے سنی کانفرنسوں کی روئیداد کو از سر نو شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی اور جناب محمد حنیف حاجی طیب کے تعاون سے سید عالم (ناظم نشر واشاعت) جماعت اہل سنت کراچی ڈویژن نے "کل پاکستان سنی کانفرنس" 1950ء کراچی، سے 1964ء لاہور، 1968ء، گجرانوالہ، 1970ء دارالسلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، 1970ء کراچی، 1970ء ٹنڈو آدم، 1970ء سکھر اور 1978ء ملتان میں منعقدہ سنی کانفرنس کی تفصیلات انجمن تاجدار حرم (رجسٹرڈ، کراچی) نے (172/A) وحید رآباد، گلبہار، کراچی نمبر 18 پاکستان سے شائع کیا ہے۔ (ملک محبوب الرسول قادری)

☆☆☆☆☆

# قائدین اہلسنت کو سلام

**سنی کانفرنس ملتان میں پڑھا گیا۔قاری ضیاء الحق (کراچی) کا منظوم نذرانۂ عقیدت**

قائدین اہلسنت کو سلام — اہلسنت اور جماعت کو سلام

ہیں مجدد حضرت احمد رضاؒ — تاجدار اہلسنت کو سلام

ہیں غزالی وقت کے احمد سعیدؒ — صاحب علم و فضیلت کو سلام

فخرِ ملتان حضرت حامد علیؒ — ان کی عظمت اور بصیرت کو سلام

مرد آہن شاہ نورانی میاں — صاحب فہم و فراست کو سلام

جانشیں حضرت عبد العلیم — شاہ نورانی کی نسبت کو سلام

ان کی منزل ہے نظامِ مصطفےٰ — ان کی پاکیزہ قیادت کو سلام

حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ — مظہر صدرِ شریعت کو سلام

پیر کامل شاہ قمر الدین ہیں — پیکرِ رشد و ہدایت کو سلام

شیرِ یزداں حضرت ستار خاں — ان کی ہیبت اور شجاعت کو سلام

مفتیٔ دیں حضرت مختار ہیں — عالم حق و صداقت کو سلام

حضرت پیر کرم شاہ ذی وقار — حامیٔ دینِ طریقت کو سلام

ہیں حسین الدین شاہ آلِ رسولؐ — ان کی سیرت اور صورت کو سلام

عارف اللہ قادری حق آشنا — آپ کی علمی ذہانت کو سلام

حضرت محمود احمد با عمل — فیضیابِ اعلیٰ حضرت کو سلام

ہیں غلام علی مدح خوانِ مصطفےٰ — پیکرِ عشقِ رسالت کو سلام

مخلص و بے باک رہبر قوم کے — حنیف طیب ذی وجاہت کو سلام

خوش بیاں عالم شفیع اوکاڑوی — بلبل باغ رسالت کو سلام

صاحبزادہ حضرت فضل رسول — حامل علم طریقت کو سلام

ہیں ملک ساقی نوائے ملک و قوم — حاملِ دین و سیاست کو سلام

مجتہد الوقت ہیں صوفی ایاز — غازیٔ ختم نبوت کو سلام

فاضل و شعلہ بیاں بھوپالی ہیں — ماہر فنِ خطابت کو سلام

شاہ فرید الحق صدائے مردِ حق — ترجمان ملک و ملت کو سلام

اہلسنت جتنے آئے ہیں یہاں — ان کی آمد اور ارادت کو سلام

کہہ "ضیاء الحق" بصد عجز و نیاز — قائدین اہلسنت کو سلام

# سنی کانفرنس ملتان

اجتماع اہلسنت ہو گیا ملتان میں
سنیوں کو ولولہ تازہ ملا ملتان میں

مرکزِ روحانیت، وہ خطۂ اہلِ نظر
کیا ہوا یکدم بہ فیضِ اولیاء ملتان میں

رنگِ تازہ مل گیا، تاریخ کی تحریر کو
پرچمِ ایماں بصد شوکت اُڑا ملتان میں

بارشیں انوار کی، عشاق کا پیہم ہجوم
کیا سماں تھا دوستو وہ کیف زا ملتان میں

سرحد و پنجاب اور سندھ و بلوچستان سے
آ گئے ہیں عاشقانِ مصطفےٰ ملتان میں

نہ تعصب، نہ ہی فرقہ واریت کے نام پر
یہ محبت کا فقط پیغام تھا ملتان میں

نہ کوئی منفی سیاست، نہ کوئی شور و شر
اجتماع کا رنگ تھا سب سے جدا ملتان میں

لاکھوں انسانوں کا سَیلِ بیکراں تھا موجزن
یا کہ شانِ مسلکِ احمد رضا ملتان میں

یہ گماں ہوتا تھا ایسے اجتماع کو دیکھ کر
کیا اتر آئے ہیں انجم و مہر و ماہ ملتان میں

تھم گئیں حالات کی نبضیں یہ منظر دیکھ کر
وقت کا دھارا بھی رک کر رہ گیا ملتان میں

اجتماع اتنا بڑا، یہ حجِ بیت اللہ کے بعد
یہ سعادت تھی کہ یارو ہو گیا ملتان میں

مادرِ گیتی وفورِ شوق سے یہ دیکھ کر
کہہ اٹھی ''اہلاً و سہلاً مرحبا'' ملتان میں

روکنے سے رک نہیں سکتا نظامِ مصطفےٰ
ایک ہی آواز تھی اک فیصلہ ملتان میں

از بنارس تا بہ اجمیر اور ٹوبہ ٹیک سنگھ
پھر سے جاری ہو گیا یہ سلسلہ ملتان میں

دلِ منور، چہروں پر ایمان کی تابانیاں
اہلِ سنت کا چلا یوں قافلہ ملتان میں

زندہ پائندہ رہو ملتان کے صاحب دلو!
حق ادا یوں میزبانی کا کیا ملتان میں

دیدہ و دل تھام کر اغیار ہیں نوحہ کناں
چشمِ عالم کیا سے کیا ہو گیا ملتان میں

اے رضا ہم ہی ہیں ناموسِ وطن کے پاسباں
پھر سے ہم نے کر لیا عہدِ وفا ملتان میں

(محمد اکرم رضا شکر گڑھ)

☆☆☆☆☆

# ملتان کانفرنس کے لئے جماعت اہل سنت کراچی کی خدمات

## کمیٹیوں کا قیام:

بتاریخ 3 اگست 1978ء بمقام دارالعلوم امجدیہ زیر صدارت حضرت شیخ الحدیث علامہ

عبد المصطفیٰ الازہری ایک اجلاس ہوا جس میں ملتان سنی کانفرنس کی تشہیر، رابطہ اور فنڈ کے لئے کمیٹیاں بنائی گئیں۔ اس اجلاس کے شرکاء علماء کرام:۔

جناب مولانا علی بخش قاسمی صاحب۔ جناب قاری رضا المصطفیٰ اعظمی صاحب۔ جناب علامہ ابو طاہر محمد رمضان صاحب۔ جناب مولانا محمد طفیل (مرحوم) جناب مولانا محمد منظور الحق صاحب۔ جناب مولانا غلام دستگیر نقشبندی صاحب، جناب پیر عزیز اللہ حقانی صاحب۔ جناب مولانا غلام قادر کشمیری صاحب، جناب مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب، جناب مولانا عبد السبحان صاحب، جناب مولانا غلام نبی صاحب، جناب مولانا ابرار احمد رحمانی صاحب، جناب حاجی خان محمد پراچہ صاحب، جناب چوہدری محمد حسین ورک صاحب، جناب ملک سعید اختر صاحب، اس کے علاوہ جماعت اہل سنت کراچی کے علاقائی صدور و ناظمین اور آئمہ خطبا بھی شریک ہوئے۔

## ا۔ رابطہ کمیٹی:

جناب علامہ ابو طاہر محمد رمضان صاحب صدر جماعت اہل سنت کراچی

جناب مولانا محمد منظور الحق صاحب ناظم اعلیٰ کراچی

جناب علامہ علی بخش قاسمی صاحب ناظم اعلیٰ سندھ

جناب مولانا سید شاہ تراب الحق قادری۔ جناب مولانا محمد طفیل صاحب (مرحوم)

جناب مولانا ابرار احمد صاحب رحمانی۔ جناب مولانا عبد السبحان صاحب

## ۲۔ مالیاتی کمیٹی:

جناب قاری رضا المصطفیٰ اعظمی صاحب۔ جناب حاجی خان محمد پراچہ صاحب۔ جناب چوہدری محمد حسین ورک صاحب۔ جناب حاجی محمد رفیع صاحب۔ جناب حاجی غلام نبی صاحب۔ جناب ملک احمد خاں صاحب۔ جناب ملک سعید اختر صاحب۔

ان کے علاوہ دیگر معاونین:

جناب پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب۔ جناب ظہور الحسن بھوپالی صاحب۔ جناب محمد احمد صدیقی صاحب۔ جناب محمد حنیف حاجی طیب صاحب

## ۳۔ تشہیر کمیٹی:

جناب مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب۔ جناب مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب۔ جناب مولانا غلام دستگیر نقشبندی صاحب۔ جناب مولانا عبد المنعم ہزاروی صاحب۔

(سید عالم رپورٹ 1978ء/صفحہ 375,374)

# 1970ء کراچی سنی کانفرنس اور
# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کی صحافتی خدمات

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری☆

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کی ہمہ جہت شخصیت سے قدرت نے ہمہ جہت کام لیئے ہیں اور انہوں نے بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کا ہر شعبۂ زندگی میں بھرپور اظہار کیا ہے۔ مفتی صاحب ایک مدت تک ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" کراچی کے مدیر رہے مگر سوائے پرنٹ لائن کے اس کا کہیں اظہار نہیں فرمایا۔ انہیں ہمیشہ کام سے غرض رہی ہے نام سے نہیں۔ انہوں نے اس زمانے میں ترجمان اہل سنت کے متعدد خصوصی نمبر نکالے جن میں ضخیم قرآن نمبر، نظام مصطفےٰ ﷺ نمبر، سنی کانفرنس نمبر وغیرہ زیادہ مقبول ہوئے۔ قبل ازاں وہ ایک مدت تک اعتقادی و اصلاحی مضامین پر مشتمل کتابچہ "ترجمان اہل سنت" سلسلہ وار شائع کرتے رہے۔ ماہنامہ النعیم بھی آپ کی نگرانی میں چھپتا رہا۔ "سنی کانفرنس 1970ء" کی ایک رپورٹ آپ نے مرتب کی جو ترجمان اہل سنت کے سنی کانفرنس نمبر میں "۱۹۷۰ء کراچی سنی کانفرنس تقاریر کی روشنی میں" کے عنوان سے شائع ہوئی۔ یہ رپورٹ حضرت مفتی صاحب کی صحافتی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آج نصف صدی کے بعد بھی اس کا مطالعہ قاری کو کانفرنس کے پنڈال میں پہنچا دیتا ہے اور اس کے مطالعہ سے نوخیز قلم کار اپنے میدان میں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی رقم طراز ہیں۔

کراچی کی تاریخ میں ۸۔۱۹ اگست ۱۹۷۰ء سنہری حروف سے لکھا جائے گا جب کہ اس ملک کی عظیم اکثریت اہل سنت نے کراچی کے نشتر پارک میں جمع ہو کر سنی کانفرنس کے علماء و مشائخ کی بصیرت افروز تقاریر اور ان کا پروگرام سنا گویا عوام اہل سنت کے دل کی ترجمانی ہو رہی تھی۔ اور پنڈال نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج رہا تھا۔ عوام ہزاروں کا مجمع اور سینکڑوں علماء و مشائخ کا ازدہام عجب روح پرور کیف اور منظر پیش کر رہا تھا۔

آیئے کہ اس دو روزہ کانفرنس میں خطاب فرمانے والے علماء و مشائخ کی پر شکوہ تقاریر کا

---

☆مدیر "سوئے حجاز" لاہور، چیف ایڈیٹر سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہرآباد 0321-9429027

حاصل اور خلاصہ پیش کر دیا جائے تاکہ وہ نورانی اور ولولہ انگیز تقاریر صفحہ قرطاس پر بھی محفوظ ہو جائیں جس طرح وہ دل کے آئینہ میں جلوہ گر ہیں۔

تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد سب سے پہلے جمیعۃ العلماء پاکستان صوبہ سندھ اور جماعت اہل سنت کے ناظم اعلیٰ مولانا سید سعادت علی قادری نے اپنا تاریخی اور پُر مغز خطبہ استقبالیہ پڑھا، اس کے بعد دوسرے نمبر پر تشریف لانے والے معزز مقرر اور شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ حضرت علامہ ازہری صاحب صدر مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان جنہوں نے نعروں کی گونج میں اپنے خطاب کا یوں آغاز فرمایا کہ آج کی یہ سنی کانفرنس اس ملک کے عظیم عوام اہل سنت کی یادگار تاریخی کانفرنس ہے۔ آج کا یہ عظیم جم غفیر سنیت کی تاریخ میں ایک عظیم باب کے اضافہ کا موجب ہوا ہے۔ اہل سنت عوام کی کوئی باقاعدہ تنظیم نہ ہونے کی وجہ سے پراگندہ اور منتشر تھے۔ مگر ۱۹۶۶ء میں جماعت اہل سنت کے قیام نے ان کے دل میں مسرت کی لہر دوڑا دی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ تنظیم عوام اہل سنت کے دل کی آواز بن گئی اور آج اس عظیم اجتماع میں بے شمار عوام اور ہزاروں علماء و مشائخ نے جمع ہو کر اس بات پر فہرست فرمادی ہے کہ "ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی"۔

آپ نے مزید فرمایا کہ ہمارے اتحاد اور تنظیم کو دیکھ کر بعض جماعتیں بوکھلا گئیں اور ہم پر فرقہ واریت کا الزام عائد کرنے لگیں حالانکہ قیام پاکستان کے سلسلہ میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس 46ء میں جب ملک کے علماء اور مشائخ اہل سنت نے جمع ہو کر پاکستان کا نعرہ لگایا تھا تو کسی نے بھی ایسی بات نہیں کہی، لہٰذا جس طرح قیام پاکستان کے لئے علماء اہل سنت نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اسی طرح آج بھی جبکہ بقاپاکستان کا معاملہ آ گیا ہے ہم نے کانفرنس میں نظریہ پاکستان یعنی اسلام کی حفاظت کے لئے یہ کانفرنس کی تو یہ الزام کتنا بر خود غلط ہے کہ ہم فرقہ واریت پیدا کر رہے ہیں حالانکہ اسی ملک میں گذشتہ دس بیس سال سے بعض نے پولیٹیکل فرنٹ اور بعض نے جمعیت اہلحدیث کے نام سے مختلف تنظیمیں قائم کیں اور ان کے تحت کانفرنسیں اجلاس، جلسے وغیرہ کئے تو اس وقت مخالفین کو فرقہ واریت کا شہتیر نظر نہیں آیا۔

آپ نے آگے چل کر فرمایا کہ ہم اس ملک کی عظیم اکثریت اہل سنت کو منظم کر رہے ہیں اور ہم کو اس کا پورا حق حاصل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جو جانی اور مالی قربانیاں دی تھیں وہ صرف روٹی، کپڑا اور مکان کے لئے نہ تھیں بلکہ اس ملک پاکستان کو اسلام کا محافظ اور حصار سمجھتے تھے اور انہیں یقین تھا کہ ہم اسلام کی عظیم الشان روایتوں کو اجاگر کریں گے مگر افسوس کہ ان سیاسی بازی گروں نے

پاکستان کے معماروں اور جھونپڑیوں اور جھگیوں میں دھکیل کر خود مسند اقتدار سے چمٹ گئے اور عالی شان مملکت میں داد عیش دیتے رہے اسلام کو پس پشت ڈالا اور اپنی تجوریوں کو بھرتے رہے۔ غریبوں کا خون چوستے رہے شرابیں اڑاتے رہے عوام کو اسلام کا نام لے کر دھوکہ دیتے رہے اور نہ صرف خود بلکہ اس ملک کو ہی لادینی نظریات کا اڈہ بنانے کی فکر کرتے رہے۔ ملک کو معاشی اعتبار سے دیوالیہ بنا کر اپنا بینک بیلنس بڑھاتے رہے لیکن اب ان سیاسی شعبدہ بازوں کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اسلام عوام ان داغدار کردار کے حامل لیڈروں سے جواب طلب کریں گے اور ان کو پچھلی تمام کارگزاریوں کی روئداد عوام کی عدالت میں پیش کرنا ہوگی۔ آج کے سیاستدان بوسیدہ عمارات اور کھنڈر ہیں۔ ان پر اس ملک کو نہیں چھوڑا جا سکتا جس سوشلزم نے ان کے مظالم کی وجہ سے سر اٹھایا ہے اب نہ وہ فتنہ جگانے والے رہے اور نہ وہ فتنہ اس اسلامی مملکت میں باقی رکھا جائے گا بلکہ جہاں سے آیا ہے وہیں بیک بینی و دو گوش بر آمد کر دیا جائے گا۔

آپ نے آخر میں فرمایا کہ ہم سب میدان میں نکل آئے ہیں تا کہ اس ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کے لئے مل کر جدوجہد کریں اور اس وقت تک خاموش نہ بیٹھیں جب تک اسلامی نظام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو۔ یہ کانفرنس اس سلسلہ کی کڑی ہے کہ ہم عوام کے سامنے اپنا منشور اور پروگرام رکھیں تا کہ اس ملک کی عظیم اکثریت اہل سنت اپنی پسند کے دیندار علماء و مشائخ کو کتاب و سنت کے مطابق قانون و آئین مرتب کرنے کے لئے منتخب کرے۔ ہماری یہ عظیم اکثریت اگرچہ غریبوں اور ناداروں پر مشتمل ہے مگر اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے کہ وہ اس امتحان میں کامیاب فرمائے گا۔

سب سے آخر میں آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس عظیم کانفرنس کے لئے کسی سرمایہ دار کے دروازے پر دستک نہیں دی ہے بلکہ ہمارے معاون یہی غریب عوام ہیں جنہوں نے ایک ایک روپیہ چندہ دے کر اس کانفرنس کو کامیاب بنایا ہے اور ان شاء اللہ ہمارے سنی عوام، سنی پاکستان اور نظریہ پاکستان کے تحفظ میں کسی قربانی سے دریغ نہ کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری فلاح نہ سوشلزم میں ہے نہ کمیونزم میں اور نہ سرمایہ دارانہ نظام میں بلکہ ہماری فلاح دنیاوی اور اخروی صرف اور صرف اسلامی نظام میں ہے اور وہی نظام یہاں جاری ہوگا جو ملک کی عظیم اکثریت چاہے گی۔ نعروں کی گونج میں صدر جماعت اہل سنت پاکستان کی تقریر ختم ہوئی۔

مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نائب صدر اول مرکزی جماعت اہل سنت نے اشعار کے ذریعہ اسلام کی خوبی اور سوشلزم کی خدمت فرمائی آپ کی نظم اتنی پر جوش اور ولولہ انگیز تھی کہ دیر تک سارا

پنڈال نعروں سے گونجتا رہا۔

مولانا محمد شریف صاحب شیخ الحدیث دار العلوم مظہر العلوم ملتان اور رکن مجلس عامہ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان نے اسٹیج کو زینت بخشی اور نہایت باوقار انداز میں مسلمانان پاکستان کو خبردار کیا کہ ہندوستان میں بعض نام نہاد علماء نے کانگریس کی حمایت کی اور گاندھی کی دھوتی سے چپکے رہے۔ مسلمانوں کے مقصد کو نقصان پہنچاتے رہے۔ تفرقہ بازی کرتے رہے۔ پاکستان کے خلاف زہر اگلتے رہے۔ انگریزوں کے ہاتھ مضبوط کرتے رہے ان کے نام نہاد مفتیوں نے فتویٰ دیا تھا کہ مسلم لیگ والوں کی لڑکی سے نکاح ناجائز ہے اور ان ہی علماء سوء نے یہ بھی کہا تھا کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں مگر قائداعظم نے ان کے دعویٰ کو غلط قرار دیا اور بتایا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہے اور ہندو ایک علیحدہ قوم ہے۔ ہندو کی تہذیب اور مسلمان کی اور ہندو کا تمدن اور ہے اور مسلمان کا اور ہے۔ ان کا مذہب اور ہے اور مسلمانوں کا اور ہے۔ مگر جب پاکستان بن گیا تو اپنا پرانا لبادہ اتار کر مسلمانوں کی صف میں شامل ہو گئے اور طرح طرح سے مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے رہے کبھی وہابیت کا پرچار کر کے عظیم اکثریت کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے رہے اور کبھی کسی دوسرے روپ میں آئے۔ یہاں تک کہ سوشلزم کے فتنہ نے جب سر اٹھایا تو یہی علماء و سوشلزم کا لبادہ اوڑھ کر غریبوں اور مفلسوں کے ہمدرد بن کر پھر ایک مرتبہ اپنے پرانے طریقوں سے مسلمانوں کو تباہی اور بربادی کے گھڑے میں گرانے لگے یہ وہی لوگ ہیں جن کو پاکستان اور نظریہ پاکستان دونوں سے چڑ تھی۔

علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نائب صدر مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان نے اپنے مخصوص انداز بیان میں بڑی بڑی دلچسپ باتیں بیان فرمائیں۔ اپنی ولولہ انگیز اور معلوماتی تقریر میں حضرت نے فرمایا علماء کے میدان میں آنے سے پرانے سیاسی بازیگروں کے کیمپوں میں تہلکہ مچ گیا ہے، کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق وہ اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ علماء مساجد میں نماز پڑھاتے ہیں وہ ملک کے دستور کے متعلق نابلد ہیں اور چونکہ یہ انگریزی نہیں جانتے اس لئے یہ دستور نہیں بنا سکتے ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ بازار سیاست کے بازی گرو کیا دستور انگریزی ہوگا یا امریکن ہوگا یا روس اور چین سے درآمد کیا جائے گا۔ اگر ہاں تو خوب غور سے سن لیں کہ اس ملک کا آئین نہ انگریزی ہوگا اور نہ امریکہ سے درآمد ہوگا نہ روس اور چین کے اصول پر مرتب ہوگا بلکہ وہ آئین اس ملک میں نافذ ہوگا جس کا سلسلہ مدینہ منورہ کی سرزمین سے ہوگا۔ مولانا نے فرمایا کہ سیاسی شعبدہ باز اس ملک میں 23 سال تک دندناتے رہے ہیں ہم محراب و منبر سے شراب کے لائسنس جاری کرتے رہے۔

1948ء سے 58ء تک ان سیاسی لیڈروں نے ملک کو خوب لوٹا، تا آنکہ مارشل لاء نے نافذ ہو کر ان سیاسی لیڈروں کو نکال باہر کیا مگر یہ چوری کرنے والے، عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والے دوسرے راستے سے ایوب خان کی آمریت کے دروازے کی چول بنے رہے وہ ایوب خان جنہوں نے آرڈیننسوں کے ذریعہ حکومت کی، جنہوں نے آرڈیننس کے ذریعہ اپنی حفاظت کا تو سامان کیا مگر دین اسلام کی حفاظت کے لئے کوئی آرڈیننس جاری نہیں کیا اور دورِ آمریت میں سوشلزم، کیپٹلزم، نیشنلزم کے سانپوں نے اپنے پھن نکالے اور دین اسلام کو ڈسنے کے لئے بالکل تیار تھے کہ وہی علماء ومشائخ اور وہی مسلمانانِ پاکستان میدان میں آگئے جنہوں نے قیامِ پاکستان کے لئے جانی اور مالی قربانیاں دی تھیں۔ علماء مسجد کے منبر سے نکل کر میدانِ عمل میں آگئے ہیں تاکہ جس اسلامی نظام کے لئے محراب ومنبر سے آواز بلند کرتے رہے اب اس اسلامی نظام کو اسمبلوں میں قوت وطاقت سے بروئے کار لائیں گے۔ گذشتہ 23 سال سے ہمارے لیڈر بار بار اسلام کا نام لے کر عوام کو دھوکہ دیتے رہے اور ہوٹلوں میں دادِ عیش دیتے رہے کلبوں میں ناچتے رہے اپنے دورِ وزارت میں لائسنس اور پرمٹ حاصل کرتے رہے، بجٹ میں تمام منصوبوں اور خاندانی منصوبہ بندی کے لئے رقم منظور کراتے رہے، مگر اسلام کی تبلیغ کے لئے مسجد کی تعمیر کے لئے مدارس میں دینی تعلیم اور قرآن پاک کی تعلیمات کے لئے ایک پھوٹی کوڑی بھی بجٹ میں نہیں رکھی۔ مولانا نے مزید فرمایا کہ جب ہم نے دیکھا کہ پانی سر سے اوپر جا رہا ہے اور ہمارے یہ سیاسی شعبدہ باز اپنی حرکتوں کی وجہ سے اس ملک کو لادینی نظریات کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں تو علماء ومشائخ نے مملکت پاکستان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے میدانِ عمل میں آگئے، اس ملک میں سوشلزم کے نعرے لگائے جا رہے ہیں اور وہ لیڈر بھی اس کے سربراہ بنے نظر آتے ہیں جو خود پکے سرمایہ دار ہیں۔ غریبوں پر ظلم وستم کرتے رہے ہیں جن کے کتے گوشت کھاتے ہیں مگر ان کے نوکر اور ملازم اس نعمت سے محروم ہیں۔ ہوٹلوں میں شراب کے ڈرم ختم کرنے والے عوام کے حمایتی بن کر سامنے آگئے یہ وہ ہیں جو تاشقند کے راز کو ٹالتے رہے یہاں تک کہ آخر میں ڈھٹائی سے کہا کہ ایک افسر کے حکم کی وجہ سے تاشقند کے راز کو افشا نہیں کیا جا سکتا۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے اس لیڈر کی جرأت کو کہ وہ نوکر شاہی کا کتنا احترام کرتا ہے کہ اگر ایسا لیڈر وزارت پر پھر دوبارہ براجمان ہو تو کس طرح بلا جھجک حق بات کہہ سکتا ہے ایسے لیڈروں کے دھوکہ میں آکر جو لوگ سوشلزم کو اپنی مشکلات کا حل سمجھتے ہیں وہ بہت سیدھے سادھے ہیں ان کو ایسے فریب کاروں سے بچنا چاہیے۔

مولانا نورانی میاں نے مزید فرمایا کہ اس ملک میں دینِ مصطفیٰ کا پرچم لہرا کر رہے گا اور اس

ملک میں اسلامی آئین بن کر رہے گا۔ نعروں کی گونج میں علامہ شاہ احمد نورانی صاحب نے اعلان کیا کہ جمعیۃ العلماء پاکستان ان شاء اللہ دین اسلام مصطفیٰ ﷺ کے پرچم کو بلند رکھنے کے لئے انتخاب میں حصہ لے گی اور امیدواروں کا اعلان مناسب وقت پر کیا جائے گا۔

حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی رکن مجلس عاملہ مرکزی جمیعۃ العلماء پاکستان نے بڑے ہی پر جوش انداز میں دلائل و براھین کی روشنی میں اسلام کے دین کامل ہونے پر خطاب فرمایا۔ مولانا نے فرمایا کہ جب اسلام مکمل دین ہے تو پھر اس میں کسی پیوندکاری کی ضرورت نہیں رہی۔ دین اسلام کا جس طرح اطلاق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اسی طرح دین کا اطلاق دین محمدیؐ پر ہو سکتا ہے لہٰذا جو جماعتیں اور جماعت کے سربراہ دین محمدی کہنے کو غلط کہتے ہیں وہ حضور اکرم ﷺ کو دین کا پیشوا نہیں مانتے ایسے سربراہ جماعت کو زیب نہیں دیتا کہ وہ پھر اسلام اسلام کی رٹ لگائے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہم کو جس طرح سوشلزم جیسے کھلے دشمن کا مقابلہ کرنا ہے اسی طرح ہم کو ایسے چھپے ہوئے دشمن کا مقابلہ بھی کرنا ہے جو اسلام کا نام لینے میں مخلص نہیں معلوم ہوتا۔ ہمیں ایسے نام نہاد اسلام والوں سے کوئی تعلق نہیں ہے جو دین محمدی کی اصطلاح کو خلاف اسلام قرار دیتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ہر فتنے سے بچائے انہوں نے فرمایا کہ اگر اسلام کو سوشلزم سے خطرہ ہے تو اسی طرح بعض نام نہاد اسلامی جماعتوں سے اہل سنت کو خطرہ ہے۔ ہم کو دونوں محاذوں پر ثابت قدم رہ کر نظام مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کرنا ہے بعض جماعتیں اسلام پسندی کی اصطلاح استعمال کرتی ہیں ان سے پوچھا جائے کہ اس اصطلاح کا کیا مفہوم ہے میرے نزدیک اسلام پسند نہیں بلکہ اسلام پابندیوں کی ضرورت ہے جہاں ایک طرف ایسے کم علم لوگ اسلام کا نام لے کر ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں وہاں بدکردار شرابی، عیاش اور دین سے بالکل ناواقف لیڈر اسلامی مساوات کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے پوچھا جائے کہ کلمہ طیبہ پڑھو تو درود پڑھتے ہیں اور درود پڑھنے کو کہا جائے تو کلمہ پڑھتے ہیں۔ ان کو تو کلمہ طیبہ تک نہیں معلوم وہ کس طرح یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم محمدی نظام قائم کریں گے یہ وہ دھوکہ باز لوگ ہیں جو اسلام کا نام لے کر عوام کو دھوکہ میں مبتلا کر کے اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ دراصل یہ لوگ دہریت پسندانہ نظریہ سوشلزم اور کمیونزم کو ہم پر مسلط کر کے ہمارے متاع اسلام پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ ایسے فریب کاروں سے ضرور بچنا چاہیے۔ جمعیۃ العلماء پاکستان نے دین مصطفیٰ ﷺ کی سربلندی کے لئے انتخاب میں حصہ لینے کا تہیہ کر لیا ہے اور ان شاء اللہ اس ملک سے سوشلزم اور سرمایہ داری کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا بھی جنازہ نکالا جائے گا جو اس ملک میں زبردستی قابض ہو کر اپنی مرضی کا دین نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تمام فتنوں سے

بچائے، نعروں کی گونج میں مولانا غلام علی صاحب اکاڑوی نے اپنی تقریر کو ختم فرمایا۔

حضرت علامہ مولانا شاہ عارف اللہ صاحب قادری رکن مجلس عاملہ مرکزی جمیعۃ العلماء پاکستان نے تحریک آزادی ہند کے عظیم سنی رہنماؤں کی تحریک حریت پر بصیرت افروز تقریر فرماتے ہوئے خطاب کیا کہ یہ تاریخ کی کتنی ستم ظریفی ہے اور تعصب کا کتنا عظیم ظلم ہے کہ اہل سنت علماء و مشائخ کی ان عظیم تحریکات کو پس منظر میں ڈال دیا گیا ہے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا عنایت احمد کاکوروی وغیرہ ان عظیم اہل سنت مجاہدین تحریک آزادی میں جنہوں نے انگریز کے خلاف فتویٰ دیا اور یہ جرأت کہ اس فتویٰ پر گرفتاری ہوئی اور مطالبہ کیا گیا کہ فتویٰ واپس لینے پر رہائی ہوسکتی ہے مگر آہ مولانا فضل حق خیر آبادی کہ آپ نے جیل کو منظور کرلیا حبس وقید کو گلے سے لگالیا مگر آپ کے قلم سے جاری کردہ فتویٰ واپس نہ ہوا اور جب بہ ہزار دقت مولانا فضل حق کے صاحبزادے مولانا عبدالحق نے پروانہ رہائی حاصل کرکے جزیرہ انڈیمان میں قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ اس سے پہلے ہی رہائی پاگئے ہیں۔ گویا انگریز کے پروانہ رہائی کے بھی احسان مند نہ ہوئے ادھر جنازہ اٹھ رہا ہے ادھر مولانا کے صاحبزادے پوچھ رہے ہیں کہ کس کا جنازہ ہے تو کہا جاتا ہے کہ عاشق کا جنازہ ہے بڑی دھوم سے اٹھے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ ہیں ہمارے رہنما جنہوں نے انگریز کا مقابلہ اس وقت کیا جب کہ اس کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر تھا پھر فرمایا کہ اس کے بعد 1897ء میں پٹنہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی سرکردگی میں سنی کانفرنس میں ایک اسلامی حکومت کا تصور پیش کیا پھر دوسرا دور آیا جبکہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس نے 1946ء میں قیام پاکستان کی جدوجہد کو تیز کرنے کے لئے ہزاروں علماء و مشائخ اہل سنت نے مجتمع ہوکر بیک آواز پاکستان کے حق میں رائے دی اور عملی طور پر قیام پاکستان میں اہم کردار انجام دیا اور آج جب کہ پاکستان کے بقا کا مسئلہ اس کے نظریات کے تحفظ کا مرحلہ آیا ہے تو پھر ان علماء حق نے میدان جہاد میں قدم رکھا ہے اور ان شاء اللہ جس طرح پہلے کامیاب ہوتے رہے ہیں اسی طرح اب بھی علماء و مشائخ کی یہ مقدس جماعت عوام اہل سنت کے تعاون سے اس ملک میں اسلام کا عدالتی اخلاقی معاشی اور تجارتی نظام برپا کرکے رہیں گے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ آج اسلام کے مقابلہ میں لادینی اقتصادی نظام کی باتیں کی جارہی ہیں یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ بعض نام نہاد مفتی بھی اس رو میں بہہ کر بہکی بہکی باتیں کررہے ہیں جبکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگر کوئی نظام مکمل ہوسکتا ہے تو وہ خدائے وحدہٗ لاشریک کا دیا ہوا نظام ہی ہوسکتا ہے جس کو آقائے نامدار مدنی تاجدار حضور اکرم ﷺ نے پیش کیا ہے اور وہ ہے اسلامی نظام جو نہ

صرف اس زندگی بلکہ آخروی زندگی کے تمام شعبوں پر کامل رہنمائی فرماتا ہے۔ آخر میں مولانا عارف اللہ صاحب قادری نے فرمایا کہ علما اہل سنت اور مشائخ عظام کے ساتھ مل کر عوام اہل سنت کو بھرپور تعاون فرماتے ہوئے جمعیۃ العلماء پاکستان کو مضبوط بنایا جائے۔

احقر جمیل احمد نعیمی ناظم نشر واشاعت جماعت اہل سنت پاکستان نے سنی کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے علماء مشائخ اور مقررین کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ آج یہ علماء مدارس ومساجد سے اور یہ مشائخ اپنی خانقاہوں سے نکل کر میدان جہاد میں آ گئے ہیں اور یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں آئے ہیں بلکہ جب بھی انتہائی نازک وقت آیا اور قوم کو ان کی رہنمائی کی شدید ضرورت ہوئی انہوں نے اس جہاد میں بھرپور حصہ لیا ہے اگر وقت کے مورخ تعصب کی عینک اپنی نگاہوں سے اتار دیں تو ان کو ماضی میں بہت سے ایسے واقعات دستاویزی ثبوت کے طور پر مل جائیں گے کہ علماء ومشائخ اہل سنت نے اپنی بساط کے مطابق باطل کا ہر دور میں مقابلہ کیا ہے اور اس کو زیر کر کے دم لیا ہے۔ احقر (مفتی جمیل احمد نعیمی) نے بتایا کہ مولانا فضل حق خیر آبادی اور دیگر علماء اہل سنت نے اس برصغیر میں انگریزوں کے خلاف وہ زبردست علم جہاد بلند کیا کہ انگریز کے ایوان حکومت میں زلزلہ آ گیا پھر پٹنہ کی سنی کانفرنس جو 1897ء میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی قیادت میں ہوئی۔ اس میں بھی انگریزوں اور ہندوؤں کے مظالم کے خلاف زبردست جہاد کیا گیا اور سچ پوچھئے تو پٹنہ کی سنی کانفرنس نے پاکستان کے قیام کی بنیاد کھڑی کر دی تھی چنانچہ 1946ء میں سنی کانفرنس بنارس نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر پاکستان کے حق میں فیصلہ صادر کر کے برصغیر کی عظیم اکثریت اہل سنت کو مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع کر دیا اس طرح اس عظیم اکثریت کے ووٹوں نے پاکستان کے قیام میں سب سے اہم اور بڑا حصہ لیا۔ احقر (جمیل احمد) نعیمی نے زور دے کر کہا کہ آج کی یہ عظیم سنی کانفرنس بھی پاکستان کے بچانے اور نظریہ اسلام کی بقا کے لئے ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ ہمارے یہ مشائخ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی دامت برکاتہم العالیہ صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان اور حضرت قدوۃ الاسلام شیخ طریقت حضرت پیر محمد قاسم صاحب مشوری صدر جمعیۃ العلماء پاکستان صوبہ سندھ اور یہ مقتدر علما اہل سنت جو اس سنی کانفرنس کے دونوں اجلاس سے خطاب فرمانے والے ہیں۔ انہوں نے عوام اہل سنت کو بیدار کر کے اس ملک کو سوشلزم، کمیونزم اور سرمایہ دارانہ نظام کی تباہ کاریوں سے بچانے میں بہت بڑا جہاد کیا ہے۔

آخر میں احقر (مفتی جمیل احمد نعیمی) نے صدر جماعت اہل سنت پاکستان علامہ ازہری صاحب، سابق صدر جماعت اہل سنت مولانا علامہ محمد شفیع صاحب اکاڑوی، مولانا علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا شاہ

عارف اللہ قادری، مولانا محمد شریف صاحب شیخ الحدیث ملتان اور دیگر علماء کا تعارف کراتے ہوئے تقریر کو ختم کیا۔

حضرت شیخ المشائخ قبلہ خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی مدظلہ، صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان نے پہلے اجلاس کی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ آج کے اجلاس میں خطاب فرمانے والے مقررین نے جو کچھ فرمایا ہے وہ میرے دل کی آواز ہے۔ ہم لوگ اسلام کی سربلندی کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں اور ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

آپ نے انتہائی عالمانہ انداز میں الیوم الملکت لکم دینکم الخ کی تفسیر وتشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسلام ایک ایسا مکمل جامع اور بہترین نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے اور یہ دین اسلام خدا کا پسندیدہ دین ہے یہی قانون اسلام انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے بے حد مفید، کار آمد اور قابل عمل ہے۔ دین اسلام اپنی جامعیت کی بنا پر کسی قسم کی پیوند کاری یا کسی دوسرے نظام کی ضرورت نہیں رکھتا اسلام اپنے تمام ماننے والوں کے لئے یکساں رہنما ہے۔ اس دین کے بعد کوئی دین قابل قبول نہیں۔ اس ملک کا آئین اور دستور سوائے کتاب وسنت کی ہدایت کے دوسرا مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ ہم کو اسلام کے سوا کوئی قانون درکار نہیں۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے آخر میں اہل سنت کی کامیابی اور مسلمانان عالم کی فلاح و بہبود کے حق میں دعا کرتے ہوئے کانفرنس کی کامیابی پر کانفرنس کے منتظمین کو مبارک باد پیش کی۔

سنی کانفرنس کے پہلے اجلاس میں علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان نے منشور کی وضاحت میں ایک مقالہ پڑھا جس کو علماء ومشائخ کرام نے بہت پسند کیا مولانا علامہ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نائب صدر اول جماعت اہل سنت پاکستان نے اجلاس سے خطاب فرماتے ہوئے انتہائی شاندار الفاظ میں اسلامی مساوات کی وضاحت فرمائی آپ نے فرمایا کہ مساوات کا مطلب سب انسانوں کو ایک جیسا کر دینا نہیں ہے اور یہ بات خلاف قانون قدرت ہے کہ خدا نے انسان کی پانچ انگلیوں کو یکساں نہیں بنایا ہے، ہم جس اسلامی مساوات کے قائل ہیں وہ نہ سرخ سامراج میں ہے اور نہ کالے سامراج میں۔ ہمارا تعلق سرخ سے ہے نہ کالے سے بلکہ ہمارا تعلق گنبد خضرا سے ہے اور اسی تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے ہمارے جھنڈے پر گنبد خضرا کا نقشہ ہے جو ہمارے فکری انداز ہمارے معتقدات اور ہمارے دینی اور مذہبی رجحانات کا عکاس ہے ہم نظام مصطفےٰ ﷺ کو بروئے کار لا کر رہیں گے اور اس مملکت میں پیارے آقا کے دین کا ڈنکا بجائیں گے ہم یقیناً کامیاب ہوں گے کیونکہ ہم

پر خدا، رسول، صحابہ، اہل بیت، صوفیا اور علما، سب کا سایہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے مسلمانو آؤ ہم سب مل کر اس علم کو بلند کریں اور بلند رکھیں جس کو حضرت امام حسینؓ نے، امام ابوحنیفہ نے، حضرت مجدد الف ثانی نے، حضرت غوث بغداد نے اور حضرت خواجہ غریب نواز نے بلند کیا، فتح ان شاء اللہ ہماری ہوگی۔ ملک کی عظیم اکثریت اہل سنت جاگ اٹھی ہے وہ صحیح معنی میں نظام مصطفی ﷺ قائم کرے گی آخر میں آپ نے اسلام کی سربلندی اور تبلیغ کے لئے عوام سے مالی تعاون کی اپیل بہت ہی موثر انداز میں فرمائی جس پر عوام نے لبیک کہتے ہوئے مبلغ دس ہزار روپے کے قریب جماعت اہل سنت کو عطیات فراہم کئے۔ ماشاء اللہ۔

حضرت مولانا مفتی سید شجاعت علی صاحب قادری مفتی اہلسنت نے عوام سے خطاب فرماتے ہوئے اسلام کے اقتصادی اور معاشی نظام پر انتہائی موثر انداز میں تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جو مقام محنت کش طبقہ کو اسلام میں حاصل ہے اس کی نظیر کسی اور دوسرے نظام میں نہیں ملتی آپ نے حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا جناب نبی کریم ﷺ نے مزدور اور محنت کش طبقہ کے افراد کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ ہاتھ بہت اچھے ہیں جو محنت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں امیر وغریب سب برابر ہیں اسی لئے اسلام کے پرچم تلے جو معاشرہ برپا ہوگا وہ کائنات کا بہترین معاشرہ ہوگا ہمیں چاہیے کہ اپنے مصائب ومشکلات کا حل اسلام کے ذریعہ حاصل کریں کوئی دوسرا نظام محنت اور مزدور طبقہ کو وہ سہولتیں اور آسانیاں مہیا نہیں کرسکتا جو اسلام نے عطا فرمائی ہیں آخر میں آپ نے ایک قرارداد بھی سرمایہ داروں کے مظالم کے خلاف اور محنت کش طبقہ کی زبوں حالی کو دور کرنے کے لئے پیش کی۔

دوسرے اجلاس کے صدر حضرت علامہ پیر طریقت پیر محمد قاسم صاحب مشوری شریف صدر جمعیۃ العلماء پاکستان صوبہ سندھ نے اپنی صدارتی تقریر میں سنی کانفرنس کی کامیابی پر علماء ومشائخ کو مبارکباد پیش کی اور سب کو باہم متحد ہوکر لادینی فتنوں کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی۔ آخر میں آپ نے سب مسلمانوں کو مل کر اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے اپنی کوششوں کو تیز تر کرنے کا مشورہ اور ہدایت کی اور یوں کراچی کی سرزمین پر یہ سنی کانفرنس صلوۃ وسلام پر ختم ہوئی اور اپنے انمٹ نقوش تاریخ پاکستان میں ثبت کرگئی۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو کامیاب فرمائے آمین ثم آمین بجاہ حبیبک النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(ماخوذ۔ از۔ ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی۔ سنی کانفرنس نمبر (صفحہ نمبر 113 تا 121)

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد

8

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

# حُسنِ تحریر و تقریر

## حضرت جمیل العلماء کے نوک قلم سے لکھے مضامین،

## تقریری اقتباسات اور منتخب انٹرویوز




علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

## حُسنِ تحریر

# کلامِ جمیل سے شعر و سخن کی خوشبو

بوئے گُل رسالت علمائے اہلسنت — بادِ نسیم سنت علمائے اہلسنت
تنویرِ نورِ وحدت علمائے اہلسنت — روشن چراغِ ملت علمائے اہلسنت
بادِ کرم کے جھونکے ابرِ کرم کے دھارے — بحرِ عطائے رحمت علمائے اہلسنت
مہر و مہِ شریعت نورِ رہِ طریقت — سرچشمۂ عنایت علمائے اہلسنت
ماہر اصول کے ہیں نائب رسول کے ہیں — سلطانِ ملک و ملت علمائے اہلسنت
شانِ جمال رحمت، کانِ جلال و عظمت — کونین کی ہیں دولت علمائے اہلسنت
سنی کو بخشیں طاقت، رضوی کو بخشیں قوت — ہیں دین کی شجاعت علمائے اہلسنت
مقصد تمہارا اعلیٰ، سب مقصدوں سے بالا — ہے مصطفیٰ ﷺ کی عظمت علمائے اہلسنت
حق کا ہے بول بالا، باطل کا منہ ہے کالا — کیا خوب ہے ہدایت علمائے اہلسنت

دے دیں نعیمی کو بھی دستِ کرم کا صدقہ
دنیا و دیں کی نعمت علمائے اہلسنت

(نتیجہ فکر: علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی) (بحوالہ: بانیانِ سلسلہ نعیمیہ، صفحہ 262)

.............O.............

مدینے کے صبح و شام اللہ اللہ — ہیں وقفِ درود و سلام اللہ اللہ
منور معطر فضائیں جہاں کی — یہی ہے وہ ارض خرام اللہ اللہ
فرشتے جہاں سر جھکاتے ہیں ہر دم — یہی ہے وہ اعلیٰ مقام اللہ اللہ
جو مانگا کسی نے اسے وہ ملا ہے — یہ اپنا نصیب و مرام اللہ اللہ
بلائیں گے آقا نعیمی دوبارہ — یہی ہے دعا صبح و شام اللہ اللہ

.............O.............

نوٹ:۔ 2011ء میں یہ خادم اپنی اہلیہ کے ساتھ دمشق و شام بعدہٗ عمرہ کے لیے حرمین شرفین میں حاضر ہوا تو یہ چند اشعار ذہن میں آئے جس کو اسی وقت تحریر کرلیا گیا۔ (احقر جمیل احمد نعیمی)

# حُسنِ تحریر

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہٗ نے اپنے شیخ طریقت کے حضور ندرانۂ عقیدت اور ان کی بابرکت مجالس کے تذکار نہایت سلیقہ اور عقیدت و محبت سے قلم بند کئے۔ آنکھوں کے راستے دلوں میں اترتے یہ مضامین آپ اس باب میں ملاحظہ کریں گے۔ (محبوب قادری)

## دل کا سرور: حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آئید بروں

اس خاکدانِ عالم میں تخلیق آدم سے تا ایں دم بے شمار انسان آئے اور پیوند خاک ہو گئے اور آج اس صفحہ ہستی پر نہ ان کا نام ونشان باقی ہے اور کوئی نام لیوا، لیکن اس کے برعکس کچھ نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں کہ جن کے ذکر اور کارہائے نمایاں کو نہ تو گردش لیل ونہار مٹا سکی اور نہ حربہ اغیار۔ یہی وہ مقبولان بارگاہ الٰہی اور کشتۂ عشق ومحبت رسالت پناہی ہیں جن کے لئے حدیث صحیح میں آیا ہے (ثم یوضع لہ القبول فی الارض) یعنی یہی وہ مردان حق آگاہ اور توحید ورسالت کے پروانے ہیں جنہوں نے اپنے تن من دھن سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ پر قربان کر دیا۔ اسی کی برکت سے مولائے کریم نے نہ صرف آسمانوں بلکہ روئے زمین پر بھی ان کی یاد کو جاری وساری کر دیا ہے۔ نیز یہ کہ جن کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، امانت ودیانت اور ایثار وقربانی کا ڈنکا آج بھی چار دانگ عالم میں بج رہا ہے اور قیامت تک بجتا رہے گا جن کی ولایت، کرامت اور استقامت کا اقرار واعتراف بلا امتیاز مذہب وملت سبھی کر رہے ہیں۔ خاص کر سلاسل اربعہ کے سرخیل جیسے سیدنا غوث اعظم جیلانی، سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری، سیدنا شہاب الدین سہروردی اور سیدنا بہاء الدین نقشبند رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین انہی نفوس قدسیہ اور مقبولان بارگاہ الٰہی کے سچے نام لیوا، عاشق صادق اور اپنے اکابر کی امانتوں کے امین اور مسلک اہلسنت کے پاسبانوں میں محدث اعظم ومجدد اعظم یعنی حضرت علامہ وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ اور فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید ومرید سعید سیدی، سندی، قطب مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کا بھی شمار ہوتا ہے۔

موصوف فاضل بریلوی اور محدث سورتی کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ آپ نے کم و بیش دس سال بغداد شریف اور ستر سال سے زائد حضور اکرم ﷺ کے پیارے شہر میں قیام کا شرف حاصل کیا اور مولانا حسن رضا خاں صاحب نے کیا خوب کہا ہے۔

کہاں یہ مرتبہ اللہ اکبر حجر اسود کے!
یہاں کے کنکروں نے پاؤں چومے ہیں محمدؐ کے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مولانا ضیاء الدین قادری علیہ الرحمۃ کو حضور اکرم ﷺ کے ادب واحترام اور عقیدت ومحبت کی برکت سے جو قبول عام تام مرحمت فرمایا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کے کسی گوشے اور کونے سے آنے والے اہل سنت کے لئے یہ مشکل تھا کہ وہ مدینہ منورہ میں محبوب اعظم ﷺ کی بارگاہ عظمت پناہ میں حاضر ہو اور مولانا مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی اور ایمانی کیف وسرور حاصل نہ کرے جو کہ ہر روز بعد نماز عشاء میلاد شریف کی صورت میں موصوف کے دولت کدہ پر برس ہا برس جاری وساری رہا۔

احقر مئی 1963ء میں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کی قیادت میں جانے والے حج وفد میں شامل تھا اور اسی موقعہ پر مجھے مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ 1963ء سے 1980ء تک چار مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جس میں دو مرتبہ میری اہلیہ بھی شریک سفر رہیں۔ یہ حضرت مدنی کی کرامت تھی کہ طویل عمر شریف پانے اور مختلف امراض وعوارض میں مبتلا ہونے کے باوجود سلام ومصافحہ کے بعد پہچان لیا اور انتہائی شفقت ومحبت سے پیش آئے اور تمام احباب کی نام بنام خیر وعافیت معلوم کی اور ہر آنے والے کے ساتھ حضرت کا یہی شفقت ومحبت بھرا انداز ہوتا تھا۔ اور احقر حجاز مقدس کے اس سفر کو حاصل زندگی سمجھتا ہے کیونکہ اس سفر میں کئی شرف حاصل ہوئے۔

پہلا شرف تو یہ کہ یہ سفر مجھے اپنے استاذ محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ کی معیت میں حاصل ہوا۔ دوسرا شرف یہ کہ اسی سفر میں احقر کو قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد صاحب سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ تیسرا شرف یہ کہ 1963ء کا حج جمعہ کے دن واقع ہوا۔ چوتھا یہ کہ اس سال پاکستان سے علماء ومشائخ اہلسنت کی ایک بڑی جماعت حرمین شریفین کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی تھی جس میں تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ، مجاہد ملت فاتح سرحد حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی علیہ الرحمۃ، خطیب اعظم حضرت مولانا عارف اللہ صاحب قادری علیہ

الرحمۃ، مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی قادری، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خاں، حضرت علامہ استاذ العلماء مولانا عطاء محمد صاحب بندیالوی، حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری، شہزادہ غوث اعظم حضرت پیر طاہر علاء الدین صاحب گیلانی اور حضرت قبلہ پیر غلام محی الدین صاحب (بابو جی) گولڑہ شریف والے، اس کے علاوہ بھی کافی علماء کرام و مشائخ عظام اس موقع پر تھے۔

احقر نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی روحانی و ایمانی فضا میں جو قطب مدینہ کا والہانہ انداز دیکھا ہے۔ اس کو بلا مبالغہ قلم و زباں تحریر و بیاں کرنے سے قاصر ہے۔ بقول حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم کے۔

یا رب سوئے مدینہ دیوانہ بن کر جاؤں
اس شمع دو جہاں کا پروانہ بن کر جاؤں

حضرت قطب مدینہ کے اسی علم و فضل، زہد و تقویٰ، ذکر و فکر اور رسول اکرم ﷺ کی سچی محبت و عقیدت کی وجہ سے دنیا کے گوشے گوشے میں حضرت کے مریدین و معتقدین کی ایک کثیر عداد موجود ہے۔ صحیح تعداد تو حضرت کے جانشین سیدی و مولائی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ہی کو معلوم ہو گی لیکن احقر کا اندازہ ہے کہ وہ ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔ حضرت مدنی کی خدمت میں حاضر باش حضرات کو معلوم ہے اور میرے مخدوم و محترم حکیم اہل سنت محسن ملت حکیم محمد موسیٰ صاحب چشتی قادری ضیائی مدظلہ العالیٰ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت مدنی فاضل بریلوی، محدث سورتی اور دیگر علماء اہل سنت کا ذکر خیر کس والہانہ انداز میں فرماتے تھے۔ نیز یہ کہ نجدی حکومت سے پہلے حکومت عثمانیہ جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے ادب و احترام کے سلسلے میں مشہور و معروف تھی اور مقامات مقدسہ اور مقابر متبرکہ کا خیال رکھتی تھی حضرت موصوف سلطنت عثمانیہ کا ذکر بھی اچھے انداز میں فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اس گلشن رضوی کی خوشبو سے ہمیشہ مشام عالم کو معطر رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔

والسلام
احقر محمد جمیل احمد نعیمی غفرلہ،

(بحوالہ ضیائے مدینہ۔ مولفہ حافظ محمد طاہر یکے از مطبوعات۔ رضا دار الاشاعت لاہور ص ۷۱ تا ۷۴)

# ملتِ اسلامیہ کی عظمت کی نشانی، علامہ شاہ احمد نورانی

واہ اے گلِ چین اجل کیا خوب تھی تیری پسند
پھول وہ چنا کہ سارا گلستاں ویراں کر دیا

قائد ملت اسلامیہ، قائد اہلسنت، صدر متحدہ مجلس عمل، صدر جمعیت علمائے پاکستان، صدر ورلڈ اسلامک مشن، صدر ملی یکجہتی کونسل، ٹوٹے ہوئے دلوں کے سہارا، سیاح عالم، قدوۃ السالکین، محبوب العارفین، علم و عمل کے پیکر، امام انقلاب، مبلغ اسلام حضرت علامہ الحافظ القاری مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا اچانک ظاہری طور پر آنکھوں سے اوجھل ہونا ملت اسلامیہ کے لئے ناقابل برداشت صدمہ ہے، آپ کی زندگی ظاہری طور پر بھی سنت رسول ﷺ کا پیکر نظر آتی تھی، بلاشبہ آپ سیرت رسول ﷺ کے نمونہ تھے۔

## مختصر تعارف:

آپ کی زندگی کا مختصر تعارف، قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب 29 ویں پشت میں امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، 17 رمضان المبارک 1344ھ بمطابق 31 مارچ 1926ء کو میرٹھ (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے، 8 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ درس نظامی سے فراغت کی سند دار العلوم عربیہ میرٹھ سے حاصل کی، علاوہ ازیں نیشنل عربک کالج میرٹھ سے گریجویشن کی، فاضل عربی کی سند الہ آباد یونیورسٹی سے حاصل کی، اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل و کرم یہ تھا کہ آپ کو 17 زبانوں پر عبور حاصل تھا، آپ جس ملک میں بھی تبلیغ اسلام کے لئے جاتے اسی ملک کی زبان میں اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے، ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ڈیڑھ لاکھ (150000) افراد نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ کے والد ماجد سیاح عالم حضرت علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

---

یہ مضمون حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی کے ایماء اور ان کی فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں مولانا نصیر اللہ نقش بندی نے مرتب کیا۔

حضرت قائد ملت اسلامیہ 1953ء اور 1964ء تک ورلڈ مسلم آرگنائزیشن کے سیکرٹری جنرل رہے، 1953ء اور 1974ء میں ختم نبوت کی تحریکوں میں حصہ لیا۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے، 1973ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ 1973ء کے آئین میں فتنۂ قادیانیت کے خاتمے کے لئے قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا آئین پاس ہوا، اس آئین کو پاس کرانے اور پیش کرنے والوں حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی کا نام سرفہرست ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ آج سے تقریباً 1400 سال پہلے امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلیمہ کذاب اور اس کے حواریوں کو قتل کر کے تحفظ ختم نبوت کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا تھا۔ تقریباً 1400 سال کے بعد مسلیمہ کذاب کی اولاد میں سے قادیانیت کی شکل میں اس فتنہ نے پاکستان سے دوبارہ سر نکالا، مگر اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تعلق رکھنے والے حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کے ذریعے اس فتنے کے سر کو کچلوایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلیمہ کذاب کی ذلت اور رسوائی کے دور سے لے کر اور حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے ذریعے قادیانیوں کی ذلت اور رسوائی کے دور تک اگر عمیق نظر سے غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاندانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیدا ہی مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے کیا۔

حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی اسلام کی تبلیغ و ترویج اشاعت کے لئے وقف تھی، آپ نے اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے متعدد ممالک کے دورے کیے، جن میں متعدد بار مشرق وسطیٰ، مشرقی افریقہ، نائیجیریا، ماریشس، سری لنکا، شمالی افریقہ، ترکی، مصر، فرانس، جرمنی، برطانیہ، امریکہ، کینیا، ہالینڈ، چین، جاپان، کینیڈا کے دورے شامل ہیں اور تبلیغ دین کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے نقوش پوری دنیا تک پہنچاتے رہے۔ جن ممالک میں بھی گئے تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں لوگوں کو باخبر کرتے رہے اور اپنے اقوال، افعال، تحریر و تقریر کے ذریعے فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کرتے رہے۔

1968ء میں حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ علیہ نے لندن (ریویو) کے قادیانی ایڈیٹر کے ساتھ ساڑھے پانچ گھنٹے تک مناظرہ کیا اور اس کو بھاگنے پر مجبور کیا۔

حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کی پوری زندگی دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کی جدوجہد کے لئے وقف تھی۔ اور آپ آخری عمر تک اپنے

بڑھاپے کے عالم میں بھی طویل طویل مسافتیں طے کرتے اور جہاں بھی ممکن ہو پہنچتے۔ اسلام کے آفاقی پیغام کو لوگوں تک پہنچاتے۔ چاہے دنیا کا کوئی بھی ملک کیوں نہ ہو حضرت قائد ملت اسلامیہ ملت مسلمہ کو یہود و ہنود، ہنود اور کفار و مشرکین کی تمام سازشوں اور منصوبوں اور اسلام دشمنوں سے امت مسلمہ کو آگاہ کرتے رہے۔ اور اپنی خداداد اعلیٰ بصیرت سے امت مسلمہ کو جگاتے رہے۔ اتنی مصروفیات کے باوجود بھی حضرت قائد ملت اسلامیہ عبادات، اور اوراد و وظائف، نماز تہجد، نماز تراویح میں قرآن سنانا، ان معمولات پر سختی سے کاربند تھے۔ عبادات کے معاملے میں کبھی سستی نہیں کرتے تھے اپنی پوری زندگی میں رمضان المبارک کے مہینے میں نماز تراویح میں 64 بار قرآن پاک سنایا، اور رمضان المبارک میں آپ ایک قرآن پاک نماز تراویح میں اور ایک نماز تہجد میں اور ایک شبینہ کے اندر پڑھاتے تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ جب بھی آتا حضرت قائد ملت اسلامیہ پوری دنیا کی مصروفیات کو چھوڑ کر صرف اور صرف اپنے رب کی عبادت کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی بدمذہب کے پیچھے نماز ادا نہ کی۔ بلکہ میرے استاد محترم فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ، نے حضرت قائد ملت اسلامیہ کی شاد میں منعقد مسجد امام اعظم شارع فیصل کے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے میرے قائد امام نورانی کو بنایا ہی ایسا با کمال تھا کہ اگر لاکھوں کا اجتماع بھی ہو چاہے اس میں علماء و مشائخ یا عوام، اپنے ہوں اغیار، اگر اس لاکھوں کے اجتماع میں امام نورانی موجود ہوں تو اس اجماع میں امامت کے اہل ہی امام نورانی ہوتے تھے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے منصب امامت کے تمام کمالات اور جامعیت آپ کی ذات میں مجتمع کر دی تھی۔ آپ کے روزمرہ کے معمولات اکثر اس شیڈول کے مطابق رہتے تھے۔

## معمولات شب و روز:

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد قرآن مجید کے دو پارے حفاظ کرام کے ساتھ تلاوت فرماتے۔ ناشتہ فرمانے کے بعد انگریزی اور اردو کے مختلف اخبارات کافی دیر تک پڑھتے اور پھر ورلڈ اسلامک مشن کے دفتر تشریف لے جاتے، ورلڈ اسلامک مشن آپ کا بنایا ہوا عالمی اسلامی ٹرسٹ ہے، جس کے ذریعے آپ نے پوری دنیا میں سینکڑوں مساجد اور مدارس بنائے جو پوری دنیا میں تبلیغ و اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد دفتر سے گھر تشریف لاتے، کھانا تناول فرماتے اور آرام فرماتے۔ نماز عصر کے بعد پاکستان سے آنے والے مختلف وفود سمیت ملکی و بین الاقوامی شخصیات سے تبادلۂ خیال

فرماتے۔ بعد نماز مغرب دو پارے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اس کے بعد اپنے معتقدین، مریدین، اور سلسلہ طریقت سے وابستہ احباب کے مسائل سنتے اور ملاقات فرماتے۔ ہر جمعرات بعد نماز مغرب آپ کے مکان پر محفل ذکر محفل نعت و واعظ و نصیحت فرماتے اور عالم اسلام کے لئے رقت انگیز دعائیں فرماتے بعد ذکر و دعا کے لنگر عام ہوتا آپ ہر شخص کے پاس جاتے اور انہیں کہتے کہ اور لیجئے حتیٰ کہ دوران لنگر آپ اس وقت تک احباب کے درمیان چکر لگاتے رہتے جب تک آخری آدمی کھانا نہ کھالیتا۔ بعد نماز عشاء کھانے میں صرف سوپ وغیرہ پیتے تھے اور اس کے بعد رات ایک یا ڈیڑھ بجے تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہتا، اگر کسی پروگرام میں تشریف لے جانا ہوتو پھر لوگوں سے معذرت کر لیتے تھے۔ پھر رات 4 بجے نماز تہجد کے لئے اٹھ جاتے تھے، ان تمام معمولات کا اجمالی جائزہ لینے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ایک شخص جو اتنی مصروفیات کے باوجود عبادات اور سنت رسول ﷺ پر اتنا پابندی سے کاربند ہو یہ کمال کسی ولی کامل کا ہی ہوسکتا ہے۔ بلاشبہ حضرت قائد ملت اسلامیہ ولی کامل، عالم باعمل حافظ قرآن، قاری قرآن اور سیرت و کردار کے حوالے سے سیرت رسول ﷺ کا عملی نمونہ تھے۔

حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کی پوری زندگی امت مسلمہ کے اتحاد اور اتفاق کے لئے وقف تھی۔ خصوصاً اہلسنت و جماعت کا اتحاد اور اتفاق آپ کی دیرینہ خواہش تھی مگر صد افسوس کہ بعض مفاد پرست عناصر نے اقتدار کی ہوس میں قائد ملت اسلامیہ کے مشن اور منشور سے روگردانی کی اور اہلسنت و جماعت کی وحدت کو پارہ پارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے، اب میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا اب قائد ملت اسلامیہ جیسا کوئی قائد تمہارے پاس ہے، اگر ہے تو دکھاؤ، اگر نہیں ہے تو اہلسنت و جماعت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا جو جرم قبیح تم نے کیا ہے اس کی سزا کا اعلان بھی خود ہی کرو، حضرت قائد ملت اسلامیہ کی ہمیشہ خواہش تھی کہ ملت اسلامیہ متحد ہو کر کفار کا مقابلہ کرے، دنیا والے آپ کی زندگی میں تو شاید آپ کے مشن اور آپ کے منشور کو اپنی انا اور ہوس اقتدار کی خاطر تو نہ سمجھ سکے لیکن مجھے روزنامہ "جنگ" کراچی کے ایک صحافی شارق مہر کی تحریر کا یہ جملہ بڑا پسند آیا ہے، انہوں نے ہفت روزہ "اخبار جہاں" میں لکھا ہے کہ میری نگاہوں نے ملت اسلامیہ کے اتحاد و یگانگت کی ایسی مثال دیکھی جو میرے حافظے میں تادیر اسیر رہے گی۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کا جنازہ یعنی اتحاد اور یگانگت اور باہمی اتفاق کا عملی نمونہ ثابت ہوا جسے دیکھ کر حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کے ہی منہ کے ادا کیے ہوئے وہ الفاظ بھی لوگوں نے دہرائے، کہ "ملت اسلامیہ

میری زندگی میں نہیں تو شاید میری موت کے بعد ہی متحد ہو جائے" (ہفت روزہ اخبار جہاں صفحہ 14)

حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ میں لاکھوں کی تعداد میں امت مسلمہ کے افراد نے نہ صرف پاکستان سے بلکہ دنیا کے مختلف ممالک سے شرکت کی۔ کراچی کا سب سے بڑا پارک، نشتر پارک اپنے دامن میں تمام تر وسعتوں کے باوجود بھی تنگیٔ داماں کی شکایت کر رہا تھا۔ نشتر پارک کے گرد و نواح کے تمام سڑکیں، گلیاں، نمائش چورنگی تک لوگوں سے پُر تھیں، اخبارات و جرائد اور میڈیا کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ یہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ ہے، بڑا ہوتا بھی کیوں نہ؟ یہ تو ملت اسلامیہ کے عظیم قائد کے سفر آخرت کا حسین ترین منظر تھا۔ ملت اسلامیہ کے قائد اعظم علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ نے پوری امت مسلمہ کے نمائندوں کو اپنی نماز جنازہ میں اکٹھا کر کے امت مسلمہ کو متحد ہونے کا درس دیا اور یہ 12 دسمبر 2003ء شام ساڑھے چار بجے ملت اسلامیہ کے قائد کا آخری پیغامِ اتحاد تھا جو نشتر پارک سے لاکھوں افراد لے کر گئے۔

آپ کی زندگی نورانی، آپ کا کردار نورانی، آپ کی گفتار نورانی، آپ کی سیاست نورانی، آپ کا عمل نورانی، آپ کا ظاہر نورانی، آپ کا باطن نورانی، آپ کا پیغام نورانی، آپ کا دستور نورانی، آپ کا منشور نورانی، آپ کی تبلیغ نورانی، آپ کا مشن نورانی، آپ کے افکار نورانی، آپ کی تحریر نورانی، آپ کی تقریر نورانی، آیئے! ملت اسلامیہ کے عظیم قائد علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کے مشن پر قائم ہو کر نورانی کردار، نورانی اخلاق، نورانی دستور، نورانی افکار پر کاربند ہو کر آپ کے مشن کو مشعلِ راہ بنائیں۔

رب کریم ملت اسلامیہ کے عظیم قائد حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کو قبر میں دیدار مصطفیٰ ﷺ، حشر میں رفاقت مصطفیٰ ﷺ اور قیامت میں شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ اور جنت میں پڑوس مصطفیٰ ﷺ عطا فرمائے، حافظ قرآن، عالم باعمل اور ولی کامل کے لئے رب کریم نے جنت میں جو درجات رکھے ہیں اللہ تعالیٰ وہ درجات آپ کو نصیب فرمائے، آپ نے جو پیغام دیا، امت مسلمہ کا یہی پیغام رہے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

تا حشر تیری دید کو ترستی رہیں گی میری آنکھیں
اس دل کو وہم و گمان بھی نہ تھا اچانک تیری جدائی کا

(ماخوذ از: مقالات ابن عزیز مطبوعہ کراچی)

☆

## حضرت جمیل العلماء کے استاذ زادے اور رفیق خاص

# حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی

حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی بن تاج العلماء علامہ مفتی محمد عمر نعیمی محدث مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ 1926ء/1345ء کو مراد آباد انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی فاضل عربی درس نظامی کرنے کے بعد 1946ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کی دستارِ فضیلت میں درج ذیل مقتدر شخصیات نے شرکت کی:

☆ صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

☆ تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت محدثِ کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ مولانا سید اجمل شاہ صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ پیر سید مختار اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین کچھوچھ شریف ان کے علاوہ اس دور کی کئی مقتدر علمی وروحانی شخصیات نے شرکت فرمائی۔

### ہجرت:

☆ 1950ء میں آپ نے ہندوستان سے ہجرت کی، لاہور آئے، پھر لاہور سے کراچی اور تا حال کراچی میں مقیم ہیں۔

### بیعت وخلافت:

شیخ المشائخ حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی رحمہ اللہ، حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ نے آپ کو سلاسلِ اربعہ میں خلافت عطا فرمائی، حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت، علامہ پیر سیّد طاہر علاؤ الدین گیلانی صاحب سے بھی آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

### حرمین شریفین میں حاضری:

اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے سے آپ نے چار مرتبہ حج کی اور سات مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

## عہدے اور مناصب:

آپ نے علمی و عملی زندگی میں شاندار کارہائے نمایاں انجام دیے۔ آپ کو جامع مسجد آرام باغ کراچی میں 35 سال پر محیط ایک طویل عرصہ تک اعزازی طور پر خطابت کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ کو پاکستان کی مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے چیئر مین اور اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

## بین الاقوامی تبلیغی دورے:

دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے آپ نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ انڈونیشیا، ایران، ملائشیا سمیت کئی ملکوں کا تبلیغی دورہ کر چکے ہیں۔

## علمی اور تحریری خدمات:

آپ کو اردو، عربی اور فارسی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ آپ نے بہ یک وقت کئی علمی میدانوں میں علمی خدمات انجام دی ہیں، خطابت اور افتاء کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آپ نے کئی عربی اور فارسی کتب کے ترجمے بھی کیے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- ☆ شفاء شریف (اردو ترجمہ)
- ☆ معارج النبوت (اردو ترجمہ)
- ☆ مکتوباتِ رشیدیہ (فارسی سے اردو ترجمہ)
- ☆ ترجمہ مشکوٰۃ (عربی سے اردو ترجمہ)

## میڈیا میں کردار:

پی ٹی وی، جیو ٹی وی و دیگر چینلز کے علاوہ ریڈیو پاکستان کے ذریعے آپ دین کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔

اخبارات و رسائل میں مضامین لکھنے کے ساتھ ساتھ کئی کتابوں کے مقدمات بھی تحریر کر چکے ہیں۔

1950ء میں ہندوستان سے ہجرت فرما کر لاہور آ گئے اور پھر لاہور سے کراچی آ کر مقیم ہو گئے اور الحمد للہ تا حال باحیات ہیں اگرچہ قلت سماعت کا شکار ہیں۔

☆ مختلف سرکاری عہدوں پر فائز رہے، ان میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے چیئر مین

اور سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان قابل ذکر ہیں۔

☆ جامع مسجد آرام باغ کراچی میں اعزازی خطیب کے طور پر 35 سال سے خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

☆ بین الاقوامی تبلیغی دورے بالخصوص انڈونیشیا، ملائشیا، ایران وغیرہ کر چکے ہیں۔

☆ علمی مصروفیات میں آپ نے شفا شریف کا ترجمہ کیا۔ اس طرح معارج النبوت، بنام رشیدی چھٹیاں، حج اور عمرہ کے احکامات ترجمہ مکتوبات رشیدیہ وغیرہ شامل ہیں۔

☆ اخبارات ومجلّات میں بھی آپ کے مضامین اور مقالات گاہے بہ گاہے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کے علاوہ صدر الافاضل کے خلفاء میں مولانا اختصاص الدین، مولانا ظفر الدین (دونوں ہی الافاضل کے صاحبزادے تھے)، مولانا غلام محی الدین، مولانا نذیر الاکرم، مولانا شائق احمد نعیمی، مولانا نور الصفاء چاٹگامی (بنگلہ دیش) وغیرہم کے اسمائے گرامی معروف ہیں۔ آپ حضرات نے بھی اپنے استاذ صدر الافاضل اور حضرت تاج العلماء علیہما الرحمۃ کی سرپرستی میں تدریسی، تصنیفی خدمات کے علاوہ ملکی سیاسیات میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

سعید ملت حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ اپنی مایہ ناز تفسیر ''تبیان الفرقان'' میں آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ اور اپنے والد ماجد تاج العلماء، مفتی محمد عمر نعیمی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں اور ان کے سب سے بڑے فرزند بھی ہیں۔ آپ اپنے والد ماجد کے قائم کردہ ادارہ دار العلوم مخزن العربیہ بحر العلوم میں پڑھاتے رہے۔ بعد ازاں دار العلوم نعیمیہ میں پڑھانا شروع کیا اور تادم تحریر دار العلوم نعیمیہ میں افتاء کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس پیرانہ سالی میں بھی تقریباً روزانہ دار العلوم نعیمیہ تشریف لاتے ہیں۔ ان کی صحت قابل رشک رہی ہے اور وہ عزم وحوصلے کے مالک ہیں۔ عرصۂ دراز سے جامع مسجد آرام باغ میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(تفسیر تبیان الفرقان: جلد 1 صفحہ 65، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، مئی 2015ء)

(بحوالہ: تاریخ دار العلوم نعیمیہ کراچی ص 159 تا 162)

☆

# پیر طریقت سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی المعروف مولوی جی

یہ 1957ء کے اواخر یا 1958ء کے اوائل کی بات ہے کہ مخدوم و محترم رہبر شریعت شیخ طریقت حافظ غلام محمد صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ جو قبلہ و کعبہ صوفی نواب الدین نقشبندی کھاریاں والوں کے مرید خاص اور خلیفہ مخلص تھے۔ احقر سے فرمایا کہ:

"پشاور کے ایک ممتاز عالم دین اور پیر طریقت سید امیر شاہ صاحب قادری گیلانی پشاور سے کراچی تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے ان کے مختلف علاقوں اور مقامات پر حلقہ ذکر و وعظ کا پروگرام ترتیب دیا ہے، اگر آپ کی سبز مسجد صرافہ بازار میں بھی ایک محفل وعظ کا انتظام ہو جائے تو کیا ہی اچھا رہے گا۔"

احقر تو ہمیشہ اس طرح کی محافل و مجالس کا حریص و خواہش مند رہا ہے، احقر نے حامی بھر لی۔ بعدہٗ مسجد کی کمیٹی سے مشورہ کر لیا۔ انہوں نے خندہ پیشانی سے اس نیک کام پر لبیک کہا اور اس طرح احقر کی سبز مسجد صرافہ بازار کراچی میں بعد نماز عشاء مخدوم محترم فاضل جلیل عالم نبیل رہبر شریعت شیخ طریقت نمونہ اسلاف نازش اخلاف علامہ سید امیر شاہ قادری گیلانی سے یہ پہلی ملاقات کا شرف تھا جو احقر کے قلب و ذہن پر منقش و مرتسم ہو گیا۔

مخدوم و محترم حافظ غلام محمد صاحب نقشبندی اور عزیز مکرم ابوالخیر صوفی محمد عبداللہ جان مرشد آبادی زیدہ مجدہٗ نے موصوف کے علم و حلم، اخلاق و اخلاص اور مروت محبت کے متعلق جو فرمایا تھا احقر نے سید صاحب کو اس سے بڑھ کر پایا۔ نیز اسی خلوص و محبت اور اخلاق و مروت کی وجہ سے چالیس سال سے زائد کا عرصہ ہوا کہ احقر کا یہ تعلق و رشتہ قائم و دائم رہا اور ان شاء اللہ العزیز آئندہ بھی ان کی اولاد و احفاد سے قائم و دائم رکھنے کی کوشش کروں گا۔

اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت و محبت اور ان کا احترام بالخصوص عالم حقانی، فاضل لاثانی، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، شہباز لامکانی، سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے والہانہ عقیدت و محبت، کسی عربی کے شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

آپ نے ہوش سنبھالنے سے تا دم وصال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور اکرم ﷺ کی نظر کرم سے زندگی کے دن بھرپور انداز سے گزارے۔ موصوف نے درس و تدریس، تبلیغ و تذکیر، تصنیف و

تالیف اور تزکیہ وتصفیہ کے علاوہ دینی سیاسی اور سماجی خدمات بھی سرانجام دیں۔ سرزمین سرحد پر دیوبندی علماء اور سرخ پوش سرحدی گاندھیوں کا مقابلہ بھی بھرپور انداز میں کیا۔

اس کے علاوہ جمعیت علماء پاکستان کی تشکیل سے لے کر تادم وصال جمعیت سے آپ کا کسی نہ کسی صورت میں تعلق اور رابطہ رہا۔ پہلے غازی کشمیر مفسر قرآن خطیب مسجد وزیر خان علامہ سید ابو الحسنات محمد احمد قادری رضوی الوری علیہ الرحمۃ اور غزالی زماں رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے ساتھ، اس کے بعد خطیب ذیشان مقرر شعلہ بیان فاتح سرحد مولانا عبدالحامد قادری بدایونی صاحب علیہ الرحمۃ سے بعدہٗ ستر (۷۰) سے فاضل جلیل عالم نبیل رہبر شریعت پیرِ طریقت شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز اور پیکر استقامت وشجاعت مجسمۂ شرافت وسخاوت سراپا محبت ومروت اور صاحب علم وبصیرت حافظِ قرآن عامل قرآن قاری فرقان سیاست کے اسرار ورموز پر جس کی نظر عالم اسلام کے احوال وکوائف سے جو باخبر جس کو دنیا تحفظ مقام مصطفیٰ کے پاسبان اور نظام مصطفیٰ کے داعی کے نام سے یاد رکھتی ہے، قائد ملت اسلامیہ اور امام انقلاب حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدنی قادری علیہ الرحمۃ ہمیشہ علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی علیہ الرحمۃ کا ایک عالم باعمل صوفی باصفا اور خاندانی شرافت نجابت کی وجہ سے احترام فرمایا کرتے تھے۔ احقر اس بات کا چشم دید گواہ ہے اگر یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ احترام جانبین سے تھا۔

زباں پہ بارِ الٰہا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کے لئے

بلکہ قائد ملت اسلامیہ علیہ الرحمت اس شعر کا پورا پورا مصداق تھے۔

نگاہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

بات چل رہی تھی سید امیر شاہ صاحب کے سلسلے میں، سچ بات تو یہ ہے کہ آپ کی شخصیت حسن وجمال کا پیکر، اوصاف حمیدہ کمالات لمدیدہ، خلوص ومحبت اخلاق اور مروت کا پسندیدہ مجموعہ تھی۔ آخر وقت تک سید صاحب کبھی جمعیت علماء پاکستان صوبہ سرحد کے صدر اور کبھی مرکزی سینئر نائب صدر رہے یوں تو سید صاحب کے صدقہ جاریہ میں بہت سی چیزیں ہیں۔ جس میں ان کی متعدد دینی کتب کے علاوہ نیک صالح اولاد بھی شامل ہیں۔ آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیوں میں مندرجہ ذیل حضرات اس وقت بحمدہٖ تعالیٰ موجود ہیں:

۱۔سید غلام السیدین ۲۔سید جمال الحسنین ۳۔سید محمد حسنین المعروف شاہ آغا
۴۔سید محمد سبطین ۵۔سید نور الحسنین ۶۔سید احمد غلام محی الدین
۷۔سید غلام الحسنین

ماشاءاللہ ان سات بیٹوں کے علاوہ بیٹیاں بھی ہیں جو عالمہ فاضلہ ہیں۔۱۔سیدہ ڈاکٹر ام سلمیٰ (ایم۔اے اسلامیات، ایم۔اے عربی، پی۔ایچ ڈی) ۲۔سیدہ ام بتول (ایم۔اے۔اسلامیات)۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے، سید صاحب مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ اور اپنے محبوب ﷺ کے طفیل آپ کو شفاعت عظمیٰ سے مالا مال فرماتے ہوئے آپ کے اہل خانہ اور مریدین و متوسلین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین ﷺ۔

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسمان نے جنہیں خاک چھان کر

☆

بدقسمتی سے اعتراف ہمارے معاشرے سے مفقود ہوتا جارہا ہے جبکہ حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ کے ہاں آج بھی ہر ایک کے لئے اعتراف وحوصلہ افزائی کا جذبہ وافر موجود ہے اس سلسلہ میں ان کی کتاب "روشن دریچے" کا "سخن جمیل" ملاحظہ ہو۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

# سخنِ جمیل

بفضلہٖ تعالیٰ احقر کو زمانہ طالب علمی (اگرچہ میں آج بھی اپنے کو طالب علم ہی سمجھتا ہوں) سے ہی یہ شرف حاصل رہا کہ قرآن کریم وحدیث رسول رؤف رحیم ﷺ نیز مذاہب اربعہ کی کتب کا مطالعہ کرتا رہا لیکن اس کے ساتھ ہی علماء متقدمین اور صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے حالات زندگی نیز ملفوظات وارشادات پڑھنے کا جذبہ بھی رہا۔انہی جذبات واحساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے احقر نے 1952ء سے لے کر 2015ء تک جن علماء کرام اور مشائخ عظام سے احقر کا کسی نہ کسی حیثیت سے تعلق رہا ہے ان کے حالات زندگی اور کوائف اجمالاً وتفصیلاً قلم بند کروں۔

یہی جذبہ شوق ہے کہ یہ "روشن دریچے" کے نام سے مندرجہ بالا تحریر منظر عام پر آئی۔اس

لئے بعض دانشورانِ اسلام کا کہنا ہے کہ کبھی ہم عصر بزرگوں کے دیکھنے اور زیارت کرنے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا ان کے ارشادات وملفوظات کو پڑھنے سے ہوتا ہے، اس لئے بعض علماء کرام ومشائخ عظام نے فرمایا ہے کہ جس کا کوئی پیر ومرشد نہ ہو وہ حضرت علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی عظیم کتاب "کشف المحجوب" کا مطالعہ کرے۔

مندرجہ ذیل علماء کرام اور مشائخ عظام کے مفصل حالات زندگی کافی کوشش کے باوجود نہ مل سکے، لہٰذا ان کا اجمالاً تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

(۱) علامہ مشتاق احمد نواب علیہ الرحمہ دہلی والے

(۲) مقرر شعلہ بیاں مولانا عمر الٰہی علیہ الرحمہ

(۳) پیر عثمان صاحب کچھی میمن علیہ الرحمہ

(۴) حضرت مولانا حافظ عبدالکریم علیہ الرحمہ (خطیب مدینہ مسجد پنجابی کلب کھارادر)

(۵) حضرت مولانا عبدالغنی صاحب نعیمی علیہ الرحمہ (مسجد فائر بریگیڈ متصل اردو کالج)

یہ دونوں حضرات حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے۔

(۶) حضرت علامہ مولانا جلالی صاحب علیہ الرحمہ دہلوی اور ان کے بھائی

(۷) مولانا حامد جلالی دہلوی علیہ الرحمہ دونوں اچھے خطیب تھے۔

(۸) حضرت مولانا عبدالواحد عثمانی صاحب علیہ الرحمہ جو کہ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی قادری علیہ الرحمہ صدر جمعیت علماء پاکستان کے بھتیجے اور حضرت علامہ مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند تھے بہترین خطیبوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

(۹) حضرت عالم باعمل صوفی باصفاء صوفی عبداللہ شاہ چشتی نظامی صابری علیہ الرحمہ صوفیائے کرام میں ایک عظیم شخصیت تھی ان کا قیام مارٹن روڈ کراچی میں تھا۔

(۱۰) حضرت صوفی غلام نبی صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ ان کا قیام بکرا پیڑی حاجی نظام الدین علیہ الرحمہ کے ہاں ہوا کرتا تھا، اپنے وقت کے ولی اور صوفی گزرے ہیں۔

(۱۱) حضرت مولانا نسیم احمد چشتی صابری دہلوی علیہ الرحمہ، مولانا شبیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ کے سسر تھے۔

یہ مقتدر اور عظیم شخصیتیں تھیں، جن سے احقر کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مزید کوشش جاری رہے گی کہ کچھ اور حضرات کے حالات زندگی بھی مل سکیں۔

## ترجمۃ المصنف:

تقسیم ہند سے پہلے 12 فروری 1936ء میں میری پیدائش انبالہ میں ہوئی۔ ختم قرآن عظیم اور کچھ ابتدائی تعلیم انبالہ میں ہوئیں۔ بعدہٗ تقسیم ہند کے ہم لوگ اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ لاہور میں آگئے اور شاہ عالم گیٹ قیام رہا۔ 1950ء لاہور سے ہم لوگ کراچی منتقل ہو گئے۔ کچھ دینی تعلیم اور مڈل کلاس تک کراچی میں حاصل کی۔ 1952ء میں حضرت علامہ مولانا مسعود احمد چشتی صابری علیہ الرحمہ جنہوں نے مجھے بہار شریعت کا پہلا حصہ پڑھایا۔ بعدہٗ حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ جو کہ 1951ء میں مراد آباد شریف سے کراچی تشریف لائے تھے اور انہوں نے آرام باغ کے قریب رابسن روڈ عقب جامعہ کلاتھ مارکیٹ ایک مختصر جگہ میں مخزن عربیہ بحر العلوم قائم فرمایا اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تاج العلماء علیہ الرحمہ اپنے بڑھاپے کے باوجود میزان ومنشعب، نحو میر سے لے کر بڑی کتابیں پڑھاتے رہے۔ 1952ء مجھے بھی اسی مدرسے میں مولانا مسعود احمد چشتی صابری علیہ الرحمہ جو پہلے میرے استاد تھے بعدہٗ میرے سسر بھی ہو گئے میں نے اسی ادارے میں صرف، نحو میر، منطق و فلسفہ اور دورہ حدیث تک کتابیں مکمل کیں۔ اس کے بعد اسی ادارے میں احقر موقوف علیہ تک کتابیں پڑھاتا رہا اور استاد محترم دورہ حدیث کے طلبہ کو کتابیں پڑھاتے تھے۔ اسی وجہ سے جو طلبہ دورہ حدیث میں تاج العلماء علیہ الرحمہ کے شاگرد ہوتے تھے وہ موقوف علیہ میں احقر کے شاگرد ہوتے تھے۔

1971ء تک یہ ادارہ اسی جگہ پر قائم رہا۔ اس کے بعد جب اس کے مالک نے یہ جگہ لے لی تو ہم نے اس ادارے کو لیاقت آباد مسجد رحمانیہ جہاں کہ مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ خطیب تھے وہاں قائم کیا اور بڑی جگہ کے متلاشی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور حضور سید عالم ﷺ کے صدقے اب جہاں ادارہ قائم ہے 9 ہزار گز سے زیادہ زمین عطا کر دی۔ اب جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ خیر و خوبی دورہ حدیث، مفتی کا کورس اور تصنیف و تالیف کا کام بڑے احسن اور شاندار طریقے سے ہو رہا ہے۔ مخزن عربیہ بحر العلوم سے نکلنے والے مندرجہ ذیل طلبہ تھے:

(۱) احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی

(۲) مولانا عبد الباری برمی اور مولانا مفتی عبد اللہ نعیمی نقشبندی علیہ الرحمہ جو دار العلوم مجددیہ نعیمیہ کے بانی اور شیخ الحدیث علیہ الرحمہ تھے (جو کہ مفتی محمد جان نعیمی کے والد محترم تھے۔)

(۳) حافظ محمد ازہر نعیمی علیہ الرحمہ فرزند ارجمند تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی علیہ الرحمۃ

(۴) حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کشمیری علیہ الرحمہ

(۵) حضرت مولانا تعظیم الدین بنگالی علیہ الرحمہ

(۶) مولانا سراج الفقیہ بمبئی علیہ الرحمہ

(۷) مولانا اقبال حسین نعیمی علیہ الرحمہ

(۸) مولانا سراج احمد نعیمی علیہ الرحمہ

(۹) مولانا اطہر القادری علیہ الرحمہ

(۱۰) محترم اختر حسین

(۱۱) محترم ممنون حسین (صدر، اسلامی جمہوریہ پاکستان)

جنہوں نے موقوف علیہ تک کتابیں اسی ادارے میں پڑھیں اور آج یہ ادارہ باشان وشوکت دستگیر سوسائٹی بلاک 15 فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر 38 میں الجامعۃ النعیمیہ کے نام سے قائم ودائم ہے۔

''روشن دریچے'' کی ترتیب وتدوین کے دوران مجھے:

۱۔ حضرت مولانا محمد ناصر خان چشتی زید مجدہٗ (فاضل دار العلوم نعیمیہ)، ۲۔ مولانا منور احمد نعیمی نورانی زید مجدہٗ (فاضل دار العلوم نعیمیہ) اور ۳۔ مولانا ریاض محمود شاذلی زید مجدہٗ (فاضل دار العلوم نعیمیہ) کا خصوصی تعاون حاصل رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے ان کو اور ان کے تمام اہل خانہ کو صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

رہتا ہے نام زندہ کتابوں سے اے امیر
اولاد سے تو بس، دو پشت، چار پشت

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی برکت سے الجامعۃ النعیمیہ اور اہلسنت کے دیگر مدارس، مساجد اور اداروں کو قائم ودائم رکھتے ہوئے اور ان کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہٗ
استاذ الحدیث وناظم تعلیمات
دار العلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی

تاریخ:
۱۵ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ / ۵ فروری ۲۰۱۵ء

پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری صدر شعبہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی کی تحقیقی کتاب "تحریک پاکستان میں مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ اور انکے مشاہیر خلفاء کا حصہ" کے لئے حضرت مفتی صاحب نے مقدمہ لکھا سخن جمیل ملاحظہ ہو:

# سخنِ جمیل

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسمان نے جنہیں خاک چھان کر

اس خاک دان عالم میں تخلیق آدم سے تا ایں دم بے شمار لوگ آئے اور پیوند خاک ہو گئے، آج ان کا نہ کوئی نام ونشان باقی ہے نہ نام لیوا۔ لیکن اس کے برعکس اس کے صفحۂ ہستی پر کچھ نفوس قدسیہ ایسی بھی ہیں جن کے نام اور کام کو گردشِ لیل ونہار نہ مٹا سکی۔ انہی پاک باز ہستیوں میں ایک ذات حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قادری اشرفی رضوی علیہ الرحمہ کی بھی ہے، جنہیں مولائے کریم نے ذہانت وفطانت، علم وتقویٰ، تدبر وتفکر، دانش برہانی ودانش نورانی کی بے پناہ صلاحیتوں سے حصہ وافر عطا فرما کر عالم اسلام کے لئے دین وسیاست کا مبلغ واسکالر بنایا تھا۔

احقر کی خواہش تھی کہ میرے دادا استاذ صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے شایان شان کوئی سوانح حیات مرتب کی جائے، اگرچہ بعض کتابیں اور رسائل منظر عام پر آچکے ہیں، مگر زیر مطالعہ کتاب محترم پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری زیدہ مجدہٗ (رئیس کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی) نے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے اس اہم گوشہ جس کا تعلق تحریک پاکستان اور ان کے خلفاء کے کردار سے ہے، تحقیق ومرتب فرما کر دبستان نعیمیہ سے وابستہ حضرات پر احسان عظیم فرمایا اور میرے خیالات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل موصوف کے علم وعمل میں برکت عطا فرماتے ہوئے حاسدوں سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین

اس وقت اہل قلم وقرطاس کی ذمہ داری ہے کہ وہ نظریہ پاکستان اور اس سے وابستہ اپنے اکابر کے کارناموں سے نئی نسل کو روشناس کرائیں اور انہی احساسات وجذبات کو پیش نظر رکھیں، جس کا تذکرہ محقق موصوف محترم پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری نے فرمایا ہے۔

احقر سمجھتا ہے کہ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ، ان کے تلامذہ اور خلفاء پر موصوف نے یہ کتاب تحریر کرکے آنے والوں کو گائیڈ لائن دی ہے کہ اگر اہل علم ودانش اسی طرح سہل پسندی اور غفلت وکوتاہی میں مصروف رہے تو یہ بات کہی جاتی رہے گی کہ:

نیرنگیٔ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے میں محقق موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

جمیل احمد نعیمی عفی عنہ

مورخہ: یکم جنوری ۲۰۰۷ء ناظم تعلیمات واستاذِ حدیث دار العلوم نعیمیہ، کراچی

☆☆☆☆☆

# اظہارِ عقیدہ اور عقیدت

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ اپنے عقیدے اور عقیدت کے معاملہ میں بڑے واضح موقف رکھتے ہیں۔ ان کی مقبول عام کتاب ''روشن دریچے'' کا انتساب اس حوالہ سے قابل مطالعہ ہے۔ آپ نے کس عقیدت ومحبت سے لکھا۔ ملاحظہ ہو:

## انتساب

☆ مجدد دین وملت، پاسبانِ ناموسِ رسالت، امام اہلسنت
اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

☆ قطب مدینہ، سابق امام وخطیب اور شیخ الحدیث مسجد نبوی ﷺ
حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رضوی علیہ الرحمۃ

☆ صدر الافاضل بدر الاماثل مفسر قرآن
حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین اشرفی محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ

☆ شیخ المشائخ، عالم باعمل، صوفی باصفا
حضرت مولانا محمد شاہ کرامت اللہ چشتی صابری رامپوری دہلوی علیہ الرحمۃ

☆ شیخ التفسیر والحدیث، تاج العلماء، مفتیٔ اہلسنت
حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ

☆ شیخ المشائخ، عالم باعمل، صوفی باصفا، خطیب صابری مسجد رنچھوڑ لائن کراچی
حضرت مولانا حافظ مسعود احمد چشتی صابری دہلوی علیہ الرحمۃ

ادارہ ورلڈ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی کے سربراہ علامہ مفتی محمد بشیر القادری کی کتاب ''اسلام اور دہشت گردی'' کے لئے حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی نے تقریظ مرحمت فرمائی۔

# تقریظ جمیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج تک اقوام متحدہ کے سقراط و بقراط اور دنیا کے دانشور اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ دہشت گردی اور حریت و آزادی میں کیا فرق ہے؟ اقوام عالم کے اپنے نقطۂ نظر اور اقوام متحدہ کے منشور کی روشنی میں اپنی آزادی اور اپنی ناموس و عزت کے تحفظ کے لئے لڑنا مظلوم قوموں کا حق ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس ورلڈ ٹریڈ سینٹر (9/11) کے واقعہ کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے بعض مسلمان ملکوں اور مسلمان قوم پر جو ظالمانہ اور سفاکانہ حملے شروع کئے ہیں، اس کی مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔ بالخصوص اکتوبر 2001ء میں افغانستان پر حملہ، مارچ 2003ء میں عراق پر حملہ اور اب پاکستان کے بعض سرحدی اور قبائلی علاقوں میں حملے امریکہ کی بربریت اور وحشت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس کے علاوہ صومالیہ، سوڈان اور ایران پر تازہ ظلم و تشدد اس کا بین ثبوت ہے۔ شاید انہی حالات سے متاثر ہو کر مشہور و معروف دانشور اور شاعر احمد فراز نے کہا تھا۔

برباد کر کے بصرہ و بغداد کا جمال
اب نظر بد ہے جانب خیبر لگی

کبھی قوم کے پڑھے لکھے اور دانشور طبقے نے اس پر بھی غور فرمایا کہ دنیا میں آج جو اضطراب و بے چینی اور تشدد کا دور دورہ ہے اس کے اصل وجوہ و اسباب کیا ہیں؟ عزیز و اس کے بہت سے اسباب ہیں، من جملہ ان میں سے سردست دو سپر پاور طاقتوں میں سے روس کا پسپا ہونا اور امریکہ کا صرف میدان میں رہ جانا ہے۔ انسانیت کے لئے عظیم المیہ ہے کیونکہ اب امریکہ ویسے بھی اپنے ذرائع و وسائل نیز کثیر تعداد میں فوج اور ایٹمی طاقت ہونے کی وجہ سے "انا و لا غیری" کا راگ الاپ رہا ہے اور جو چند ممالک ایٹمی طاقت ہیں ان میں سے بھی اس کی نظر صرف اور صرف پاکستان پر لگی ہوئی ہے، نہ اس کو اپنے لے پالک اسرائیل سے کوئی سروکار ہے، بلکہ اس کی ہر حالت میں حمایت بھی کرتا ہے، نیز اگر اقوام متحدہ میں اس کے خلاف قرارداد آتی ہے تو اس کو بھی ویٹو کر دیتا ہے۔ تو امریکہ کا بے پناہ دولت مند ہونا نیز کثیر تعداد میں فوج اور بے شمار اسلحہ کے بل بوتے پر غریب ملکوں کے ذخائر و معدنیات بالخصوص پٹرول

کے کنوؤں پر للچائی ہوئی نظریں رکھنا ہی نہیں بلکہ اس کے ایجنڈے میں قبضہ کرنا بھی ہے۔ اسی وجہ سے غریب ملکوں اور قوموں کے دلوں میں اس سے نفرت روز بروز بڑھ رہی ہے، لہٰذا امریکہ کو اپنی اس پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہیے، اور بے جا اپنی ناجائز اولاد (اسرائیل) کی ہر ناجائز خواہش سے اپنے کو بچانا چاہیے۔ تاکہ آئندہ غریب و کمزور اور بے وسائل قوموں کے غیظ و غضب کا وہ شکار نہ ہو سکے۔

ظالم ابھی ہے فرصت توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گرا اور سنبھل گیا

احقر نے فاضل خبیر عالمِ شہیر علامہ محمد بشیر القادری دامت برکاتہم العالیہ کی مرتب کردہ کتاب ''اسلام اور دہشت گردی'' کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔ احقر مولانا کو اس کاوش پر مبارک باد پیش کرتا ہے کہ موصوف نے عصر حاضر کے اس سلگتے ہوئے مسئلے پر قلم اٹھایا جبکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر طرف خوف اور دہشت کا عالم ہے اور بتایا کہ اسلام اور مسلم قوم دہشت گرد نہیں۔

اسلام اور مسلمانوں نے ہمیشہ پیار و محبت امن و سلامتی کا درس دیا۔ قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کے عالمی تبلیغی دورے اور بیانات و تقاریر اس پر شاہد عدل ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے والے خود عالمی دہشت گرد ہیں۔ ہمارے علماء کرام اور صوفیاء عظام کی پوری پوری زندگیاں پیار و محبت اتحاد و اتفاق نیز امن و سلامتی پر روشنی کے مینار ہیں۔

دہشت گردی انفرادی ہو یا اجتماعی یا کسی نام نہاد سپر پاور ریاست کی طرف سے ہو قابلِ صد مذمت اور لائق صد نفرت ہے۔ اس وقت جنوبی و شمالی وزیرستان اور سرحد و فاٹا کے علاقوں میں جو قتل و خونریزی ہو رہی ہے یہ بھی بڑی طاقتوں کی سازش ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ و برطانیہ نیز بھارت و اسرائیل کی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ ان بڑی طاقتوں نے اپنی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا پاکستان کو آماجگاہ بنایا ہوا ہے، تاکہ ایک تیر سے کئی شکار کیے جا سکیں۔ جس طرح دنیائے عرب کے سینے پر اسرائیل کو بٹھا رکھا ہے، اسی طریقے سے وہ پاکستان کے دل پر بیٹھ کر اپنی سازشیں کر رہا ہے۔ اور اس طریقے پر وہ کسی مقدس مقام پر بھی نظر رکھ سکتا ہے۔ آج تک کی بڑی طاقتیں بالخصوص اقوام متحدہ کے جیالے نہ عرب و اسرائیل کے مسائل کو حل کر سکے اور نہ ہی مظلوم و بے بس کشمیری مسلمانوں کا مسئلہ حل کر سکے۔

اس وقت کا تقاضا ہے کہ ہمارے مسلم ممالک کے سربراہ متحد و متفق ہوں اور بڑی طاقتوں کی غلامی کا قلاوہ اپنی گردن سے اتاریں، اور مسلم قوم کا ایک ادارہ قائم کر کے مسلم قوم کی بقاء و تحفظ اور استحکام پر کام کریں۔

باقی یہ جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے حضرت علامہ مولانا محمد بشیر القادری نے حقائق کو حقیقت کی کسوٹی پر رکھ کر مدلل اور دلنواز اور پُر اثر اسلوب تحریم، منفرد انداز، بے باک اور دلچسپ طریقہ جہاں دہشت گردوں کو بے نقاب کیا وہاں سے طالبان کی اقسام، کون سا گروہ کس کے لئے کتنا کام کر رہا ہے۔

اسلام اور عصر جدید دنیا کو دہشت گردی کی لعنت سے کیسے بچایا جائے؟ جیسے مسائل سے جامع حوالہ جات کی روشنی میں پردہ اٹھایا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مغربی استعمار نے پچھلی تین صدیوں سے عالم اسلام میں جو تباہی مچا رکھی ہے، اس کے مختلف پہلو ہیں اور ہر پہلو اپنی جگہ اہم دوررس اثرات کا حامل ہے۔ مسئلہ سیاسی ہو یا معاشی، فکری ہو یا ثقافتی، اخلاقی ہو یا معاشرتی، بگاڑ کے ہر نقشے میں استعمار کی فسوں کاری کارفرما نظر آتی ہے۔ مغربی قوتوں کا حملہ ہر اس چیز پر ہے جو ہماری مسلمانوں کی شناخت ہے اور جس میں ہماری زندگی اور بقا کا راز ہے۔ حضرت علامہ بشیر القادری نے اس کتاب میں جن موضوعات کو اپنی تحریر اور توجہ کا مرکز بنایا، ان کو عصری تقاضوں کی روشنی میں اور ان کے مختلف پہلوؤں پر جامع اظہار خیال فرمایا ہے اور یہ ان ہی کا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اُن کی حفاظت فرمائے آمین!

دعا گو احقر جمیل احمد نعیمی

ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی

☆☆☆☆

# ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی رحمۃ اللہ علیہا☆

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی رکن، سابق رکن قومی اسمبلی، خواتین اسلامک مشن کی سربراہ اور قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی ہمشیرہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی 7 اگست 2013ء بروز بدھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ کی صاجبزادی ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی جون 1935ء میں ہندوستان کے مشہور شہر میرٹھ میں پیدا ہوئیں۔ جب مبلغ اسلام عمرہ کی سعادت کے لئے مکہ مکرمہ کی پر کیف اور دل نشین فضاؤں میں تھے جب آپ کی ولادت کی خبر انہیں ملی تو انہوں نے خانہ کعبہ میں جا کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی:

"اے اللہ! جس طرح میں نے پوری دنیا میں اسلام کی خدمت کی ہے، میری یہ بیٹی بھی اسی طرح خواتین میں دین اسلام کی خدمت کرے اور ایک عظیم مبلغہ کا درجہ حاصل کرے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبلغ اسلام کی اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی اسلام کی ایک عظیم مبلغہ اور داعی بن گئیں۔ آپ نے بھی اپنے والد گرامی اور برادرِ اکبر کی طرح چہار دانگ عالم میں اسلام کی تبلیغ واشاعت فرمائی اور بلاشبہ لاکھوں خواتین اسلام کو توحید ورسالت، رشد وہدایت اور دین اسلام کا عامل بنا دیا۔ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی نے ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہی حاصل کی۔ ابھی آپ پرائمری اسکول میں زیر تعلیم تھیں کہ مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آ گیا اور آپ نے بھی اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان ہجرت کر کے کراچی آ گئیں۔ کراچی آنے کے بعد آپ نے جیکب لائن سے میٹرک، وومن اسلامک کالج سے بی اے اور کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی ان چند خواتین میں سے ایک ہیں جنہوں نے حقیقی معنوں میں پاکستان میں نہ صرف خواتین کی تعلیم اور اس کے حقوق کی آواز اٹھائی بلکہ اس عظیم مشن کا بیڑا بھی اٹھایا۔ پاکستان کی خواتین میں دینی تعلیم کے حصول اور اس کے فروغ کا سہرا ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کے سر ہے۔ خواتین میں دینی تعلیم کے حصول وفروغ اور تبلیغی اجتماعات شروع کرنے کے لئے آپ نے 1959ء

---

☆ دخترِ نیک اختر مبلغ اسلام، ہمشیرہ حضرت قائد اہل سنت، مصنفہ، خطیبہ، اسکالر، ماہر تعلیم

میں خواتین اسلامک مشن کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد خواتین اسلام میں دینی، علمی اور رفاہی خدمات کے شعور کو بیدار کرنا تھا۔ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی نے نہ صرف پاکستان کی خواتین میں دینی تعلیم کے حصول اور اس کی تبلیغ کا رجحان پیدا کیا بلکہ دنیا بھر کے اندر آپ نے یہ سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے دنیا کے کئی ممالک میں اسلام کی تبلیغ اور ترویج کا عظیم کام کے لئے تبلیغی سفر کیا۔ خواتین اسلامک مشن کی شاخیں پاکستان سمیت کینیڈا، جرمنی، ہالینڈ، فرانس، ماریشس، کینیا وغیرہ میں قائم ہیں اور اس پلیٹ فارم سے دنیا بھر میں لاکھوں خواتین اسلام کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

مذکورہ بالا شاخوں پر نہ صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ عصری تعلیم کا بھی بہترین انتظام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس پلیٹ فارم کے زیر اہتمام درس قرآن کے مراکز بھی قائم ہیں جس میں ملک بھر سے خواتین شرکت کرتی ہیں۔ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کے زیر نگرانی کراچی میں تفسیر قرآن اور درس قرآن کے تقریباً 70 مراکز قائم تھے۔

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی نے 1970ء کے عام انتخابات کے موقع پر مطالبہ کیا تھا کہ ہر صوبے میں خواتین کے لئے علیحدہ جامعات قائم کی جائیں۔ اس مطالبہ کو آپ نے خود عملی جامہ پہنایا اور 1990ء میں آپ نے گلشن اقبال کراچی میں اسلامک یونیورسٹی برائے خواتین قائم کی۔ جس میں دینی اور عصری تعلیم حاصل کرنے کا بہترین انتظام کیا گیا ہے اور عالمہ کورس کرنے کے لئے پاکستان سمیت امریکا، کینیڈا، یورپ اور افریقہ سے بھی طالبات آتی ہیں اور زیور تعلیم سے آراستہ ہوتی ہیں، طالبات کے قیام اور طعام کے لئے جدید طرز کا ہاسٹل بھی تعمیر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی نے نہ صرف دینی و مذہبی اور علمی و ادبی میدان میں خدمات انجام دی ہیں بلکہ سیاسی اور سماجی میدان میں بھی آپ نے شاندار اور یادگار طریقے سے خدمات انجام دیں۔ 1970ء کے عام انتخابات میں آپ نے حصہ لیا اور خواتین کے حقوق کے لئے زوردار انداز میں آواز اٹھائی۔ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے جمعیت علماء پاکستان شعبہ خواتین کی طرف سے 2003ء میں قومی اسمبلی کی ممبر منتخب ہوئیں اور خواتین کے حقوق سے متعلق متعدد قراردادیں پیش کیں۔

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی 2002ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے تشکیل دیے گئے قومی کمیشن برائے منصب خواتین کی ممبر منتخب ہوئیں۔ اس کمیشن کا مقصد عورتوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی روک تھام، تجاویز جمع کرنا اور ان پر عملدر آمد کو یقینی بنانا تھا۔

اسی طرح ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی 2000ء میں زکوٰۃ کونسل سندھ کی ممبر منتخب ہوئیں۔ سندھ زکوٰۃ کونسل مستحقین کی امداد کے لئے 500 روپے ماہوار جبکہ شادی کے لئے 5000 روپے مختص کرتی تھی، ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کی تجویز پر یہ رقم 500 سے بڑھا کر 1000 روپے اور 5000 سے بڑھا کر 10,000 کر دی گئی تھی۔ نیز ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی نے یہ بھی تجویز دی تھی کہ عورتوں کو اجتماعی طور پر رقم دی جائے اور انہیں پابند کیا جائے کہ وہ سب مل کر کوئی کام کریں مثلاً وہ اپنے گاؤں دیہات میں مرغ بانی اور تعلیم قرآن کو فروغ دیں، گھریلو صنعت کاری قائم کریں تا کہ ان کی آمدنی میں بھی اضافہ ہو اور ان کو دوبارہ زکوٰۃ لینے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اس تجویز کو بہت سراہا گیا اور قابل عمل بنانے کی کوششیں بھی کی گئیں لیکن ڈاکٹر فریدہ کی معیاد خدمت ختم ہونے کے بعد بوجوہ یہ کام پایہ تکمیل نہ پہنچ سکا۔

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کو ان کی علمی و سماجی خدمات اور علمی کمال کی بدولت کراچی یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ کا ممبر منتخب کیا گیا۔ یہاں بھی آپ نے شاندار خدمات انجام دیں اور آپ کی تجویز پر اساتذہ کو مکان کی تعمیر کی مد میں دیا جانے والا قرض پر سود کو ختم کیا گیا۔

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کو 2013ء میں اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا ممبر بنایا گیا۔ آپ نے منتخب ہونے کے بعد کونسل کے دو اجلاسوں میں شرکت کی اور ایک اجلاس میں 1961ء میں بنائے جانے والے عائلی قوانین کی خلاف اسلامی شقوں کی نشاندہی پر اپنا مدلل مقالہ پیش کیا اور ان قوانین کی اصلاح اور تشکیل نو کے لئے کئی قابل عمل اور قابل غور تجاویز پیش کیں۔

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی نے تبلیغ اسلام اور علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے نہ صرف تقریری میدان میں خدمات انجام دیں بلکہ تبلیغ اسلام کے لئے آپ نے تحریری میدان میں بھی بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ آپ نے جو کتب تحریر کیں ان میں توبۃ النصوح، مخلصین کا روزہ، معراج النبیؐ، تعلیمات قرآن، اسلامیات اور حدود آرڈیننس قابل ذکر ہیں۔

☆

# نشتر پارک کراچی میں جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کی سنی کانفرنس 1970ء

## مفتی جمیل احمد نعیمی کا خطاب

ترتیب: استاذ العلماء مولانا مفتی محمد حسن حقانی

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی ناظم نشر و اشاعت جماعت اہل سنت پاکستان نے سنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے علماء و مشائخ اور مقررین کا تعارف فرماتے ہوئے بتایا کہ آج یہ علماء مدارس و مساجد سے اور یہ مشائخ اپنی خانقاہوں سے نکل کر میدان جہاد میں آ گئے ہیں اور یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں آئے ہیں بلکہ جب بھی انتہائی نازک وقت آیا اور قوم کو ان کی رہنمائی کی شدید ضرورت ہوئی انہوں نے اس جہاد میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ اگر وقت کے مورخ تعصب کی عینک اپنی نگاہوں سے اتار دیں تو ان کو ماضی میں بہت سے ایسے واقعات دستاویزی ثبوت کے طور پر مل جائیں گے کہ علماء و مشائخ اہل سنت نے اپنی بساط کے مطابق باطل کا ہر دور میں مقابلہ کیا ہے اور اس کو زیر کر کے دم لیا ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ مولانا فضل حق خیر آبادی اور دیگر علمائے اہل سنت نے اس برصغیر میں انگریزوں کے خلاف وہ زبردست علم جہاد بلند کیا کہ انگریز کے ایوانِ حکومت میں زلزلہ آ گیا۔

پھر پٹنہ کی سنی کانفرنس جو 1897ء میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی قیادت میں ہوئی اس میں بھی انگریزوں اور ہندوؤں کے مظالم کے خلاف زبردست جہاد کیا گیا اور سچ پوچھیے تو پٹنہ کی سنی کانفرنس نے پاکستان کے قیام کی بنیاد کھڑی کر دی تھی، چنانچہ 1946ء میں سنی کانفرنس بنارس نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر پاکستان کے حق میں فیصلہ صادر کر کے برصغیر کی عظیم اکثریت اہل سنت کو مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع کر دیا، اور اس طرح اس عظیم اکثریت کے ووٹوں نے پاکستان کے قیام میں سب سے اہم اور بڑا حصہ لیا۔

مولانا نعیمی صاحب نے زور دے کر فرمایا کہ آج کی یہ عظیم سنی کانفرنس بھی پاکستان کو بچانے اور اس کے نظریۂ اسلام کی بقا کے لئے ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ ہمارے یہ مشائخ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی دامت برکاتہم العالیہ صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان، حضرت قدوۃ الاسلام شیخ طریقت حضرت پیر محمد قاسم صاحب مشوری صدر جمعیۃ العلماء پاکستان صوبہ سندھ، اور یہ مقتدر علمائے اہل سنت جو اس سنی کانفرنس کے دونوں اجلاسوں سے خطاب

فرمانے والے ہیں انہوں نے عوام اہل سنت کو بیدار کر کے اس ملک کو سوشلزم، کمیونزم اور سرمایہ دارانہ نظام کی تباہ کاریوں سے بچانے میں بہت بڑا جہاد کیا ہے۔

آخر میں مولانا نے صدر جماعت اہل سنت پاکستان علامہ ازہری صاحب نائب صدور جماعت اہل سنت، مولانا علامہ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی، مولانا علامہ شاہ احمد نورانی اور مولانا شاہ عارف اللہ قادری، مولانا سید محمود احمد رضوی، ناظم اعلیٰ جمیعت العلمائے پاکستان، مولانا محمد شریف صاحب، شیخ الحدیث (محمد شریف رضوی) ملتانی اور دیگر علماء کا تعارف فرماتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

(بحوالہ کتابچہ ترجمان اہل سنت شمارہ نمبر 31، 32 مطبوعہ 70 ص 48 تا 50)

☆☆☆☆

# حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی کے بعد حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ کا خطاب

(اس خطبہ مبارک کا مقصد حضرت شیخ الاسلام کے مبارک الفاظ سے اکتساب فیض و برکت ہے)

حصول برکت کی غرض سے نذر قارئین ہے

16 اکتوبر 1978ء کو سنی کانفرنس کے تاریخی اجتماع سے حضرت شیخ المشائخ قبلہ خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی مدظلہ، صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان نے پہلے اجلاس کی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ:

"آج کے اجلاس میں خطاب فرمانے والے مقررین نے جو کچھ فرمایا ہے وہ میرے دل کی آواز ہے۔ ہم لوگ اسلام کی سربلندی کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں اور ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے۔"

آپ نے انتہائی عالمانہ انداز میں الیوم الملکت لکم دینکم الخ کی تفسیر و تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

اسلام ایک ایسا مکمل جامع اور بہترین نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے اور یہ دین اسلام خدا کا پسندیدہ دین ہے یہی قانون اسلام انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے بے حد مفید کارآمد اور قابل عمل ہے۔ دین اسلام اپنی جامعیت کی بنا پر کسی قسم کی پیوندکاری یا کسی دوسرے نظام کی ضرورت نہیں رکھتا اسلام اپنے تمام ماننے والوں کے لئے یکساں رہنما ہے۔ اس دین کے بعد کوئی دین قابل قبول نہیں۔ اس ملک کا آئین اور دستور سوائے کتاب وسنت کی ہدایت کے دوسرا مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ ہم کو اسلام کے سوا کوئی قانون درکار نہیں۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے آخر میں اہل سنت کی کامیابی اور مسلمانان عالم کی فلاح و بہبود کے حق میں دعا کرتے ہوئے کانفرنس کی کامیابی پر کانفرنس کے منتظمین کو مبارکباد پیش کی۔

سنی کانفرنس کے پہلے اجلاس میں علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان نے منشور کی وضاحت میں ایک مقالہ پڑھا۔ (سوادِ اعظم رپورٹ، صفحہ 75 تا 77)

# مولانا جمیل احمد نعیمی...... سنی کانفرنس ملتان کے اجتماع سے دوسرا خطاب

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

میں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کو اس تاریخی کانفرنس کے انعقاد پر نہ صرف اپنے کراچی کے احباب بلکہ پورے صوبہ سندھ کے تمام مندوبین واحباب کی جانب سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اہلسنت کو متحد و متفق ہو کر نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی توفیق عطا فرمائے۔

اہلسنت کی تاریخ بہت تاباں ہے۔ اس کا ماضی بھی تاباں ہے اس کا حال بھی تاباں ہے اور جب اہلسنت متحد و متفق ہو جایا کرتے ہیں تو ان شاء اللہ ان کا مستقبل بھی تاباں ہوگا۔ (نعرے) اہلسنت کی تاریخ شاندار روایات کی امین ہے۔ سنی کانفرنسوں کی تاریخ بہت طویل ہے اگر ہم ذرا پیچھے مڑ کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارے ہی وہ اکابر تھے۔ وہ ہمارے ہی اسلاف تھے کہ جب کچھ لوگ اس برصغیر میں تقسیم سے قبل ہندوؤں کے اشاروں پر ناچ رہے تھے اور بندے محترم کا گیت الاپنے والے ہندوؤں کا ساتھ دے رہے تھے تو فاضل بریلوی اور ان کے رفقاء 1318ء میں پٹنہ میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کر کے ایک طرف ہندوؤں اور انگریزوں کو للکارا تھا تو دوسری طرف مسلمانوں میں وہ لوگ جو مقام مصطفیٰ ﷺ سے نابلد تھے اور ناآشنا تھے ان کو یہ بتایا تھا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام کیا ہے؟ اس کے بعد حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ نے 1946ء میں بنارس میں علماء و مشائخ اہلسنت کو جمع کیا۔ اس زمانہ کے اخبارات و رسائل میں اس کانفرنس کی جو رپورٹ شائع ہوئی اس کے مطابق بلا مبالغہ بنارس سنی کانفرنس میں شریک علماء مشائخ کی تعداد 5 ہزار سے زائد تھی۔ بلوچستان، سرحد، پنجاب، سندھ اور مشرقی پاکستان غرضیکہ برصغیر کے گوشے گوشے سے علماء اہلسنت جمع ہوئے اس کانفرنس میں علماء و مشائخ اہل سنت نے اعلان کیا تھا اور اپنے مریدین سے کہا تھا کہ پاکستان کے لئے ووٹ دینا ہوگا۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ:

"جو مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے وہ مسلمانوں کے قبرستان میں کبھی نہ دفن کیا جائے۔"

میرے دوستو!

پاکستان ہمارے اسلاف نے بنایا قربانیاں بھی ہمارے اسلاف نے دی ہیں اب پاکستان کو بچانا اور اس کے استحکام کے لئے متحد ہونا، متفق ہونا اور منظم ہونا بھی ہمارا اور آپ سب کا کام ہے۔

1970ء میں جب ایک شخص نے کہا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کو ہم سوشلزم کا گڑھ بنائیں گے تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس اسٹیج پر بیٹھے ہوئے قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے کراچی کے آرام باغ میں اس چیلنج کو قبول کیا تھا قائد اہلسنت جن کا نام لے کر آج ہم اپنے سر فخر سے بلند کرتے ہیں اس لئے کہ نظام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے جو قربانیاں مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خاں نیازی اور دیگر علماء اہلسنت نے دی ہیں وہ تاریخ کا ایسا زریں باب ہے جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ موجودہ دارالسلام کے دوستوں کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس چیلنج کو قبول کیا تھا۔ اسی طرح ۸،۹ اگست ۷۰ء کو کراچی کے نشتر پارک میں بھی ہم نے ایک عظیم الشان کانفرنس بلائی تھی آج آٹھ سال کے بعد مدینۃ الاولیاء ملتان میں جہاں بے شمار اولیاء کرام آرام فرما ہیں غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے جو عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی ہے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس کانفرنس کے دور رس اثرات ملک کے گوشے گوشے میں پھیلائیں اور ستے میں حائل ہر قسم کی مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کریں۔

جنہیں زندگی ہو پیاری وہ یہیں سے لوٹ جائیں

(سید عالم رپورٹ ص 150 تا 152)

☆☆☆☆

# علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی کا ایک مفصل اور اہم انٹرویو

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کی ملک محبوب الرسول قادری سے گفتگو

مفتی جمیل احمد نعیمی...... بزرگ عالم دین ہیں کراچی میں انہوں نے جن خطوط پر ملک وملت اور مذہب وعقیدہ کے لئے خدمات سرانجام دیں وہ انہی کا حصہ ہیں وہ انجمن طلبہ اسلام کے بانی، جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ اور جمعیت علماء پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین ہیں اور مشہور دینی ماہانہ رسالہ "ترجمان اہلسنت" کے چیف ایڈیٹر رہے۔ اس وقت جامعہ نعیمیہ کراچی کے سربراہ ہیں۔ سادگی ومتانت، اخلاص وایثار اور ہر ایک کے لئے محبت ان کے اوصاف میں سے ہیں۔ ان کے دورہ لاہور کے موقع پر جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور میں ان سے کیا جانے والا مفصل انٹرویو نذر قارئین ہے۔ (محبوب قادری)

س: اسم گرامی، ولدیت، جائے ولادت، تاریخ ولادت، خاندانی پس منظر؟

ج: جمیل احمد نام ہے، 'نعیمی' دادا استاذ حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی نسبت سے کہلاتا ہوں۔ والد گرامی کا اسم گرامی قادر بخش ہے۔ حضرت سائیں توکل شاہ کی سرزمین ایسٹ پنجاب کے شہر انبالہ میں فروری 1936ء میں پیدا ہوا۔ ہمارے بزرگ زراعت پیشہ قسم کے لوگ تھے۔ دادا جان سہارن پور سے نقل مکانی کر کے انبالہ آ گئے۔ شیخ برادری کا فرد ہوں۔

س: ابتدائی تعلیم اور دیگر تعلیمی مراحل کب اور کیسے طے پائے اور کن اہم شخصیات سے رابطے کا آپ کو موقع ملا اور پھر تدریسی خدمات کے حوالے سے بھی کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

ج: انبالہ میں اپنے گھر کے قریب حافظ محمد اسماعیل پانی پتی ہوتے تھے، ابتدائی تعلیم ان سے ہی حاصل کی۔ تقسیم کے وقت میری گیارہ سال کی عمر تھی۔ میں نے نصف قرآن پاک ان سے ہی پڑھا۔ ہم ہجرت کے کر رمضان شریف میں لاہور آ گئے۔ صدر بازار لاہور میں کراچی محلّہ ہے۔ ہم پہلے وہاں آئے۔ 1947ء میں ہم کراچی محلّہ میں ایڈجسٹ ہو گئے اور پہلی بقرعید لاہور میں منائی۔ پھر دو تین سال یہیں گزرے۔ اس کے بعد 1950ء کے قریب ہم لاہور سے کراچی شفٹ ہو گئے۔ لاہور قیام کے دور میں پڑھائی کا نظام معطل رہا۔ کراچی جا کر دوبارہ پڑھائی شروع کی۔ پرائمری میں داخلہ لیا۔ مڈل کیا۔ قرآن پاک ختم کیا۔ گھریلو

معاملات ذرا کمزور تھے۔ ابتدائی طور پر بچوں اور بچیوں کے اسکول 1950ء سے 1952ء تک اسلامیہ اسکول پرانا حاجی کیمپ کراچی میں استاذ رہا۔ مارچ 1952ء میں، میں نے پڑھانا چھوڑ دیا۔ مولانا مسعود احمد دہلوی کے ہاں میں نماز پڑھتا تھا۔ میرے والد گرامی کوئی عالم، حافظ یا مذہبی راہنما نہ تھے بلکہ وہ تو انبالہ کی ایک فلور ملز میں انجینئر تھے، البتہ علماء کی تقریر سنتے تھے۔ ایک مولانا احمد جودھ پوری اچھے، بہت عمدہ اور خوش گلو خطیب ہوا کرتے تھے، ان سے متاثر ہوا۔ حضرت مولانا مسعود احمد چشتی صابری دہلوی کے اصلاح اور انداز گفتگو سے بھی متاثر ہوا۔ اس زمانے میں ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی کا بھی شہرہ تھا۔ میں نے ان کو بھی قریب سے دیکھا۔ حضرت مولانا مسعود احمد چشتی صابری دہلوی دین کے بڑے خادم تھے، انہوں نے اپنی مسجد کو اہلسنت کا مؤثر مرکز بنایا ان کی صابری مسجد تھی، بعد میں وہی میرے سسر بھی بنے، یہ حضرت مولانا مسعود احمد، ابوالنور مولانا محمد بشیر اور مولانا غلام دین لوکوشیڈ والے تینوں حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ کے شاگرد تھے۔

مفتی محمد عمر "تاج العلماء" مراد آباد خطیب نعیمی اشرفی کراچی آئے اکتوبر 1951ء میں دارالعلوم قائم کیا۔ "مخزن عربیہ بحر العلوم کراچی" آرام باغ کے علاقہ میں قائم ہوا مئی 1952ء میں، میں نے اس مرکز علم میں داخلہ لیا۔ یہ ابتدائی داخلہ لیا۔ 52ء سے 60ء تک وہاں پڑھا۔ دورۂ حدیث شریف وہاں سے کیا۔ وہاں قاضی زین العابدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگ اور روحانی شخصیت تھے جو پہاڑ گنج دہلی کے امام اور خطیب رہے۔ میں نے ان سے بھی پڑھا۔ اور یوں 1960ء کے بعد اب تک برابر پڑھ رہا ہوں۔ یہ ہمارے استاد محترم حضرت تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی جو صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد رشید تھے انہیں یہ بھی اعزاز حاصل تھا کہ کنز الایمان پر تفسیری حاشیہ "خزائن العرفان" حضرت صدر الافاضل کے لکھوانے پر یہی لکھا کرتے تھے وہ پڑھاتے تھے۔

دو مدرس مزید تھے اور ایک میں تھا، ہم دارالعلوم مظہریہ آرام باغ میں پڑھاتے تھے۔ یہ دارالعلوم مشہور سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے والد گرامی حضرت مولانا محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے موسوم تھا اور اس کا سنگ بنیاد حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1956ء میں خود رکھا تھا۔ اس مدرسہ میں بھی فقیر نے ایک سال تک تدریس کی۔ پھر دارالعلوم قادریہ جیکب لائن اللہ والی مسجد (ایم اے جناح

روڈ) کراچی میں ایک سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ بعدازاں حضرت نے خود اپنے ہاں جامعہ مخزن بحر العلوم میں بلالیا، تب فقیر نے اپنے مادر علمی میں پڑھانا شروع کیا۔ ہمارے استاذ گرامی کا وصال 1966ء میں ہوا۔ 63ء سے 66ء تک میں نے وہاں پڑھایا۔ دورہ حدیث شریف میں جو طلبہ حضرت تاج العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے وہ موقوف علیہ میں اس فقیر کے شاگرد تھے۔ تھوڑے تعطل کے ساتھ میں اس ادارہ میں 1972ء تک پڑھاتا رہا، یہ ادارہ اسی جگہ قائم رہا۔ 1972ء کے بعد کچھ وجوہ کی بنا پر جگہ ہم نے واپس کردی۔ 72ء سے 74ء تک نمبر 10 لیاقت آباد میں یہ دارالعلوم قائم رہا۔ 74ء میں ہم نے فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر 15 نزد ایوب منزل کراچی میں جگہ لے لی۔ تقریباً ساڑھے نو ہزار گز کا کل رقبہ ہے، جس میں 3 ہزار گز پر جامع مسجد نعیمی بنی اور تقریباً ساڑھے چھ ہزار گز پر دارالعلوم نعیمیہ کی عمارت ہے۔ الحمدللہ یہ کام ہم نے کیا اب تک اس کے ایک سو(100) کمرے ہیں۔ یہ باقاعدہ ٹرسٹ ہے، جسٹس مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری اس کے پہلے چیئرمین رہے ہیں اس کے کل سات ممبران تھے۔

(۱) مفتی سید شجاعت علی قادری

(۲) فقیر مفتی جمیل احمد نعیمی

(۳) مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی

(۴) مولانا حافظ محمد ازہر نعیمی

(۵) مولانا مفتی منیب الرحمٰن

(۶) مولانا اقبال حسین نعیمی

(۷) مولانا سراج احمد نعیمی

ہمیں یہ کھلا اعتراف ہے کہ اس ادارہ کی زمین دلانے میں حضرت قائدِ اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی، حضرت پروفیسر شاہ فرید الحق اور شہید ظہور الحسن بھوپالی کا بنیادی کردار ہے۔

س: جیل کی فضاؤں میں کبھی سانس لیا ہو؟

ج: ایک بات کراچی جیل کے حوالے سے یاد آرہی ہے کہ اکتوبر 1973ء میں رمضان المبارک تھا۔ ملک میں پی پی پی کی حکومت تھی۔ میں نے اپنی مسجد میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ بھٹو وزیر اعظم بن کر آئے ہیں۔ یہی وہ کراچی ایئرپورٹ ہے، جہاں وزیر خارجہ بھٹو نے

انڈیا کے وزیر خارجہ سورن سنگھ کا استقبال کیا تھا۔ کراچی ہوائی اڈے پر مسٹر بھٹو نے سورن سنگھ کو مشروب پیش کیا تو اس نے پینے سے صاف انکار کر دیا۔ وجہ پوچھنے پر سورن سنگھ نے کہا کہ "یہ مسلم ملک ہے اور میں مسلمانوں کے مقدس مہینے کا احترام کرتا ہوں" گویا میں نے اپنے خطاب میں خبر لی تو اقتدار کے چہرے پر شکن پڑ گیا اور مجھے اس کے نتیجہ میں ایک چلہ کراچی جیل میں کاٹنا پڑا۔ ایک وجہ تو یہ تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ 1973ء میں تحریک بحالی جمہوریت چل رہی تھی میں اس وقت جماعت اہلسنت پاکستان کا مرکزی ناظم اعلیٰ تھا۔ میرے دور نظامت میں دو امیر گزرے، ایک حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، دوسرے حضرت خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ میرا دور نظامت جنوری 71ء سے مارچ 74ء تک کے دورانیے پر محیط ہے۔ جیل میں ہمارے دیگر ساتھیوں میں حضرت مفتی محمد حسن حقانی، حافظ محمد تقی، صلاح الدین (جسارت) اور اخبار جسارت کے مالک سید ذاکر علی وغیرہم نے چالیس روز تک جیل کاٹی۔

س: آپ نے انجمن طلبہ اسلام کب اور کیسے قائم کی؟

ج: انجمن محبان اسلام کے نام سے ایک تنظیم اکتوبر 1962ء میں تشکیل دی۔ اس کا پہلے صدر محمد حسین لوائی بنے دیگر ساتھیوں میں عبد الغنی سلمان، محمد شاکر شیخ اور حاجی عبد المجید اگر سمیت متعدد ساتھی تھے۔ 1967ء تک اسی نام سے کام کیا اور کام کی نوعیت تبلیغی، اشاعتی اور اصلاحی رہی۔ 20 جنوری 1968ء کو ہم نے انجمن محبان اسلام کو انجمن طلبہ اسلام میں بدل دیا۔ یہ فیصلہ سبز مسجد صرافہ بازار کراچی میں ہوا۔

س: یہ تبدیلی کیوں عمل میں آئی؟ اور اس تبدیلی کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟

ج: پس منظر اس کا یہ تھا کہ میرے تعلیمی دور میں تنظیمیں درس گاہوں میں کام کرتی تھیں، ایک تو اسلام کا نام لے کر کام کر رہی تھیں اسلامی جمعیت طلبہ اور دوسری بائیں بازو کی حامی طلبہ تنظیم نیشنل اسٹوڈنٹس فیڈریشن (NSF)۔ طالب علمی کے زمانہ میں میرا خیال یہ تھا کہ فراغت کے بعد ایسے خوش عقیدہ اور وسیع الذہن طلبہ کو منظم کرنے کی کوشش کروں گا جو سبز اور سرخ کے چکر سے نکل کر عشق رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہوں اور وہ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں کام کریں۔ نئی نسل کی اصلاح احوال کی بات کریں، اس مقصد کے لئے کام کرنا میری سوچ اور فکر تھی۔ لہٰذا مئی 1963ء میں جب اپنے استاذ محترم اور دیگر

علماء اہلسنت کی معیت میں زیارت حرمین شریفین کے لئے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ کے گھر اور حضور ﷺ کے دربار مبارک میں یہ دعا کی اے مولا کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں برکت عطا فرما اور جو کام میں شروع کرنا چاہتا ہوں، اس میں مدد عطا فرما۔ ہمیں ایسی توفیق دے دے کہ ہم تیرے اور تیرے محبوب علیہ السلام والصلوٰۃ کے چاہنے والوں کی طلبہ تنظیم قائم کرلیں۔ جو آگے بڑھ کر تعلیمی اداروں میں تیرے اور تیرے محبوب کریم ﷺ کے نام کے پرچم بلند کرے۔ الحمدللہ کہ اس فقیر کے خواب کو اللہ نے ثمر بار کیا۔ 1968ء میں انجمن طلبہ اسلام کی تشکیل عمل میں آگئی۔

س: آپ نے انجمن محبان اسلام کے قیام کے وقت ہی انجمن طلبہ اسلام نام کیوں نہ رکھا؟

ج: خدشہ تھا کہ مخالفین اپنے مقابلہ میں چلنے نہیں دیں گے اور مشکلات زیادہ ہوں گی۔ حکمت عملی کے تحت ایسا کیا اور جب ہم نے سمجھا کہ اب مناسب ہے تو ATI کا قیام معرض وجود میں آ گیا اور وہی پہلی بنیادیں اس سلسلہ میں کام آ گئیں۔

س: آپ نے کیسے تنظیمی کام کا آغاز کیا؟

ج: ابتداء میں تو میں اسلامی جمعیت طلبہ کی سرگرمیوں سے آگاہ تھا۔ درس قرآن اور درس حدیث وغیرہ ہم نے درس گاہوں میں ضرورت کے مطابق یہ دونوں سلسلے شروع کیے، جب ہم نے مولانا مودودی کا لٹریچر دیکھا تو فکری ونظری اعتبار سے اسے مختلف پایا۔ حاجی حنیف طیب اگست 1965ء سے ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ انہوں نے انجمن محبان اسلام کے پلیٹ فارم سے ہمارے ساتھ کام کیا تھا۔ جبکہ ATI، 1968ء میں قائم کی گئی۔ ہمارے ساتھ ابتدائی ارکان میں محمد یعقوب قادری، حاجی حنیف طیب، شاکر محمد شفیع اور ان جیسے کئی دیگر دوست تھے۔ ہم نے جو پہلا تعارف شائع کیا اس کے آغاز میں یہ شعر لکھا تھا۔

ہو تری خاک کے ہر ذرے سے تعمیرِ حرم     دل کو بیگانہ، انداز کلیسائی کر

یہ شعر انجمن طلبہ اسلام کی تعمیر اور تشکیل کی عکاسی کرتا ہے۔

س: آپ کے پاس ATI کا ریکارڈ ہے؟

ج: جی، حتی المقدور حد تک تو میں نے ریکارڈ کو محفوظ کرنے کی بے حد کوشش کی ہے، موجود ہے۔

س: جماعت اہلسنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ کب بنے؟

ج: 15 جنوری 1971ء کو حضرت علامہ مولانا سعادت علی قادری سرینام تشریف لے گئے ان کو

وہاں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے بھجوایا تھا، بعد میں دونوں میں کچھ غلط فہمیاں ہوگئی تھیں۔ خیر میں عرض کر رہا تھا کہ 15 جنوری 1971ء سے لے کر 30 مارچ 1974ء تک جماعت اہلسنت پاکستان کا ناظم اعلیٰ رہا۔ اس کے علاوہ جمعیت علماء پاکستان سندھ کا بھی 1971ء سے 1972ء تک ناظم رہا۔

س: آپ نے جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اہلسنت پاکستان میں بیک وقت کام کیا؟

ج: جی اس وقت بیک وقت کام کیا۔ حالات ایسے تھے اہلسنت جاگ رہے تھے۔ ان میں تحریک پیدا کرنا آسان تھا۔ پھر بھی ہم نے انتھک محنت کی اور اس کے نتائج ہر باشعور پاکستانی کے سامنے ہیں۔ اس وقت صوبہ سندھ میں جمعیت علماء پاکستان کے صدر حضرت قبلہ پیر محمد قاسم مشوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، انہوں نے خود مجھے دونوں عہدوں کے لئے نامزد فرمایا تھا۔ اس حوالے سے ان کے دست مبارک کی تحریر بھی میرے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

س: آپ کے تبلیغی اسفار؟

ج: 1961ء میں انڈیا گیا۔ ربیع الاول اور گیارہویں شریف کے جلسوں سے تین ماہ تک خطابات کئے۔ 1963ء میں غلاف کعبہ شریف تبدیل ہوا تھا اور مجھے ایک سعادت یہ نصیب ہوئی کہ الحمد للہ اس سال میں حج پر حاضر تھا اور پاکستان کی طرف سے غلاف کعبہ نذر کیا گیا تھا۔ اس تبدیلیٔ غلاف مبارک کی تقریب میں بزرگ راہنما حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیادت میں مولانا تاج العلماء محمد عمر نعیمی، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، حضرت مولانا شاہ مسعود احمد دہلوی، حضرت مفتی غلام غوث قادری کشمیری، مولانا شاہ عارف اللہ قادری، مولانا خلیل احمد قادری (مسجد وزیر خان) حضرت مولانا پیر سید احمد اشرف شاہ الجیلانی کچھوچھوی جیسی تاریخی ہستیاں تھیں حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی لندن سے آئے تھے۔ بات ادھر چلی گئی۔ دوسرا تبلیغی دورہ حق کہ مطالعاتی دورہ بھی تھا۔ وہ 1982ء میں دورۂ ایران تھا۔ اس کے بعد تیسرا دورہ 1982ء کے آخر میں سری لنکا وغیرہ کا دورہ تھا۔ اس کی مدت ایک ہفتہ تھی۔ اس دورے میں مولانا محمد اقبال حسین نعیمی میرے ساتھ رہے، ان دنوں یہ دار العلوم نعیمیہ کے ناظم ہوا کرتے تھے۔ میں نے اس موقع پر کولمبو میں اور سفیر اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہ کی مسجد سری لنکا میں خطاب بھی کیے۔

چوتھا دورہ 1983ء میں حکومت عراق کی دعوت پر حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا۔ اس دورہ میں ہالینڈ سے علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ نے شرکت کی تھی۔ اس طرح دورے تو ہوتے رہتے ہیں۔ 85ء میں مظفر آباد آزاد کشمیر کے دورے پر بھی گیا تھا۔ انجمن طلبہ اسلام کے حوالے سے ہی 87ء میں دوبارہ عراق کے دورے پر گیا تھا۔ بغداد شریف، قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جس میں فقیر کے علاوہ حضرت مولانا نیازی صاحب مرحوم، پیر سید برکات احمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جنرل کے ایم اظہر اور پروفیسر شاہ فرید الحق سمیت بھی شامل تھے اس وقت قائد اہلسنت عراق، ایران، جنگ بند کرانے کے لئے وہاں تشریف لے گئے تھے یہ دس روزہ دورہ تھا۔ اسی طرح اگست 1984ء میں لندن گیا دو ماہ کے لئے سید حسین علی ادیب رائے پوری، کلیم صدیقی، عبدالرؤف بھٹی اور صاحبزادہ شہریار قدوسی وغیرہم بھی ساتھ تھے، تقریر اور نعت کے پروگرام تھے۔ ہاں 1988ء میں ویمبلے کانفرنس لندن میں بھی شریک تھا۔

س: حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی؟

ج: الحمدللہ رب کریم کی توفیق سے دو حج کئے۔ 63ء میں اپنے استاذ گرامی کے ساتھ اور 80ء میں اپنی اہلیہ کے ساتھ۔ 8 مرتبہ عمرہ کے لئے حاضری کا شرف پایا۔

س: بیعت وخلافت؟

ج: 63ء میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوا۔ مجھے 85ء میں اپنے خسر حضرت مولانا شاہ مسعود احمد چشتی صابری دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلافت عطا فرمائی۔ 86ء میں ان کا وصال ہوا اگر چاہوں تو بہت مرید بن سکتے ہیں بلکہ از خود کچھ لوگوں نے بیعت ہونے کی کوشش بھی کی لیکن میں نے اپنے آپ کو اس حوالے سے مناسب نہیں سمجھا یعنی مجھ میں خلافت کے اجراء کی ابھی تک ہمت ہی نہیں ہوئی۔

س: کوئی یادگار واقعہ یا سفر؟

ج: مئی 2001ء میں بریلی شریف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک اور صد سالہ جشن منظر اسلام کے لئے ہم انڈیا گئے یہ جامعہ منظر اسلام 1323ھ میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم کیا تھا۔ مئی 2001ء میں اس کے سو سال پورے ہوئے جشن منایا

حالات گڑبڑ تھے اجازت نہیں مل رہی تھی سب اعلیٰ حضرت کا روحانی تصرف تھا ہمارے لئے مشکلیں آسانیوں میں بدل گئیں۔

س: شاگردوں کی تعداد کتنی ہے؟

ج: اس سلسلہ میں کیا بتاؤں؟ 1960ء سے بھی پہلے میں نے تدریس شروع کردی تھی، اپنے زمانہ طالب علمی میں بھی پڑھاتا تھا۔ یوں تو اچھی خاصی تعداد بنتی ہے سینکڑوں نہیں، ہزاروں میں ہے۔

س: اس وقت جامعہ نعیمیہ کراچی میں طلبہ اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے؟

ج: اس وقت دارالعلوم نعیمیہ میں 400 (چارسو) کے قریب طلبہ زیر تعلیم ہیں، جبکہ حسب ذیل اساتذۂ کرام تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، مفتی محمد اطہر نعیمی اشرفی صاحب، جمیل احمد نعیمی، مولانا سید ناصر علی قادری صاحب، علامہ احمد علی سعیدی صاحب (صدر مدرس)، مولانا سید نذیر احمد شاہ صاحب، مولانا علی عمران صدیقی صاحب، مولانا عنایت اللہ صاحب، مولانا ابرار احمد صاحب، مولانا محمد آثار اللہ صاحب، مولانا محمد اسماعیل صاحب، مولانا عبدالقادر قادری صاحب، مولانا خدا بخش صاحب، مولانا خالد محمود صاحب، مولانا عارف صاحب، مولانا منور احمد نعیمی نورانی صاحب، مولانا مفتی عبدالرزاق نقشبندی صاحب، مولانا یاسر رحمٰن، قاری محمد حنیف طیب صاحب، قاری محمد ممتاز سعیدی صاحب، قاری محمد زمان چشتی صاحب، قاری نذیر حسین صاحب، قاری محمد اصغر سعیدی صاحب، قاری محمد افتخار اللہ قادری صاحب، قاری ریاض احمد صاحب، قاری اکرام اللہ صاحب، قاری بہادر خان صاحب، قاری محمد مختار صاحب اور قاری محمد متین صاحب شامل ہیں۔

س: خطابت کی ذمہ داریاں کہاں سرانجام دیتے ہیں؟

ج: احقر دسمبر 1956ء سے سبز مسجد صرافہ بازار میں تقرر رہوا۔ 1976 تک امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتا رہا اور اب 1976ء سے آج تک الحمد للہ اگر کراچی میں ہوتا ہوں تو جمعہ میں خطابت کے فرائض انجام دے رہا ہوں۔

س: اہم شخصیات جن سے آپ ملے؟

ج: حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، حضرت تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اور علامہ ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں، حضرت مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری (گجرات) جیسی ہستیوں کو دیکھا، حضرت سفیر اسلام کا آرام باغ میں خطاب سنا، قاری احمد حسین فیروز آبادی اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اپنے مخصوص انداز میں حدائق بخشش پڑھتے تھے اور حق ادا کرتے تھے حضرت سفیر اسلام کی ایک بات عرض کروں میں نے جلسہ میں شعر پڑھا۔

ہر ہر قدم پر موت کھڑی دیکھتی رہی — میں بے نیاز زیست تھا بڑھتا چلا گیا

سفیر اسلام نے خطاب فرمایا اور موضوع کو خوب نبھایا، عنوان تھا......عہد حاضر میں مشائخ اور حکام پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ مولانا یٰسین نعیمی نے اسے ساتھ ہی ساتھ لکھا بھی تھا۔ ان کا ایک شعر ہے۔ جو بہت عمدہ ہے اور مجھے پسند ہے۔

الٰہی! کب وہ دن آئے کہ مہمان محمد ﷺ ہو — علیمِ خستہ جاں تنگ آ گیا ہے دردِ ہجراں سے

س: کراچی کے مخدوش حالات سے کبھی آپ کو خطرہ لاحق نہیں ہوا؟

ج: اللہ تعالیٰ ہی حافظ و ناصر ہے۔ ویسے دو مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے ایک 1984ء میں ملیر کراچی میں ہوا یہ حملہ لسانی جماعت نے قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی پر کرایا تھا۔ ہمارا ساتھی ثناء اللہ شہید ہوا۔ گولیاں برابر سے گزرتی رہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں محفوظ رکھا۔ پھر 1988ء میں گلبہار (گولیمار) کراچی میں مسجد غوثیہ نمبر 2 میں حملہ ہوا اس کے میناروں پر ابھی تک گولیوں کے نشان ہیں۔ رمضان کی 26 تاریخ تھی شکر ہے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔

س: کبھی مناظرہ کیا؟

ج: میرا اس طرف میلان ہی نہیں۔

س: پسندیدہ موضوعات؟

ج: قرآن عظیم، حدیث پاک، اسماء الرجال، مختلف شہروں اور ممالک کے سفرنامے۔

س: موجودہ حالات میں دینی قوتوں کی گرفت معاشرے سے کم ہوتی جارہی ہے آپ کی نظر میں اس کے اسباب کیا ہیں؟

ج: لسانیت اور ذاتی اناؤں کو قربان کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کام کیا جائے تو خود بخود مسئلے حل ہو جائیں۔ عقیدے اور اسلام کے لئے قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہونا چاہئے۔ ہمیں شعبے تقسیم کر کے کام بانٹ لینا چاہیے تو پھر حالات سنور جائیں گے۔

س: آپ کن موضوعات پر علمی خلاء محسوس کرتے ہیں؟

ج: ہماری توجہ تفاسیر اور احادیث کی طرف کم ہے، خصوصاً عربی لٹریچر میں۔ اس پر کام کی

ضرورت ہے۔ دوسرے درس نظامی کی کتب کے حواشی اور شروح لکھنے کی ضرورت ہے۔ حالت یہ ہے کہ کتب ہمارے اکابر کی موجود ہیں اور ہم ان کی صحیح طریقہ سے اشاعت نہیں کرا سکے۔ قائدین میری اس بات پر توجہ فرمائیں تو یہ بہت اہم اور بڑا کام ہے۔

س: تصویر کے مسئلہ میں آپ کی تحقیق؟

ج: اکابر کا موقف درست ہے۔ حالت اختیار اور حالت اضطرار کا فرق تو ہوتا ہے۔

س: خانقاہی نظام رو بہ زوال ہے، اس کے اسباب آپ کے نزدیک کیا ہیں؟

ج: اکابر کی سیرت میں لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس نظام میں جمود اور تعطل نظر نہیں آتا۔ کیونکہ ان کے ہاں حرکت ہی حرکت ہے۔ سستی اور کاہلی کا نام و نشان نہیں۔ عہد جدید لوگوں نے پیری مریدی کو خدا ترسی، اور تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ بنانے بجائے ہاتھ چموانے اور تعیش کا ذریعہ سمجھ لیا۔ یہی خانقاہی نظام کے زوال کا سبب ہے۔ عبداللہ مسعودی نے ایک کتاب لکھی ہے "افریقہ ایک چیلنج" اس میں صوفیاء کے کام کا بڑی گہری نظر سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک مسئلہ مدارس دینیہ کا بھی ہے کہ اس وقت اہل مدرسین کی تعداد بہت کم ہوتی جارہی ہے۔ اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر اب بھی اس طرف کامل توجہ کی جائے تو مجھے یقین ہے کہ ہمارے مدارس دینیہ ابھی بانجھ نہیں ہوئے ان میں صلاحیت ہے، محنت جاری رکھی جائے، تن آسانی کو چھوڑا جائے سنجیدگی سے غور و فکر کے بعد کام کریں تو کامیابی ہوگی۔ ویسے کمرشل تقاریر نے ذوق مطالعہ اور محنت کو ختم کر دیا ہے۔

س: آپ نے تحریکی حوالے سے کیا کام کیا؟

ج: تحریک پاکستان کے وقت میں طالب علم تھا اور نو عمر تھا۔ اپنے حالات کے مطابق جو حصہ لے سکتا تھا، ہجرت کی، بعد میں 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں، میں 17 سال کا نوجوان تھا بھرپور کام کیا۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں جلسے کیے جلوس نکالے، قربانیاں دیں، تحریک بحالی جمہوریت میں حصہ لیا۔ 1977ء تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھی حصہ لیا ان ساری باتوں کا ریکارڈ اخباری حوالے سے میرے پاس محفوظ ہے۔

س: موجودہ حالات میں ہم فکری وحدت اور دینی قوتوں میں اتحاد کیسے پیدا کر سکتے ہیں؟

ج: اس وقت اندرون ملک اور بیرون ملک سیکولر قوتیں متحد ہیں جبکہ دینی منتشر ہیں اس وقت تو بس۔

چمن بچاؤ، غم آشیاں کا وقت ہے

جب ہم ہجرت کر کے یہاں آئے تھے اس وقت ہندو اور سکھ مسلمانوں کو مارتے تھے۔

کانگریسی مسلمان ان سے کہتے کہ ہم تو کانگریسی ہیں ہمیں نہ مارو تمہارے اور ہمارے اہداف ایک ہیں اس کے جواب میں وہ کہتے کہ نہیں کانگریسی کو ہم کیا کریں تم مسلے ہو۔ اس لئے اب فرقہ وارانہ کشیدگی کے خلاف کام کی ضرورت ہے۔ وحدت امت کا خواب شرمندہ تعبیر ہونا چاہئے۔ جب تک اناؤں کو قربان نہ کیا جائے گا۔ یہ کام نہیں ہو پائے گا۔

س: موجودہ حکومت کے حوالے سے آپ کا مؤقف؟

ج: یہ جنرل پرویز مشرف کی حکومت ہے جس میں خوبیاں کم اور خامیاں زیادہ نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ہماری مملکت خداداد کی ڈوریاں کہیں اور سے ہل رہی ہیں۔ امریکہ کی دی ہوئی رعایتیں اسلام سے زیادہ نہیں ہیں۔ لیکن ہم نے اسلام سے روگردانی کر کے امریکہ کا منہ دیکھنا شروع کر رکھا ہے۔

س: نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے سلسلہ میں رکاوٹیں؟

ج: جو لوگ کوشش کر رہے ہیں وہ قابلِ قدر ہیں اور ناکامی کا باعث اغیار کی سازشیں ہیں جن کو ہم عدم توجہ یا عدم اتفاق کے سبب عبور نہ کر سکے اس کے علاوہ سینے میں کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن کو بیان کریں تو کیسے کریں، وہ ایک شعر ہے:۔

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے

س: مفتی محمد خان قادری صاحب کے علمی واشاعتی کام کے حوالے سے آپ کا تاثر کیا ہے؟

ج: حضرت مفتی محمد خان قادری صاحب نے تراجم کا سلسلہ بہت عمدہ سلسلہ شروع کیا ہے خصوصاً شمائل پر کام قابل رشک ہے اور بہت عمدہ ہے، یہ وقت کی اہم ضرورت ہے قوم کو اس قسم کے لٹریچر سے حقانیت اسلام پر پختہ یقین کی دولت نصیب ہوگی، اب اس لٹریچر کو معاشرے میں پھیلانے کی ضرورت ہے، کچھ افراد ایسے ہوتے ہیں جو اپنے کام کی وجہ سے قابل تعریف ہوتے ہیں ان میں حضرت مفتی محمد خان قادری بھی شامل ہیں۔ ان کے کام نے ان کے نام کو بھی علمی حلقوں میں نہایت موزوں مقام عطا کیا ہے۔

س: آپ کا پیغام؟

ج: مسلمان آپس میں اتفاق واتحاد کو یقینی بنائیں اس سے ملکِ خداداد پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ممکن ہے۔ نوجوان نسل نظریۂ پاکستان سے آگاہی حاصل کرے۔ اکابر کے کام کو آگے بڑھایا جائے۔ (بشکریہ: ماہنامہ سوئے حجاز، لاہور)

☆☆☆

ترجمان اہل سنت کراچی نے جنوری ۱۹۷۴ء میں آپ کا انٹرویو کیا

# انٹرویو......مولانا جمیل احمد نعیمی

احمد میاں برکاتی کے قلم سے

مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ گذشتہ دنوں سندھ حکومت نے آپ کو گرفتار کیا اور تقریباً ڈیڑھ ماہ نظر بند رکھنے کے بعد بالآخر مجبور ہوکر رہا کردیا۔ ذیل میں مولانا کا انٹرویو پیش کیا جارہا ہے جو رہائی کے بعد لیا گیا۔

مولانا جمیل احمد نعیمی سے یوں تو کئی مرتبہ ملاقات کا اتفاق ہوا لیکن اس ملاقات کا حال کچھ اور ہی تھا۔ مولانا گذشتہ دنوں ہی جیل سے باعزت طور سے رہا ہوکر آئے ہیں۔ دماغ میں ایسے بہت سے سوالات گشت کررہے تھے کہ جن کی تسکین صرف مولانا محترم سے طویل گفتگو کے بعد ہوسکتی تھی چنانچہ اس مقصد کے لئے میں نے مولانا نعیمی صاحب سے وقت لیا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ میں دیر تک قارئین اور مولانا کے درمیان حائل ہونا نہیں چاہتا۔ میں نے پہلا سوال مولانا سے ان کی زندگی کے مختصر حالات کے بارے میں کیا۔ اس کا جواب آپ خود مولانا کی زبانی سنیں۔ مولانا نے کلام کا آغاز فرماتے ہوئے کہا:

میں 1937ء کے اواخر میں مشرقی پنجاب کے شہر انبالہ میں پیدا ہوا۔ بزرگوں کے روحانی تصرفات اور بعض اہل نظر کے مزارات کی وجہ سے انبالہ بہت مشہور ہے۔ ویسے بھی یہ چھاؤنی ہے۔ میرا گھرانہ ایک متوسط لیکن مذہبی گھرانہ ہے۔ خاندان میں کوئی نہ کوئی عالم ضرور ہوا ہے۔ میرے والد صاحب گو ٹیکنیکل لائن سے متعلق تھے لیکن تایا صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ والدہ صاحبہ اور والد صاحب دونوں کا تعلق روحانی حضرت شاہ توکل صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ ابتدائی تعلیم قرآن حکیم اور اردو حافظ قاری اسماعیل پانی پتی رحمہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ یہ چشتی سلسلہ سے تھے۔ پاکستان بننے کے تین سال بعد 48ء سے 51ء تک تعلیمی سلسلہ منقطع رہا۔ پھر 59ء میں کراچی میں گورنمنٹ ہائی سکول میں داخلہ لیا لیکن پھر حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب آتش کے توسط سے قبلہ تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا مفتی صاحب موصوف نے بے سروسامانی کے عالم میں جامعہ کلاتھ مارکیٹ کے عقب میں رابن سن روڈ پر مخزن عربیہ بحر العلوم قائم فرمایا تھا۔ یہ فقیر اس مدرسہ کے اولین طلبہ

میں شامل تھا۔ اتنا کہہ کر مولانا ماضی کی یادوں میں کھو گئے۔ اور چند لمحوں پھر گویا ہوئے۔

60ء تک فقیر وہاں علوم دینیہ کی تکمیل میں مصروف رہا اور اسی سال دستار بندی ہوئی۔ میری اخلاقی اور روحانی تربیت میں والد سے زیادہ حضرت تاج العلماء کی شفقت وعنایت کو دخل ہے۔ ان ہی کی خصوصی برکت سے مولا تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے دین کے نفاذ اور آپ کی عظمت کے تحفظ کی جدوجہد کا جذبہ پیدا فرمایا۔ مفتی صاحب قبلہ ہی کی تعلیم وتربیت تھی کہ جب ۷۰ء میں اس ملک خداداد پر سرمایہ داروں اور سوشلزم کے پرستاروں کی یلغار ہوئی تو جہاں اور علماء کرام اپنے اسلاف کی روایات کے علمبردار اور امانتوں کے امین بن کر میدان عمل میں آئے وہاں اس فقیر کی بھی تھوڑی بہت خدمات ہیں۔ فقیر نے اسلام کی صداقت اور "موجودہ دور میں اسلام ہی ہمارے مسائل کا حل ہے" کے موضوع پر نہ صرف کراچی بلکہ سندھ، بلوچستان، پنجاب اور سرحد کے علاقوں میں بھی تقاریر کیں۔ اور ان لوگوں کو جو بزعم خویش اپنے کو تعلیم یافتہ قرار دیتے ہیں، قرآن وحدیث وتاریخ اسلام کے درخشاں ابواب کے حوالوں سے ثابت کیا، کہ اسلام اور صرف اسلام ہی وہ دین ہے جو پیدائش سے لے کر قبر تک اور اس کے بعد کی زندگی کے سلسلہ میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہم نے کیپٹل ازم، سوشلزم نیشنل ازم کا پرچار کرنے والوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور ایک قومیت کے موضوع پر تقریریں کیں، اور بعض عظیم اجتماعات میں جہاں کہ مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری، پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب، مفتی محمد حسین صاحب نعیمی، مفتی محمد حسین صاحب رضوی، مولانا محمود احمد صاحب رضوی ودیگر علماء اہل سنت میں موجود ہوا کرتے تھے یہ کہا کہ آج بھی صرف مشرقی اور مغربی پاکستان نہیں بلکہ عالم اسلام کو اگر کوئی چیز اخوت ومحبت کی لڑی میں نظم کرسکتی ہے تو وہ صرف محمد عربی ﷺ کا دین غالب ہے۔ کہتے کہتے مولانا چند لمحوں کے لئے رکے تو میں نے موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور سوال کیا۔

**سوال:** جماعت اہلسنت سے آپ کب وابستہ ہوئے؟

**جواب:** جماعت اہلسنت جون ۶۶ کو عمل میں آئی اور مجھے اسی وقت جماعت کا ناظم نشر واشاعت منتخب کیا گیا۔ اس وقت سے اب تک جماعت سے منسلک ہوں۔

اس کے علاوہ ڈیڑھ سال تک جمعیۃ علمائے پاکستان صوبہ سندھ کا جنرل سیکرٹری رہا اور مرکزی جنرل کونسل کا رکن رہا۔ 13،14 جون 70ء سے دارالسلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) سنی کانفرنس میں جس میں

ہزاروں علماء و مشائخ کرام شریک ہوئے۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا سید سعادت علی قادری و دیگر علماء کی معیت میں فقیر بھی شریک ہوا۔ علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ بنارس سنی کانفرنس کے بعد یہ سب سے عظیم کانفرنس تھی۔ یہ ہی وہ کانفرنس ہے جس میں علماء اہلسنت و مشائخ عظام نے مقامِ مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور ناموس صحابہ و اہل بیت کے تحفظ کے سلسلہ میں عہد کئے اور ملک میں 70ء کے آخر میں الیکشن میں بلاواسطہ حصہ لینے کا عزم کیا۔ دوران گفتگو مولانا سے سوال کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ میں موقعہ کی تلاش میں رہتا تھا۔ چنانچہ اب مجھے موقعہ ملا اور میں نے پھر سوال کر ڈالا۔

**سوال:** کیا الیکشن کے بعد آپ سیاست میں حصہ لے رہے ہیں؟

**جواب:** سیاست و مذہب کوئی دو چیزیں نہیں ہیں۔ میں ذہنی و فکری طور سے سیاست سے علیحدہ نہیں ہوا ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ میں نے 68ء سے 70ء تک کھل کر سیاست میں حصہ لیا۔ الیکشن کے بعد چونکہ جماعت اہلسنت کی مذہبی، سماجی اور تبلیغی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اس لئے عملی طور سے سیاست سے الگ تھلگ ہوں اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس وقت مولانا سید سعادت علی صاحب قادری سابق ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت (جو آج کل تبلیغی سرگرمیوں میں امریکہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں، موجود تھے۔ اس لئے میں نے زیادہ توجہ دینا ضروری نہ سمجھا۔ میں قرآن و حدیث کے مطالعہ کے پیش نظر اور بقول ڈاکٹر اقبال۔

"جدا ہو دیں سے گر سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی" سیاست میں رہا۔

اور دراصل 70ء کی سرگرم سیاست کا صلہ اب نومبر 73ء میں ملا ہے۔ اس زمانہ میں میرے خلاف بڑے بڑے خطرناک اور خوفناک منصوبے بنائے گئے۔ فون پر اور خطوط کے ذریعہ مارنے کی دھمکی دی گئی۔ گالی گلوچ سے کام لیا گیا۔ نام بگاڑا گیا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ صدر کے علاقہ سے اغواء کرنے کی ناکام کوشش بھی کی گئی۔ جب وہ دھونس و دھاندلی میں ناکام ہوئے تو مجھے 25 ہزار روپیہ کی پیش کش کی گئی حتیٰ کہ شہر کے ایک بڑے نامور اور مشہور وکیل مولانا شاہ احمد نورانی کے پاس بھی گئے کہ نعیمی کو بٹھائیں لیکن ہم ناکامی کے بعد بھی ہمت نہ ہارے۔ دین کی خدمت آج بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ آخری سانس تک جاری رہے گی۔

**سوال:** کیا جماعت اہلسنت جس کے آپ ناظم اعلیٰ ہیں کوئی سیاسی جماعت ہے؟

**جواب:** جی نہیں یہ سیاسی جماعت نہیں ہے کیونکہ سیاسی جماعت کا رجسٹریشن نہیں ہوتا اور اس کا رجسٹریشن ہے۔ لہٰذا یہ کوئی سیاسی جماعت نہیں۔

**سوال:** آپ کو کس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا گیا؟

**جواب:** انتظامیہ کی جانب سے بظاہر تو یہ الزام لگایا گیا کہ میں نے مولانا حقانی صاحب، محمد عثمان کینڈی اور دیگر کارکنوں سے ملتے وقت کورٹ میں نعرے لگائے۔ یہ تو بہانہ تھا کیونکہ نعرے لگانے والے تو سینکڑوں کارکن موجود تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ بعض احباب نے بھی کہا کہ میری یہ گرفتاری اس تقریر پر عمل میں آئی ہے جو میں نے رمضان المبارک کے پہلے جمعہ میں صرافہ بازار کی مسجد میں کی تھی۔ میں نے اپنی اس تقریر میں کہا تھا کہ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ آٹھ سال قبل پاکستان کے ایک ایئر پورٹ پر ہندوستان سے سورن سنگھ آتا ہے تو اس وقت کے وزیر خارجہ اس کو ایک مشروب پیش کرتے ہیں وہ منع کرتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ میں مسلمان تو نہیں لیکن مسلمانوں کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اب انقلاب گردش دوراں دیکھئے کہ اسی ایئر پورٹ پر جب ایک شخصیت رمضان شریف میں تشریف لاتی ہے ایسے وقت میں جب کہ آئین کے نفاذ کو زیادہ مدت نہیں ہوئی۔ بچوں کے روزے گرمی سے تڑوائے گئے اور بڑوں نے بھی اکل وشرب کا شغل فرمایا۔ اس کے بعض جملوں کی وجہ سے اقتدار کی جبیں پر شکنیں پڑ گئیں اور ۱۱ رمضان مطابق ۱۹ اکتوبر (۱۹۷۳ء) بروز منگل بعد نماز عصر تلاوت قرآن پاک کرتے وقت گرفتار کیا گیا۔

**سوال:** گرفتاری کی تفصیلات کیا ہیں؟

**جواب:** جب باہر آیا تو دیکھا کہ اے ایس آئی وردی میں ملبوس موجود ہیں۔ میں مسکراتا ہوا آگے بڑھا علیک سلیک کے بعد وہ گویا ہوئے کہ آپ کو رسالہ تھانہ کے ایس ایچ او نے یاد کیا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ شاہی مہمان بنا لیا گیا ہوں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ آپ دیر سے تشریف لائے میں تو عرصہ سے ذہنی طور پر اس کے لئے تیار تھا۔ پھر مولانا نے یہ شعر پڑھا۔

یہ قدم قدم بلائیں یہ سواد کوئے جاناں     وہ یہیں سے لوٹ جائیں جنہیں زندگی ہو پیاری

بہر حال تھانہ پہنچا افطار کا وقت ہوا تو کھجور اور پانی سے روزہ کھولا یہ کھجور چلتے وقت رکھ لی

تھیں۔ تھانہ میں بہت عمدہ افطاری کا انتظام کیا گیا تھا۔ میں اگرچہ گناہ گار ہوں لیکن اس لوٹ کھسوٹ اور رشوت کے ذریعہ جمع کردہ افطاری کھانے پر میرا ضمیر مطمئن نہ تھا۔ چنانچہ میں نے کھجور پر ہی قناعت کی۔ مغرب کے بعد حوالات میں بند کر دیا گیا۔ زندگی میں پہلی بار نماز عشاء وتر اوتح اکیلئے بغیر جماعت کے ادا کی۔ جب بند کیا جا رہا تھا زبان پر غیر ارادی طور پر یہ آیت جاری تھی۔

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق و اجعل لی من لدنك سلطانه نصیرا

ابھی گفتگو یہیں تک پہنچی تھی کہ مولانا نے معذرت چاہی کیونکہ انہیں ایک اہم اجلاس میں شرکت کرنا تھی چنانچہ میں نے بھی اجازت چاہی مولانا نے وعدہ کیا کہ آئندہ نشست میں، میں آپ کو بتاؤں گا کہ کس طرح رات گذری؟ اور کس طرح حوالات میں پیش ہوا؟ اس کے علاوہ بہت عجیب و غریب، انکشافات کئے جائیں گے!! (مرسلہ: سیّد محمد عبداللہ شاہ قادری بخاری واہ کینٹ)

☆☆☆☆☆

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد

9

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

# نامہ و پیام

## قارئین کی آراء و تجاویز اور تنقید و تبصرہ پر محیط



علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

**ہدیہ تبریک**

# حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر......ایک تاثر

حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

زندگی رواں دواں ہے۔لوگ دنیا میں آتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں...... کچھ تو اس دنیا کی بے ثباتی میں ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنا مقصد حیات پورا کئے بغیر ہی اس دار فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔لیکن الحمدللہ یہ دنیا رنگ و بو ایسے حضرات سے بھی بالکل خالی نہیں ہے کہ جو اس دنیا میں اپنا مقصد حیات پورا کرنے کی تگ و دو کرتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب بندوں کی راہ ورسم منزل ہا پر خود بھی چلتے ہیں اور دوسروں کو بھی چلاتے ہیں اور ان کی یادوں کے نقوش مدھم نہیں ہونے دیتے۔وہ قلم وقرطاس سے گہرا تعلق رکھتے ہیں اور صفحہ قرطاس پر ان کی حسین یادوں اور انمول باتوں کو منتقل کر کے نسل نو تک پہنچاتے ہیں۔اور اس طرح وہ اپنے آپ کو ''زندہ وجاوید'' بنالیتے ہیں۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رہتا ہے نام زندہ کتابوں سے اے امیر!
اولاد سے تو بس، دو پشت، چار پشت

ایسے باہمت اور خوش قسمت حضرات میں عصر حاضر میں ایک نمایاں نام ''ملک محمد محبوب الرسول قادری رضوی صاحب زید مجدہ'' کا ہے۔آپ جوہرآباد (خوشاب، پنجاب) سے تعلق رکھتے ہیں، زمانۂ طالب علمی ہی سے فقیر کی ان سے شناسائی ہے۔ہم دونوں میں ''فکر رضا'' کی قدر مشترک ہی وجہ شناسائی ہے۔الحمدللہ، آپ نے جہاد بالقلم کا پرچم زمانۂ طالب علمی ہی سے اٹھایا اور پھر اسے سرنگوں نہ ہونے دیا۔جوہرآباد میں ''انوار رضا'' کے نام سے لائبریری قائم فرمائی۔ماہ نامہ ''سوئے حجاز'' لاہور کے مدیر منتظم بنے اور اسے نہایت کامیابی سے جاری رکھا، جوہرآباد سے سہ ماہی ''انوار رضا'' کا اجراء عمل میں لایا اور اس کا ہر شمارہ خصوصی اشاعت کی صورت میں سامنے آیا۔قائد ملت اسلامیہ علامہ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے یاد میں ''نورانی ڈائری'' بھی نہایت کامیابی سے نکال رہے ہیں۔اہل سنت کی نامور

---

☆ ''خلیفۂ مجاز بریلی شریف'' مدیر اعلیٰ الحقیقۃ۔ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان......پوسٹ کوڈ نمبر 43710...... (مکتوب مرقومہ 15/ رمضان المبارک 1441ھ/9 مئی 2020ء، بروز ہفتہ بوقت 5.34 صبح......0301-5437701

شخصیات کے حوالے سے آپ نے ''انوار رضا'' کے کئی نمبر شائع فرما کر اہل سنت کی صحافت میں اپنا لوہا منوا لیا ہے۔ بڑی مشکل سے منوایا گیا ہوں۔ اب آپ کی نظرِ انتخاب اہل سنت کے درویش صفت عالم دین جمیل العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی صابری چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی) پر پڑی ہے اور آپ ان کی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں ''انوار رضا'' کا ''جمیل العلماء نمبر'' شائع فرما رہے ہیں۔ یہ ''انوار رضا'' کے سلسلہ الذھب کا تسلسل ہے۔

اگر چہ جمیل العلماء دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں لیکن آپ کی حیات و خدمات کے کئی گوشے پوشیدہ تھے جنہیں محبی مخلصی ملک محمد محبوب الرسول قادری رضوی صاحب زید مجدہ کافی محنت و تحقیق سے پہلی دفعہ سامنے لا رہے ہیں۔ جمیل العلماء دامت برکاتہم کا شمار قائد ملت اسلامیہ علامہ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ کے خاص رفقاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے پاکستان بنتے دیکھا، اہل سنت کے کئی اکابرین سے ملاقاتیں کیں اور باتیں کیں۔ آپ نے تحریک ختم نبوت 1953ء تحریک ختم نبوت 1974ء، بنگلہ دیش نامنظور تحریک 1971ء، اور تحریک نظام مصطفیٰ 1977ء میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح آپ نے انجمن طلباء اسلام، جماعت اہل سنت اور جمعیت علمائے پاکستان میں بھی قائدانہ اور مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے۔ سنی صحافت میں بھی آپ کا کردار آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے ماہ نامہ ''ترجمان اہل سنت''، صدائے نعیمی، النعیم اور ''الجمعیت'' کی اشاعت میں بھی نہایت کامیابی سے بھرپور کردار ادا کیا۔ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ضرورت تھی کہ آپ کی خدمات جلیلہ کو نسل نو کے سامنے لایا جائے تاکہ وہ ان سے راہ نمائی لے سکیں اور پھر نہایت استقامت سے صراط مستقیم پر گامزن رہ سکیں۔ محبی ملک محمد محبوب الرسول قادری رضوی صاحب زید مجدہ نے ''انوار رضا'' کا جمیل العلماء نمبر شائع فرما کر ایک اہم کارنامہ سرانجام دیا ہے، ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے، اسلاف شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ اللھم زد فرد ۔۔۔ فقیر انہیں اس کاوش پر ہدیہ تبریک اور مبارک پاس پیش کرتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اسے شہرت عام بخشے۔ آمین۔ ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ و اصحالہ و ازواجہ وذریتہ و اولیاء امتہ و علما ملتہ اجمعین۔

☆☆☆☆☆

## ایڈیٹر کی ڈاک

# نامے جو میرے نام آتے ہیں

## مدیرِ اعلیٰ کے نام منتخب خطوط کا کالم

☆☆☆

نازشِ علم وادب، عالم باعمل مکرمی ومحترمی جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ!

امید ہے مزاج گرامی شگفتہ ہوں گے۔

2 مئی 2020ء کی سہانی وخوشگوار صبح سویرے آپ کے دولت کدے پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے جس محبت، پیار اور خلوص کی خوشبو سے نوازا اس کے اثرات ابھی تک اپنے احساسات کی دنیا میں محسوس کر رہا ہوں۔ یقین جانیے آپ سے مل کر اور آپ کی محبتیں پا کر سفر کی تمام تھکاوٹ ہی دور ہو گئی تھی۔ احسان مند ہوں کہ آپ نے ہمیں عزت بخشی اور تحائفِ کتب سے نوازا۔ یہ آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔ انوارِ کنز الایمان، شانِ حبیب الرحمٰن، نورِ اولین، کردار نورانی زندہ ہے، دلائل الخیرات، نورانی ڈائری اور کچھ کتابچے، ان سب تحائف میں آپ کا اخلاص اور بے پناہ اپنائیت کی جھلک محسوس کر رہا ہوں۔ "انٹرنیشنل غوثیہ فورم" کے پلیٹ فارم سے "انوارِ رضا" کے درج بالا خصوصی نمبرز دیکھ کر میں ابھی تک ورطۂ حیرت میں ڈوبا ہوا ہوں۔ آپ کی جُہدِ مسلسل، محنت شاقہ اور ہمت و حوصلوں کی رداؤں میں لپٹے ہوئے یہ "خصوصی ایڈیشنز" اپنی شاہکار حیثیت کی بنا پر علم وادب کی دنیا پر اپنے حسین وجمیل اثرات مرتب کر چکے ہیں۔ یہ سب آپ کے روشن ودرخشندہ کارنامے ہیں جی چاہتا ہے انہیں سنہری حروف میں لکھ دوں یا اپنے سر کا تاج بنا لوں۔ ماشاءاللہ! کیا بات ہے آپ کو سپہرِ علم وادب کا ستارہ کہوں یا کہ ماہتاب۔ آپ نے جو روشنی پھیلائی ہے وہ نہایت پُراثر اور جاذبِ نظر ہے۔

نورِ اولین سلطان الشعراء نمبر نے مجھے جو خوشی عطا کی وہ بیان سے باہر ہے۔ 2015ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آنے والے اس خصوصی نمبر میں صفحہ نمبر 24 اور صفحہ نمبر 326 پر میرا نام بھی موجود ہے اور یہی میری خجستہ بختی کی علامت بھی ہے کہ مجھ جیسے حقیرِ پُرتقصیر کو اس خصوصی نمبر میں جگہ دی گئی ہے۔

ایک نظم موزوں ہوئی ہے۔ آپ کو اس میں خراج تحسین پیش کیا ہے گو کہ یہ آپ کے شایانِ شان نہیں ہے مگر مجھے امید ہے کہ آپ پسندیدگی کی مہکار سے نوازیں گے۔

میری دعائیں آپ کے نام، محمد طلحہ حسین کی طرف سے آپ کو سلام۔ اللہ کریم آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔ نظم ملاحظہ ہو اور اسے شرفِ قبول عطا فرمائیں۔

## پیکرِ اخلاص، یادگارِ اسلاف

# جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کی نذر

سانچۂ عشق میں ڈھل گیا ہے وجود ضوفشاں ہے تری سوچ کی ہر نمود
ہاتھ میں ہے قلم خوشنما دلنشیں اور لب پہ ترے وردِ نعت و درود
تیرے دل میں ہے عشقِ نبی ﷺ موجزن سچ سے ہے تربتر تیرے فن کی حدود
حمد و مدحت کا ہے پیار، تن میں ترے ہو رہا ہے تری سمت سچ کا ورود
کاٹ ہے تیری نوکِ قلم کی حسیں خوف کیونکر نہ کھائیں یہود و ہنود
خوشبوؤں سے بھری ہیں تیری کاوشیں تیرے الفاظ میں رب نے رکھا ہے عُود
قلبِ انجم میں ہے یہ دعا ہر گھڑی تجھ پہ ہوتی رہے روز بارانِ جُود

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (سرگودھا)

(مورخہ 3/5/2020)

0321-7960150

☆☆☆☆☆

# ایک تاریخی شخصیت۔ حضرت جمیل العلماء

تحریر: سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی ☆

حضرت علامہ مولانا جمیل العلماء قبلہ جمیل احمد نعیمی ضیائی صاحب ایک تاریخی شخصیت ہیں۔ ان کی گراں قدر علمی، تدریسی، سیاسی اور سماجی خدمات ہمارا باعث افتخار باب ہیں وہ اکابر کی نشانی اور اصاغر کے لیے راہنما ہیں۔ درد دل رکھنے والے متحرک اور فعال بزرگ عالم دین۔

ضرورت تھی کہ آپ کی حیات وخدمات کے حوالے سے ایک جامع اور مفصل کتاب شائع کی جائے۔ الحمد للہ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اہل سنت وجماعت کے مایہ ناز عالم دین، صحافی، بہترین قلم کار اور عاشق ومحب اہل بیتؓ حضرت قبلہ ملک محبوب الرسول قادری دامت برکاتہم العالیہ جہانِ حیات جمیل العلماء مرتب فرما کر سامنے لا رہے ہیں۔ یعنی "انوارِ رضا" کا مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر شائع کر رہے ہیں۔

اس محبت بھری کاوش پر حضرت قبلہ ملک محبوب الرسول قادری کو دعاؤں کے ساتھ مبارک باد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک بھائی کو ہمیشہ تندرست اور توانا رکھے تاکہ وہ اسی طرح علماء اہل سنت پر علمی وتحقیقی جہان آباد کرتے رہیں۔

راقم الحروف کی بحمد اللہ تعالیٰ علی احسانہ متعدد مرتبہ حضرت قبلہ جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب سے فون پر بات ہوتی رہتی ہے۔ بہت زیادہ فقیر پر شفقت فرماتے ہیں اور جب بھی بات ہو تو کراچی آنے کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔ حضرت علامہ نعیمی صاحب صرف ایک شخصیت نہیں بلکہ ایک تاریخ کا نام ہے اگر کوئی آدمی حضرت قبلہ جمیل احمد نعیمی صاحب کی زندگی کے ہر پہلو پر لکھنا چاہے تو میرا خیال ہے کہ آپ کی زندگی پر لکھی کئی جلدیں بن جائیں گی۔ آپ ایک انتہائی منکسر المزاج، عالم باعمل اور مشہور عالم دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت حضرت علامہ قبلہ جمیل احمد نعیمی کو صحت اور ایمان کی زندگی کے ساتھ سلامت رکھے۔

☆

---

☆ امریکہ میں مقیم، وسعت مطالعہ کے حامل مصائب فکر مصلب صالح دینی شخصیت

# مکتوبِ خلیل بنامِ محبوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم

مکرم ومحترم برادرم محبوب الرسول قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عرض ہے کہ فقیر کو مارچ ۲۰۱۶ء میں اپنے دوست برادرم سید محمد ابراہیم قادری عطاری مدظلہ العالی، رکن شوریٰ دعوت اسلامی (کراچی) کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی، فقیر نے ان سے عرض کی کہ یادگار سلف مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کے لئے جانا ہے، چنانچہ سیدی ابراہیم باپو کی معیت میں دارالعلوم نعیمیہ میں حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی، آپ نہایت شفقت سے پیش آئے، آپ نے فقیر کی کتاب ''انوار قطب مدینہ'' کا مطالعہ کیا ہوا تھا، اس لئے قطب مدینہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مہاجر مدنی قدس سرہٗ کا ذکر فرماتے رہے اور فرمایا کہ مجھے شیخ قطب مدینہ سے بیعت کا شرف بھی ہے، فقیر کے لئے دعا بھی فرمائی، کچھ دیر گفتگو کے بعد فرمایا کہ میں بانیان سلسلہ نعیمیہ پر کتاب لکھ رہا ہوں، اس سلسلے میں فقیر نے عرض کی کہ فقیر نے حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت مولانا شاہ سید محمد گل کابلی ولایتی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھے ہیں وہ آپ کو ارسال کر دوں گا، چنانچہ آپ نے اپنی کتاب ''بانیان سلسلہ نعیمیہ'' مطبوعہ بزم چشتیہ صابریہ دارالعلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی ۲۰۱۷ء کے صفحہ ۲۴۱ تا ۲۵۵ پر ان حالات کو کتاب میں شامل فرمایا، اس کے بعد آج ۲۰۲۰ء تک کبھی کبھی فون پر ملاقات رہتی ہے، انکساری وتواضع کے پیکر ہیں، اللہ کریم عزوجل آپ کی شفقت کا سایہ ہم پر تادیر رکھے، اللھم آمین۔

......ناکارہ

خلیل احمد رانا

---

☆محقق وقلمکار۔ جہانیاں منڈی پاکستان 0333-7656759

# ناشرِ اہل سنت ظہور الدین خان امرتسری کا ایک مکتوب بنام مدیر

مرکزی مجلس رضا کے بانی حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ کے ایک مجلسی گرامی قدر ظہور الدین خان امرتسری ہمارے بزرگ دوست ہیں۔ نشر و اشاعت کا عمدہ مذاق رکھتے ہیں معاشرے میں جس موضوع پر خلا محسوس کرتے ہیں صلہ اور ستائش کی تمنا کے بغیر چپکے سے کام جاری رکھتے ہیں۔ کتابیں چھاپتے ہیں اور خود ہی ان کی تقسیم و فروخت کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں اللہ پاک انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ صحت و عمر میں برکتیں دے۔ انہوں نے بہت خوب صورت انداز میں اپنے درد دل کا اظہار کیا ہے اور شاندار الفاظ میں حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عالی قدر جناب ملک محبوب الرسول قادری زید مجد کم۔ سلام مسنون۔ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حضرت قبلہ مفتی جمیل احمد صاحب نعیمی مدظلہ پر آپ خصوصی نمبر نکال رہے ہیں۔ یقیناً خاص نمبر ان کے شایان شان ہوگا۔ ظاہر ہے کہ آپ نے اس کے لئے ایک عرصہ پہلے منصوبہ بندی کی ہوگی۔ لیکن جب یہ مجلہ پریس کے حوالہ کیا جا رہا ہے تو آپ اس احقر سے فوری مطالبہ کر رہے ہیں۔ یقیناً آپ کی یہ مساعی قابل داد ہیں باقی آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ حکیم ملت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے قبل ہمارے اکابر کے تذکار کو کتابی صورت میں کس قدر اہمیت دی گئی۔

سب سے پہلے حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ نے اکابر تحریک پاکستان از صادق قصوری مرتب کروائی۔ بعد ازاں مولانا عبد الحکیم شرف قادری کا "تذکرہ اکابر اہل سنت" شائع ہوا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے کبھی پریس کی طاقت کو محسوس ہی نہیں کیا۔ اکابر تحریک پاکستان پر سیارہ ڈائجسٹ کا تبصرہ پڑھ لیجئے تو ساری حقیقت واضح ہو جائے گی۔ یہاں کراچی میں گرومندر میں کتب کی ایک سلام مارکیٹ ہے اس پر 32-30 دوکانیں ہیں اور یہ لوگ دیوبندی مسلک کا اشاعتی کام کر رہے ہیں۔ سواد اعظم کیا خدمت انجام دے رہا ہے اور کہاں کھڑا ہے؟ مسلک کا اس سے آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ میاں صادق قصوری کی کتاب "اکابر تحریک پاکستان" پر ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور، شمارہ جولائی 1976ء کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

"یہ ہماری بدقسمتی ہے یا بے حسی کہ تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے کتنے ہی ایسے گوشے ہیں جن پر کسی نے قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور یوں اس

☆ مشنری جذبہ سے سرشار بزرگ کارکن 0322-4005952

عظیم جدوجہد کے خدوخال پوری طرح واضح نہیں ہو سکے، جو ہمارا بے بہا ورثہ ہے اور جس کے طفیل ہمیں پاکستان نصیب ہوا۔

یہ حقیقت تلخ سہی لیکن حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کی برصغیر کے کتنے ہی علماء اور اکابر نے شدید مخالفت کی تھی، لیکن دوسری طرف برصغیر میں ایسے علمائے دین اور اکابرین بھی تھے جنہوں نے پاکستان کے حق میں راہ ہموار کی اور قیام پاکستان کو حقیقت بنانے کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ زیر تبصرہ کتاب انہی اکابرین سے متعلق ہے، جنہوں نے قیام پاکستان کے لئے جدوجہد کی تھی۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب ہر لائبریری اور ہر گھر میں ہونی چاہئے۔ کتاب کے مصنف محمد صادق قصوری صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مطالعۂ پاکستان کے ایک پہلو کو پہلی بار نمایاں کیا ہے۔"

ذرا سوچئے! میرے اشاعتی کاموں کو ملاحظہ کرتے ہوئے حضرت قبلہ مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ میرے نام آپ کا صرف ایک مکتوب گرامی ملاحظہ ہو۔

## ایک صاحب فکرونظر کی ناشر کتاب کی تحسین وحوصلہ افزائی

نمونۂ سلف صالحین، استاذ الحدیث، حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی دام برکاتہ کا گرامی نامہ بنام ظہور الدین خان امرتسری، ناشر کتاب ہذا، محررہ 9 مارچ 2014ء ہمارے لئے وجۂ افتخار اور ہمارے مشن کے لئے گراں مایہ مہمیز کی مانند ہے۔ ہم حضرت کی حوصلہ افزائی پر سراپا تشکر ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

"جو کام آپ کتب ورسائل کی نشرواشاعت کے سلسلے میں کر رہے ہیں، وہ بڑی دینی خدمت ہے۔ نیز یہ خدمات جلیلہ آپ کی، قابل تعریف بھی ہیں اور لائق تقلید بھی۔ اللہ رب العزت ہمارے علماء کرام و مشائخ عظام، خاص طور پر نوجوان علماء کو ان کاموں کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ احقر کی طرف سے آپ ناصرف کتب ورسائل پر قابل مبارکباد ہیں، بلکہ ان کتابوں پر جو آپ تحقیق وتخریج کا کام کر رہے ہیں، وہ کتابوں کی نشرواشاعت سے بھی

زیادہ اہم ہے۔ احقر نعیمی ضیائی آپ کے کتب ورسائل کو اس لئے بھی بنظر تحسین دیکھتا ہے کہ آپ اس مر میں بھی جوانوں سے زیادہ عرق ریزی و دماغ سوزی سے کام کر رہے ہیں۔ مولائے کریم اپنے حبیب، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے مزید دینی کام کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔"

آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

غور فرمائیے! حضرت مفتی صاحب قبلہ جس لگن اور جتن کے ساتھ اس پیرانہ سالی میں علمائے حق کی عظیم خدمات دامے درمے قدمے اجاگر کر رہے ہیں وہ صرف ان ہی کا حصہ ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نے ایک مرتبہ راقم الحروف کو لکھا تھا کہ:

"ہر شعبے میں ماہرین کی ضرورت ہے۔"

مفتی صاحب موصوف کے مکتوب گرامی (مطبوعہ) کی فوٹو اسٹیٹ ارسال خدمت ہے مناسب سمجھیں تو حکیم موسیٰ صاحب کا مجلّہ کے ادارتی شذرہ میں ذکر کر دیں۔ آخر آپ بھی تو حکیم صاحب ہی کے تربیت یافتہ ہیں۔

نیاز مند

والسلام والاکرام

ظہور الدین

4 مئی 2020ء

☆☆☆☆☆

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد

10

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

# گوشۂ وفیات

## ملنے کے نہیں، نایاب ہیں ہم



علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

mahboobqadri787@gmail.com 0321-9429027

# کاروانِ اہل سنت

## سوئے جنت رواں ہوا

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

روح امیر الٰہی ہے۔ زندگی اور موت کا سلسلہ کارخانہ حیات کا مستقل حصہ ہے صبح قیامت تک یہ آنا جانا لگا رہے گا۔ ہمیں گذشتہ مختصر سے عرصہ میں اس آنے جانے کی رفتار خاص تیز محسوس ہوئی ایک تو عالمی وبا کرونا نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور بھی اس وقت ہمارے پیش نظر علمی، فکری، علمی، روحانی حوالہ سے رجالِ دین کی رخصتی ہے۔ اک عجب کیفیت ہے حیرت اور خوف کی ملی جلی کیفیت...... واقعی ایسے لگتا ہے کہ گذشتہ تھوڑے عرصہ میں۔

کاروانِ اہل سنت سوئے جنت رواں ہوا

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
دیکھنے کو جن کے اب آنکھیں ترستیاں ہیں

☆ نامور ثناء خوانِ مصطفےٰ ﷺ الحاج محمد یوسف میمن، 27 اکتوبر 2019ء۔

☆ قومی رکن اسمبلی، جانشین مولانا محمد ذاکر سیالوی علیہ الرحمۃ مولانا رحمت اللہ سیالوی محمدی شریف 9 نومبر 2019ء۔

☆ جمعیت العلمائے پاکستان کے بزرگ راہنما شہریار تصوف العصر پیر انوار حسین قادری جلوآنوی 19 نومبر 2019ء۔

☆ "شیر نیپال"، آبروئے مسلک رضا، شیخ الحدیث علامہ جیش محمد برکاتی کھٹمنڈو نیپال 25 نومبر 2019ء۔

☆ قائد اہل سنت حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کے وفادار ساتھی علامہ خادم حسین شرقپوری البغدادی لاہور، 11 دسمبر 2019ء۔

☆ ممتاز قلمکار، نامور علمی شخصیت الحاج ملک شیر زماں قادری ضیائی الحاج 20 دسمبر 2019ء۔

☆ ممتاز نعت گو اور قطعہ نگار قادر الکلام شاعر حضرت استاذی المکرم صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی گجرات، 21 دسمبر 2019ء

☆ ممتاز عالم دین علامہ سید ہدایت رسول قادری رضوی فیصل آباد، 21 دسمبر 2019ء۔

☆ پیر طریقت حضرت خواجہ علامہ حافظ سلطان محمود، آستانہ عالیہ دریائے رحمت شریف، اٹک، 19 جنوری 2020ء۔

☆ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سابق سربراہ منفرد صاحب قلم، سخن شناس حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کراچی، 20 جنوری 2020ء۔

☆ مفتی اعظم بلوچستان، صدر جماعت اہلسنت بلوچستان، علامہ مفتی محمد حیات قادری ڈیرہ مراد جمالی، 26 جنوری 2020ء۔

☆ قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ کراچی، 27 جنوری 2020ء۔

☆ کراچی سے سفیر کتب حضرت مقصود احمد اویسی یادرق کی والدہ محترمہ۔ 27 جنوری 2020ء پیر

☆ عظیم علمی دوست طبیب حاذق ڈاکٹر مفتی ضیاء الحبیب صابری لاہور، 13 فروری 2020ء۔

☆ علامہ محمد اشرف سعیدی الازہری، خطیب جامع مسجد منارۂ رضا، پتوکی، 23 فروری 2020ء۔

☆ علامہ پیرزادہ شبیر احمد نعمانی ہزاروی، گکھڑ، یکم مارچ 2020ء۔

☆ حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمان الحسنی شاہ الاشریف، خوشاب، 5 مارچ 2020ء۔

☆ محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور، 16 مارچ 2020ء۔

☆ حضرت علامہ پیر محمد اسلم شہزاد کی والدہ محترمہ، خطیب العصر حضرت علامہ خان محمد قادری کے والد گرامی الحاج جام یار محمد قادری یکم جون 2020ء۔

☆ حضرت پیر سیف الرحمٰن خراسانی کے بھائی مولانا مفتی غلام الرحمٰن سیفی 7 جون 2020ء۔

☆ مولانا قادری خاور حسین نقشبندی سیالکوٹی، استاذ العلماء حضرت انجمن طلباء اسلام کے سابق ساتھی فیاض چوہدری، حضرت مولانا عبدالرزاق بھتر الوی 10 جون 2020ء

☆ حضرت سید ثقلین حیدر شاہ گیلانی کے والد گرامی تاجدارِ چورہ شریف حضرت پیر سید کبیر علی شاہ چوراہی 12 جون 2020ء۔

☆ معروف اینکر پرسن طارق عزیز، محقق اور شیخ طریقت پیر سید محمد فاروق القادری 13 جون 2020ء۔

☆ حضرت سید عابد حسین سیفی، حضرت مفتی عبدالعلیم ہزاروی، مولانا تاجور نعیمی، حضرت مناظر اسلام مولانا عبدالتواب اچھروی، پروفیسر نذیر اللہ، 16 جون 2020ء۔

## بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

# علامہ صاحبزادہ غازی عبدالرحمٰن الحسنی

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

زندگی، موت کی امانت ہے اور ہر آنے والے کو ہر صورت اپنے متعینہ مقررہ وقت پر اپنی اصل کی طرف واپس لوٹ کر جانا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر بلا تفریق مذہب وخیال، رنگ و نسل ہر ایک کا مکمل اتفاق ہے۔ اہل علم قوموں کا وقار ہوتے ہیں اور اہل علم کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک صاحب علم وعمل شخصیت علامہ صاحبزادہ غازی محمد عبدالرحمٰن الحسنی رضوی تھے جو زندگی کی ستر بہاریں دیکھ کر عالم فنا سے عالم بقا کی طرف مراجعت کر گئے۔ وہ باعمل عالم، مقبول خطیب، محقق اور قلم کار تھے۔ انہوں نے سوانح نگاری، فقہی موضوعات اور عقائد کے باب میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ مناظرانہ صلاحیتوں کے حامل تھے، مگر معتدل مزاج رکھتے تھے۔ صاحبزادہ عبدالرحمان الحسنی نے طویل عرصہ تک درسِ نظامی کی کتابیں پڑھائیں اور مختلف فنون کی تدریس کرتے رہے۔ وہ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی، استاذ الکل مولانا ملک عطا محمد بندیالوی، شیخ القرآن مولانا فیض احمد اویسی اور مولانا عبدالحق بندیالوی جیسے اجلہ علماء کے تلمیذ رشید تھے جبکہ ان کے سینکڑوں تلامذہ دنیا بھر میں تدریسی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا محمد عبدالرحمٰن الحسنی نے ساری زندگی اپنے برادر بزرگ اور خانقاہِ نقشبندیہ مجددیہ شاہ والا شریف کے سجادہ نشین علامہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی کے ساتھ خانقاہی اور تدریسی امور میں بھرپور معاونت کی۔ وہ مشنری جذبہ سے سرشار عالم تھے ان کی روحانی نسبت حضرت خواجہ غلام حسن سواگ شریف رحمہ اللہ کی خانقاہ سے تھی اور اپنے والد گرامی حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی کی روحانی امانتوں کے امین تھے۔ مرحوم جمعیت علماء پاکستان ضلع خوشاب کے صدر رہے۔ انہیں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا بھرپور اعتماد حاصل رہا۔ جمعیت علماء پاکستان ہی کے ٹکٹ پر 1988ء میں انہوں نے صوبائی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا۔ انہوں نے ساری زندگی نہایت متحرک وفعال انداز سے بامقصد گزاری۔ وہ ایک شعوری انسان تھے۔ علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمان الحسنی 30 اپریل 1951ء کو شاہ والا شریف ضلع سرگودھا میں ایک درویش خدا مست حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ پھر اپنے

والد گرامی کی خواہش و راہنمائی کے مطابق اپنے برادر بزرگ کے ساتھ ملک بھر کے اطراف و اکناف میں حصول علم کے لئے مصروف جہد رہے۔ بہت محنت سے پڑھا اور پھر ابلاغ و تبلیغ دین کے لئے مصروف ہو گئے۔ وہ ایک کہنہ مشق مدرس کے طور پر بھی اپنا مستقل تعارف رکھتے تھے ایک عرصہ تک انتہائی محنت و مشقت سے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ بقول علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

زندگی کی رعنائی امتحاں کی منزل ہے
اردگرد راحت ہے لغزشوں کے پہرے میں

انہوں نے تحریک ختم نبوت 1974ء میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مولانا ملک محمد اکبر ساقی، حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی وڑھ چھ شریف، اور دیگر زعماء کے ساتھ 40 روز تک شاہ پور چھاؤنی جیل میں رہے۔ یہ گرفتاری انہوں نے اعزازی طور پر اپنے برادر بزرگ علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی کی جگہ پیش کی تھی۔ اسی زمانے میں حضرت سیاح الحرمین بابا جی سید طاہر حسین شاہ ترمذی نے انہیں غازی کے لقب سے ملقب فرمایا اور پھر غازی ان کے نام کا حصہ بن گیا۔

آپ چھ بھائی تھے آپ کے بعد صاحبزادہ فقیر غلام حبیب الحسنی، صاحبزادہ فقیر عبدالعزیز الحسنی، صاحبزادہ عبدالقادر الحسنی مرحوم اور صاحبزادہ فقیر محمد امین الحسنی۔ صاحبزادہ عبدالقادر الحسنی مرحوم اپنے والد گرامی حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی رحمہ اللہ کی رحلت سے چالیس روز قبل ہی انتقال کر گئے۔

آپ کی شادی 1971ء میں ہوئی اولاد میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ صاحبزادہ عطا الرحمٰن، مولانا صاحبزادہ محمد فیض الحسن الحسنی، صاحبزادہ افتخار الحسن اور صاحبزادہ انوار الحسن۔ انہوں نے اپنے بچوں اور برادر اصغر کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ مرتکز رکھی۔

آپ نے پیر آف سواگ شریف (ضلع لیہ) حضرت خواجہ میر محمد حسن مدظلہ کے دست مبارک پر 1965ء میں بیعت کی اور 1977ء میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ زندگی میں ایک حج کیا۔ یہ سفر حج 1981ء میں تھا اور مختلف اوقات میں پانچ مرتبہ عمرہ کی سعادت اور حاضریٔ مدینہ طیبہ کی غرض سے حجاز مقدس کے سفر کئے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک تبلیغی اسفار کا سلسلہ زندگی بھر جاری رہا۔ 1990ء میں جشن میلاد شریف کے جلسوں میں خطاب کی غرض سے متحدہ عرب امارات کا سفر کیا اور تمام ریاستوں میں بھرپور پروگراموں میں شرکت کی۔ 1996ء سے 2007ء تک مسلسل ہر سال ماہ رمضان المبارک میں دبئی، ابوظہبی، شارجہ، راس الخمیہ، العین وغیرہ کے دورہ پر تشریف لے جاتے رہے۔ جمعیت علماء پاکستان میں مرکزی سطح پر اختلافات سے قبل آپ آخری ضلعی صدر تھے۔ اختلاف

کے دورانئے میں آپ نے عملی طور پر سیاسی جدوجہد سے علیحدگی اختیار کرلی اور دونوں طبقات کے اکابر کا احترام ہمیشہ برقرار رکھا۔ ہشاش بشاش طبیعت کے مالک تھے۔ بذلہ سنجی مزاج کا حصہ تھا۔ اختلاف رائے کا اظہار بھی مسکراتے چہرے کے ساتھ کرتے تھے۔ گیارہ سالہ جمعیت علماء پاکستان کے اختلافات کے زمانہ میں بھی اہل سنت کی نمائندگی کرتے رہے۔ اس زمانہ میں قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ وقتاً فوقتاً جوہر آباد راقم کے ہاں تشریف لاتے رہے تو دو مرتبہ شاہ والا شریف بھی تشریف لے گئے۔

صاحبزادہ عبدالرحمٰن الحسنی نے قائد آباد گول چوک میں مرکزی قائدین جمعیت کا ایک بھرپور جلسہ منعقد کیا جس میں مرحوم ملک محمد اکبر ساقی بھی شامل تھے۔ نورانی، نیازی خطبات کی گونج ابھی تک ان فضاؤں میں محسوس کی جاتی ہے۔ صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی کے ساتھ تیس پینتیس برس کا تعلق جب ایک نظر مڑ کر دیکھتے ہیں تو ایک نفیس الطبع مخلص و شفیق، خلیق و وفا شعار اور نیک خو عالم باعمل کا مبارک چہرہ دکھائی دیتا ہے۔

تصنیف و طریقت کے ساتھ وابستگی تو ان کو وراثت میں ملی تھی۔ روایت ہے کہ حضرت خواجہ فقیر محمد باروی رحمہ اللہ کے ماموں جان اور خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ پیر بارو شریف کے موسس اعلیٰ خواجہ فقیر عبداللہ باروی رحمہ اللہ کی خدمت میں درس نظامی کی تکمیل کے بعد جب حاضر ہوئے تو خواجہ فقیر عبداللہ باروی نے حضرت غازی عبدالرحمٰن الحسنی کو مخاطب کرتے ہوئے خلافت سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

"جہڑا کجھ مینوں میرے پیر (سواگ شریف خواجہ، خواجگان خواجہ غلام حسن سواگ رحمہ اللہ نے عطا فرمایا۔ میں تہانوں پیش کرداں۔"

اس کے بعد نصیحت فرمائی کہ فقیر بننا، دنیادار نہ بننا۔ حضرت خواجہ فقیر عبداللہ باروی رحمہ اللہ نے اپنے مشائخ کے فیوض و برکات کی امانت صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی کو عطا فرمائی۔

آپ تحریر و تقریر کے میدان کے شاہسوار تھے۔ آپ نے ہزاروں اجتماعات سے خطاب کیا اور بیسیوں موضوعات پر قلم اٹھایا۔ آپ کا خطبہ استقبالیہ سن کر خطیب العصر ابوالکلام صاحبزادہ سید فیض الحسن آلو مہار شریف نے کہا تھا کہ صاحبزادہ عبدالرحمٰن الحسنی کا طرز تخاطب خوب ہے یہ خطبہ استقبالیہ نہیں دے رہے تھے بلکہ اپنے وقیق اور جامع خطاب کے ذریعہ اپنا تعارف کروا رہے تھے۔ ان کے اسلوب گفتگو کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ نوجوان مستقبل کا بہترین خطیب ہوگا۔ صاحبزادہ عبدالرحمان الحسنی نے اپنے مرشد پاک کی سوانح "فیوضات حسنیہ" ترتیب دی اور اس کا بھرپور مقدمہ، تعارف کے عنوان سے لکھا فیوضات بارویہ کا مقدمہ لکھا جو اس کے پہلے ایڈیشن میں ہی قبولیت و شہرت کی معراج کو

پہنچا۔ استاذ الکل مولانا ملک عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ کی کتاب "رویت ھلال کی شرعی حیثیت" پورے اہتمام سے شائع کی۔

ایک مرتبہ ہفت روزہ "نوائے جوہر" جوہر آباد نے آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی رحمہ اللہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر اشاعت خاص کا اہتمام کیا تو اس کی ترتیب وتدوین کے لئے ضلع خوشاب کے سینئر صحافیوں الطاف چغتائی، الطاف آزاد مرحوم، ملک غلام محمد کھچی اور راقم ملک محبوب الرسول قادری کے ساتھ صاحبزادہ عبدالرحمٰن الحسنی بھی سرگودھا گئے۔ ایک روز وہاں قیام رہا۔ غالباً ہفت روزہ "منشور" سرگودھا کے دفتر میں یہ کام جاری تھا۔ کمپیوٹر تو اس وقت نہ تھے متعدد کاتب بیٹھ کر کتابت کیا کرتے تھے۔ جہاں کہیں کمی کا احساس ہوتا یا خلا تو صاحبزادہ عبدالرحمٰن الحسنی فوری طور پر کوئی قطعہ، رباعی یا جملہ لکھ کر کاتب کو لقمہ دیتے اور وہ کالم مکمل ہو جاتا تھا۔

راولپنڈی میں صاحبزادہ صاحب کے قیام بغرض علاج کے زمانہ میں مختلف اوقات میں تین مرتبہ بیمار پرسی کے لئے جانا ہوا۔ تکلیف کے باوجود ان کی طبیعت میں فرحت ومسرت ان کے چہرے سے نمایاں ہوتی۔ وہ خوش ہوتے تو بڑے عمدہ اشعار سناتے۔

ان کے دیکھے سے جو آتی ہے منہ پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

خصوصاً اپنے چھوٹے بھائی قاری محمد امین الحسنی سے بہت محبت رکھتے تھے ان کے زمانہ طالب علمی میں خصوصی طور پر شفقت فرماتے تھے۔

ہم نے حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کے دو اعراس میں اکٹھے حاضری دی انہوں نے کمال محبت کا اظہار کرتے ہوئے مجاہد ملت کی سوانح بیان کی۔ میرے والد گرامی غازی اسلام جانثار پاکستان ملک عبدالرسول قادری رحمہ اللہ کے عرس مبارک میں چند سال قبل تشریف لائے تو ایسا روح پرور خطاب کیا کہ فصاحت و بلاغت میں حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کے خطبات کی یاد تازہ کردی۔ مختصر یہ کہ علم و عمل، قول و فعل، سیرت وصورت میں صاحبزادہ غازی عبدالرحمٰن الحسنی اکابر اور اسلاف کے بہت سارے مشابہ تھے ان کی آخری یادگار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اگلی منزلیں آسان کرے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

# علامہ صاحبزادہ غازی عبدالرحمٰن الحسنی کی محفل قل

ختم سوئم کے موقع پر ہزاروں کا اجتماع منعقدہ شاہ والا شریف میں ملک کے ممتاز اور نمائندہ علماء و مشائخ نے خطاب کرتے ہوئے مرحوم کی گراں قدر دینی، علمی، روحانی، سماجی اور سیاسی طویل جدوجہد کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی راہنما علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی نے کہا کہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمان الحسنی کی خدمات کو مدتوں تک یاد رکھا جائے گا۔ ان کی جدوجہد ناقابل فراموش ہے۔ علامہ صاحبزادہ پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی نے کہا کہ ادیب اہل سنت صاحبزادہ عبدالرحمان الحسنی غیرت وحمیت کا استعارہ تھے انہوں نے ساری زندگی بھرپور جدوجہد کی وہ اہل علم کے لئے عزت ووقار کی علامت تھے مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے کہا کہ اکابر واسلاف سے فیوض وبرکات حاصل کر کے ساری زندگی ان کا ابلاغ مرحوم کا مشن رہا انہوں نے رشکِ ملائکہ اساتذۂ فنون سے علم حاصل کیا اور پھر تحریر وتقریر کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ کی امت تک منتقل کیا۔ وہ اور علامہ محمد اسماعیل الحسنی "دوقالب یک جان" کی عمدہ مثال تھے۔ مولانا آصف اقبال رضوی نے کہا کہ علامہ محمد عبدالرحمان الحسنی کی مجلس علم وعرفان سے معمور ہوتی تھی ان کا دنیا سے اٹھ جانا بڑے نقصان کے مترادف ہے۔ پروفیسر قاری محمد مشتاق انور نے کہا کہ مرحوم نے زندگی کے نشیب و فراز دیکھے اور ساری زندگی دین کی خدمت میں صرف کی۔ مولانا قاری محمد عمر سعیدی نے کہا کہ علامہ عبدالرحمان الحسنی میرے محسن ومربی تھے انہوں نے اپنے برادر بزرگ کے ساتھ مجھے غزالیٔ زماں کے ارشاد کی تعمیل میں انوار السلام میں داخلہ دلوایا۔ وہ علامہ سید احمد سعید کاظمی کے معتمد تلامذہ میں سے تھے۔ سجادہ نشین دربار شاہ والا شریف علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی نے اپنے برادر عزیز کے حوالہ سے مفصل یادیں تازہ کیں۔ دکھی دل سے مرحوم کی علمی و دینی خدمات کا اظہار کیا۔ اپنے عزیز بھتیجے اور مرحوم کے فرزند صاحبزادہ فیض الحسن الحسنی کے پیر حضرت میاں غلام صفدر بالا شریف، حضرت پیر سید امجد عزیز شاہ خوشاب، حضرت پیر سید قلندر حسین شاہ جوہر آباد، حضرت پیر محبوب الحق بندیالوی، حضرت پیر غلام حبیب الحسنی، حضرت پیر عبدالعزیز الحسنی، حضرت پیر قاری محمد امین الحسنی، صاحبزادہ سید فیض الحسن گیلانی، ممبر اسمبلی ملک کرم الٰہی بندیال، حضرت صاحبزادہ محمد انوار الحق بندیالوی، علامہ پیر غلام محمد رضوی، مفتی محمد طیب ارشد (شورکوٹ)، مفتی اصغر علی سیالوی، ملک زوار حسین کھارا ایڈووکیٹ، مولانا دلدار حسین رضوی، صاحبزادہ افضال احمد بندیالوی، مولانا مفتی سرفراز احمد قادری، مولانا شیر محمد سیالوی، مولانا محبوب الحسن الحسنی کراچی، صاحبزادہ مظفر دین، صاحبزادہ ضیاء اللہ بھوروی، حاجی محمد صدیق خان،

قاری فتح خان چشتی، مفتی محمد رشید تونسوی نے گہرے دکھ اور وچھوڑے کا اظہار کیا۔ مرحوم حضرت صاحبزادہ عبدالرحمان الحسنی کی مغفرت کاملہ اور بلندیٔ درجات کی دعائیں کی گئیں۔ صاحبزادہ پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی نے بھرپور خطاب کیا...... اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے (مرحوم) کے برادر اکبر اور آستانہ عالیہ شاہ والا شریف کے سجادہ نشین علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی نے نہایت رقت آمیز خطاب کیا۔ انہوں نے خطاب میں تین مرتبہ حضور پُر نور سیّدنا غوث اعظم غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی مبارک نسبتوں کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری تمام تر نسبتیں پیران پیر سیّدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی نسبت سے برقرار ہیں ہمارے اجداد نسل در نسل سات پشتوں سے غوث اعظم سرکار کے ریزہ خوار ہیں اور ان کے فیضان و توجہات کے محتاج کرم ہیں۔ انہوں نے اپنے برادر اصغر علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمان الحسنی کی دینی خدمات، اخلاص اور مسلسل جدوجہد کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی نے جملہ شرکاء علماء، مشائخ، دانشوروں، قراء کرام، ثناخوانوں اور علاقہ بھر کے معززین و سیاست دانوں کا شکریہ ادا کیا انہوں نے کہا کہ اس مشکل اور کڑے وقت میں آپ حضرات کی آمد اور ہماری حوصلہ افزائی پر شکرگزار ہیں آخر میں صاحبزادہ پروفیسر قاری محمد مشتاق انور نے درود وسلام پیش کیا۔

معاصر ماہنامہ "نور الحبیب" بصیر پور کا تعزیتی شذرہ

☆☆☆

# علامہ فقیر عبدالرحمٰن الحسنی

شاہ والا شریف (خوشاب) کے روحانی پیشوا، ممتاز عالم، استاذ العلماء، حضرت علامہ فقیر محمد عبدالرحمٰن الحسنی بھی راہیٔ ملک بقا ہو گئے۔ وہ جید عالم دین، قابل فخر مدرس، کہنہ مشق ادیب اور خطیب تھے۔ ان کے اساتذہ میں حضرت غزالی زماں ملک المدرسین حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی، استاذ العلماء مولانا عبدالحق بندیالوی ایسے اساطین علم وفضل کے نام آتے ہیں۔ وہ اپنے برادر بزرگ حضرت علامہ فقیر محمد اسماعیل الحسنی کے تدریسی و علمی امور میں معاون تھے۔ وضع دار ملنسار اور خوش اخلاق تھے۔ ۵ مارچ ۲۰۲۰ء کو طویل علالت کے بعد ۷۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، پس ماندگان اور جملہ تلامذہ و وابستگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(اپریل و مئی 2020ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

# نمونہ تحریر......ابتدائیہ کتاب

از۔ فاضلِ نوجوان ابوالانوار صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن صاحب الحسنی شاہ والہ

دارالعلوم جامعہ رحمانیہ حسنیہ رضویہ رجسٹرڈ شاہ والہ کے محرک اور نوجوان طلباء نے عرصہ تین سال سے ایک انجمن "بزمِ سلطانیہ حسنیہ رضویہ شاہ والہ" کے نام سے قائم کی۔

اس مختصر عرصہ میں انجمن کے اراکین نے جو قابلِ رشک کردار ادا کیا اور جس بے پناہ لگن کا مظاہرہ کرتے ہوئے انجمن کو سراپا حرکت بنایا اس پہ بزم موصوف کے اراکین جہاں تحسین و آفرین کے مستحق ہیں وہاں دیگر طلباء کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ بھی ہیں۔ بزم مذکورہ نے طلباء میں ذوق تعلیم اور جذبہ محنت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ پورا سال انجمن کے زیر اہتمام ہر ہفتہ کو بھرپور اجلاس منعقد کئے جس میں تمام طلباء نے تقاریر، حُسن قرأت اور نعت خوانی کے طور پر شرکت کی، نتیجۃً طلباء کی اکثریت نے اپنے مافی الضمیر کو حسین و دلنشین انداز میں پیش کرنے کی قدرت حاصل کرلی اور بعض وہ طلبا بھی شریکِ بزم ہیں جنہیں بہترین مقرر قرار دینا مبالغہ آرائی نہ ہوگی۔

میلاد النبی کا موقع ہو یا معراج النبی ﷺ، عاشورہ محرم ہو یا بانی مدرسہ کی محفل پاک ہو، ایام خلفاء راشدینؓ ہوں یا اعراس اولیاء کاملین افتتاحی اجلاس ہو یا اختتامی جلسہ ہر مرحلہ پر ان نوجوانوں نے جس حسن انتظام، بہتر اہتمام اور اعلیٰ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور ہمہ وقت جس عمل پیہم اور سعی مسلسل کو جاری رکھا، اس پر تمام طلباء بزم کے لئے دل کی گہرائیوں سے درازیٔ عمر اور علم و عمل کی لازوال نعمتوں کے حصول کے لئے دعاؤں کا بے ساختہ نکل جانا ایک فطری بات ہے۔ دعا ہے اللہ العلمین بطفیلِ سید المرسلین صلاۃ اللہ وسلامہٗ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین، ان شاہیوں کو وہ بال و پر عطا فرمائے جس سے ان کی پرواز ملک وملت کے لئے باعثِ افتخار اور اساتذہ والدین کے لئے باعثِ وقار ہو۔

بارگاہ لم یزل میں دست بدعا ہوں کہ وہ انہیں علوم وفنون کی تکمیل کے ساتھ ساتھ قلب ونظر کی طہارت اور تہذیب نفس کی رفعت بھی عطا کرے۔ خدا کرے کہ نان جویں سے مشرف ہونے والے زورِ حیدری اور استغنائے سلمانی سے بھی مالا مال کردیئے جائیں اور اسلام کے یہ شیدائی دین مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کے آگے شوکتِ جمشید و فریدون کو نگاہ حقارت سے ٹھکرادیں اور مصلائے مصطفٰے ﷺ کے سامنے تخت طاؤس کو ہیچ سمجھیں۔

اقبال کی زبان میں بارگاہ مصطفےٰ میں مصروفِ نواومحوِ صدا ہوں۔

از تہی دستان رخِ زیبا مپوش — عشق سلمانؓ و بلالؓ ارزان فروش
باز ایں اوراق را شیرازہ کن — باز آئینِ محبت تازہ کن
راہرواں را منزلِ تسلیم بخش — قوتِ ایمان ابراہیمؑ بخش

فاضل جلیل الحاج صاحبزادہ ابوالاسرار محمد اسمٰعیل صاحب الحسنی سجادہ نشین "آستانہ عالیہ شاہ والا" فاضل بندیال نے اپنے خوبصورت طرزِ تحریر سے مغزِ عبادات وخلاصہء ریاضات "دعا" کے اہم موضوع پر قرآن وحدیث میں بکھرے ہوئے موتیوں کوانتہائی جامعیت واختصار کے ساتھ صفحہء قرطاس میں یکجا کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کے علم وعمل اور ذہن وفکر کی صلاحیتوں کومزید جلا بخشے اوراس تالیفِ لطیف کوزیورقبولیت سے مزین فرماکردین ودنیامیں سرخروئی وپذیرائی کاذریعہ بنائے۔(آمین)

اس رسالہ کی اشاعت کا اہتمام "بزم سلطانیہ حسینیہ" نے کیا۔ بزم کے اراکین کی نشرو اشاعت کے میدان میں یہ پہلی پرخلوص کوشش ہے ان کی یہ کوشش کس حدتک کامیاب رہی اس کا فیصلہ قارئین فرمائیں گے۔امید ہے کہ ملک کے علم دوست اہل درد وصاحب ذوق حضرات اراکین بزم کی کماحقہٗ حوصلہ افزائی فرمائیں گےاوران کی اس ہمت مردانہ کومرحبا کہنے میں بخل سے کام نہیں لیں گے۔

## حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

طلباء کی یہ تنظیم "بزم سلطانیہ حسینیہ" اس عارفگر دوں وقار اور عابد شب زندہ دار کی طرف منسوب ہے جسے قدوۃ الاصفیاء سیدالاتقیاء حضرت خواجہ فقیر سلطان علی صاحب نقشبندی مجددی کے نام نام واسم گرامی سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ وہ دانائے راز ہے جوساری زندگی دنیاوی دولت سے بے نیاز اوراہل دنیا سے مستغنی رہااو ہمیشہ انسانوں کے ردوقبول اور عالم کی دادوتحسین سے بے پرواہ رہا۔وہ اپنی دنیا کا آپ بادشاہ اوراپنے ہی گوشۂ دل کا معتکف تھا۔اس کی حیات مستعار کے ایام اطاعت شعاری،عبادت گزاری، دردونیاز اور سوز وگداز سے عبارت تھے۔فکر آخرت کا یہ اسیر عبادت وریاضت میں اس قدر محو ہوا کہ دنیائے بے ثبات کی ہرشی سے بے گانہ اور ہر شغل سے ناآشنا رہا۔دین کے غم میں اتنا بخوراور ہنگامہ ہائے دنیا سے اتنا نفور کہ دین کے سوااس کے لئے کوئی غم غم نہیں تھااور فکرعقبیٰ کے سواکوئی فکر اہم نہیں تھا۔حلم اور حوصلہ

اتنا کہ دنیا کے کسی نقصان پر نہ گھبرایا نہ غضبناک ہوا اور غیرت ایمان کا جوش اتنا کہ دشمنِ اسلام اور گستاخ پیغمبر اسلامؐ کے خلاف شمشیر بے نیام بن گیا۔ اپنی ذات کے متعلق ہر ایک بے ادبی برداشت کرنے والا یہ مرد درویش شریعتِ مطہرہ کی خلاف ورزی ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہ کر سکا۔

وہ مردِ حق پرست جو تکلف سے بالکل آزاد تھا مگر ہر ایک کے نہاں خانۂ دل کی آواز تھا تصنع اور بناوٹ سے بالکلیہ جدا تھا۔ مگر ہر قلب مضطر کی صدا تھا۔ ذکر مصطفےٰ ﷺ کے وقت اس کی اشک باری اور بے قراری سے محسوس ہوتا اور سنتِ مصطفےٰ ﷺ سے اس کے والہانہ لگاؤ سے یقین ہوتا کہ عشقِ رسولؐ رحمت اس رگ رگ میں پیوست ہے اور یہ بادہ خوار درِ مصطفےٰ ﷺ شرابِ محبت میں سرمست ہے، اگرچہ خوش کلامی اس کی عادت تھی تواضع وانکساری اس کی طینت تھی۔ خندہ پیشانی وکشادہ روی اس کی فطرت تھی مگر دینِ حق کے خلاف بہت بڑی طاقت بھی اس کی نگاہِ فقر میں ذرۂ بے مقدار سے زیادہ وقعت کی حامل نہ تھی۔

صبر ورضا وتسلیم ووفا کا یہ عالم کہ راحت ہو یا تکلیف ہو مسرت ہو یا مصیبت ہو ہر حال اور ہر موسم میں سجدۂ شکر بجالایا۔ کاروان ملت کا یہ حدی خواں اور دنیائے عشق ومحبت کا سلطان علم دین اور علمائے دین کا بے پناہ قدردان ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی قدروں کا پاسبان بھی تھا۔ ابتداہی سے عشق محبوب حقیقی کی طرف مائل اور بچپن ہی سے ذکروفکر میں شاغل اور تبلیغ دین میں ایک خاص جوش کا حامل تھا وہ عقدہائے لاینحل جن سے علماء لاجواب ہوئے اس مردِ درویشؒ کے سادہ الفاظ سے بے نقاب ہوئے۔ اس کی تاثیرِ نگاہ نے تاریک سینوں کو پُر نور کیا اور ذہنوں کے شکوک وشبہات کو دور کیا۔ زبان میں وہ حلاوت کہ جب بولتا تو نفرت زدہ ماحول کو محبت والفت کے خیاباں میں تبدیل کر دیتا جب نماز میں اپنے مخصوص لہجہ میں کلامِ الٰہی کی تلاوت فرماتا تو سوز قرأت سے مقتدیوں کی اکثریت اشکبار ہوئے بغیر نہ رہ سکتی جس شخص نے بھی اسے خشوع وخضوع اور تعدیل وتسکین سے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا وہ گواہی دے گا کہ دور حاضر میں ایسے نمازی کا ملنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ اٹھتی ہے
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

طریقت میں آپ کا انتساب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شاہسوار تعلیمات امام ربانی کے علمبردار مجاہد اعظم مبلغ اُلحم قطب العارفین سید العلماء الراسخین حضرت خواجہ غلام حسن صاحب سواگوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے ہے۔ آپ ہی کے دست حق پرست پہ بیعت کی۔ بیس سال کا عرصہ اپنے پیر

روشن ضمیر کے دربار دُربار میں حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے۔ بعدۂ خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ معرفت طریقت کا یہ آفتاب ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ کو نگاہوں سے اوجھل ہوا اور اس شان سے رخصت ہوا کہ اس کے جنازے پر مخالف بھی اشکبار تھا۔ مگر اس کا اپنا چہرہ وداع کے وقت بھی مرکز انوار تھا۔ وہ خود تو رخصت ہوا مگر محبت و وفا کے انمٹ نقوش جریدۂ عالم پر ہمیشہ کے لئے ثبت کر گیا۔

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اتر گیا جو تیرے دل میں لاشریک لہٗ

امید ہے کہ ملت کا یہ غمخوار، دین حق کا پرستان اور عشقِ رسول ﷺ کا علمبردار اس وقت عرشِ الٰہی کے سائے میں آرام فرما ہوگا۔ اور رحمت مغفرت کے پھول اس قبر انور پر نچھاور کئے جا رہے ہوں گے۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو تیرا
آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆

# ابوالانوار صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن حسنی کا ایمان افروز نورانی خطاب

پیشکش: مرکزی بزم سلطانیہ حسینہ طلباء دارالعلوم جامعہ رحمانیہ حسینہ رضویہ (رجسٹرڈ)
شاہ والہ متصل قائد آباد ضلع خوشاب

☆☆☆

## مصنفِ شہیر، خطیب دلپذیر

## علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی کی تحریر اور تقریر کے نمونے

قدرت نے حضرت فخر اہل سنت علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی کو بیک وقت تصنیف و

تالیف اور تحریر و تحریر کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ وہ بہترین منتظم بھی تھے، مسندِ تدریس کی آبرو اور تقویٰ و پرہیزگاری کا عمدہ نمونہ تھے۔ مناظرانہ مزاج کے حامل مگر نہایت خلیق اور معاملہ فہم انسان تھے۔ اس نشست میں ہمارے قارئین ان کی تحریر و تقریر کے نمونے ملاحظہ کریں گے۔ ہم نے ان کی تحریر سے وہ مقدمہ منتخب کیا ہے جو انہوں نے اپنے برابر بزرگ پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی کی کتاب ''سفینہ نجات از حوادثِ مہلکات'' پر رقم فرمایا تھا۔ اس تحریر سے ان کے قلم کے جمالیاتی پہلو خوب نمایاں ہوتے ہیں جبکہ تقریر کے حوالہ سے دار العلوم جامعہ حامدیہ رضویہ گلشنِ رضا کراچی میں ۲۷ صفر المظفر ۱۴۰۶ھ کو یعنی آج سے ساڑھے 35 برس قبل ''یوم رضا'' کے موقع پر روح پرور آپ کا خطاب منتخب کیا گیا ہے۔ جو اس زمانہ میں مرکزی بزم سلطانیہ حسنیہ طلباء دار العلوم جامعہ رحمانیہ حسنیہ رضویہ (رجسٹرڈ) شاہ والا متصل قائد آباد ضلع خوشاب نے ''نورانی خطاب'' کے نام سے کتاب کی صورت میں شائع کیا تھا۔ مولانا محمد اکرم ساجد طاہر رضوی (جنرل سیکرٹری) اس کے محرک تھے۔ ان دونوں مستحبات سے جہاں علامہ عبدالرحمٰن الحسنی مرحوم و مغفور کے فنی محاسن نمایاں ہوتے گئے وہاں ان کے فکری و نظریاتی تصانیف اور ان کے تقریر و تحریر بھی اجاگر ہوتے گئے۔

☆☆☆☆

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و على آلهٖ واصحابهٖ اجمعين و على ازواجهٖ الطاهرات الى يوم الدين۔
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔
والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا○

شمعِ مصطفےٰ ﷺ کے پروانو! جمالِ مصطفےٰ ﷺ کے دیوانو! خلاقِ کائنات کا قانون ہے، ربِ ذوالجلال کا اصول ہے، سنتِ الٰہیہ اس طرح سے جاری ہے یہی دستورِ ذاتِ باری ہے۔ تاریخِ عالم اس بات پہ شاہد ہے۔ اہلِ دانش کے نزدیک مسلم ہے کہ جب بھی اس دنیا میں یہ ظلم کی سیہ رات چھا جاتی ہے، جب بھی کبھی ظلم کی شب دیور طویل ہوتی ہے، جب بھی تشنگانِ ہدایت کا پیمانہ صبر لبریز ہوتا ہے، جب بھی کبھی شیطنت انسانت کو جاں بہ لب کر دیتی ہے، جب بھی انسانیت الغیاث کی صداؤں کو بلند کرتی ہے، عین اس وقت میں رحمتِ خداوندی کا بادل مچلتا ہوا آتا ہے، بارانِ رحمت کی گھنگھور گھٹائیں

جنت بداماں ہو کے نازل ہوتی ہیں۔ انسانیت کے چہرے پہ بہار آتی ہے، آدمیت کا وقار بلند ہوتا ہے۔ عقائدِ باطلہ کا ہر قلعہ مسمار ہوتا ہے۔ جھوٹے نظریات کا ہر داعی بے وقار ہوتا ہے۔ آفتابِ حق کی نورانی کرنوں سے کوہ و دمن جگمگا اٹھتے ہیں۔ صحرا و دریا مسکرا اٹھتے ہیں۔ ہوائیں بقعۂ نور بنتی ہیں فضائیں پیکرِ سرور بنتی ہیں۔

میرے اس بیان کی تصدیق زبانِ مصطفےٰ ﷺ سے ہوتی ہے میرے اس کلام کی تائید فرمانِ مجتبیٰ ﷺ سے ہوتی ہے امام ابوداؤد نے امام بیہقی نے امام حاکم نے اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ یعنی پروردگارِ عالم کا یہ طریقہ ہے خداوندِ عالم کی یہ سنت جاری ہے کہ ہر صدی کے اختتام پر سو سال کی انتہا پر اللہ تعالیٰ ایک مردِ حق پرست کو بھیجتا ہے اِک غلام مصطفےٰ ﷺ آتا ہے اک بندۂ باصفا آتا ہے جلالِ حق کا مظہر بن کے آتا ہے، جمالِ مصطفےٰ ﷺ کا عکسِ جمیل بن کے آتا ہے۔ اصنام باطل کو توڑنے کے لئے آتا ہے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کے لئے آتا ہے۔ مردہ سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے آتا ہے۔ قوم کی عظمت رفتہ کو واپس لاتا ہے بھٹکے ہوئے راہی کو حرم سے آشنا کرتا ہے، تجدید و احیائے دین کا فریضہ انجام دینے کے لئے آتا ہے۔ تاریخِ انسانیت پر اگر غور سے نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی صدی ایسی نہیں ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جو ان پاکباز افراد اور ان مردانِ حُر کے وجود سے خالی ہو۔ شریعتِ مطہرہ کی اصطلاح میں ان نفوسِ قدسیہ کو "مجدد" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مجدد کے لئے ضروری ہے کہ ایک صدی کے آخر میں اور دوسری صدی کے اول میں اس کے علم و فضل کی شہرت رہی ہو علومِ ظاہرہ و علومِ باطنہ کا جامع ہو، احیاءِ سنت و ازالۂ بدعت میں سرگرم رہا ہو، مجدد کی زبان حق گو اور اس کا قلم حق نویس ہوتا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے بے لوث کہتا ہے جو کچھ لکھتا ہے بے خوف لکھتا ہے۔

علماء اسلام کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق اگر چودھویں صدی کی فضائے اسلام پر نگاہ ڈالی جائے تو "مجددیت" کا ایک چمکتا ہوا آفتاب دکھائی دیتا ہے، چمنستانِ تجدید میں ایک پھول مہکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ بزمِ علم میں ایک چراغ روشن ہوتا ہے۔ آسمانِ ہدایت پر ایک ستارہ جگمگاتا ہے۔ آنے والا تیرھویں صدی کے آخر میں اور چودھویں کی ابتداء میں آتا ہے شریعت و طریقت کا علم لے کے آتا ہے۔ ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال ہو کے آتا ہے۔ آنے والا، سفینۂ ملت کا ناخدا بن کے آتا ہے۔ زبان و قلم کا بادشاہ بن کے آتا ہے۔ یہ عظیم انسان کون ہے؟ یہ وہ عظیم انسان ہے جو اپنے آپ کو عبدِ مصطفےٰ کہتا ہے اس کا خاندان اس کو احمد رضا کہتا ہے مگر سارا زمانہ اس کو امام الاولیاء کہتا ہے۔ گدائے مصطفےٰ ﷺ اس کی اپنی زبان کہتی ہے۔ مگر دنیا اس کو عشاق کا سلطان کہتی ہے۔ ایسی ہستی جس نے آج

سے ایک سو سال پہلے ہندوستان کی سرزمین پر عشق مصطفےٰ ﷺ کے پرچم کو بلند کیا، سو سال گذرنے کے بعد آج بھی وہ پرچم ہمیں لہراتا ہوا نظر آتا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک کے لئے لہراتا رہے گا۔ احمد رضا کا نام آج بھی زندہ ہے انشاء اللہ قیامت تک کے لئے زندہ رہے گا۔ حادثاتِ دہر کا ظالم ہاتھ اس کے نام کو مٹا نہیں سکتا وہ تبدل ایام اس کے کام کو گھٹا نہیں سکتا۔

تیری ہستی کر گئی جو کام مٹ سکتا نہیں
صفحۂ ہستی سے تیرا نام مٹ سکتا نہیں

تاریخ جاننے والے اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جس ماحول میں آنکھ کھولی۔ اس وقت فضا یہ تھی کہ پورے عالم اسلام پر تنزل و ادبار کے بادل چھا چکے تھے۔ ہر طرف طوائف الملو کی کا دور دورہ تھا۔ ہر طرف فتنہ وفساد کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ دوسری طرف انگریز نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے یہ کوشش کی کہ مسلمان کا تعلق اسلام اور بانی اسلام محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات سے منقطع کر دیا جائے اس کو معلوم تھا کہ جب تک مسلمان کے سینے میں عشق مصطفےٰ ﷺ کی شمع جلتی ہے اس پہ غالب آنا ممکن نہیں اس لئے اس نے پوری کوشش کی کہ مسلمان کے دل سے حُب رسول کا چراغ بجھا دیا جائے۔ آقا اور اس کے غلام کے درمیان نفرت کی دیوار کو حائل کر دیا جائے اس نے سمجھا کہ جب تک اس غلام کا ربط اپنے آقا سے قائم ہے ضرور ایک دن اس کا ذوق یقیں غلامی کی زنجیریں کاٹ کے رکھ دے گا اس لئے سب سے پہلے اس کے سینہ کو عشق رسول ﷺ سے خالی کیا جائے لیکن انگریز ایک عیار قوم تھی اس نے سوچا کہ اگر ہم خود کہہ دیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں تو ہماری بات کون مانتا ہے۔ اگر ہم کہہ دیں کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ تو اس پر کون توجہ دیتا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرح عام انسان ہیں تو کون یقین کرتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایسی قوم تیار کی جائے، ایسی جماعت پیدا کی جائے، ایسا گروہ اٹھایا جائے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، جو خود کو موحد کہتا ہو، جو اپنے آپ کو مومن کہتا ہو، منبر ومحراب کی زینت بھی ہو جبہ ودستار کا مالک بھی ہو۔ مساجد و مدرس کا منتظم بھی ہو۔ ان کی سرپرستی بھی کی جائے ان کو وظیفہ دیا جائے، ان کو تحفظ دیا جائے تاکہ وہ ہمارے مقاصد کی تکمیل کریں اور ہمارے اشاروں پہ ناچتے رہیں۔ چنانچہ انگریز کی نگاہ نے ہندوستان کے دو شہروں کو منتخب کیا، ایک قادیان اور دوسرا دیوبند۔ قادیان کے مرزا غلام احمد نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور علماء دیوبند نے رسول اللہ ﷺ کے علم کی نفی کی۔ سرکار کے علم پر طعن وتشنیع کے تیر برسائے اور حضور کو اپنی مثل بشر کہا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان لوگوں کو انگریز نے تیار کیا اور انہوں نے انگریز کی نمک کا خوب حق ادا کیا اور دوسری طرف عالم یہ تھا کہ علماء اہل سنت انگریز کے خلاف فتویٰ جہاد

صادر کر چکے تھے۔ انگریز کی آتشِ انتقام نے علماء اہل سنت کو چُن چُن کر تختۂ دار پر لٹکایا۔ ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے۔ علماء اہل سنت کو جلاوطن کیا گیا اور عبور دریائے شور کی سزائیں دی گئیں۔ الحاد و کفر کی اس مہیب فضا میں شرک و کفر کی اس گھنگھور گھٹا میں، وہابیت و قادیانیت کے اس زہریلے ماحول میں، رحمتِ خداوندی کی موسلا دھار بارش ہندوستان کے ایک شہر بریلی شریف پر نازل ہوتی ہے۔ بریلی کے ایک معزز خاندان میں ایک عظیم ہستی کو ظاہری و باطنی صلاحیتوں سے سرفراز فرما کر پیدا کیا گیا۔ اسے شریعت و طریقت کے تمام علوم عطا فرمائے گئے، اس کا نام نامی امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی جن کو بالاتفاق، علی الاطلاق چودہویں صدی کا مجدد کہا جاتا ہے۔ اس شیر حق کی ایک للکار نے نجد سے لے کر دیوبند تک تمام گستاخانِ رسول کو نیم مردہ کر دیا۔ امام اہل سنت نے ہر بے دین سے مقابلہ کیا۔ انگریز سے آپ نے مقابلہ کیا۔ یہود و ہنود سے مقابلہ کیا، قادیانیت و نجدیت سے مقابلہ کیا، اس دوران آپ کو تیرِ ملامت کا نشانہ بھی بنایا گیا، طعن و تشنیع کا ہدف بھی بنایا گیا۔ لیکن اسلام کا یہ سچا مجاہد لومۃ لائم سے بے خوف ہو کر اپنی منزل کی طرف قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے:

فان ابی والدتی و عرضی لعرض محمد منکم وقاء

جب دشمنانِ دین نے آپ کی شمع حیات کو گل کرنے کی کوشش کی جب طاغوتی طاقتوں نے آپ پر حملے کا ارادہ کیا جب شیطان کی ذریت نے اذیتیں پہنچانے کی کوشش کی تو آپ نے مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا اور زبانِ حال سے کہا:

جفا روا ہے ستم گوارا ہے اتنا کہہ دے کہ تُو ہمارا ہے

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پاکستان کو بنانے والی جماعت مسلم لیگ کی پیدائش سے بھی پہلے علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد سے بھی پہلے، تحریک خلافت و تحریک تحفظ حرمین سے بھی پہلے، ہندوستان کی سرزمین پر سب سے پہلے جس نے دو قومی نظریہ پیش کیا وہ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ یہ پاکستان کا وجود امام اہل سنت کی ذات کا رہینِ منت ہے سب سے پہلے دو قومی نظریہ کو اجاگر کرنے والی ذات اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ کی ذات گرامی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اسی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر علامہ اقبال نے تصور پاکستان کو پیش کیا اور قائداعظم نے اس کو عملی جامہ پہنایا۔ اور یہی آواز سال ہا سال بعد مسلم لیگ کے سٹیج سے بلند کی گئی اور اسی کی بنیاد پر قائداعظم نے یہ مطالبہ کیا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں۔ ہندو کا مذہب اور ہے اور مسلم کا مذہب اور۔ ہندو کی تہذیب اور ہے اور مسلمان کی تہذیب اور ہندو کا تمدن اور ہے اور مسلم کا تمدن

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمان کی جبیں بارگاہِ ذوالجلال میں جھکتی ہے اور ہندو کا ماتھا بتوں کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ دو مختلف نظریہ ہائے حیات کی حامل قومیں ایک ہی قافلہ میں مل کر سرگرم سفر رہ سکیں۔

پاکستان کی تاریخ لکھنے والا کوئی بھی مؤرخ ''آل انڈیا بنارس سنی کانفرنس'' کو فراموش نہیں کر سکتا جس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء و مشائخ اہل سنت اور لاکھوں کی تعداد میں عوام اہل سنت نے اعلیٰ حضرت کے مریدوں نے اعلیٰ حضرت کے شاگردوں نے اعلیٰ حضرت کے متوسلین نے اس ملک کو بنانے کے لئے مسلم لیگ کے پرچم کو لہرایا۔ دنیا اس حقیقت سے واقف ہے کہ علماء اہل سنت نے بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں یہ اعلان کیا تھا کہ اگر خدانخواستہ قائداعظم پاکستان کا مطالبہ بھی ترک کر دیں تو اہل سنت و جماعت اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ اس دنیا کے نقشے پر پاکستان نامی مملکت کا اضافہ نہیں کر دیا جاتا۔

یہ دو قومی نظریہ امام اہل سنت نے پیش کیا اور وہ کون لوگ تھے جنہوں نے کانگریس کے سٹیج سے اس کے مقابلے میں ایک نعرہ بلند کیا، کانگریس کے اسٹیج سے اس کے مقابلے میں آنے والی آواز صرف دشمن کی آواز نہیں تھی صرف ہندو کی آواز نہیں تھی صرف انگریز کی آواز نہیں تھی صرف غیر کی آواز نہیں تھی، بلکہ اس آواز میں اپنوں کی آواز بھی شامل تھی۔ مسلمانوں کی آواز بھی شامل تھی، دوستوں کی آواز بھی شامل تھی۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم نے اس آواز کو کانگریس کے اسٹیج سے بلند کیا کہ قومیں مذہب سے نہیں بنتیں، قومیں وطن سے بنتی ہیں یہ وہ وقت تھا جب کہ شاعر مشرق ترجمان حقیقت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا کو الوداع کہنے والے تھے ان کا آخری وقت تھا بستر مرگ پر دراز تھے ان کے کانوں میں یہ آواز پہنچی کہ مسلمانوں کا ایک عالم دین، ایک دینی مدرسہ کا مہتمم کہتا ہے کہ قومیں مذہب سے نہیں بنتیں قومیں وطن سے بنتی ہیں۔ علامہ اقبال نے دنیا سے رخصت ہوتے ایک تاریخی رباعی تحریر فرمائی جس نے انہیں ہمیشہ کے لئے زندۂ جاوید کر دیا فرماتے ہیں۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ ‌ ‌ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است ‌ ‌ چہ بے خبر ز مقامِ محمدؐ عربی است
بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ‌ ‌ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

خدا کی اس وسیع و عریض سرزمین پر لاتعداد شعراء گزرے ہیں مگر شعراء کے حالات کو دیکھا جائے۔ ادباء کی تاریخ کو پرکھا جائے تو ان کی اکثریت مجازی عشق کے اندر مبتلا نظر آتی ہے کوئی زلف و رخسار کے اندر گرفتار ہے تو گیسوئے تابدار کا شکار ہے کوئی ادائے حسین پہ مرتا ہے کوئی جفائے نازنین پہ جلتا

ہے مگر اس سرزمین کے اوپر اور اس آسمان کے نیچے ایک ایسا شاعر تمہیں بتاؤں جس کی شاعری کا محور و مرکز حُسنِ محمد مصطفےٰ ﷺ ہے جمالِ احمدِ مجتبیٰ ہے (ﷺ) جو تعریف کرتا ہے مدینہ کے در و دیوار کی، جو توصیف کرتا ہے عرب کے کوچہ و بازار کی جو تعظیم کرتا ہے غبارِ کوئے یار کی۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کو پوری امت نے بالاتفاق علی الاطلاق مجدد کا لقب دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مبالغہ نہیں بلکہ وہ ضیغمِ اسلام وہ مردِ حق پرست اس خطاب کا کماحقہٗ مستحق تھا کیونکہ اس کے بغیر کون تھا جس میں مجدد کے تمام اوصاف علی وجہ الکمال پائے جاتے تھے اور وہ کون تھا جس نے تمام فتنوں کا مقابلہ کیا۔

اعلیٰ حضرت کسی فردِ واحد کا نام نہیں۔ اعلیٰ حضرت کسی ایک شخص کا نام نہیں اعلیٰ حضرت عشقِ مصطفےٰ کی ایک تحریک کا نام ہے۔ اعلیٰ حضرت عشقِ مصطفےٰ ﷺ کے مسلسل پیغام کا نام ہے۔ اعلیٰ حضرت عامۃ المسلمین کے زندہ ضمیر کا نام ہے اور اعلیٰ حضرت عشقِ مصطفےٰ میں دھڑکتے ہوئے بے تاب دل کا نام ہے، دنیا ہزار کوشش کرے اس کے نام کو مٹا نہیں سکتی جس طرح خدا نے مقامِ مصطفےٰ ﷺ کو رفعت اور ذکرِ مصطفےٰ ﷺ کو بقا عطا کی ہے۔ اسی طرح عشقِ مصطفےٰ ﷺ کے طفیل اس غلامِ مصطفےٰ ﷺ کے نام اور رفعت اور بقا عطا کر دی گئی ہے۔ لوگوں نے امام اہل سنت پہ اعتراض کیا کہ وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعریف کرتے کرتے خدا سے ملا دیتے ہیں۔ سرکار کی تعریف میں مبالغہ کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے جواباً چند شعروں میں اپنے عقیدہ کو بیان کیا ہم حضور اکرم ﷺ کے کمالات کا اعتراف کرنے کے باوجود حضور ﷺ کے خدا کو نہیں مانتے خدا کا بندہ مانتے ہیں مگر بندوں کا آقا مانتے ہیں آپ نے فرمایا۔

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے ۔۔۔ باغِ خلیل کا گُلِ زیبا کہوں تجھے
گلزارِ قدس کا گُلِ رنگیں ادا کہوں ۔۔۔ دامانِ دردِ بُلبُل شیدا کہوں تجھے
مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا ۔۔۔ یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے
آخر رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا ۔۔۔ خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

سلام پیش کرتا ہوں عشقِ رسولؐ کے اس علمبردار پر جس کے سامنے تمام بے دین تحریکوں نے آ کے دم توڑ دیا۔ سلام پیش کرتا ہوں اس مجددِ مطلق پر جس نے تجدید و احیاء دین کا فریضہ سرانجام دیا۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

فاضل نوجوان خطیبِ پاکستان علماء کے وقار حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب دامت برکاتہم العالیہ جو اس مدرسہ کے مہتمم ہیں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس ماحول کے اندر ایک عاشق

رسول ﷺ کی یاد کو تازہ کر کے دردِ دل کا سامان مہیا کیا دعا ہے کہ الٰہ العالمین بطفیلِ سید المرسلین ان کے چمنستانِ علم کو ترقی عطا فرمائے۔

آمین۔ ثم آمین ۱۴۰۶ھ

۲۷ صفر، بروز اتوار

منعقدہ جامعہ حامدیہ گلشن رضا کراچی۔

دار العلوم جامعہ حامدیہ رضویہ گلشنِ کراچی میں ۲۷ صفر ۱۴۰۶ء کو "یومِ رضا" کے موقعہ پر

☆☆☆

## جوہر آباد میں ایک محفل گیارھویں شریف سے خطاب

نامور دینی اسکالر اور خطیب علامہ صاحبزادہ محمد عبد الرحمٰن الحسنی نے کہا ہے کہ حضور غوث پاکؒ کی تعلیمات و افکار آفاقی اور آپ کی کرامات حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ آپ امتِ مسلمہ کے قیامت تک آنے والے اولیاء وصلحاء کے سربراہ ہیں۔ آپ نے اللہ کی توحید کا پیغام عام کیا اور عشق رسولؐ کی دعوت کو زندگی بھر عام کرتے رہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے زاویہ قادریہ جوہر آباد اور جامعہ غوث اعظم غلہ منڈی میں دو الگ الگ نشستوں سے خطاب کے دوران کیا۔ انٹرنیشنل غوثیہ فورم کے چیئرمین مولانا ملک محبوب الرسول قادری، مولانا شہادت حسین بندیالوی اور مولانا عبد الغفور حسنی نے بھی اظہار خیال کیا۔ ملک محبوب الرسول قادری نے کہا کہ تحریر وتقریر کے میدان میں حضرت غوث اعظم کی گراں قدر خدمات کا احاطہ ممکن نہیں۔ آپ کے خطبات میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا تھا اور دور ونزدیک کے بیٹھے ہوئے لوگ ٹیلی کمیونیکیشن کے بغیر ایک جیسی آواز سماعت کرتے تھے۔ تحریری خدمات کا جائزہ مرتب کیا جائے 38 کتب ایسی ہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ شعر وسخن میں حضرت غوث اعظم کا منظوم فارسی دیوان آج بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ملک محبوب الرسول قادری نے کہا کہ سیدنا عبد القادر جیلانیؓ کا روحانی فیض کسی خاص علاقہ یا زمانے تک محدود نہیں بلکہ وہ ظہور مہدی تک سارے جہان کو فیض یاب کرتے رہیں گے۔ ملک محبوب الرسول قادری نے کہا کہ طریقت کے تمام سلاسل او سلسلہ اولیاء کے تمام وابستگان آپ کی عظمت کے اقراری ہی۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا محبوب سبحانی دستگیرؒ نے جامعہ نظامیہ بغداد سے تحصیل علم کیا اور خود جامعہ قادریہ بغداد قائم کر کے علوم اسلامیہ شریعیہ کو فروغ دیا لہٰذا آپ کے عقیدت مندوں کو مدارس دینیہ کی سرپرستی کرنی چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆

اِک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

## محقق العصر حضرت مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

## ایک علم افروز شخصیت

ملک محبوب الرسول قادری

عصر حاضر میں اسلام کے سفیر اور بیدار مغز باعمل عالم حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری ۱۶ مارچ ۲۰۲۰ء سوموار کے پچھلے پہر واصل حق ہو گئے۔ اُن کے انتقال کی خبر نے ساری اسلامی دنیا کو افسردہ کر دیا۔ وہ ایک سنجیدہ، متین، وسیع المطالعہ، راست العقیدہ، راسخ العلم، علمی و فکری شخصیت کے مالک تھے۔ اُن کے قلم سے اڑھائی سو کے لگ بھگ کتابیں نکلیں۔ اُنہوں نے بیسیوں عربی و فارسی کتابوں کو قومی زبان اُردو میں منتقل کیا۔ حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف "تفسیر کبیر" کا اُردو زبان میں اوّلین ترجمہ "فضل قدیر" کے نام سے مکمل کیا۔ دنیا بھر میں مختلف دورے کیے اور ہزاروں اجتماعات سے خطاب کیا۔ آپ کے اجداد کا تعلق وادی کشمیر سے تھا اور آپ گجر خاندان کے ایک معزز فرد چوہدری فیروز دین کے گھر ۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ آبائی علاقہ ضلع نارروال میں بیریاں کلاں ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے اسی علاقہ میں حاصل کی اور پھر قرآن مجید حفظ کرنے کے لیے ضلع چکوال کے ایک گاؤں سلوئی نزد کلر کلہار میں اُستاذ الحفاظ مولانا حافظ غلام احمد باباجی سلوئی کے درس میں شامل ہو گئے۔ جو تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔ آپ کے زمانہ طالب علمی کے ساتھیوں میں نامور محقق عابد حسین پیرزادہ بھی شامل ہیں۔

مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ محمدیہ نوریہ بھکھی شریف میں حضرت مولانا سید جلال الدین مشہدی سے اکتسابِ علم کیا۔ آپ نے لالہ موسیٰ، حاصلاں والا، علی پور سیداں اور پھر لاہور میں مختلف اساتذہ سے درسِ نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا

مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا شمس الزماں قادری، مولانا سلطان احمد، مولانا محمد نواز نقشبندی، مولانا محمد اشرف سیالوی، مولانا مہر دین نقشبندی، مفتی غلام سرور قادری، شیخ الحدیث مولانا محمد عالم سیالکوٹی اور مولانا محمد رشید نقشبندی بندیالوی کشمیری ایسے بڑے نام شامل ہیں۔ آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ شریف میں اپنے عہد کے عظیم روحانی پیشوا حضرت قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدین قادری الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت تھے۔

مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اوقات میں سات حج اور تقریباً پچیس مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ ایک وسیع المطالعہ شخصیت تھے اور آپ کا مطالعہ متحضر تھا۔ آپ نے دنیا کے مختلف ممالک کے دورے کیے۔ آپ کا شمار ادارہ منہاج القرآن کے بانیان میں ہوتا ہے بلکہ ادارہ کا نام بھی آپ نے ہی تجویز فرمایا۔ مفتی صاحب عرب وعجم کے اہل علم میں خاص مقبولیت کے حامل تھے۔ آپ کی قائم کردہ لائبریری پاکستان بھر کے نجی کتب خانوں میں اپنی نوعیت کا منفرد علمی ذخیرہ ہے جس کے بارے میں محدث حجاز، فضیلۃ الشیخ محمد بن علوی المالکی اور فضیلۃ الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی رحمۃ اللہ علیہم جیسے لوگوں کا تاثر یہ تھا کہ "عرب دنیا کے رہنے والے ہم ہیں اور شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر بڑا علمی ذخیرہ آپ کے ہاں موجود ہے۔" مصر، شام، عراق، ایران، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، برطانیہ اور امریکہ میں مفتی محمد خان قادری کے اہل علم کے ساتھ بڑے قریبی روابط قائم تھے۔ حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے مراسم بہت گہرے تھے۔

مرحوم نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے تراجم کیے، ظاہر و باطن پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے، مجموعہ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جس میں امام سیوطی کے ۹ مقالات شامل ہیں)، اشعۃ اللمعات کی دو جلدوں کے تراجم، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مشہور زمانہ فقہی انسائیکلوپیڈیا فتاویٰ رضویہ کی مختلف چھ جلدوں کے اُردو تراجم کیے۔ علاوہ ازیں نصرۃ السبکی کا اُردو ترجمہ، سفر مدینہ کی صحیح نیت، بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے عنوان سے ہو چکا ہے۔ مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم میں محبت و اطاعت

نبوی ﷺ، اسلام اور احترامِ نبوت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت، اور فضائل نعلین حضور ﷺ جیسی کتابیں بھی شامل ہیں۔ امام فخر الدین رازی کی شہرۂ آفاق تفسیر کبیر کی ۳۲ ضخیم جلدوں کا اولین اُردو ترجمہ مفتی محمد خان قادری کا بڑا کارنامہ ہے۔ آپ نے انتہائی مشکل اور ادق موضوعات پر کام کیا۔ آپ کے علمی کاموں میں اسلام میں چھٹی کا تصور، اسلام اور ایصالِ ثواب، اساسِ ایمان۔ محبت الٰہی، ارضِ خدا ملکیت مصطفیٰ ﷺ، اسلام اور صالحین سے حصولِ برکت، اسلام اور تعدد ازدواج، اسلام اور خدمت خلق، اسلام اور تصورِ رسول پاک ﷺ، اسلام اور احترامِ والدین، امتیازات مصطفیٰ ﷺ، امام اعظم کا تابعی ہونا، اسلام کے دلائل اور ردِ قادیانیت، اشارے سے امامت کا صحیح حکم، امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت، امام احمد رضا بحیثیت قاطع بدعات، امام ابن دحیہ کلبی، جسم نبوی ﷺ کی خوشبو، حضور ﷺ نے رمضان کیسے گزارا؟ خواب کی شرعی حیثیت، درِ رسول ﷺ کی حاضری، حضور ﷺ نے حج کیسے ادا فرمایا؟ ذخائر محمدیہ ﷺ، سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ، شفاعت نبوی ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم کی وصیتیں، علم نبوی ﷺ اور متشابہات، شرح اسلامِ رضا، شرح اَج سک متراں دی، غوثِ اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات، عورت کی امامت کا مسئلہ، عورت کی کتابت کا مسئلہ، علم نبوی ﷺ اور منافقین، صحابہ اور علم نبوی ﷺ، علم نبوی ﷺ اور اُمورِ دنیا، شب قدر اور اس کی فضیلت، شاہکار ربوبیت، شانِ نبوت ﷺ، مزاح نبوی ﷺ، مسلک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عشق رسول ﷺ، معراجِ حبیب خدا ﷺ، معارف الاحکام، منہاج المنطق، منہاج النحو، مسلک ترک، وسعت علم نبوی ﷺ، ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ جیسی سینکڑوں کتابیں، مقالات اور کتابچے شامل ہیں۔

مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سکول کے نصابِ تعلیم میں شامل ایک مضمون "حضور ﷺ نے اُجرت پر بکریاں چرائیں" کا تحقیقی جائزہ لیا اور ایک علمی مقالہ مرتب کر کے محکمہ تعلیم حکومت پنجاب سے مراسلت کی انہوں نے قراریت کا ترجمہ اجرت کرنے کے بجائے ثابت کیا کہ مکہ کے نواح میں حضور ﷺ نے مقام قراریت پر بکریاں چرائیں اور اپنا کام کرنا عظمت ہے معیوب نہیں۔ جس کے نتیجے میں محکمہ تعلیم نے حضرت مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو قبول کرتے ہوئے نصابِ تعلیم میں تبدیلی کر لی۔ مفتی محمد

خان قادری رحمۃ اللہ علیہ بہترین مدرس بھی تھے۔آپ نے تقریباً چالیس برس تدریس فرمائی۔ بلاشبہ وہ مسند تدریس کی آبرو تھے۔آپ کے تربیت یافتہ تلامذہ میں بڑے بڑے نام آتے ہیں جن میں پروفیسر ڈاکٹر علی اکبر الازہری، پروفیسر حافظ محمد سلیم قادری، ڈاکٹر حافظ محمد اسماعیل تابش، علامہ ڈاکٹر مفتی مسعود الرحمان، صاجزادہ محمد فاروق قادری، مولانا صدیق اکبر سعدی، علامہ محمد ریاض قصوری، پیرزادہ محمد رضا قادری، علامہ محمد تاج قادری، علامہ پیرزادہ محمد فراز چشتی، علامہ محمد نعیم جاوید نوری، میاں غلام شبیر قادری، علامہ خلیق احمد اعوان، علامہ محمد قاسم چشتی، علامہ محمد سجاد حسین شامی، علامہ عبدالحی، علامہ محمد نعیم عارف نوری، علامہ غلام مرتضیٰ تبسم، پروفیسر ذوالفقار حسین ٹیپو، علامہ انوار حسین قادری، مفتی ربیع القادری، علامہ محمد عمران عنصر، علامہ قاری عبدالغفور چشتی شامل ہیں۔گذشتہ تیس برس میں ہم نے مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت قریب سے دیکھا اور لمحہ بہ لمحہ اُن کے ساتھ رہے۔انہوں نے اپنے رفقاء علامہ محمد خلیل الرحمان قادری، حاجی عبدالرشید فاروقی، صاجزادہ سلطان نیاز الحسن قادری، حاجی سہیل اقبال، الحاج محمد شوکت علی، الحاج محمد ثاقب آفتاب، الحاج محمد رمضان علامہ پیر محمد اسلم شہزاد وغیرہ کے ساتھ مل کر جامعہ اسلامیہ لاہور کی بنیاد رکھی جو تقریباً سولہ (۱۶) کنال رقبے پر ایک پرشکوہ عمارت میں اُن کی بہترین یادگار ہے یہ تعمیراتی کام علامہ محمد اسلم شہزاد قادری کی نگرانی میں مکمل ہوا۔ان جامعہ میں شعبہ درسِ نظامی، شعبہ علوم عصریہ، شعبہ ناظرہ وحفظ قرآن، شعبہ کمپیوٹر، شعبہ تصنیف وتالیف وغیرہ اعلیٰ معیار کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔آپ نے شادمان ون میں جامعہ مسجد رحمانیہ میں اپنے زمانہ طالب علمی سے امامت وخطابت کے فرائض ادا کرنا شروع کیے اور تادمِ واپسیں ان خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔

ان کے خصوصی رفقا میں علامہ محمد خلیل الرحمان قادری، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید، جسٹس (ر) میاں نذیر اختر، مولانا احمد علی قصوری، صاجزادہ سید عظمت علی شاہ گیلانی، صاجزادہ پیر سید انعام الحسنین کاظمی، حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری، علامہ حافظ خان محمد قادری حضرت مفتی محمد جان نعیمی، مفتی محمد ابراہیم قادری، علامہ صاجزادہ محمد شاہد جمیل اویسی، پیر سید مرید کاظم شاہ، حاجی محمد عارف اور سید احسان احمد گیلانی شامل تھے۔

وہ اتحاد اہل سنت اور اتحاد اُمت کے داعی و علمبردار تھے اہل سنت کے دو بڑے گروپوں میں ان کی پرخلوص کوششوں کے نتیجہ میں اتحاد ہوا اور مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مشروط اتحاد کی پیش کش کر دی۔ انہوں نے مختلف مسالک کے مابین فکری ہم آہنگی کے فروغ اور اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی ضرورت پر مؤثر کام کیا۔ وہ ملی مجلس شرعی کے متفقہ سربراہ تھے۔ انہیں اہل بیت اطہار، صحابہ کرام سے قابل رشک محبت تھی وہ سادات کرام کا بے پناہ احترام کرتے اور ہر معاملہ میں سادات کرام کو اہمیت دیتے تھے۔ مفتی صاحب اپنے محبین کی طرح اپنے حاسدین کی بھی بڑی تعداد رکھتے تھے جس کا اظہار یہ وقتاً فوقتاً اُن کی زندگی میں بھی ہوتا رہا اور وصالِ مبارک کے بعد بھی بہت سارے کم ظرف اپنے حصے کا کردار ادا کرتے رہے۔ اللہ کے لئے محبت رکھنا اور اللہ کے لئے جدائی اختیار کرنا زندگی بھر اُن کا معمول رہا بلاشبہ وہ اسلاف کی یادگار اور ایک بھرپور علم افروز شخصیت تھے۔

آپ نے تین صاحبزادے علامہ محمد فاروق قادری، صاحبزادہ محمد عثمان قادری، صاحبزادہ محمد علی قادری اور دو بیٹیاں اور ایک بیوہ کے علاوہ سینکڑوں علماء و طلباء اور ہزاروں ارادت مندوں کو سوگوار چھوڑا۔ مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک خلیق، شفیق اور مہربان شخصیت کے مالک تھے۔ اُن کے قلم میں روانی تھی۔ اُن کی گفتگو میں اللہ رب العالمین نے تاثیر کی نعمت رکھ چھوڑی تھی۔ دور دراز کے اسفار، انتھک محنت اور شبانہ روز تحقیقی کام سے اُنہیں تکان کے بجائے راحت کا احساس ہوتا تھا۔ وہ سفر وحضر میں مطالعہ کے شوقین رہے اور مطالعہ ان کی طبیعت ثانیہ بن کر رہ گیا۔ اپنی وفات سے چند لمحے قبل بھی وہ دینی و علمی موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ آپ کے تلامذہ میں سے علامہ اختر عباس سرگانہ اور مولانا محمد عمران عنصر نے آپ کے زمانہ علالت میں بے پناہ خدمات سرانجام دینے کا اعزاز حاصل کیا۔ اُن کی زندگی کا سفر خدماتِ دینیہ کی انجام دہی ہی میں تکمیل کو پہنچا اور ۱۶ مارچ کو غروبِ آفتاب سے پہلے ہی علم کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون نماز جنازہ ایکسپو سینٹر جوہر ٹاؤن کے ملحق کھلے پلاٹ میں ۱۷ مارچ کو فرزند اکبر صاحبزادہ محمد فاروق قادری کی اقتدائی میں پڑھی گئی۔ آپ کو جامعہ اسلامیہ لاہور کے ملحق پلاٹ میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی خدمات کو اپنی بارگاہ عالی جناب میں قبول فرما کر اُن کے لیے ذریعہ نجات اور توشہ آخرت بنائے اور ہمارے اہل علم کو

اُسی نہج پر علمی خدمات سرانجام دینے کی توفیق دے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو اور ہمارا معاشرہ حقیقی معنوں میں دینی، اسلامی معاشرے میں بدل سکے۔

غبارِ راہِ حجاز

**ملک محبوب الرسول قادری**

اسلامک میڈیا سنٹر

0321-9429027

mahboobqadri787@gmail.com

islamiamediapk92@gmail.com

# حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری

## اور تحریکِ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم 1977ء

ملک محبوب الرسول قادری

محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی جہدِ مسلسل سے عبارت تھی۔ انہوں نے ہمہ جہت جدوجہد جاری رکھی۔ زمانہ طالب علمی میں لاہور کے علاوہ سیالکوٹ، سلوئی ضلع چکوال اور ضلع خوشاب پنجہ شریف بھی رہے۔ تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ 1977ء میں آپ نے بھر پور حصہ لیا۔ اس زمانہ میں آپ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور میں منتہی کلاسوں کے طالب علم تھے۔ آس کی اس تحریکی جدوجہد کو استاذ العلماء حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری نے اپنی کتاب تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں بیان کیا تھا جو "مولانا حافظ محمد خان سیالکوٹی" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس ساری جدوجہد کو مولانا تابش قصوری کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆

# مولانا حافظ محمد خان سیالکوٹی

مولانا حافظ محمد خان ولد چودھری فیروز دین بیریاں کلاں تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ساتویں جماعت تک سکول کی تعلیم پائی اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ قرآن پاک ڈیڑھ سال کے عرصہ میں حافظ غلام احمد صاحب کے پاس سلوتی شریف ضلع جہلم کے جامعہ مہریہ میں حفظ کیا۔ ۶۸ء میں بھکھی شریف سے درسِ نظامی کا آغاز کیا۔ بعض کتب مولانا سلطان احمد (حاصلانوالہ) سے پڑھیں۔

۷۰ء کی پاک بھارت جنگ میں دیہات کے ہندوستانی فوج کے قبضے میں آنے کی وجہ سے دو سال تک تعلیمی انقطاع رہا۔ ۷۳ء میں جامعہ غوثیہ لالہ موسیٰ میں داخلہ لیا۔ اسی دوران بزمِ غوثیہ کے زیر اہتمام مسجد غوثیہ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے اور تحریک ختم نبوت ۷۴ء میں بزم غوثیہ کی جانب سے تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں تقریباً دس جلسے کیے اور محلّہ دار کمیٹیاں بنائیں۔

دو سال بعد جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں داخلہ لیا، جبکہ خطابت کے فرائض بدستور لالہ موسیٰ

ہی میں سرانجام دیتے ہیں۔ مولانا حافظ محمد خان جامعہ کے مایہ ناز طلبا میں سے ہیں اور اس وقت درس نظامی کی آخری کتب قاضی مبارک، بیضاوی، ہدایہ آخیرین وغیرہ اسباق پڑھ رہے ہیں۔ تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں مولانا نے مکمل حصہ لیا۔ ہر احتجاجی جلوس میں شرکت کی اور جب جمعۃ المبارک کا دن آتا، تو لالہ موسیٰ میں تحریک کے پروگراموں میں شریک ہوئے۔ اپنی کہانی انہوں نے یوں بیان کی:

۱۴ مارچ کو جب تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ کا پہلا احتجاجی جلوس جامع مسجد نیلا گنبد لاہور سے نکلا تو میں مولانا محمد صدیق ہزاروی اور مولانا حافظ عبدالستار نظامی کے ہمراہ اس جلوس میں شریک ہوا۔ اسی دوران جب میری نگاہ اپنے قریب کھڑے مفکر اسلام حضرت پیر کرم شاہ ازہری پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور ان کی مبارک زبان سے تحریک کی کامیابی کے لئے دعائیں نکل رہی تھیں۔ اس جلوس سے لے کر تحریک کے آخر تک برابر جلوسوں میں شریک ہوتا رہا۔ جب لالہ موسیٰ میں حضرت مولانا غلام قادر اشرفی کو گرفتار کرلیا گیا تو ہم نے آگے بڑھ کر تحریک کو سرد پڑنے سے بچالیا۔

جب مسلم مسجد کے سانحہ میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے طلباء زخمی ہوئے، تو ان کی دیکھ بھال اور گرفتار شدگان کی رہائی کے لئے خدمات سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹ اپریل ۱۹۷۷ء کو جب نام نہاد صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں ڈھونگ رچایا گیا، تو پوری قوم سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر نکل آئی۔ میں اور مولانا احسان اللہ ہزاروی علماء کے جلوس میں شرکت کے لئے نسبت روڈ کی طرف گئے، تو پولیس آڑے آگئی۔ ہم مجبوراً نیلا گنبد کی جانب دوڑے، وہاں بھی پولیس لوگوں کو مار مار کر بھگانے کی کوشش کررہی تھی۔ ہم بمشکل وکلاء کے جلوس میں پہنچے۔ دریں اثناء نوابزادہ نصر اللہ خاں بھی وہاں آ گئے۔ جوں ہی ہم اسمبلی ہال کے پاس پہنچے، پولیس نے بے تحاشا گولیاں چلائیں اور آنسو گیس کے شیل پھینکے۔ ہم نے ہائی کورٹ کی طرف رجوع کیا، تو وہاں بھی قیامت صغریٰ برپا تھی۔ دریں اثنا ہمیں مولانا غلام فرید صاحب اور مولانا سیف الرحمٰن صاحب کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی۔ ہم سیدھے میو ہسپتال پہنچے، یہاں منظر قابل دید تھا۔ نظام مصطفےٰ ﷺ کے شیدائی زخموں سے چور چور ہیں، لیکن صبر و استقلال کے کوہ گراں بنے ہوئے ہیں۔ ایک شہید نوجوان کی ماں جب آتی ہے تو بجائے رونے پیٹنے کے شکرِ خداوندی بجالاتی کہ میری دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے شہید کی ماں بنایا۔ میرے یہ دولڑکے جو میرے ساتھ ہیں، وہ بھی نظام مصطفےٰ ﷺ پر قربان ہونے کے لئے حاضر ہیں۔ یہ جذبۂ ایمانی دیکھ کر ہمیں یقین ہوگیا کہ اب تحریک ضرور کامیاب ہوگی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

☆☆☆

# حضرت مفتی محمد خان قادری تنظیمی و تحریکی زندگی کا روشن پہلو

## (ادارہ منہاج القرآن کا قیام)

علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری ☆

یہ بات میرے حافظے میں اچھی طرح نقش ہے کہ میرے آبائی قصبہ شرقپور شریف کے کچھ قریبی دوست ڈاکٹر محمد طاہر القادری حفظہ اللہ تعالیٰ کے جوہر خطابت کے بہت مداح تھے اور جب بھی انہیں موقع ملتا تو وہ ان کا خطاب سنتے تھے۔ ان میں سب سے نمایاں پروفیسر شیخ عبدالوحید تھے جوان دنوں زیر تعلیم تھے۔ وہ باقاعدگی کے ساتھ ان کے دروس قرآن میں شریک ہوتے تھے بلکہ ہمیں بھی دعوت دیتے تھے کہ آپ ایک دفعہ درس قرآن سن لیں، اگر دوبارہ سننے پر طبیعت آمادہ نہ ہوئی تو آئندہ سنئے گا۔ ہم باقی دوست یہ عذر کر دیتے کہ ہم نے جو ترجمہ قرآن حکیم کی کلاس شروع کر رکھی ہے وہ ہمارے لئے سب سے اہم ہے۔ پھر ایک دن واپڈا آڈیٹوریم میں غالباً انجمن طلباء اسلام کا اجتماع تھا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب بھی بطور مہمان مقرر شریک تھے۔ جب اسٹیج سیکرٹری نے انہیں دعوت خطاب تو میں نے اپنے قریبی دوست شیخ محمد مشتاق سے کہا کہ چلیں ہم سیلوس میں چائے پیتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ یار آپ بھی ان کا خطاب سن لیں چند منٹس کی ہی تو بات ہے لیکن میں انہیں زبردستی سیلوس ہوٹل میں لے آیا اور لوازمات کے ساتھ چائے کا آرڈر دے دیا تاکہ ان کا خطاب چائے نوشی میں گذر جائے۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ الغرض طبیعت میں ان کے بارے میں ایک نامعلوم سا تکدر تھا۔

چند دن بعد انجمن عندلیبان ریاض رسول کے زیر اہتمام لاہور کی قدیم مسجد وزیر خان میں محفل میلاد منعقد ہوئی۔ ہم سبھی دوست وہاں حاضر ہوئے۔ محفل کے دوران ہلدی رنگ کی دھاری دار شیروانی میں ملبوس ڈاکٹر صاحب جوان دنوں پروفیسر صاحب کہلاتے تھے اسٹیج پر جلوہ گر ہوئے۔ پہلی دفعہ انہیں قریب سے اور جی بھر کر دیکھا۔ باوقار شخصیت اور نورانی چہرہ لگا۔ سب سے متاثر کن بات یہ تھی کہ ڈاکٹر صاحب منفرد انداز میں محفل میں آداب کے ساتھ بیٹھے رہے اور زیادہ تر ان کی آنکھوں سے آنسو

---

☆ انتہائی قریبی، تنظیمی تحریکی رفیق، قلم کار، کالم کار، تجزیہ کار، بینک کار، مفکر، مدبر، ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ لاہور،

0300-4001802

رواں رہے، بس دو گھنٹوں کی اس صحبت نے میرا دل ان کی طرف مائل کر دیا تھا جو رفتہ رفتہ ان کی محبت اور احترام سے بھر گیا اور ایک انجانی سی وحشت جوان کے حوالے سے دل میں تھی وہ دور ہو چکی تھی۔ جب وہ مجلس سے اٹھے تو پہلی بار دل چاہا کہ کسی کی دست بوسی کروں۔ چنانچہ جب میں نے مصافحہ کے ساتھ ہی ان کے ہاتھوں پر بوسہ دینے کی کوشش کی تو انہوں نے بجلی کی تیزی کے ساتھ اپنا ہاتھ اپنی طرف کھینچ لیا اور ہم دیکھتے ہی رہ گئے۔ الغرض پہلے ہمیں پروفیسر عبدالوحید صاحب کہتے تھے کہ درس قرآن میں شرکت کریں اب ہم ان سے پوچھ رہے تھے کہ آئندہ درس قرآن کب ہے، ہم نے شرکت کرنی ہے۔

## مفتی صاحب سے پہلی ملاقات:

چنانچہ مقررہ دن ہم عصر سے پہلے جامع مسجد رحمانیہ لاہور پہنچ چکے تھے۔ اسی موقع پر ہمیں حضرت مفتی محمد خان قادری علیہ الرحمہ کی پہلی بار زیارت ہوئی۔ آپ واضح طور پر ڈاکٹر صاحب کے دست راست نظر آ رہے تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب درس قرآن دینے کے لئے تشریف لائے تو مفتی صاحب نے کمال محبت اور حسن عقیدت کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ درس قرآن کے دوران ان کا انہماک بھی دیدنی تھا۔ پھر بعض دوستوں کے ذریعے معلوم ہوا کہ حضرت مفتی صاحب اس مسجد کے امام و خطیب ہیں اور لاہور کی معروف درس گاہ جامعہ نظامیہ سے بطور سینئر مدرس منسلک ہیں۔ سادگی اور اخلاص تو ان کے چہرے سے ہی عیاں ہو جاتا تھا۔ ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ ڈاکٹر صاحب کے درس قرآن کا آغاز مسجد کے پڑوس میں رہائش پذیر ڈاکٹر محمد علی کی رہائش گاہ سے حضرت مفتی صاحب کی تحریک پر ہوا تھا۔ لیکن جگہ کم پڑ جانے کے بعد اب اسے مسجد میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ محترم ڈاکٹر محمد علی ادارہ منہاج القرآن کے مؤسس صدر تھے۔ کچھ وقفہ کے بعد ان کی رہائش گاہ پر درس تصوف کا آغاز کیا گیا۔ اس درس میں حاضری عمداً محدود رکھی جاتی تھی تا کہ جگہ کی قلت کا سامنا نہ ہو۔ درس میں شرکت سے پہلے میں نے ایک خط محترم ڈاکٹر صاحب کو لکھا تھا۔ جب میں درس کے بعد رخصت ہونے لگا تو ان سے مصافحہ کے لئے جونہی آگے بڑھا تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ آپ کا خط مل گیا ہے۔ ایک دو روز تک اس کا جواب لکھواؤں گا۔ مجھے یہ سن کر سخت تعجب ہوا کہ انہیں یہ کیسے پتہ چل گیا کہ وہ خط میں نے لکھا تھا جبکہ اس سے قبل میرا ان سے کوئی تعارف نہیں تھا۔ الغرض میں اس درس قرآن میں ڈاکٹر صاحب سے بہت متاثر ہوا اور یہیں سے ہم دوستوں کا تحریکی سفر شروع ہو گیا۔

مفتی صاحب کی معیت میں تحریکی سفر حضرت مفی صاحب کے ساتھ تعلق مختصر وقت میں گہری

دوستی میں تبدیل ہو گیا۔ دوستی اور تحریکی سفر ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ ابتداً میں جب اتفاق برادرز کے میاں محمد شریف (والد محترم میاں محمد نواز شریف و شہباز شریف) نے رجال کار کی تیاری کے لئے جامعہ بنانے کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کو تعاون پیش کیا تو وہ اسے قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ اتفاق اکیڈمی کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ بنایا گیا۔ اتفاق مسجد واقع ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن کے ملحقہ حصے میں کلاسز ہوتیں اور اتفاق برادرز کی ایک اور بلڈنگ جو اپر مال پر واقع تھی اس میں طلباء کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ طلباء کی اس اقامت گاہ پر حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں پندرہ روزہ محفل ذکر الٰہی و نعت منعقد ہوتی۔ مجھے اس میں شریک ہونے کی خصوصی اجازت ہوتی۔ میرا ذوق و شوق بھی مجھے پر لگا دیتا اور میں ڈیوٹی کرنے کے بعد سیالکوٹ سے سفر پر روانہ ہو جاتا اور محفل شروع ہونے سے قبل وہاں پہنچ جاتا۔ یہ میرا حسن ظن نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اس محفل میں شرکاء کو ذکر الٰہی کے انوار نصیب ہوتے تھے اور اس محفل کے اثرات ایک عرصہ تک قائم رہتے تھے۔ ان محافل نے بھی حضرت مفتی صاحب سے ہمارا دینی اخوت کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر کر دیا تھا۔

## تحریک منہاج القرآن اور مفتی صاحب کا حجرہ:

اگر میں یہ کہوں کہ ادارہ منہاج القرآن کا آغاز جو بعد میں ایک عالمی سطح کی تحریک کی شکل اختیار کر گیا مفتی صاحب کے حجرے سے ہوا تھا تو یہ مبالغہ نہ ہو گا۔ اسی حجرے میں ادارہ کا ریکارڈ ہوتا تھا۔ محترم ڈاکٹر صاحب یہیں ملاقاتیں فرماتے تھے۔ عاملہ کے اجلاس بھی زیادہ تر وہیں ہوتے تھے۔ اس فقیر نے ادارہ کا پہلا آڈٹ بھی اسی حجرے میں بیٹھ کر کیا تھا۔ رات کو یہی حجرہ مہمانوں کی خواب گاہ بن جاتا تھا۔ الغرض اس چھوٹے سے حجرے میں بیٹھ کر بڑے بڑے فیصلے ہوتے تھے۔ ان دنوں جو بھی دقت نظر کے ساتھ مفتی صاحب کے معمولات اور احوال کا جائزہ لیتا تو اس پر یہ عیاں ہو جاتا تھا کہ ادارہ منہاج القرآن کا مشن ان کے من میں اتر چکا ہے اور انہوں نے اپنی تمام صلاحیتیں اس کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ ان کو بلاشبہ اس ابتدائی نظم میں شخص دوم کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ دن کو تدریس کرتے، دفتری معاملات کو بھی دیکھتے، اجلاس منعقد ہوتے تو ان میں شرکت کرتے، تحقیقی کاموں میں ڈاکٹر صاحب کی معاونت کرتے۔ رات کو مطالعہ کرتے اور کل کے اسباق کی تیاری کرتے۔ پھر وہ وقت آیا کہ ادارہ نے ماڈل ٹاؤن میں ایک قطعہ اراضی حاصل کی، وہاں تعمیرات کا آغاز کیا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک پرشکوہ عمارت کھڑی ہو گئی۔ تحریک کے تیز تر پھیلاؤ کے پیش نظر انتہائی قریبی ساتھیوں میں ذمہ داریاں تقسیم کی گئیں۔

حضرت مفتی صاحب کے حصے میں جامعہ منہاج القرآن کی ہمہ پہلو نگرانی، دارالافتاء کی سربراہی اور ڈاکٹر صاحب کی علمی و تحقیقی معاونت کا کام آیا۔ وہ بدستور ادارہ کی مجلس شوریٰ عاملہ اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اہم رکن تھے۔ انہوں نے منہاج القرآن علماء کونسل کی تشکیل میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ وہ ماہنامہ منہاج القرآن کے لئے باقاعدگی کے ساتھ لکھتے تھے اور ان کی تجاویز تحریکی حلقوں میں بڑے ذوق وشوق کے ساتھ پڑھی جاتی تھیں۔ تحریکی سرگرمیوں میں بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ لاہور میں تحریکی اجتماعات سے خطاب فرمانے کے علاوہ کبھی کبھار بین الاضلاعی اور بین الصوبائی دورے بھی فرماتے تھے۔ تمام اجلاسوں میں باقاعدگی کے ساتھ بروقت شریک ہوتے اور ہمیشہ مدلل اور مؤثر گفتگو فرماتے۔ وہ ڈاکٹر صاحب کے خصوصی مشاورتی حلقے میں بھی اہم ترین مقام رکھتے تھے۔ ان کی رائے کو بہت اہمیت دی جاتی تھی۔

جامعہ منہاج القرآن کے لئے شب و روز وقف انہوں نے کلیدی ذمہ داری یعنی جامعہ منہاج القرآن کی ہمہ پہلو نگرانی کا فریضہ اس انداز سے نبھایا کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ وہ رات دیر تک سٹڈی پیریڈ کی نگرانی فرماتے تھے اور صبح تہجد کے لئے بیدار ہو جاتے اور طلباء اگر بیدار ہونے میں سستی کا مظاہرہ کرتے تو خود ہوسٹلز کا چکر لگاتے اور ان کی بیداری کو یقینی بناتے۔ میں نے انہیں بہت کم سونے والا پایا۔ طلباء پر بہت محنت فرماتے اور اساتذہ کو بھی متحرک رکھتے۔ محترم ڈاکٹر علی اکبر قادری، محترم ڈاکٹر ظہور اللہ اور محترم سید ہدایت رسول شاہ مرحوم و دیگر فاضلین ان کے ابتدائی طلباء میں سے تھے۔ یہ واضح رہے کہ یہ ایک ٹیم ورک تھا جس میں دیگر محنتی اساتذہ بھی شامل تھے لیکن اس ٹیم کے روح رواں مفتی صاحب ہی تھے۔ اسی طرح اگرچہ جامعہ منہاج القرآن ڈاکٹر صاحب کا برین چائلڈ تھا اور اس کا خاکہ بھی انہوں نے ہی تیار کیا تھا لیکن اس خاکے کو عملی جامہ پہنانا اور اس میں خلوص و محنت کے رنگ بھرنا مفتی صاحب کے حصے میں آیا تھا۔

## قائد تحریک سے والہانہ محبت:

یوں تو محترم ڈاکٹر صاحب کے سارے رفقاء ان کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے لیکن مفتی صاحب کی محبت بہت منفرد اور والہانہ تھی۔ ڈاکٹر صاحب بھی ان کے ساتھ بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ اوائل میں ہی ڈاکٹر صاحب کو دل کا عارضہ لاحق ہو گیا اور انہیں ہنگامی طور پر ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔ ہمیں اس کی کچھ خبر نہ تھی، اسی لئے ہم درس قرآن میں شرکت کے لئے رحمانیہ مسجد پہنچ

گئے۔ تھوڑی دیر بعد مفتی صاحب نے یہ درسِ قرآن کے التوا کا اعلان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی شدید علالت کی اطلاع دی۔ یہ اطلاع دیتے ہوئے وہ اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے اور رو پڑے۔ لوگ ان سے گلے مل کر روتے رہے۔ جب میں انہیں ملا تو بلک بلک کر رونے لگے۔ میری کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہو گئی۔ پھر انہوں نے مجھے ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا۔ میں رک گیا۔ جب سارے شرکاء واپس چلے گئے تو انہوں نے کہا کہ ہسپتال چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ملاقات ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب تب میو ہسپتال کے البرٹ وکٹر وارڈ میں داخل تھے جسے گورا وارڈ بھی کہا جاتا ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں بہت سارے رفقاء جمع تھے۔ مجھے اس بات پر شدید حیرت ہوئی جب ان کی تیمارداری پر مامور ساتھی نے باہر آ کر میرا نام پکارا اور کہا کہ آپ کو ڈاکٹر صاحب یاد کر رہے ہیں۔ میں یہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں بھی باہر ہوں۔ خیر میں نے ان کی زیارت کی۔ دریافت احوال کے بعد فرمانے لگے کہ درس قرآن کا کیا بنا؟ میں نے بتایا کہ وہ ملتوی کر دیا تھا۔ فرمانے لگے کہ ملتوی نہیں کرنا تھا۔ مفتی صاحب درس دے دیتے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ وہ مفتی صاحب کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ دورہ سندھ کے دوران پیش آیا۔ میں اور مفتی صاحب ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ تھے۔ غالباً سٹاک ایکسچینج کی بلڈنگ میں ڈاکٹر صاحب سیرت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے کہ ان کو دل کی تکلیف محسوس ہوئی۔ چنانچہ خطاب ادھورا چھوڑ کر انہیں ہسپتال منتقل کیا گیا۔ ہم سب پریشان تھے لیکن مفتی صاحب کی پریشانی دیدنی تھی۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ اگر ڈاکٹر صاحب کا بیرون ملک علاج کروایا جائے تو کتنا خرچ آ جائے گا۔ میں نے کہا کہ لاکھوں میں ہوگا لیکن صحیح اندازہ نہیں ہے۔ یہ غالباً ۱۹۸۸ء یا ۱۹۸۹ء کی بات ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ ہم نے جو پیسے اپنے اثاثے بیچ کر کاروبار شروع کرنے کے لئے جمع کئے ہیں وہ ہم علاج کے لئے پیش کر دیں گے۔ یہ رقم غالباً پانچ لاکھ روپے تھی۔ میں نے وعدہ کیا اور ساتھ ساتھ مفتی صاحب کی محبت پر رشک بھی۔ ڈاکٹر صاحب پر جب بھی کوئی علمی تنقید کرتا تو مفتی صاحب کا قلم حرکت میں آ جاتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ جاوید غامدی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی بیان کردہ "فوجدک ضالاً فھدی" کی تفسیر پر اعتراضات کئے اور اپنی زیرِ ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ اشراق میں اس حوالے سے مفصل مضمون لکھا تو مفتی صاحب نے ان کے رد میں ایک وقیع مضمون لکھا جو ماہنامہ منہاج القرآن میں شائع ہوا۔ اسی طرح جب ڈاکٹر صاحب کے خوابوں پر تنقید کی گئی تو مفتی صاحب نے خوابوں کی شرعی حیثیت کے عنوان سے جاندار مقالہ لکھا جو ماہنامہ منہاج القرآن میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔ الغرض وہ تحریک اور

قائد تحریک پر اٹھنے والے علمی اعتراضات کو رد کرنے کا فریضہ خوب نبھاتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب اور مفتی صاحب کے اتنا قریب آنے کی ایک وجہ دونوں شخصیات کے مابین پائی جانے والی فکری مماثلت بھی تھی۔ دونوں اتحاد امت کی تڑپ رکھتے تھے۔ دونوں معاشی ناہمواریوں پر کڑھتے تھے۔ دونوں احیائے اسلام اور غلبۂ دین حق کی بحالی کے لئے جدوجہد کو ناگزیر سمجھتے تھے۔ جب ادارہ منہاج القرآن کا نام رکھنے کا وقت آیا تو ارباب حل وعقد نے بہت سارے نام سامنے رکھے لیکن اتفاق مفتی صاحب کے تجویز کردہ نام یعنی منہاج القرآن پر ہوا۔

## قائد تحریک علمی وتحقیقی معاونت:

حضرت مفتی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی علمی وتحقیقی معاونت کا حق بھی خوب ادا کیا۔ بلا سود بنکاری کے حوالے سے سینئر ترین بنکاروں پر مشتمل جو حکومتی کمیٹی ڈاکٹر صاحب کے پاس آئی تھی اس کو ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کے مطابق بیشتر وقت مفتی صاحب نے دیا اور ان کے اشکالات رفع کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ رجم پر وفاقی شرعی عدالت میں ڈاکٹر صاحب نے جو دلائل پیش کئے ان میں بھی مفتی صاحب کی معاونت کو دخل تھا۔ یہی نہیں تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے اشاعتی یا عدالتی سطح پر جو بھی کام کئے ان میں مفتی صاحب کی محنت بھی شامل تھی۔ تدریس کے بعد ان کا بیشتر وقت مطالعہ میں گذرتا تھا۔

## ادارہ کی لائبریری کیسے بنی؟

ادارہ کی لائبریری بنانے میں مفتی صاحب نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ پاکستان ہی نہیں دنیا کے کونے کونے سے کتابیں اکٹھی کرتے رہے۔ جب ہم گروپ کی صورت میں حرمین شریفین عمرہ اور حاضری کے لئے جاتے تو مفتی صاحب فراغت کے بعد مکتبوں کا رخ کر لیتے اور وہاں گھنٹوں نئی آنے والی کتب کو دیکھتے رہتے اور ان میں سے مفید کتب کا انتخاب کر کے خرید لاتے۔ یہ کتب تعداد میں اس قدر زیادہ ہوتی تھیں کہ ہمارا ہوٹل کا کمرہ انہی سے بھر جاتا تھا۔ پھر گروپ کے تمام شرکاء میں وہ کتابیں تقسیم کر دیتے تاکہ وہ اپنے سامان کے ساتھ یہ کتابیں بھی لے آئیں اور واپسی پر مرکز میں جمع کرا دیں۔ اس طرح انہوں نے ادارہ کی لائبریری بنائی۔ صاف ظاہر ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ اب تو ادارہ کی لائبریری بہت بڑی بن چکی ہوگی اور ادارہ کے ذمہ داران نے اس ابتدائی کوشش کو بساط بھر آگے بڑھایا ہوگا لیکن یہ اعزاز مفتی صاحب کے حصے میں آتا ہے کہ انہوں نے ادارہ کی لائبریری کے لئے

گرانقدر کاوشیں کیں۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ انہوں نے صرف لائبریری بنانے پر ہی اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ ان کتب کا مطالعہ بھی کیا۔ ان کی عادت تھی کہ وہ مطالعہ شدہ کتاب کے شروع میں خالی صفحات پر حاصل مطالعہ کو چھوٹے چھوٹے نوٹس کی صورت میں لکھتے جاتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ہماری ادارہ سے علیحدگی کے کافی سال بعد جب ادارہ کے کچھ ذمہ دار ساتھی ملاقات کے لئے تشریف لائے تو مفتی صاحب نے انہیں کہا تھا کہ جن کتب پر میرے نوٹس لگے ہیں وہ مجھے دے دیں اور میں ان کے بدلے آپ کو وہی کتب اپنی لائبریری یا بازار سے لے کر دے دیتا ہوں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ان کتب کو کس قدر کھنگالا ہوگا۔

## تصنیف وتالیف کا آغاز:

حضرت مفتی صاحب نے ادارہ میں قیام کے آخری سالوں میں اپنے مطالعہ کو منضبط کر کے تصنیف وتالیف کے کام کا آغاز بھی کر دیا تھا۔ انہوں نے معروف عرب عالم کی تالیف کا اردو ترجمہ کیا اور اسے امتیازات مصطفےٰ ﷺ کے نام سے شائع کیا۔ اسی طرح ایک درسی کتاب منہاج النحو کے نام سے لکھی اور ایک منہاج المنطق کے نام سے لکھی۔ یہ تینوں کتب ادارہ ہی میں شائع ہو گئی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال یہ تھا کہ مفتی صاحب ابھی تصنیف وتالیف کا کام نہ شروع کریں اور اپنی تمام تر توجہات چند سالوں تک صرف مطالعہ پر مرکوز رکھیں لیکن فطرت نے لالے کی حنا بندی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مفتی صاحب کی یہ لگن ادارہ چھوڑنے کے بعد اپنے جوبن پر پہنچ گئی۔

## دار الافتاء کی ذمہ داری:

ان بھاری بھرکم ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ جو سب سے بڑی ذمہ داری ان کے سپرد تھی وہ دار الافتاء کی تھی۔ دار الافتاء کیا تھا تنہا مفتی صاحب کی ذات ہی تھی۔ نہ ان کا کوئی معاون تھا اور نہ ان کے پاس ٹائپسٹ کی سہولت تھی۔ ادارہ کا ناظم اعلیٰ ہونے کی وجہ سے میری یہ ذمہ داری تھی کہ جتنی بھی ڈاک اندرون وبیرون ملک سے آتی تھی اسے کھول کر اس کی مارکنگ کرتا تھا۔ مجھے اس میں کوئی ابہام نہیں کہ مفتی صاحب کو سب سے زیادہ خطوط لکھے جاتے تھے۔ بسا اوقات ان کی تعداد پچاس خطوط یومیہ تک پہنچ جاتی۔ ان سب کے جوابات وہ بھی ہاتھ سے لکھنا ایسا کام تھا کہ اس پر اگر ایک آدمی الگ سے مامور ہوتا تو وہ بھی اسے شاید ٹھیک سے نہ کر پاتا لیکن مفتی صاحب نے دیگر بھاری بھرکم ذمہ داریوں کے ساتھ اس اہم ذمہ داری کو بھی تن تنہا خوب نبھایا۔

## رسائل و جرائد کے مطالعہ کا منفرد انداز:

ادارہ منہاج القرآن میں تقریباً تمام مسالک کے جرائد باقاعدگی کے ساتھ پہنچ جاتے تھے۔ مفتی صاحب واحد شخصیت تھے جو ان تمام جرائد کا باریک بینی سے مطالعہ کرتے تھے۔ ہم بسا اوقات سوچتے رہ جاتے کہ اس قدر مصروفیات کے باوجود وہ ان جرائد کے تفصیلی مطالعہ کے لئے کیسے وقت نکال لیتے ہوں گے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ ساتھیوں میں بھی مطالعہ کی تحریک پیدا فرماتے۔ میرے سمیت مختلف ساتھیوں کو ان جرائد میں سے اہم مضامین پڑھنے کا کہتے اور پھر اس پر تبادلہ خیالات بھی فرماتے۔ اس کام کے لئے باقاعدہ نشست نہ رکھتے بلکہ نمازوں کے لئے باقاعدہ نشست نہ رکھتے بلکہ نمازوں کے بعد صبح سیر کے دوران اور ادارہ میں چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یہ کام کر لیتے۔ ان کے اوقات میں اس قدر برکت ہونے کا سبب یہ بھی تھا کہ وہ تکلفات سے کوسوں دور تھے اور کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں جانے دیتے تھے۔ قائد تحریک کو بھی تحریکوں سے متعلق مضامین اور تحریک منہاج القرآن پر ہونے والی نقد و جرح سے ہر وقت آگاہ کر دیتے۔ پھر ان کی مشاورت اور راہنمائی میں ان پر مناسب اقدام کرتے۔ پھر ان جرائد کا سالانہ ریکارڈ الگ الگ رکھتے اور سال کے اختتام پر ان کی جلدیں بنوا کر لائبریری میں پہنچا دیتے۔ تب نہ آن لائن جرائد کا تصور تھا اور نہ ہی ڈیجیٹل ریکارڈ کیپنگ۔ حافظہ بلا کا تھا۔ اگر کوئی انہیں کسی مسئلہ کی بابت پوچھتا تو فوراً بتا دیتے کہ اس حوالے سے فلاں رسالے میں فلاں محقق کا ایک مضمون شائع ہوا ہے اسے دیکھ لیں۔ یہ معمول تو انہوں نے تاحیات جاری رکھا اور مجموعی طور پر ہزاروں تشنگان علم کی راہنمائی فرمائی۔ انہیں مطلوبہ کتب و جرائد کی نشاندہی فرماتے اور ان کے اشکالات رفع فرماتے رہے۔

## عوامی تحریک کے لئے خدمات:

اگرچہ عملی سیاست سے کوسوں دور تھے لیکن سیاسی احوال پر گہری نظر رکھتے تھے۔ لیکن سیاسی احوال پر گہری نظر رکھتے تھے۔ سیاسی جرائد اور اخبارات کا مطالعہ ضرور فرماتے تھے۔ کوڑوں والے اسلام کے مقابلے میں لوگوں کی بھوک مٹانے والے اسلام کو درست سمجھتے تھے۔ مذہبی جماعتوں کی سیاسی سطح پر ناکامی کا بہت بڑا سبب اس بات کو گردانتے تھے کہ وہ عام لوگوں کی معاشی بہبود و ترقی کو اپنی ترجیح نہیں بناتیں۔ غالباً 1988ء کے انتخابات سے قبل دوستوں سے بہت بے تکلفی سے کہا کرتے تھے کہ بھٹو کی بیٹی حکومت لے جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ 1989ء میں قائد تحریک نے جب سیاسی جماعت بنانے

کے لئے مشاورت شروع کی تو مفتی صاحب اور میرے سمیت چند مرکزی ساتھیوں کا خیال تھا کہ یہ قبل از وقت ہے۔ فیلڈ میں سے بھی اکثر صائب الرائے احباب یہی رائے رکھتے تھے تاہم وسیع تر مشاورت کے لئے بلائے گئے جملہ تنظیمات کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائد تحریک محترم ڈاکٹر صاحب نے ایک ایسی جذباتی فضا پیدا کردی کہ شرکاء کے پاس سیاسی جماعت کے قیام کی رائے کو ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ جب جماعت کے قیام کا فیصلہ اور اعلان ہوگیا تو مفتی صاحب اس کی سینٹرل ایگزیکٹو کے رکن نامزد ہوئے اور اس کے تمام اجلاسوں میں شرکت فرماتے اور اپنی وقیع آراء دیتے تھے۔ پاکستان عوامی تحریک کی منشور ساز کمیٹی کا بھی حصہ بنے۔ دستور جو کہ اس فقیر نے بنایا تھا اس پر نظر ثانی جو کہ اس فقیر نے بنایا تھا اس پر نظر ثانی کرنے والی کمیٹی کا بھی حصہ بنے۔ ابھی تمام صوبوں میں ضلعی سطح پر بھی تنظیمی ڈھانچے تشکیل نہیں پائے تھے کہ 1990ء کا الیکشن آ گیا۔ اس موقع پر بھی مفتی صاحب اور اس فقیر کی رائے یہ تھی کہ تجرباتی طور پر صرف چند مضبوط نشستوں پر الیکشن لڑا جائے اور ملک بھر میں امیدوار نہ کھڑے کئے جائیں۔ دیگر مرکزی ساتھی جن میں صدر ادارہ محترم محمد انور قریشی مرحوم ناظم مالیات محترم میاں مظفر احمد مرحوم اور ہمارے ساتھی محترم رانا جاوید القادری بھی یہی رائے رکھتے تھے۔ چنانچہ سینٹرل ایگزیکٹو کے ایک اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کرلیا گیا کہ اگر بے نظیر حکومت ختم ہوتی ہے اور مڈٹرم الیکشن ہوتے ہیں تو ہم چند مضبوط نشستوں پر ہی امیدوار کھڑے کریں گے لیکن قائد تحریک نے کوئٹہ میں جب حکومت ختم ہونے کی خبر سنی تو پریس کانفرنس منعقد کی اور پورے ملک سے امیدوار کھڑے کرنے کا اعلان کردیا۔ ایک دن قائد تحریک نے مجھے اصغر خان کی فتح کو یقینی بنانے کے لئے نواز شریف کے خلاف بطور امیدوار کھڑا ہونے کا کہا۔ انہوں نے بتایا کہ پیپلز پارٹی کی قیادت اس کے بدلے ادارہ والے حلقے میں پارٹی کا امیدوار نہیں کھڑا کرے گی، تاکہ ہمارا امیدوار وہاں سے جیت جائے۔ اس باہمی انتظام کا پیپلز پارٹی کو یہ فائدہ تھا کہ ہمارے آٹھ دس ہزار ووٹ لینے سے نواز شریف کے ووٹ بنک میں ڈنٹ پڑ جائے گا اور اس کا مدمقابل اصغر خان جو کہ پیپلز پارٹی کا حلیف تھا وہ بآسانی کامیاب ہو جائے گا۔ میں نے تو معذرت کردی لیکن یہ وعدہ کیا کہ اپنے سے بہتر امیدوار کو تیار کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے مفتی صاحب کو الیکشن لڑنے پر آمادہ کرلیا۔ قائد تحریک کے روبرو مفتی صاحب کی بات بھی ہوگئی لیکن فجر کے بعد انہوں نے دوٹوک لہجے میں الیکشن لڑنے سے انکار کردیا۔ میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میری تخلیق کا مقصد مجھے الیکشن لڑنا نظر نہیں آتا۔ مجھے اپنی ذمہ داریوں پر ہی توجہ دینی چاہیے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ جامعہ کے طلباء پر رحم کھائیں۔ انہیں انتخابی مہم کا ایندھن بنا کر ان کا

وقت نہ برباد کریں۔ یہ دور دراز سے یہاں دین پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔ انتخابی مہم سیاسی ورکرز کے ذریعے چلائیں۔ ان کی باتوں کا مجھ پر بہت اثر ہوا کہ اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے کس قدر یکسو ہیں اور انہیں اپنی علمی ذریت کا کس قدر خیال ہے۔ پھر جب امیدواروں کو ٹکٹیں دینے کا مرحلہ آیا تو وہ ہمارے ساتھ پارلیمانی بورڈ کا بھی حصہ بنے۔ قائد تحریک جس قدر پرامید تھے ہم مرکزی ساتھی بشمول مفتی صاحب اسی قدر ناامید تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہمیں شیخوپورہ سے منور منج کی نشست کے علاوہ کوئی نشست نہیں ملے گی لیکن قائد تحریک پچیس سے پینتیس نشستیں جیتنے کا ذہن بنائے بیٹھے تھے۔ الیکشن والا پورا دن مفتی صاحب ہمارے ہمراہ لاہور اور شیخوپورہ کے پولنگ سٹیشنوں کا دورہ کرتے رہے۔ رات کو جب نتائج آنا شروع ہوئے تو ہمارے خدشات درست ثابت ہوئے۔ مفتی صاحب کا خیال تھا کہ ہمیں قائد تحریک کو ایک یادداشت پیش کرنی چاہیے جس میں انہیں درخواست کی جائے کہ انقلاب کے لئے مروجہ سیاسی جدوجہد کی بجائے دیگر غیر سیاسی ماڈلز پر غور کیا جائے اور ان میں سے جو سب سے بہتر ہو اسے اپنایا جائے۔ چنانچہ اس یادداشت کا ابتدائی ڈرافٹ اس فقیر نے تیار کیا اور مفتی صاحب سمیت تمام احباب کی منظوری سے اسے حتمی شکل دی گئی اور پھر قائد تحریک کو پیش کیا گیا۔

## ڈاکٹر صاحب سے اختلافات اور ادارہ سے علیحدگی:

محترم ڈاکٹر صاحب سے اختلافات کیسے شروع ہوئے اور کہاں تک پہنچے یہ ایک طویل کہانی ہے۔ بس یہاں اس بات پر اکتفاء کرتا ہوں کہ مفتی صاحب نے مختلف مواقع پر ادارہ سے الگ ہونے کا مشورہ دیا لیکن ہر بار میں انہیں قائل کر لیتا تھا کہ ہمیں معاملات میں بہتری لانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ تحریکیں روز نہیں بنتیں۔ چنانچہ بات آئی گئی ہو جاتی۔ دوسری طرف آئے روز کچھ نیا ہی دیکھنے کو ملتا جس سے ہمارا اضطراب بڑھ جاتا۔ ہم گھروں سے نکل آتے اور ساری ساری رات کسی پارک کے کونے میں بیٹھ کر سوچ بچار میں گذار دیتے۔ ہمارے ساتھ مرکزی ساتھی محترم رانا جاوید القادری چیف ایڈیٹر ماہنامہ منہاج القرآن، ناظم نشر و اشاعت ادارہ منہاج القرآن اور محترم عتیق الرحمٰن مجددی نائب ناظم اعلیٰ بھی موجود ہوتے۔ اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ ادارہ کے در و دیوار جن سے انس پیدا ہو گیا تھا ان سے نامانوسیت ٹپکنے لگی تھی۔ ایک دن مفتی صاحب نے دو ٹوک لہجے میں کہہ دیا کہ میں مزید اس کیفیت میں نہیں رہ سکتا۔ آپ میرے بھائی ہیں۔ آپ یہاں ٹھہریں اور اصلاح احوال کی کوششیں جاری رکھیں۔ میرا آپ کا برادرانہ تعلق بدستور قائم رہے گا لیکن میں نے ادارہ سے مستعفی ہونے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔

میرے لئے یہ مرحلہ آ گیا تھا کہ میں ڈاکٹر صاحب اور مفتی صاحب دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کروں، چنانچہ میں نے معمولی تامل کے بغیر فیصلہ کر لیا کہ ہم اکٹھے مستعفی ہوں گے۔ جب میں نے وہیں کھڑے کھڑے مفتی صاحب کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ باقی دونوں ساتھیوں سے بات کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم فوری طور پر جمع ہوئے اور جلد ہی یہ طے پا گیا کہ ہم نے اجتماعی طور پر استعفیٰ دینا ہے۔ یوں یہ رفاقت اپنے انجام کو پہنچی۔

ہم نے ادارہ ایسا چھوڑا کہ پلٹ کر ادھر نہ دیکھا۔ کچھ دوستوں نے صلح کی سطحی نوعیت کی کوششیں کیں لیکن ہم بہت دور جا چکے تھے۔ مفتی صاحب مستعفی ہونے کے بعد کبھی نہ پچھتائے بلکہ وہ کبھی کبھار کہا کرتے تھے کہ ہر آنے والے دن کے ساتھ ادارہ چھوڑنے کے فیصلے پر شرح صدر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ایک دفعہ ہمارے چند پیر بھائیوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی اور ڈاکٹر صاحب کی صلح کروا دیں۔ مفتی صاحب اس شرط پر آمادہ ہوئے کہ ہماری ملاقات تیسری جگہ پر ہو گی اور اس میں آپ سمیت کوئی اور شریک نہیں ہوگا۔ اگر ڈاکٹر صاحب آمادہ ہیں تو ہم مل لیتے ہیں۔ چنانچہ پیر بھائیوں نے ہمیں کہا کہ آپ کی شرط ڈاکٹر صاحب کو قبول ہے۔ یاد رہے کہ مفتی صاحب یہ فقیر اور ڈاکٹر صاحب پیر بھائی بھی ہیں ہمیں قدوۃ الاولیاء حضرت پیر سید طاہر علاء الدین القادری الگیلانی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مقررہ وقت پر وہ ہمیں ڈاکٹر صاحب کے محلے میں لے گئے۔ ان کے گھر سے تھوڑے فاصلے پر ہی ایک گھر تھا ہمیں اس گھر میں لے گئے۔ ہم مطمئن تھے کہ یہ ہے تو تیسری ہی جگہ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے گھر کے بالکل قریب ہے لیکن اس وقت ہم حیران ہو گئے جب چائے پانی کے بعد صاحب خانہ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب گھر میں انتظار کر رہے ہیں چلیں ادھر چلتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ آپ حضرات نے وعدہ خلافی کی ہے۔ ہم تیسری جگہ پر آ گئے ہیں، اب آپ ڈاکٹر صاحب کو حسب وعدہ یہاں بلوائیں لیکن وہ اسی بات پر مصر رہے کہ ہم ادھر چلے جائیں۔ یہ صورتحال دیکھ کر مفتی صاحب نے پیر بھائیوں پر خفگی کا اظہار فرمایا اور انہیں کہا کہ ہم واپس جا رہے ہیں۔ ہمارا غالب گمان یہی تھا کہ یہ سب کچھ ہماری پیر بھائیوں کی غلط بیانی کی وجہ سے ہوا ہے اور ڈاکٹر صاحب کو اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا۔ خیر ہم نے یہ بات بھی بھلا دی لیکن مفتی صاحب اپنے وصال سے سال ڈیڑھ سال قبل یہ بات اکثر کیا کرتے تھے کہ ہمیں ڈاکٹر صاحب سے ملنا چاہیے۔ مذہبی لوگوں میں تو زیادہ رواداری ہونی چاہیے لیکن ہم سے سیاستدان بہتر ہیں جو اختلافات کے باوجود میل ملاقات نہیں چھوڑتے۔ ڈاکٹر صاحب دو ہی مواقع پر پاکستان تشریف لاتے ہیں۔ ایک رمضان المبارک میں اور

دوسرا ربیع الاول میں ۔ لیکن گزشتہ سال وہ دونوں مواقع پر بوجوہ پاکستان نہ تشریف لا سکے ۔ مفتی صاحب مجھ سے پوچھتے رہتے اور میں یہی کہتا کہ وہ تشریف نہیں لائے ۔ چنانچہ جب مفتی صاحب کا انتقال ہوا تو ڈاکٹر صاحب نے تعزیت کے لئے طویل فون کیا، مفتی صاحب کے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا اور مجھے اپنی طرف ان سے تعزیت کرنے کا کہا ۔ اس موقع پر میں نے انہیں مفتی صاحب کی خواہش بتائی تو وہ فرمانے لگے کہ آپ فون پر رابطہ کروا دیتے ۔ مفتی صاحب میں یہ تبدیلی کیسے آئی اس پر کبھی بات نہ ہوئی ان کی خواہش اس قدر تھی کہ ٹوٹا ہوا رابطہ بحال ہونا چاہیے ورنہ وہ علیحدگی کے فیصلے پر ہمیشہ مطمئن رہے ۔

وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ادارہ منہاج القرآن چھوڑنے کے بعد اللہ رب العزت نے سب سے بڑا کرم یہ فرمایا کہ اسلام کو کسی شخصیت کی فکر کے زیر اثر نہیں بلکہ اسلاف کی تشریحات وتعبیرات سے استفادہ کرتے ہوئے آزادانہ طور پر پڑھنے اور سمجھنے کا موقع عطا فرمایا ۔ دوسرا کرم یہ فرمایا کہ شخصی عقیدت کی بجائے رخ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سیرت، شمائل اور تعلیمات کی طرف موڑ دیا حتیٰ کہ شریعت کی پاسداری اور دفاع اولین ترجیح بن گئی ۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ دین نے مجھے سیر کر دیا ہے ۔ جب کوئی ان کے سامنے کسی دینی تعلیم پر اعتراض پیش کرتا تو اسے تشفی جواب دینے کے بعد یہ فرماتے کہ اگر آپ کو اس سے بہتر دین ملا تو ہمیں بھی بتانا اور قائل کر لینا ہم یہ دین چھوڑ دیں گے لیکن یاد رکھنا ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ دین حق ہے ۔ ہم نے محض زبانی اقرار یا جذباتی وابستگی کی بناء پر نہیں بلکہ عقلی اور شعوری طور پر بھی اسے سمجھا ہے اور اختیار کیا ہے ۔ یہ تبدیلی مذکورہ رخ مڑنے کے بعد ہی آئی ۔

پھر یہ فرماتے کہ تیسرا کرم یہ فرمایا کہ تحقیق واشاعت دین کے حوالے سے ٹوٹی پھوٹی خدمات لے لیں ۔ تفسیر کبیر کا ترجمہ مکمل ہونے کے بعد تو یہ بھی کہا کہ آج سمجھ آئی ہے کہ علامہ امین احسن اصلاحی نے اپنی معروف تفسیر تدبر قرآن مکمل کرنے کے بعد خوب کہا تھا کہ اگر میں جماعت (اسلامی) میں رہتا تو اچھرہ سے کونسلری کا الیکشن لڑ رہا ہوتا یہ کام نہ کر پاتا ۔ مفتی صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کیونکہ تحریکوں کے اندر رہتے ہوئے تحریکی ترجیحات کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے اور انسان بڑے تحقیقی کاموں کے لئے وقت نہیں نکال سکتا ۔ تحریکوں کے قائدین کا معاملہ جدا ہوتا ہے کیونکہ انہیں معاونین کی کھیپ مل جاتی ہے جو نہ صرف باقی ذمہ داریاں سنبھال لیتے ہیں بل کہ تحقیقی کاموں میں بھی بھرپور معاونت کرتے ہیں ۔

## ادارہ چھوڑنے کے بعد:

حاصل کلام یہ ہے کہ مفتی صاحب جب تک ادارہ کے ساتھ وابستہ رہے بھرپور اور بے مثال

خدمات سرانجام دیں۔ جب علیحدگی اختیار کی تو مکمل شرح صدر سے اختیار کی اور علیحدگی اختیار کرنے کے بعد پہلے سے زیادہ جوش و جذبہ کے ساتھ خدمت دین کا کام کیا جن کی تفصیلات بیان کرنے کے لئے ایک الگ مقالہ تحریر کرنے کی ضرورت ہے تاہم یہاں ان کے نہایت اجمالی تذکرہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

۱۔ رجال دین کی تیاری کے لئے دینی اور عصری علوم کی درسگاہ جامعہ اسلامیہ لاہور کی بنیاد رکھی۔

۲۔ تصنیف و تالیف کے شعبے میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ تفسیر کبیر کے ترجمہ کے علاوہ درجنوں کتب اور بیسیوں رسائل اور سینکڑوں مضامین و مقالات تحریر فرمائے۔

۳۔ اپنی سرپرستی میں ماہنامہ سوئے حجاز کی اشاعت کا سلسلہ جاری کیا۔ بحمد اللہ یہ اپنی اشاعت کی سلور جوبلی منا چکا ہے۔

۴۔ حضور ﷺ کے نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے مؤثر تحریک کو منظم کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔

۵۔ تحفظ ناموس رسالت محاذ میں نئی روح پھونکی اور قانون تحفظ ناموس رسالت کے دفاع کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ جھوٹے مقدمات بھگتے اور اسیری کاٹی لیکن اپنے مقصد سے پیچھے نہ ہٹے جب تک کامیابی نہ ملی۔

۶۔ ملی مجلس شرعی کے تحت تمام مکاتب فکر میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ ان کی سرپرستی میں غازی ممتاز حسین قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ میں مبسوط فتویٰ مرتب کیا گیا۔ سود پر وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کو فحاشی کی تعریف اور انسداد کے حوالے سے تحقیقی پیپر تیار کر کے بھیجا گیا۔ نفاذ اسلام کے لئے ایک مفصل خاکہ تیار کیا گیا۔

۷۔ جامع رحمانیہ شادمان میں سال تک خطابت کا فریضہ نبھایا۔ آخری دنوں میں شدید ضعف کے باوجود یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔

۸۔ قرآن بورڈ پنجاب کے لئے بطور رکن خدمات سرانجام دیں۔

۹۔ ٹی وی چینلز پر اشاعت دین کا کام کیا۔ صرف وقت چینل پر اسی سے زائد پروگرام ہوئے۔

یہ عجلت میں تیار کیا گیا ان کی خدمات کا نہایت اجمالی خاکہ ہے۔ یہ تصور ہی روح فرسا ہے

کہ وہ ہم میں نہیں رہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کی دینی خدمات کو شرف قبول بخشے، بتقاضائے بشریت ان سے سرزد ہونے والی لغزشوں اور خطاؤں سے درگذر فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی دینی خدمات کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنادے اور ان کے فیوضات کو عام کردے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

☆☆☆

## ماہنامہ "نور الحبیب" بصیر پور کا تعزیتی شذرہ

# محقق العصر مفتی محمد خان قادری کی وفات پر

ممتاز عالم دین، محقق العصر مفتی محمد خان قادری بھی اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

موصوف روشن فکر مفتی، مفکر، استاذ، مترجم، کتب کثیرہ کے مصنف اور مصلح و مبلغ محقق تھے۔ جامعہ اسلامیہ کے نام سے عظیم علمی ادارہ قائم کیا۔ وہ مطالعہ کے رسیا تھے ان کا کتب خانہ بلاشبہ گنجینۂ گوہر کہلانے کا مستحق ہے۔ انہوں نے کئی کتب ورسائل کا اردو ترجمہ کیا، چند اہم کتب یہ ہیں۔

☆ تفسیر کبیر (امام رازی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ (دو جلدیں)

☆ فتاویٰ رضویہ کی مختلف چھ جلدوں کی عربی عبارات کا ترجمہ

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد کے ایمان پر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل کا ترجمہ۔

☆ فضائلِ نعلینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ

علاوہ ازیں تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت وغیرہ و متعدد موضوعات پر مفید کتابیں تصنیف کیں۔ وہ انتہائی محنتی اور انتھک تھے، علالت کے باوجود علمی کاموں میں منہمک رہے۔ ۱۶ مارچ ۲۰۲۰ء کو رحلت فرمائی، جامعہ اسلامیہ سے ملحقہ پلاٹ میں تدفین ہوئی۔ قحط الرجال کے اس دور میں آپ کا وجود بسا غنیمت تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے اور ان کے علمی فیوضات کو جاری رکھے۔ آمین (اپریل و مئی 2020)

# محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری

## کی میلاد مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے معلومات افروز گفتگو

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

مفتی محمد خان قادری علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ سیرت وشمائل نبوی ﷺ کے حوالے سے ان کا مطالعہ اور خدمات اپنے عہد کے اہل علم میں انہیں ممتاز کرتی ہیں۔ اب تک ان کی 70 تصانیف وتراجم زیور طباعت سے آراستہ ہو کر دنیا بھر کے علمی حلقوں سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں اور بیک وقت درجنوں موضوعات پر ان کا کام پوری آب وتاب سے جاری وساری ہے۔ انہوں نے 1992ء سے جامعہ اسلامیہ لاہور قائم کیا جبکہ گذشتہ تیس سال سے تدریسی خدمات کے نتیجے میں بلا مبالغہ ان کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ امت کی وحدت واخوت کے لئے جدوجہد کرنا ان کی سرشت میں شامل ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ وغیرھم کے ساتھ مل کر اتحاد اہل سنت کے لئے ان کی مربوط اور منظم کوششیں ثمر بار ہوئیں تو جمعیت کے دونوں دھڑے گیارہ سال کے بعد اکٹھے ہوئے۔ مفتی محمد خان قادری نے روایتی علماء کو لکھنے اور پڑھنے کی طرف متوجہ کیا اور باصلاحیت اہل علم کے لئے مثبت لٹریچر کی تیاری کے سلسلے میں راہیں متعین کیں۔ ان کی وسیع اور معیاری لائبریری اپنی جگہ ایک منفرد ذاتی کتب خانہ کا درجہ رکھتی ہے اور اس کی اہمیت نامور عرب عالمِ دین فضیلۃ الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی (کویت) کے اس تاریخی جملے سے واضح ہوتی ہے جو انہوں نے یہ لائبریری دیکھتے ہی کاغذ قلم نکال کر نایاب کتب کی فہرست مرتب کرتے ہوئے کہا کہ ہم عرب ممالک کے باشندے ہیں لیکن وہ ذخیرۂ کتب آپ کے پاس ہے۔ مفتی محمد خان قادری شعوری سطح پر تقریر اور تحریر کے قائل اور عامل ہیں۔ اصلاحی مزاج رکھتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ حتی الوسع

سچی بات کہے بغیر رہ نہیں سکتے اور بعض اوقات اقبال کا یہ شعر ان پر صادق آتا ہے کہ۔

اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

مولانا مفتی محمد خان قادری، اعتراف حقیقت کے معاملے میں بڑے وسیع النظر واقع ہوئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شادمان لاہور میں مجھے ایسے بہترین ساتھی عطا فرمائے ہیں جن کے ہمہ جہتی تعاون سے میں دین متین کی خدمت کر رہا ہوں اور ہمہ وقت ان کے لئے دعا گو ہوں۔ کاروانِ اسلام کے اسیر، جامعہ اسلامیہ لاہور کے سربراہ نامور عالم دین، خطیب، مصنف اور مترجم محقق العصر استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی کے ساتھ میلاد مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے ایک خصوصی نشست ہوئی جو فکری، نظری اور اعتقادی حوالے سے عدیم النظیر رہی ماہنامہ "سوئے حجاز" کے قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ (ملک محبوب قادری)

س: محفل میلاد کے حوالے سے اجتماعات اور جلوسوں کا قرآن وسنت کی روشنی میں آپ کیا ثبوت پیش کرتے ہیں؟

ج: اس سلسلہ میں قرآن کے اس اسلوب کو پیش نظر رکھ لینا کافی ہے کہ قرآن کریم نے نیچے والے معاملات کا حکم بیان کیا اور اوپر والے معاملات کو بندوں کے عقل پر چھوڑ دیا مثلاً قرآن میں حیات شہداء کا ذکر جس قدر ملتا ہے حیات انبیاءؑ کا اس قدر نہیں ملتا۔ کیونکہ جب ایک آدمی نبیوںؑ کے مشن پر قربانی دینے والے کو مُردہ کہنا تصور نہیں کرتا تو وہ یہی بات انبیاءؑ کے لئے کیسے سوچ سکتا ہے؟ کیوں کہ جب خدام کے لیے وہ حیات مان رہا ہے تو انبیاءؑ کے لئے بدرجہ اولیٰ مانے گا۔ اسی طرح قرآن میں فرشتوں کی معصومیت کا تذکرہ صراحتاً موجود ہے لیکن انبیاءؑ کی معصومیت کا ذکر صراحتاً کسی جگہ موجود نہیں اس لیے کہ جب فرشتوں کو ایک آدمی معصوم تسلیم کر لیتا ہے تو انبیاءؑ کو بدرجہ اولیٰ معصوم تسلیم کرے گا کیونکہ انسانوں کے لئے انبیاءؑ کی زندگی ہی اسوۂ حسنہ ہے اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک امتی کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ اس نے بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر کر دیا تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے خادم کی شان یہ ہے تو خود حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان کیا

ہوگی؟ اور پھر حضور سید عالم ﷺ کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے، جب یہ اسلوب قرآن، واضح ہوگیا تو اب آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو اس میں بہت سارے پیغمبروں کے میلاد ناموں کا تذکرہ ملے گا۔ مثلاً حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بڑا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ ان کی ولادت سے پہلے بچوں کے قتل، ولادت کے بعد سمندر کے حوالے کیا جانا، فرعون کے محلات میں پہنچنا، وہاں مختلف خواتین کا دودھ پلانے کے لئے آنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کسی دوسری خاتون کا دودھ نہ پینا، ہمشیرہ کی نشان دہی والدہ، پھر اپنی والدہ کا دودھ پینا، یہ سارا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر لے لیجئے۔ آپؑ کی ولادت کا بڑا تفصیلی ذکر ہے بغیر والد کے پیدا ہونا، حضرت مریم علیہا السلام کی پریشانی، ان کے سکون کے لئے رب کریم کی طرف سے مختلف انتظامات، پانی کا چشمہ، خشک کھجوروں سے تروتازہ کھجوریں عطا فرمانا، خدا کا آپؑ کی والدہ کو یہ حکم دینا جب خاندان کے لوگ اعتراف کریں تو تم خاموش رہنا بچہ خود جواب دے گا جب لوگوں نے اعتراض اٹھایا تو انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے بات کرو، قوم نے کہا کہ پنگھوڑے میں بچہ کیسے بات کرسکتا ہے؟ لیکن ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے فرمایا "میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے مجھے مبارک بنایا ہے میں صاحب کتاب ہوں، مجھے زندگی کی آخری سانس تک نماز پڑھنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے" تو آپ نے دیکھا کہ قرآن نے مختلف انبیاءؑ کے میلاد کا کس قدر تفصیلی ذکر کیا ہے۔ مذکورہ اسلوب قرآن کے مطابق یہ تعلیم سامنے آتی ہے کہ جو قرآن میلاد موسیٰؑ اور میلاد عیسیٰؑ کو اس قدر اہمیت اور شرح و بسط کے ساتھ بیان کررہا ہے اس کے نزدیک میلاد محمد مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت کا کیا مقام ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت میں ازل سے لے کر دخول جنت تک آپ ﷺ کے بارے میں آپ کی زندگی کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ آپؐ کے شان و عظمت کے اظہار کے لئے منعقدہ مجالس اور جلوسوں کا تذکرہ کیا مثلاً قرآن کریم میں ایسی مجلس کا ذکر ملتا ہے جو آپ ﷺ کی عظمت کے بیان کے لئے اور اس کے سارے شرکاء حضرات انبیاء و مرسلین تھے اور اس کا موضوع شان و کمالات نبوی ﷺ تھا اس پر امام تقی الدین سبکی "التعظیموا المنة تفسیر تعوفن به واستغفرنه" کا مطالعہ مفید ہے جو اسی آیت مبارکہ کی تفسیر ہے پھر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان رحموں اور پشتوں کا ذکر کیا جن میں آپؐ کا نور پاک منتقل ہوتا رہا۔ سورۃ البدر میں آپؐ کی ولادت کی قسم یاد فرمائی۔ سورۃ والضحیٰ میں آپ کی یتیمی کا ذکر کرتے ہوئے بچپن کا ذکر کیا، سورۃ الحجر میں آپ ﷺ کی ساری عمر کی قسم یاد فرمائی اور یہ بات آشکار رہے کہ دخول جنت اور جہنم سے پہلے میدان محشر میں جس پروگرام، جلسہ اور جلوس کا انتظام ہوگا وہ بھی شان مصطفیٰ ﷺ کی خاطر ہوگا حدیث صحیحہ میں

موجود ہے کہ تمام لوگ گرمی محشر سے پریشانی میں انبیاءؑ کو وسیلہ بنائیں گے لیکن وہ تمام نفسی نفسی کہتے ہوئے "اذھبو الی غیری" کہیں گے حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام جیسی شخصیت بھی آپ ﷺ کی تلاش میں ہوگی۔ (مسلم شریف)

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نشان دہی پر لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے آپ "انا لھا" فرمائیں گے۔ کہ شفاعت کبریٰ کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی عطا فرمایا ہے ذرا یہاں ٹھہر کے سوچئے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیامت کی ساری انسانیت جلوس ہی کی صورت میں درِ مصطفیٰ ﷺ پر حاضری دے رہی ہے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فیصلوں سے پہلے اس عمل کے ذریعہ اپنے حبیب ﷺ کی شان کو آشکار کرنا چاہتے ہیں یعنی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزمِ محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

س: معمولات صحابہؓ سے بھی میلاد کے حوالے سے کوئی عمل ملتا ہے؟

ج: ہاں جی، طبرانی اور شعب الایمان بیہقی میں حدیث موجود ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم ایک دن بیٹھ کر اپنی مجلس میں دو چیزوں کا ذکر کر رہے تھے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان ہونے کی توفیق بخشی اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی صورت میں ہم پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو پوچھا آج آپ کیا گفتگو کر رہے تھے؟ ہم نے یہی دو باتیں عرض کیں تو فرمایا کہ آسمان پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو جمع کر کے فرما رہا ہے۔ یہ دیکھو، زمین پر کس قدر اعلیٰ مجلس بجی ہوئی ہے۔ اور اس امر پر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں فخر و مباہات کا اظہار فرما رہا ہے صحابہؓ کی تو پوری پوری زندگیاں ذکر رسول ﷺ پر مشتمل ہیں البتہ مکہ مکرمہ میں محافل کے انعقاد کے سلسلہ میں کفار نے پابندیاں لگا رکھی تھیں لیکن جیسے ہی صحابہؓ کو آزادی کا سانس لینا نصیب ہوا اور وہ مدینہ منورہ منتقل ہوئے تو سب سے پہلے انہوں نے آمد مصطفیٰ ﷺ پر 12 ربیع الاول کو مدینہ منورہ سے باہر استقبالیہ جلسہ اور جلوس کا اہتمام کیا اور بچے اور بچیوں نے مل کر دف پر "طلع البدر علینا" کے ترانے پڑھے۔ بحمد اللہ امت مسلمہ نے انہی یادوں کو ہمیشہ محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ یاد رہے کہ جب مدنی صحابہؓ کو اطلاع ملی کہ آپ ﷺ مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو وہ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اجتماعی طور پر مدینے سے باہر ان راستوں

پر منتظر بیٹھ جاتے تھے۔ جو راستے مکہ سے مدینہ آتے تھے۔ اور اس وقت تک انتظار کرتے جب تک دھوپ میں بیٹھنا آسان ہوتا۔ پھر ان کا یہ بھی معمول ملتا ہے کہ حضور ﷺ کی غزوات سے واپسی کے ہر موقع پر آپ ﷺ کا استقبال کرتے بلکہ نذریں مانتے کہ آپ خیریت سے تشریف لائیں تو ہم آپ کا استقبال کریں گے اور نعت شریف پڑھیں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے ملتا ہے کہ ایسے ہی موقع پر انہوں نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر پیشانی آدمؑ میں آپ ﷺ کا نور نہ ہوتا تو فرشتوں کو سجدہ کا حکم نہ دیا جاتا۔ کشتی نوحؑ میں اگر آپ تشریف فرما نہ ہوتے تو وہ کنارے نہ لگتی۔ اگر آپ کا نور نہ ہوتا تو آگ نمرود گلزار نہ بنتی۔ حضرت عباسؓ کا یہ کلام سن کر آپ ﷺ نے انہیں دعا کی۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کے منہ کو سلامت رکھے۔

س: آپ کے مطالعہ اور وسیع علمی معلومات کے مطابق شرعی طور پر محافل میلاد کے دوران شرکاء کو کیا آداب ملحوظ خاطر رکھنے چاہئیں؟

ج: چونکہ یہ محافل ذکرِ الٰہی اور ذکرِ رسول ﷺ پر مشتمل ہوتی ہیں اور ان کے ذکر کے وہی آداب ہیں جو ان کی اپنی ذوات مقدسہ کی بارگاہوں کے ہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے لے کر شیخ عبدالحق محدث دہلوی تک تمام نے یہی بات کہی ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر کی محفل کا وہی ادب کرنا چاہئے جو صحابہ کرامؓ بارگاہ نبوی میں بجالاتے تھے مثلاً ذکر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ اپنے آپ کو غفلت کا شکار نہ ہونے دے۔ جہاں تک ہو سکے آپ کی بارگاہ کا تصور کئے رکھے نعت شریف خواہ وہ نظم کی صورت میں ہو نثر کی صورت میں، اس میں جیسے ہی گنبد خضرا کا ذکر آئے تو انسان اپنے دامن دل کو پھیلائے ہوئے آپ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو۔ شہر مدینہ کی گلیوں کا ذکر چھڑے تو آدمی یہی محسوس کرے کہ میں وہاں دیوانہ وار گھوم رہا ہوں۔ آپؐ کے مولد پاک کا ذکر آئے تو آدمی وہاں حاضری دیتا ہوا اپنے آپ کو محسوس کرے کبھی بیت اللہ کے تصور میں گم ہو تو کبھی محلہ بنی ہاشم میں سانس لینے کی کوشش کرے، کبھی غار حرا کی بلندیوں اور غار ثور کی گہرائیاں آئیں تو کبھی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے علاقے میں پہنچ جائے۔ جہاں آپؐ نے چار سال کا عرصہ بسر فرمایا۔ اگر ہم ان تصورات میں ڈوب کر محافل میلاد سنیں اور سنائیں تو ممکن ہی نہیں کہ ہمارے دلوں کو نورانیت نصیب نہ ہو۔ نعت خوان اور واعظین کی خدمت کا بھی مہذبانہ انداز اختیار کیا جائے۔ صدارت اور مہمانان گرامی کے لئے اچھے اصحاب علم و فضل، خوش عقیدہ اور نیک و متقی لوگوں کا انتخاب کیا جائے۔ معیار دنیاوی وجاہت یا مفاد نہ ہو بلکہ تقویٰ کو معیار بنایا جائے۔ محافل میلاد کو ذاتی اور سیاسی مفادات اور دنیاوی روابط کے بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ سے مستحکم

رابطہ استوار کرنے کے لئے منعقد کیا جائے۔

س: محافل نعت کو معاشرے میں مؤثر بنانے کے لئے کوئی تجویز؟

ج: پہلے تو ان بیان کردہ آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے دوسرے ایسے کلام کا انتخاب کیا جائے جو قرآن وسنت کے مطابق ہو، اس کے لئے ان لوگوں کا کلام پڑھا جائے جن کی نگاہ قرآن وسنت پر ہو جیسے امام بوصیری، امام جامی، امام احمد رضا خان قادری، علامہ اقبال، خواجہ غلام فرید، شیخ حسن رضا خان، سید نصیر الدین گولڑوی وغیرہ تیسرے ایسے کلام کا انتخاب کیا جائے جس میں شمائل کے ساتھ ساتھ سیرت کا پہلو بھی اجاگر ہو مثلاً

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

اس میں شان بھی ہے اور سیرت بھی ہے۔ چوتھے، محافل نعت میں صاحب مطالعہ مستند عالم دین کا خطاب بھی ضرور رکھا جائے تا کہ وہاں کے شرکاء کو اسلام کی تعلیمات سے کماحقہ آگاہی ہو سکے۔ پانچویں محافل کے لئے بہت زیادہ قیمتی اشتہار شائع کرنے کے بجائے محافل میلاد اور حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ، شمائل یا کسی بھی دینی، اسلامی، اصلاحی موضوع پر لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کر دیا جائے تا کہ اس کا زیادہ اجر وثواب نصیب ہو۔ اور آخری بات یہ کہ مٹھائی وغیرہ کا تبرک اپنی جگہ پر بجا لیکن اصل اور اس سے زیادہ اہم تبرک تو ذکر رسول پاک ﷺ ہے جس کی وجہ سے مٹھائی بھی متبرک ہوئی اس مبارک ذکر کو ہمہ تن گوش ہو کر کامل یکسوئی کے ساتھ سنا جائے اور ذکر کرنے والے بھی اسی کیفیت سے سرشار ہوں۔

س: آپ کی کوشش سے محفل میلاد کے حوالے سے کون کون سی کتب شائع ہوئیں؟

ج: آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ اس وقت تین مسائل کو بین الاقوامی سطح پر زیر بحث لایا جاتا ہے۔ ایک محفل میلاد کا انعقاد، دوسرے زیارت روضۂ رسول ﷺ اور تیسرے حضور علیہ السلام والصلوٰۃ کو وسیلہ بنانا۔ اس لیے میری خواہش تھی کہ ہم ان موضوعات پر اپنے اسلاف کی کتب کو سامنے لائیں تا کہ امت مسلمہ کو آگاہی ہو کہ ان مسائل میں ہمارے اسلاف واکابرین کے نظریات کیا ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم نے خصوصاً محفل میلاد پر بہت ساری نایاب کتب کو سامنے لانے کی کوشش کی۔ مثلاً امام جلال الدین سیوطی کی کتاب ''حسن المقصد'' کا محققہ نسخہ مع اردو ترجمہ ''میلاد پاک کی شرعی حیثیت'' کے نام سے شائع کیا۔ حضرت ملا علی قاری کی کتاب ''المورد الروی فی المولد النبوی'' پہلی دفعہ شیخ محمد علوی المالکی کی تحقیق

کے ساتھ شائع کی۔ اس کا عربی نسخہ ہم نے شائع کیا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر مکی کی کتاب مولد النبی ﷺ اور حافظ ابن کثیر کا رسالہ مولد رسول اللہ ﷺ بھی شائع کیے۔ یہ تینوں عربی کتابیں ایک ہی مجموعہ میں دستیاب ہیں اسی طرح عربوں میں ایک مقبول میلاد نامہ "مولود برزنجی" (از امام جعفر بن حسن برزنجی المدنی) حضرت مولانا نور بخش توکلی کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔ محدث الوری علامہ سید دلدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "رسول الکلام" کو "اسلام اور جشن میلاد" کے نام سے شائع کیا۔ برصغیر میں اس موضوع پر سب سے بڑی کتاب شیخ عبدالحق الٰہ آبادی خلیفہ مجاز حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی "الدر المنظم فی المولد النبی الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم" ہے اس کتاب پر حاجی امداد اللہ اور شیخ مولانا رحمت اللہ کریانوی کی تقاریظ بھی موجود ہیں۔ اس کتاب کا نایاب نسخہ ایک مدت پہلے شرقپور شریف سے شائع ہوا۔ یوں الحمدللہ درجنوں کتب شائع ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ہمارے فاضل خطاط سید قمر الحسن ضیغم قادری کے ذریعے ہم نے اس کی زبان کو سلیس اور عام فہم انداز میں مرتب کروالیا ہے جو عنقریب شائع کر رہے ہیں۔ شیخ سید محمد جعفر الکتانی کی کتاب "الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد" کا ترجمہ مولانا محمد شہزاد مجددی کر رہے ہیں اسے ادارہ شائع کرے گا۔ ان شاءاللہ۔

س: اس موضوع پر خود آپ نے کیا کچھ کیا ہے؟

ج: الحمدللہ میں نے اب تک محفل میلاد پر وارد کیے جانے والے اعتراضات کو جمع کیا۔ جو تقریباً اٹھارہ ہیں ان کے جوابات میں 168 صفحات پر مشتمل کتاب "محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ" لکھی جو اگست 1994ء بر موقع ربیع الاول 1415ھ پہلی دفعہ شائع ہوئی اب تک اس کے تین ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور ابھی تک کسی مخالف کا رد نظر نہیں گذرا۔ اس کے مختلف ابواب ملک کے مختلف شہروں میں لوگوں نے چھاپ کر تقسیم کیے۔ جہاں بھی کوئی اعتراض اٹھاتا ہے وہی حصہ اس کتاب سے لے کر چھاپ لیتے ہیں۔ اس کتاب کے حوالے سے ایک عالم دین مولانا ابو مظہر علی اصغر چشتی کی کتاب شمیم رسالت کی تقریظ میں حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے انہی کے حوالے سے ایک خواب کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ "اسی نیند میں اللہ تعالیٰ کا اس گناہ گار، سیاہ کار پر کرم ہوا۔ ہادی عالم ﷺ کا ورود مسعود ہوا۔ فقیر آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضور ﷺ کی دائیں جانب پانچ چھ نفوس قدسی تھے اور فقیر، حضور ﷺ کی بائیں جانب اکیلا۔ حضور ﷺ کے دائیں ہاتھ میں کتاب "محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ" اور بائیں دست پاک میں "ہادی عالم کا ورود مسعود" ہادی عالم ﷺ نے فقیر حقیر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہ کتاب "ہادی عالم" مجھے بہت پسند ہے اسے تقسیم کیجئے۔" فیصل آباد کے

ایک اہلحدیث عالم کی فہرست میں اس کتاب کے رد کا نام نظر سے گذرا ہے لیکن ابھی تک کتاب سامنے نہیں آئی۔ اس کے علاوہ حضور ﷺ کے والدین پر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے چھ رسائل کا ترجمہ کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ جو تمام کے تمام شائع ہو چکے ہیں۔ خود بندہ نے بھی ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ پر ایک مقالہ لکھا۔ جو تین رسائل کے مجموعہ میں چھپ چکا ہے۔ بقیہ دو مقالات شیخ محمد علوی المالکی اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے بھی ہیں میں نے امام ابوبکر ابن العربی کا جب یہ قول پڑھا کہ جس خاتون نے بھی آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی دولت سے نوازا۔ اس کے بعد "حضور علیہ السلام کی رضاعی مائیں" کے نام سے شائع ہو چکی ہے اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس بات کو واضح کیا جائے کہ جب دودھ پلانے والی مائیں اللہ کے ہاں اس قدر مقبول ہیں تو حضور علیہ السلام کے حقیقی والدین کی شان و عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ شاہکار ربوبیت، آنکھوں میں بس گیا ہے سراپا حضورؐ کا مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی، رفعت ذکر نبوی محبت و اطاعت نبوی، صحابہؓ اور بوسہ جسم نبوی، ذخائر محمدیہ، شرح سلام رضا، امتیازات مصطفیٰؐ، صحابہ اور تصور رسول وغیرہ میری کتب کا تعلق بھی تقریباً اسی قبیل سے ہے۔

آج کل "صحابہؓ اور محافل نعت" کے عنوان سے کام کر رہا ہوں۔ جو چھپنے پر اپنی نوعیت کا منفرد کام ثابت ہوگا۔ اس کی اشاعت سے معاشرے کی عملی اور اعتقادی اصلاح ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

س: آج کل محافل میلاد میں در آنے والی بعض ناپسندیدہ رسومات کے حوالے سے کوئی اصلاحی کام؟

ج: ہم نے اس موضوع پر ایک پورا مقالہ تحریر کیا ہے جس کا نام "ہم محافل میلاد کی برکات سے محروم کیوں ہو گئے؟" لکھا۔ اس میں بہت کچھ ہے جو پڑھنے اور عمل کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ویسے ماہ ربیع الاول شریف میں محافل کے ساتھ ساتھ معاشرے سے غربت اور افلاس کے خاتمے کے لیے کوشش کی جائے یتیموں اور بیوگان کا سہارا بنا جائے، اور عملی طور پر سماجی کاموں میں دلچسپی کا مظاہرہ کیا جائے تو ہم میلاد شریف کے حقیقی تقاضوں سے آشنا ہو سکتے ہیں کیونکہ انسانیت کی بھلائی و بہتری سے جس قدر حضور ﷺ خوش ہوتے ہیں شاید کسی اور کام میں نہیں ہوتے۔

اس سے میری گذارش ہے کہ ہر علاقے کے بانیان محافل میلاد خصوصاً اور عامۃ المسلمین عموماً اس طرف بھی متوجہ ہوں۔ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہوگا کہ محافل میلاد کی مخالفت کرنے والے اپنے مذموم پروگرام میں فیل ہو جائیں گے۔ بزرگان دین کے اعراس مبارکہ، گیارہویں شریف اور ایصال ثواب کی

دیگر تقریبات کے مواقع پر بھی اسی اصول پر کاربند رہتے ہوئے معاشرتی مسائل کے حل کے لئے ہمیں توجہ مرتکز کرنی چاہیے جس طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے حضور اکرم ﷺ نے معاشرے کی ضرورت کے مطابق پانی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ نے قحط سالی کے سبب لنگر خانے کھولے تمام بزرگوں نے مسافروں کے قیام کے لئے سرائے بنوائیں، راستے پختہ کروائے اور نہروں پر پلیں بنوائیں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ ایصال ثواب کے لئے جہالت کے خلاف علم کی روشنی پھیلائی جائے اور بہترین تبرک، صحت مند لٹریچر ہے، جو مستند اور صحیح العقیدہ علماء سے لکھوایا جائے۔ ان محافل میلاد کو رسومات کی ادائیگی کے بجائے تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنایا جائے تاکہ لوگوں کی عقائد و اعمال کے معاملے میں اصلاح ہو۔ ان محافل سے ہر مسلمان کو حضور علیہ السلام والتسلیم کے شمائل و کمالات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے جس سے آپؐ کے ساتھ محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کئی زنگ آلود دل محبتِ الٰہی اور محبتِ رسولؐ سے سرشار ہو جاتے ہیں۔ جس قدر یہ نعمت ان محافل میں بنتی ہے شاید اور دنوں میں اس کا تصور ہی نہیں کیا جائے۔ کون سا گھر، کون سا علاقہ اور قریہ ایسا ہے، جہاں محافل نعت اور محافل میلاد کی صورت میں پروگرام مرتب نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ علاقے، شاہراہیں، پارک اور راستے جو سارا سال ذکر رسول ﷺ کے لیے ترستے ہیں انہیں بھی ربیع الاول کی برکت سے ذکر رسولؐ کی نعمت نصیب ہوتی ہے۔ وہ راستے جو فحش فلمی گانوں اور بدی کے مراکز بن چکے ہوتے ہیں وہاں بھی ذکر رسولؐ کی برکت اور ربیع الاول کی بہار کے صدقہ میں رحمت اور انوار نازل ہوتے ہیں۔ سید نصیر الدین شاہ گولڑوی کا خوبصورت شعر ہے۔

اے مطلبی پھول، بہاروں کے پیمبر
کھلتا ہے ترے نام سے گلزار کا چہرہ

اگر ان محافل میں ہم خلاف شرح حرکات کے مرتکب ہوں گے تو لوگ دین اور دین کی تعلیمات کے بارے میں اچھا تاثر نہیں لیں گے جوان ڈائریکٹ اسلام کے لئے سخت نقصان دہ ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی ہم اس کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ ہم کم از کم مسلمان ہیں اور جس مبارک نام پر یہ تقریبات منعقد کر رہے ہیں اس کا تقاضا ہے کہ اس تقدس مآب نام کی لاج نبھاتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر مکمل کاربند ہوں۔ باقی ہمارے بزرگ محافل میلاد کا انعقاد صرف اور صرف روحانی برکات کے حصول کے لیے منعقد کرتے تھے اور احادیث سے ثابت ہے کہ جس نے بھی آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا خواہ وہ ابولہب ہی کیوں نہ ہو جس نے رسولؐ اور حبیب خدا سمجھ کر نہیں بلکہ محض

اپنا بھتیجا سمجھ کر حضرت ثوبیہؓ کو آزاد کرنے پر عذاب میں تخفیف کی اللہ تعالیٰ کے اسی فضل و کرم کی بنیاد پر تمام محدثین و مفسرین نے امت مسلمہ کو آپ کی آمد کے موقع پر خوشی کے اظہار کی تلقین کی اور واضح کیا کہ جب اس قدر مخالف کے ساتھ اللہ تعالیٰ مہربانی فرما رہا ہے تو آپؐ کے خدام اور امتیوں کو بھی محروم نہیں فرمائے گا۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم ظاہری سجاوٹوں کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کو سجانے کی بھی کوشش کریں کیونکہ اصل خوشی روحانی ترقی کا نام ہے سورۃ النصر میں اللہ تعالیٰ نے کسی مومن کو خوشی نصیب ہونے پر جو منشور عطا فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ ہر خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحلیل اور اپنے گناہوں پر کثرت کے ساتھ مغفرت و بخشش مانگی جائے خود حضور اکرم ﷺ نے ولادت کے دن روزہ رکھ کر اسی طرف متوجہ کیا۔ آپ کی سیرت پاک میں یہ بھی ملتا ہے کہ جب بھی کوئی خوشخبری سنتے تو بارگاہِ ایزدی میں آپ سجدہ ریز ہو جاتے ہم جہاں میلاد کی خوشی میں سڑکیں بازار گھر اور مساجد سجاتے ہیں وہاں ہمیں اپنے دل کو نور علی نور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور وہ نماز کی ادائیگی، کثرت تسبیح و تحلیل درود و سلام اور استغفار سے ہی ممکن ہے یاد رہے کہ احادیث میں آتا ہے صحابہ کرامؓ آپؐ کے ارد گرد بیٹھ جاتے وضو کے پانی کو گرنے نہ دیتے لعاب دہن کو ہتھیلیوں پر لے کر اپنے چہروں پر سجا لیتے۔ آپؐ نے فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپؐ سے محبت کے سبب۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تم چاہتے ہو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ تم سے محبت کریں تو تین کام کرو۔ جب بات کرو سچی کرو، پڑوسی کو تنگ نہ کرو اور امانت میں خیانت نہ کیا کرو۔ اگر ہم اس تین نکاتی فارمولے کو ہی میلاد کا بنیادی نقطہ بنا لیں تو معاشرے کی فوری اصلاح ہو سکتی ہے۔

س: موجودہ عرب علماء میں سے بھی کسی عالم دین نے میلاد شریف کے حوالے سے کوئی کام کیا ہے؟

ج: ہاں موجودہ دور کے متعدد عرب اہل علم نے بھی بہت لکھا ہے۔ مثلاً مولد خاتم رسول اللہ شیخ زاہد الکوثری، مصر، بلوغ المامول بمولد رسول، شیخ عیسیٰ بن مانع ڈائریکٹر اوقاف کویت حول الاحتفال بمولد النبوی الشریف، شیخ محمد علوی مالکی مکہ مکرمہ تاریخ الاحتفال بمولد سید الرجال۔ شیخ یونس سامرائی، عراق، المولد الشریف، شیخ عبداللہ الحبشی، بیروت انہی کی ایک کتاب "الروائع الزکیہ فی مولد خیر البریہ" اور مصر کے مشہور عالم شیخ محمد متولی شعراوی نے "حفاوۃ المسلمین، بمیلاد سید المرسلین" لکھی۔

س: متقدمین بزرگان دین کا اس موضوع پر تحقیقی جائزہ؟

ج: تاریخِ اسلام میں محفل میلاد کے جواز اور فضائل و برکات کے موضوع پر تو ہر صدی کے متعدد اہلِ علم نے کام کیا ہے۔ جس میں بڑے بڑے محدثین، مفسرین اور عرفا شامل ہیں مثلاً امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ

وحیہ، امام جلال الدین سیوطی، حافظ ناصر الدین دمشقی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وغیرھم۔

اگر محفل میلاد کے خلاف کوئی چیز ملتی ہے تو وہ صرف شیخ تاج الدین فاکہانی (734ھ) کا چار ورقی مضمون بعنوان "المورد فی عمل المولد" ہے پوری تاریخ اسلام میں یہ واحد شخص ہے جس نے محفل میلاد کا انکار کیا ہے ورنہ کسی بھی محدث یا مفسر نے کبھی انکار نہیں کیا۔ اور اس پر سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ مخالفین میلاد نے اب تک مخالفت میں چھپنے والا لٹریچر دو جلدوں میں یکجا طور پر شائع کر دیا ہے اس میں تمام کے تمام رسائل موجودہ نجدیوں کے ہیں پچھلے علماء میں سے صرف دو اہل علم افراد کے علاوہ کوئی تحریر موجود نہیں۔

ایک شیخ فاکہانی اور دوسرے شیخ ابن الحاج۔ لیکن یاد رہے کہ شیخ ابن الحاج نے اپنی کتاب "المدخل" میں ربیع الاول کی فضیلت پر ایک پورا باب تحریر فرمایا ہے۔ لہٰذا انہیں مخالفین میلاد میں شامل کرنا سراسر زیادتی ہے۔ انہوں نے جو مروجہ میلاد میں خرافات وغیرہ در آئی تھیں ان کا رد کیا ہے ورنہ انہوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب جمعہ کے روز سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو اس گھڑی میں کی جانے والی دعا مقبول ہوتی ہے تو اس وقت وساعت میں دعا کی مقبولیت کا کیا عالم ہوگا جب سرور عالم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ تخلیق آدمؑ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے جمعہ لازم فرمایا لیکن رحمت للعالمین ﷺ کی تشریف آوری کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے کسی اضافی عبادت کو ہم پر لازم نہیں فرمایا جب وہ رب ہو کر آپ ﷺ کی آمد پر اس قدر مخلوق پر شفقت فرما رہا ہے تو اگر امتی ایسے وقت میں نیکی نہیں کر سکتا تو کم سے کم برائی تو نہ کرے۔

س: شیخ فاکہانی کے اس چار ورقی مضمون کے جواب میں جواز میلاد پر کوئی علمی کام؟

ج: شیخ فاکہانی کے اس رسالہ کا متعدد اہل علم نے رد تحریر فرمایا ہے مثلاً امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "حسن المقصد" میں اس کا مکمل رد موجود ہے۔ اس طرح سیوطی کے شاگرد شیخ محمد یوسف صالحی شامی (صاحب سیرت شامی) نے ان کے ایک ایک جملہ کا مسکت جواب دیا ہے اس سے یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ ان کے اس نظریہ کو بعد میں بھی کسی عالم نے قبول نہیں کیا۔

س: جواز میلاد پر لکھی جانے والی کتب کی فہرست؟

ج: ۱۔حسن المقصد فی عمل المولد (امام جلال الدین سیوطی) ۲۔جزء فی المولد الشریف (امام سخاویؒ) ۳۔ المورد الروی فی المولد النبوی ﷺ (ملا علی قاریؒ)

۴-مولد النبی ﷺ (حافظ ابن کثیرؒ) ۵- المورد الهنی فی المولد النی ﷺ (حافظ عراقی) ۶-جامع الآثار فی مولد النبی المختار (حافظ ناصر الدین دمشقیؒ) ۷- عرف التعریف بالمولد الشریف (امام شمس الدین ابن الجوزیؒ) ۸-المیلاد النبوی (شیخ المحدثین امام ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ) ۹- مورد اصاوی فیمولد الهادی (حافظ شمس الدین دمشقی) ۱۰-الباعث علی انکار البدع والحوادث (امام ابو شامه المتوفی ۶۶۵ھ) ۱۱-التنویر فی مولد السراج المنیر (امام ابو الخطاب ابن دحیةؒ) ۱۲-نظم البدیع فی مولد النبی الشفیع امام (یوسف بن اسمٰعیل نبہانیؒ) ۱۳-حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف (شیخ محمد علوی المالکیؒ) ۱۴-مولد النبی (شیخ السید جعفر البرزنجی) ۱۵-مولد الدیعی (امام عبدالرحمن با الدیبعی الشیبانی المتوفی ۹۴۴ھ) ۱۶-ماثبت بالسنة (شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ) ۱۷-سمط الدر و فی اخبار مولد خیر البشر (امام علی بن محمد الحبشیؒ) ۱۸-مولد الغرب (شیخ محمد الغربؒ) ۱۹- مولد المصطفیٰ (الاستاذ خیر الدین وائلی) ۲۰- سبیل الهدیٰ والرشاد (امام محمد بن یوسف صالحی شامیؒ) ۲۱- فیصلہ ھفت مسئلہ (حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) ۲۲-سعید البیان فی مولد سید الانس والجان (شاہ احمد سعید دہلویؒ) ۲۳-اثبات المولد والقیام (شاہ احمد سعید دہلویؒ) ۲۴-خیر البیان من المحسنات سعید البیان فی مولد سید الانس والجان (شاہ محی الدین عبداللہ ابو الخیرؒ) ۲۵- خیر المورد فی احتقال المولد (شاہ ابو الحسن زید فاروقیؒ) ۲۶- اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام (مولانا سلامت اللہ رامپوریؒ) ۲۷-الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم (مولانا عبدالحق الہ آبادی) ۲۸- انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ (مولانا عبدالسمیع رام پوریؒ) ۲۹- الشمامة العنبریہ من خیر مولد البریہ (علامہ محمد صدیق حسن خاں بھوپالی) ۳۰- الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد (سید محمد بن جعفر الکتانی) ۳۱-النفحة العنبریہ فی مولد خیر البریہ (امام مجدد الدین فیروز آبادی) ۳۲-الدر المنظیم فی مولد النبی الکریم (علامہ محدث سیف الدین ابی جعفر عمر بن ایوب

حنفی) ۳۳-نہایة الارشاد الی احتفال (مولانا عین القضاة لکھنوی) ۳۴- الدرة السنیة فی مولد خیر البریہ (حافظ صلاح الدین خلیل العلاقی) ۳۵- الدر المعظم فی المولد المعظم (ابی القاسم السبتی ۲ جلد) ۳۶- اذاقة الاثام لمانعی عمل المولد والقیام (مولانا نقی علی خانؒ) ۳۷-مورد الصفاء فی مولد المصطفٰی (محقق الشافعیہ شیخ ابن علان الصدیقی) ۳۸-رسالہ فی الرد علی من انکر القیام عند ذکر ولادتہ (حافظ مغطلائی) ۳۹-بہجة السامعین والناظرین (علامہ نجم الدین الخیطی الشافعی) ۴۰-المولد (شیخ حسن بن علی المدائعی) ۴۱- مواکب الربیع فی مولد الشفیع (شیخ احمد الجلوانی) ۴۲-الروائع الزکیہ فی مولد خیر البریہ (علامہ المحدث شیخ عبداللہ الھرری المعروف بالجشی) ۴۳-استحباب القیام عند ذکر ولادتہ (شیخ محمد آفندی العطار احد) ۴۴-حضن النقول فی الرد علی حضر القیام عند ولادة رسول (علامہ شیخ محمد آفندی القاسمی) ۴۵-العروة الوثقی فی الدنیا والعقبی (علامہ محمد برہان الدین القادری حیدر آبادی) ۴۶-تاریخ الاحتفال بمولد سید الرجال (شیخ یونس السامرئی) ۴۷-مولد خاتم رسول اللہ (علامہ زاہد الکوثری) ۴۸-المولد الشریف النبوی (علامہ زاہد الکوثری) ۴۹-مولد النبی المختار (الاستاذ عبدالمنع حمادہ) ۵۰-المولد النبوی (امام عبدالغنی نابلسی) ۵۱-المولد النبوی (شیخ محمد المغربی) ۵۲-تشر الدور علی مولد ابن حجر (سید احمد عابدین دمشقی) ۵۳-المولد (شیخ احمد الدریر المالکی ۱۲۱۰) ۵۴-عقد الواھر فی مولد النبی الازھر (والدہ ماجدہ سید جعفر برزنجی) ۵۵-شرح الکوکب علی عقد ابو اھرنی مولد النبی الزھر (سید جعفر برزنجی) ۵۶- اظہار الفرح والسرور بمیلاد النبی المبرور (شیخ ابو بکر احمد الباقوی) ۵۷- المولد الشریف (شیخ عبداللہ) ۵۸-بلوغ المامول بمولد الرسول (شیخ عیسیٰ بن مانع حمیری) ۵۹- حفاوة المسلمین بمیلاد سید المرسلین (شیخ محمد متولی شعراوی مصری)

# علومِ خمسہ کے بارے میں اہلسنت کا مؤقف

شیخ الجامعہ، محقق العصر مفتی محمد خاں قادری (جامعہ اسلامیہ لاہور)

اہلسنت کا مختار بلکہ حق مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابتدا خلق سے دخول جنت کے بعد تک کے علم سے نوازا ہے اور اس میں علوم خمسہ کا تفصیلی علم بھی شامل ہے۔

کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ آپ ﷺ علومِ خمسہ کی جزئیات کا علم تو رکھتے ہیں مگر بطور کلی ان کا علم نہیں رکھتے مثلاً شیخ سرفراز صفدر گکھڑوی دیوبندی نے امام احمد رضا قادری، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہم اللہ تعالیٰ کا رد کرتے ہوئے لکھا:

"اور ہم پہلے مفصل عرض کر چکے ہیں کہ ان کے علومِ خمسہ کے جزئیات کے علم میں اہل حق کا مبتدعین سے کوئی جھگڑا نہیں ہے، جھگڑا صرف کلیات میں ہے۔ اہلِ حق یہ کہتے ہیں: ان علومِ خمسہ کے جزئیات کا علم بجز اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہے، ان کو علوم خمسہ کے جزئیات کا جتنا علم اللہ تعالیٰ کسی کو عطا کر دے وہ محل نزاع نہیں۔"

اہلسنت نے اپنے مؤقف پر جو دلائل دیئے ہیں ان میں سے کچھ ملاحظہ کیجئے:

ارشادِ الٰہی ہے:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پارہ ۴، النساء: ۳) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

وتجلی لی کل شیء وعرفت (سنن ترمذی، حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۵، ۱۶۰) ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

(سنن ترمذی، حدیث ۳۲۴۴ دارلفکر بیروت، ۵:۱۵۹) میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔

ان نصوص میں عموم ہے اس عموم کی وجہ سے اہلِ علم نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علومِ خمسہ کے تفصیلی علم سے آگاہ فرمایا۔

## ائمہ امت کی تصریحات:

یہاں امت کے مسلہ ائمہ، محدثین اور اہل علم کی چند تصریحات ذکر کرنا چاہ رہے ہیں کہ جس میں واضح طور پر انہوں نے یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کا علم بھی بطور کلی بلکہ وقوع قیامت کے خصوصی وقت سے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے۔

آیئے دیانت وانصاف اور قبر کو سامنے رکھ کر ان عبارات واقوال کا مطالعہ کرتے ہیں:

(۱) امام برہان الدین ابراہیم بن مرعی عطیہ شبراخیتی مالکی (ت، ۱۱۰۶) حدیث جبریل کے تحت لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے میں اور قیامت ان دو (متصل انگلیوں) کی طرح ہیں جو بتا رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کا علم رکھتے ہیں۔ حالانکہ آیات قرآنی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے فقط اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اس کا جواب شیخ حلیمی نے یہ دیا ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان کا معنی یہ ہے کہ "میں آخری نبی ہوں میرے بعد اور کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا البتہ میرے بعد قیامت ہے" اور اس کے بعد لکھتے ہیں:

والحق کما قال جمع ان الله سبحانه و تعالٰی ثم یقبض نبینا علیه الصلوة والسلام حتی اعلمه الله علی کل ابهمه عنه الا انه امره بکتم بعض والاعلام ببعض۔ (الفتوحات الوهبیة بشرح الاربعین النوویة ۸۰) (مطبوعة مصطفیٰ البابی مصر، طبع اول ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۵ء)

اور حق یہی ہے جو ایک جماعت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو وصال سے پہلے ہر اس شئے سے آگاہ کر دیا جو آپ پر مخفی تھی البتہ کچھ کے مخفی رکھنے کا حکم دیا اور بعض کے بتا دینے کا حکم دیا۔

(۲) امام محمد بن عبداللہ جردانی دمیاطی (ت۔۱۳۳۱) حضرت جبریل امین کا قیامت کے بارے میں سوال نقل کرنے کے بعد آیت مبارکہ "ان الله عِندہ علم الساعة" کا حوالہ دینے کے بعد لکھتے ہیں:

والحق ان الله سبحانه و تعالٰی لم یقبض نبینا صلی الله حتی اعلمه علی کل ما ابهمه علیه الا انه امره بکتم البعض والعلام ببعض۔ (الجواهر اللؤلؤیة فی شرح الاربعین النوویة: ۴۸ مطبوعة بیروت)

اور حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو وصال سے پہلے ہر اس شئے سے آگاہ کر دیا جو آپ پر مخفی تھی البتہ کے مخفی رکھنے کا حکم دیا اور بعض کو بتا دینے کا حکم دیا۔

(۳) امام حسن بن علی المدانی (ت:۱۱۷۰) شیخ شبراخیتی کی ہی طرح وقوع قیامت کے علم پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والحق کما قاله جمع ان الله سبحانه و تعالٰی لم یقبض نبینا علیه الصلوٰة والسلام حتی اعلمه علی کل ما ابهمه عنه الا انه امره بکتم لبعض والاعلام ببعض۔ (حاشیة علی الفتح المبین، ۲۰۲، دار الکتب العلمیة بیروت بتحلیل محمد حسن اسماعیل)

اور حق یہی ہے جسے ایک جماعت اہلِ علم نے بیان کیا کہ ہمارے نبی ﷺ کو وصال سے پہلے ہر اس شئے سے آگاہ کر دیا جو آپ پر مخفی تھی مگر ان میں سے کچھ کے بتانے اور کچھ کے مخفی رکھنے کا حکم دیا۔

(۴) امام نبراوی (ت) کے الفاظ بھی تقریباً یہی ہیں:

والحق ان الله سبحانه و تعالٰی لم یقبضه ﷺ حتی اعلمه علی کل ما ابهمه علیه الا انه امره بتم البعض والاعلام بالبعض۔ (شرح التمر نوی علی اربعین۔ ۲۱۔ جامع ازہر مصر)

اور حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وصال سے پہلے ہر اس معاملہ سے آگاہ کر دیا جو آپ پر پوشیدہ تھا ان میں سے کچھ کو لوگوں کو بتا دینے اور کچھ کو مخفی رکھنے کا حکم دیا۔

(۵) امام محمد بن علی شنوانی (ت: ۱۲۳۳) سوال اٹھاتے ہیں کہ یہاں آیت مبارکہ میں حصر ہے حالانکہ اولیاء اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

ان هذا الحصر بالنسبة للعامة لا الخاصة وقد ورد ان الله لم یخرج النبی ﷺ من الدنیا حتی اعلمه علی کل شیء (حاشیة علی مختصر ابن ابی حمره۔ ۲۵۲۔ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ مصر)

یہ حصر عام کی نسبت سے ہے نہ کہ خواص کے اعتبار سے احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دنیا سے لے جانے سے پہلے آپ کو ہر شئے سے آگاہ فرما دیا۔

(۶) امام عبدالوہاب شعرانی (ت: ۹۷۴) رسول اللہ ﷺ کے خصائص پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

جمع له بین الحکم بالظاهر والباطن معاً اوتی جوامع الکلم واوتی مفاتیح الخزائن الارض و جمع له بین النبوة والسلطان واوتی علم کل شی حتی الروح والخمس التی فی آیة "ان الله عنده علم الساعة (کشف الغمة۔ ۲: ۵۷۔ مطبوعہ دار الفکر۔ ۸: ۱۴۔ ۱۹۷۷)

آپ ﷺ کو ظاہر و باطن کا علم بیک وقت دیا گیا، جوامع الکلم اور زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں آپ کو نبوت، سلطنت اور ہر شئے کا علم حتیٰ کہ روح اور ان علوم خمسہ کا بھی علم دیا گیا جن کا تذکرہ اس آیت میں ہے۔ "ان الله عنده علم الساعة"۔

(۷) علامہ بیجوری نے یہی بات یوں تحریر کی:

| | |
|---|---|
| لم یخرج ﷺ من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالٰی بھذہ الامور الخمسۃ (حاشیۃ الباخوری:۹۲) | نبی ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالٰی نے حضور ﷺ کو ان پانچ غیوب کا علم دیا۔ |

(۸) امام عثانوی "عجب العجائب" میں اس قول کو صحیح قرار دیتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قیل انہ ﷺ اوتی علمھا ای الخمس فی آخر الامر لکن امر فیھا بالکتمان وھذا القیل ھو الصحیح (فتاوی رضویہ: ۵۲۹، ۴۷۷) | ایک قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کو آخر میں علوم خمسہ کا علم دے دیا گیا البتہ اسے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا اور یہی قول صحیح ہے۔ |

یہاں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ یہ تمام اقوال بتاتے ہیں کہ اہلِ علم کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہوا اور انہوں نے مختار وحق قول کو واضح کیا کہ یہ تفصیلی وکلی علم ہے کیونکہ جزئیات کے بارے میں اختلاف ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ تو واضح نصوص ہیں، مثلاً بدر میں کفار کے بارے میں بتایا "ھذا مصرع فلان" اور صحابہؓ کہتے ہیں کہ جس مقام کی نشاندہی حضور ﷺ نے کی تھی اسی جگہ دوسرے دن کفار مرے۔ ان واضح نصوص کے بعد جزئیات کا اختلاف متصور نہیں ہو سکتا۔

اس پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے پورا رسالہ "انباء المصطفٰی" لکھا، سوال اور جواب کا ابتدائیہ ملاحظہ ہو:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ: از دہلی چاندنی چوک موتی بازار مرسلہ بعض علمائے اہلسنت ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۸ھ

حضرات علماء کرام اہلسنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے، دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا حتیٰ کہ بدأ الخلق سے لے کر دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر وشر تفصیل سے جانتے ہیں اور جمیع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح اپنے کفِ دستِ مبارک کو، اور اس دعوے میں آیات واحادیث و اقوالِ علماء پیش کرتا ہے۔

بکر اس عقیدے کو کفر وشرک کہتا ہے اور بکمال درشتی دعوی کرتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا اور اپنے اس دعوے کے اثبات میں "تقویۃ الایمان" کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرما دیا تھا، دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں سے کون برسر حق موافق عقیدہ وسلف صالح ہے اور کون بد مذہب جہنمی ہے، نیز عمرو کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے، اس کا گنگوھی مرشد اپنی کتاب "براھین قاطعہ" کے صفحہ نمبر ۴۷ پر یوں لکھتا ہے کہ شیطان کو وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے۔

جواب: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

خطبہ کے بعد لکھا:

زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بے شک حضرت عزت، عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا روزِ اول سے روزِ آخر تک سب "ما کان وما یکون" انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضورؐ کے علم سے باہر نہ رہا علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل والصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا "لله الحمد كثيراً" بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہر گز ہر گز محمد رسول اللہ ﷺ کا پورا علم نہیں بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا سا حصہ ہے، ہنوز احاطہ محمدی وہ ہزار در ہزار بے حد و کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ جل و علا الحمد لله العلى الاعلى۔ (فتاویٰ رضویہ۔ ۲۹: ۴۸۵ تا ۴۸۷)

پھر آپ ﷺ نے "خالص الاعتقاد" تحریر فرمایا: جس میں واضح انداز میں اہلسنت کا مختار واضح کیا۔ اس میں امر پنجم کے تحت لکھتے ہیں: فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکروں کو جہنم جانے دیجئے۔ تتمہ کلام استماع فرمائیے:

ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ و عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے آیا وہ روز اول سے یوم آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عوام آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔

بہت اہلِ ظاہر جانب خصوص کی طرف گئے ہیں، کسی نے کہا متشابہات کا، کسی نے کہا خمس کا، کسی نے کہا ساعت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا "ما کان و ما یکون"، بمعنیٰ مذکور میں از انجا کہ غایت میں دخول و خروج دونوں متحمل ہیں ساعت داخل ہو یا نہیں بہر حال یہ مجموعہ بھی علوم الٰہیہ سے ایک بعض خفیف بلکہ "انباء المصطفیٰ" حاضر ہے۔

میں نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح مُلّا قاری سے ثابت کیا ہے کہ علم الٰہی تو علم الٰہی جو

غیر متناہی در غیر متناہی ہے، یہ مجموعہ "ما کان و ما یکون" کا علم علوم محمد رسول اللہ ﷺ کے سمندر سے ایک لہر ہے، پھر علم الٰہی غیر متناہی کے آگے اس کی کیا گنتی۔ اللہ کی قدر نہ جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علم الٰہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (پ ۷۔ الانعام: ۹۱) اللہ کی وہی قدر نہ کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔

اور واقع جب ان کے امام الطائفہ کے نزدیک ایک پیڑ کے پتے گن دینے پر خدائی آ گئی تو "ما کان وما یکون" تو بڑی چیز ہے۔ خیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائل خلافیہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلاً محلِ لوم نہیں۔

ہاں ہمارا مختار قولِ اخیر ہے جو عام عرفائے کرام و بکثرت اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات واحادیث، اقوال ائمہ حضرات کو فیر کے رسالے "انباء المصطفیٰ" میں ملیں گے اور "اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان و ما یکون" وغیرہ رسائل فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ کثیر و وافر ہیں اور اقوال اولیائے کرام وعلمائے عظام کی کثرت تو اس درجہ ہے کہ ان کے شمار کو ایک دفتر عظیم درکار، یہاں بطور نمونہ صرف بعض اشاراتِ ائمہ پر اقتصار، وما توفیقی الا باللہ العزیز الغفار۔

حدیث صحیح "جامع ترمذی" جس میں نبی ﷺ نے فرمایا:

(سنن ترمذی، حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۵: ۱۶۰) ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

علمت ما فی السموات والارض۔ (سنن ترمذی، حدیث ۳۲۴۴ دار لفکر بیروت ۵: ۱۵۹) میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی "اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ" میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

دانستم هر چه در آسمانها و هو چه در زمینها بود عبارت ست از حصول تمامه علوم جزئی و کلی و احاطه آں۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوٰۃ باب المساجد، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/۳۳۳) (فتاویٰ رضویہ۔ ۲۹: ۴۵۳، ۴۵۴) میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اس حدیث میں تمام علوم جزوی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔

جب اہل سنت کا مختار قول یہی ہے کہ آپ ﷺ کو علومِ خمسہ کا کلی و تفصیلی علم دیا گیا ہے تو اس کے خلاف بات کرنا ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

(بشکریہ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور) (جنوری ۲۰۱۲ء۔ شمارہ ۱۸۶)

# حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی عبدالحلیم ہزاروی صدیقی نورانی رحمہ اللہ کی رحلت

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

رہِ محبت میں ہم نے سوچا کہ سر جھکائیں کہاں سے پہلے
ہر ایک ذرہ پکار اٹھا، یہاں سے پہلے، یہاں سے پہلے

حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی عبدالحلیم ہزاروی صدیقی نورانی رحمہ اللہ سے میری پہلی ملاقات غالباً 1997ء میں کچھی میمن مسجد صدر کراچی کے پہلو میں حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کے آستانہ عظمت نشان پر ان کی مجلسِ بابرکت میں ہوئی۔ ان دنوں میں دو ہفتہ کے لئے کراچی گیا تھا اور میرا قیام کراچی کا تیسرا روز تھا اور حضرت قائد اہل سنت کے پاس میں اس قیام کی تیسری نشست میں حاضر تھا۔ مسئلہ ختم نبوت، فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، جمعیت علماء پاکستان کی اس حوالہ سے جدوجہد اور جماعت کے اس شعبہ کو مضبوط بنانے کے لئے معروضات پیش کرتا رہتا تھا۔ دو روز قبل جب میں کراچی پہنچا تو تحریکِ ختم نبوت 1974ء کے حوالہ سے تاریخ کو مربوط و منظم کرنے کی ضرورت و اہمیت پر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ سے مفصل گفتگو کی۔ میں نے اندرون سندھ میں ٹھٹھ کے قریب گاؤں گجو میں مقیم ایک متحرک و فعال راہنما سید عبدالحفیظ شاہ سے متعلق اپنی معلومات گوش گزار کیں تو مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہمارے دوست مفتی عبدالحلیم صدیقی ہزاروی پرانی سبزی منڈی میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ میں انہیں عرض کئے دیتا ہوں اور وہ آپ کو ساتھ لے کر گجو جائیں گے۔ اسی تناظر میں آج ملاقات کروائی اور ہدایت کی کہ کل ہی آپ لوگ گجو کا دورہ کر لیں۔ اگلے روز صبح سویرے ہم جامعہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی میں اکٹھے ہوئے۔ مفتی عبدالحلیم ہزاروی نے ایک کیری ڈبہ کا انتظام کیا۔ مولانا کے چند احباب ہمراہ ہو گئے جن میں غالباً دونوں صاحبزادگان محمد زبیر ہزاروی اور محمد اویس ہزاروی بھی شامل تھے۔ دورے کا ماحول کسی پکنک کا محسوس ہوتا تھا۔ ہشاش بشاش ماحول، مگر مفتی صاحب نے دعائے سفر سے آغاز کیا اور ساتھ ہی تمام شرکا کو کچھ ہدایات دیں۔ راستہ بھر ان کی گفتگو میں ہمہ جہت معلومات، دلچسپ پیرایہ میں باتیں، مزاح کا عنصر شامل، پند و نصائح کا سلسلہ جاری رہا۔ مفتی صاحب سے میری دوسری ملاقات تھی اور ان کے ساتھ گجو، ٹھٹھہ، مکلی قبرستان، حضرت عبداللہ شاہ اصحابی کے مزار مبارک کی زیارت و حاضری، ٹھٹھہ میں تاریخی

شاہجہانی مسجد کا بھرپور دورہ رہا۔ ہم حضرت سید حفیظ شاہ صاحب کے ہاں حاضر ہوئے وہ اس وقت خاصے نحیف محسوس ہو رہے تھے۔ شہر سے باہر برلب سڑک ان کا مرکز تھا سادہ سی مسجد کے ساتھ ان کا گھر، مختصر سی بیٹھک تھی جس کی چھت پر انٹرنیٹ کے آلات نصب تھے۔ شاہ صاحب سے ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی جو معلومات افزا تھی مگر تنظیمی حوالہ سے کار آمد ثابت نہ ہو سکی۔ اس نشست اور سفر میں ہم نے مفتی عبدالحلیم ہزاروی کے زاویۂ نظر، تنظیمی سوچ و شوق، مسئلہ ختم نبوت کی حساسیت کا ادراک اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے ان پر اعتماد کو خوب ملاحظہ کر لیا کیونکہ مفتی صاحب نے ثابت کر دیا کہ

وہ کوئی اور ہوں گے جو تنہا پی گئے
جہاں ہم بیٹھتے ہیں انجمن کی بات کرتے ہیں

بس پھر کیا تھا ہماری اور مفتی صاحب کی دوستی اور تنظیمی و تحریکی رشتہ روز بروز مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا۔

مفتی عبدالحلیم ہزاروی علیہ الرحمہ سارے اوصاف کے حامل تھے خوش خلقی، مہمان نوازی، فی اللہ محبت، توکل علی اللہ، بے غرض تعلق داری، چھوٹوں پر شفقت، مساکین اور طلاب دین سے محبت، علماء کی تعظیم و تکریم، سادگی، متانت و سنجیدگی، اشاعت دین کا شوق، اہل سنت کی تاریخ کو مرتب و محفوظ کرنے کا جذبہ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جدوجہد جاری رکھنے کا مستقل عزم ان کی طبیعتِ ثانیہ تھی۔ وہ اعلیٰ روایات کے حامل کھرے انسان تھے وہ حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کے دستِ مبارک پر باقاعدہ بیعت تھے۔ انہوں نے اپنے ایک تلمیذ رشید مولانا مفتی محمد امین قادری کو ختم نبوت کے موضوع پر سنی علماء کا لٹریچر جمع و مدون کرنے کا حکم فرمایا۔ جو فراغت کے بعد ان کے اپنے ادارہ جامعہ غوثیہ میں مسندِ افتاء کی زینت بنے۔ مفتی محمد امین مرحوم آپ کے تعارفی و سفارشی خط کے ساتھ لاہور تشریف لائے۔ تقریباً ایک عشرہ یہیں مقیم رہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ ملے۔ دو روز ہمارے ہاں جامعہ اسلامیہ لاہور میں ٹھہرے۔ ہم انہیں پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی اور حضرت پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی رحمہم اللہ کے تعاون سے اپنی لائبریری کے علاوہ جامعہ نعمانیہ لاہور کی تاریخی لائبریری، جامعہ نعیمیہ اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے علمی ذخیروں تک لے گئے۔ وہ بڑے سلیقہ مند انسان تھے ہر روز کی پراگریس رپورٹ حضرت مفتی عبدالحلیم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ پیش کرتے تھے۔ وہ کام مرتب ہوتا رہا۔ بوجوہ جلد تو نہ چھپ سکا اور حضرت مفتی محمد امین قادری 20 دسمبر 2005ء

واصلِ حق ہو گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ ان حضرات کی محنت ضائع ہونے سے بچ گئی اور ادارۃ لتحفظِ العقائدِ الاسلامیہ کے پلیٹ فارم سے کوئی ڈیڑھ درجن ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ حضرت مفتی عبدالحلیم ہزاروی رحمہ اللہ کی مشاورت سے ہم نے 2011ء میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) قائم کی جس کے وہ امیر اور راقم (ملک محبوب الرسول قادری) کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ ہم نے اس پلیٹ فارم سے کچھ لٹریچر بھی شائع کیا۔ چند سال اشاعتی میدان میں تحرک رہا۔ بعد ازاں حضرت مفتی عبدالحلیم ہزاروی کی علالت کے سبب اس انداز میں جاری نہ رہ سکا۔ انہوں نے تحریک ختم نبوت اور عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر ایک کتاب ......... بھی مرتب کی اور اس کی اشاعت کا اہتمام بھی فرمایا۔ ان کا دستر خوان وسیع تھا۔ وہ مہمانوں کو دیکھ کر مسرور ہوتے تھے۔ ان کے ہاں سندھ، بلوچستان، آزاد کشمیر، پنجاب اور کے پی سے علماء وطلباء کی آمد ورفت کا سلسلہ اکثر جاری رہتا تھا اور وہ ہر ایک کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہتے تھے۔ بالخصوص جامعہ ستان بن سلمہ خضدار بلوچستان کے بانی حضرت پیر طریقت صاحبزادہ شجاع الحق نورانی ہاشمی، ان کے برادران ورفقاء کا مستقل مستقر انہی کے ہاں جامعہ غوثیہ میں ہوتا تھا۔ آپ نے مانسہرہ کے علاقہ میں ایک خوبصورت جامع مسجد تعمیر کروائی اور راقم کو اکثر اس کے وزٹ کی دعوت دیتے تھے۔ افسوس کہ کوئی موقع سفر کا نہ بن سکا۔ جب بھی پنجاب آتے تو لاہور میں خصوصاً ملاقات کا شرف عطا فرماتے۔ ان کی رحلت ان کے خاندان، فرزندان، طلباء، رفقاء کے لئے بڑا صدمہ ہے۔ لیکن ان کی جدائی کی ایک کسک برابر دل میں محسوس ہوتی ہے۔ قائد اہل سنت کے ایک وفا شعار ساتھی کی رحلت پر میں دکھی اور غمگین ہوں۔ بہت اچھا کیا ہمارے ساتھی عزیزم محمد عتیق نورانی حفظہ اللہ نے "پیامِ نورانی" کی اشاعتِ خاص حضرت مفتی عبدالحلیم ہزاروی رحمہ اللہ کے نام کر دی۔ یہ حضرت مفتی صاحب کا حق ہے۔ ان شاء اللہ ہم بھی حضرت کے حوالہ سے مبسوط کام منظر پر لائیں گے۔ اللہ کریم حضرت کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور ان کے فرزندان وتلامذہ اور حلقۂ احباب کو مل جل کر ان کا مشن جاری وساری رکھنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

ملک محبوب الرسول قادری
مدیر اعلیٰ۔ انوارِ رضا جوہر آباد
مدیر ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

0321-9429027
9 جولائی 2020ء

☆☆☆

# خبرِ غم

## پی آئی اے کے طیارے کو حادثہ اور ڈاکٹر عطاء اللہ سدیدی کی شہادت

ازقلم: ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

مؤرخہ ۲۲ مئی ۲۰۲۰ء کو کراچی میں دوپہر ۲:۳۵ پر پی آئی اے کی پرواز کے ہوائی حادثہ میں سیدی پیر محمد معظم الحق معظمی مدظلہ العالی کے خلیفۂ مجاز، ہمارے بہت محبت کرنے اور محبتیں بانٹنے والے 'باادب، بانصیب' برادر طریقت، ڈاکٹر محمد عطاء اللہ سدیدی بھی شہادت کے مرتبے پر فائز ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون ورحمۃ اللہ علیہ، ان کی رحلت پر تسلیم و رضا کے سانچے میں ڈھلے ہوئے خانقاہ معظمیہ سے روحانی نسبت رکھنے والے جملہ وابستگانِ طریقت اشکبار اور سوگوار ہیں، ایثار اور وفا کے پیکر ڈاکٹر صاحب کا خانقاہ معظمیہ کے ساتھ والہانہ اور مثالی تعلق، عشق اور جنون تک پہنچا ہوا تھا، انہوں نے خانقاہ شریف کے تین سجادہ نشین حضرات کی بے پناہ عنایات اور روحانی توجہات کو اپنے دامن میں سمیٹا۔ جگر مراد آبادی کا درج ذیل شعر ان کے حال کی خوبصورت ترجمانی کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

نیاز و ناز کے جھگڑے مٹائے جاتے ہیں ہم اُن میں اور وہ ہم میں سمائے جاتے ہیں

ڈاکٹر صاحب کو مرشد گرامی بحر العشق والیقین، حضرت خواجہ غلام سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال نگاہ کرم حاصل تھی۔ حضرت صاحب غریب نواز کے وصال کے بعد آپ کے صاحب علم و احوال جانشین، حضرت خواجہ غلام حمید الدین رحمۃ اللہ کے مبارک عہد میں بھی ڈاکٹر صاحب پر عنایات، بندہ نوازی اور کرم گستری کا وہی سلسلہ جاری رہا، آپ کی معیت میں ڈاکٹر صاحب نے مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے خصوصی فیوض و برکات سمیٹے۔ روحانی دنیا میں ایسی شفقتیں اور عنایات خال خال باصلاحیت اور بلند آشیانہ رکھنے والے شاہین صفت مریدوں کو ہی حاصل ہوتی ہیں۔ حضرت خواجہ غلام حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پیر محمد معظم الحق معظمی مدظلہ العالی کے ساتھ بھی ڈاکٹر صاحب کا وہی پرانا نیاز مندانہ سلسلہ ان کی عمر کے آخری دن تک جاری رہا، ڈاکٹر صاحب حضرت پیر صاحب سے اجازت اور دعائیں لے کر یہ عرض کر کے کراچی روانہ ہوئے تھے: "شاید اس مرتبہ عید کے موقع پر معظم آباد شریف حاضری خیر (یعنی نہ) ہو سکے۔" اور پھر اللہ کریم کا حکم نافذ ہو گیا یوں ہمارے ڈاکٹر صاحب سر پر معظمی نسبت کی چادر لیے ہمیں سوگوار چھوڑ کر اپنے رب کی

بارگاہ میں بصد عجز و نیاز حاضر ہو گئے۔ ۲۷ مئی کو ان کی نماز جنازہ سیدی حضرت پیر محمد معظم الحق معظمی مدظلہ العالی کی اقتدا میں لالہ موسیٰ میں ادا کی گئی۔ لالہ موسی کے "عطا نگر" میں ان کے قائم کردہ مسجد اور ایک اولڈ ہوم پہلو میں تدفین کی گئی۔ اللہ کریم دکھ درد اور شدید کرب کے ان لمحات میں حضور پیر صاحب مدظلہ العالی، ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ اور جملہ احباب کو صبر جمیل سے مالا مال فرمائے۔

خانقاہِ معظمیہ کا ایک ادنیٰ نیاز مند

**ممتاز احمد سدیدی**

0300-4860699

☆☆☆☆☆

## صاحبزادہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی کے اس تعزیتی شذرہ پر راقم

## (ملک محبوب الرسول قادری کا ایک برقی مراسلہ بعنوان

# خوشی اور غم کے امتزاج کی کیفیت "محترمی ڈاکٹر محمد عطاء اللہ سدیدی شہید کی جدائی پر جذبات کی تصویر" ارسال کیا گیا

صاحبزادہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی مدظلہ کے تعزیتی بیان کو دیکھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر محمد عطا اللہ سدیدی شہید کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرتِ کاملہ فرمائے۔ اُن کی اگلی منزلیں آسان فرمائے ان کی روحانی نسبتوں کو بحال و برقرار رکھے اور ان کے فیضان کو جاری و ساری فرمائے۔ ان کی شہادت کا بے حد دکھ بھی ہے اور خوشی بھی کہ حالتِ روزہ میں وہ اس طرح اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اس طرح کی اچانک حادثاتی موت یقیناً اللہ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد گرامی کے مطابق مرتبۂ شہادت پر فائز المرام کرتی ہے۔ ایک خوشی یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ کی ڈگر پر علمی تحریری کام، عوامی رابطے اور دینی و علمی شخصیات کے تعلق سے اپنے تاثرات کے اظہاریہ کا سلسلہ بھی جاری و شروع فرمایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلے جاری و ساری رکھے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے فیوض و برکات آپ کے ذریعے سے جاری ہیں اور ملت و امت کو اس کا وافر حصہ ملتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی دنیا اور آخرت بہتر کرے۔ آمین۔ بہت شکریہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

27 مئی 2020ء

# منقبت و تاریخ رحلت

## "پیکرِ جمال غلام محمد سیالوی رحمۃ اللہ علیہ"

۲۰۲۰ء

مولد: میانوالی　　مسکن: لاہور　　مدفن: کراچی

چمکدار گوہر غلامِ محمد　　منور منور غلامِ محمد
عنایت کے عادی، ترحم کے رسیا　　محبت کے خوگر غلامِ محمد
جو اُترے، تو میدانِ علم و عمل میں　　تھے کتنے دلاور غلامِ محمد
پسِ مرگ بھی دِکھ رہے تھے برابر　　حسیں اور انور غلامِ محمد
ہوئی قبر میں جب شہِ دیں کی آمد　　تو کیسا تھا منظر غلامِ محمد
عروس ایک عالم سے میں نے سنا ہے　　کہ تھے ذی مقدر غلامِ. محمد
کوئی ان کی تاریخِ رحلت جو پوچھے　　کہوں "ماہ پیکر غلامِ محمد"

۱۴۴۱ھ

نتیجۂ فکر: صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی
مونیاں شریف (گجرات) پاکستان
0335-0451148

☆☆☆☆☆

# قطعہِ تاریخِ وصال

"فخرِ گلستانِ فصاحت" "فرخ نہاد مداح اہلِ بیت"

2020ء 1441ھ

تاریخ وفات: 13 فروری 2020ء، 19 جمادی الثانی 1441ھ۔ شب جمعہ

ازاثر خامہ: سید عارف محمود مہجور رضوی: گجرات

## مومنِ صادق مفتی ضیاء الحبیب صابری

2020ء

رحم و کرم پر موت کے ہے سفرِ زندگی
پہنچے یہ اختتام کو کب، کس کو ہے پتا

آیا ہے جو جہان میں جائے گا وہ ضرور
ہر ذی نفس نے موت کا چکھنا ہے ذائقہ

اٹھا جہاں سے عالمِ نکتہ بیان ایک
صدمہ ہے جس کی مرگ کا عالم کو بے بہا

سرکارِ دو جہان کی غلامی کے فیض سے
علم و عمل کی اس نے فزوں تر ہے کی ضیا

رگ رگ میں اس کی موجزن تھی حُبِ اہل بیتؓ
اصحابِ باوفا پہ دل و جاں سے تھا فدا

تا زیست اس نے بانٹی عقیدت کی ہے مہک
احقاقِ حق رہا ہے سدا اس کا مشغلہ

تائیدِ حق میں اس کا رہا مستعد قلم
اس نے دکھایا برملا باطل کو آئینہ

معمور حرفِ حق سے ہیں اس کے اداریے
مدتوں رہا مدیر وہ "نور الحبیب" کا

پائے خدائے پاک سے بخشش کی وہ سند
انوارِ مغفرت کا لحد پر ہو جھمگٹا

سرکارِ دو جہاںؐ کی شفاعت ملے اسے
حاصل ہو اس کو حشر میں آقاؐ کی اقتدا

مہجور سالِ وصل پہ تم کہہ دو برمحل
"ضیاء الحبیب صابری، مداحِ مصطفٰےؐ"

☆

مرسلہ: ظہور الدین خان امرتسری

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی
انوارِ رضا
جوہر آباد

11

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر

# آئینہ

## تصویری خاکے، سرگرمیاں

## شیخ کریم کے وصال مبارک کی ایک اخباری یادگار

# اعلیٰ حضرت کے ممتاز خلیفہ مولانا ضیاء الدین مدینہ منورہ میں وفات پا گئے

### انتقال حالت روزہ میں ہوا۔ آج و کل مولانا نورانی کے گھر پر قرآن خوانی ہوگی

کراچی ۲ اکتوبر (جنگ نیوز) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی آج بعد نماز جمعہ روزہ کی حالت میں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ آپ کی عمر ۱۰۱ سال تھی۔ مولانا کے انتقال کی خبر ملتے ہی تمام اہل سنت علماء اور عوام صدمے میں آ گئے۔ مولانا ضیاء الدین، مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے والد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا خسر تھے۔ مولانا نورانی نے اپنے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں اور وہ کل صبح کراچی واپس پہنچ رہے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کل ہفتہ ۲ اکتوبر اور اتوار ۳ اکتوبر کو بعد عصر نورانی میاں کی قیام گاہ پر قرآن خوانی ہوگی۔ مولانا شیخ ضیاء الدین گزشتہ ۷۵ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور حج و زیارت سے آنے والے مسلمانوں کے لئے مدینہ منورہ میں ان کی ذات نہایت محترم تھی۔ مولانا نے تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔ مولانا ضیاء الدین نے ۷۰ کے قریب حج کئے ہیں اور آخر عمر میں نہایت ضعیفی کے سبب سفر چھوڑ دیا اور گزشتہ دس برس سے مدینہ منورہ سے باہر کبھی نہیں جاتے تھے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا

## مولانا شیخ ضیاء الدین وفات پا گئے

کراچی ۲ اکتوبر (نمائندہ جنگ) اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد قادری آج طویل علالت کے بعد ۱۰۱ برس کی عمر میں آج ایک بجے دن مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مولانا شیخ ضیاء الدین مرحوم ۷۵ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہوں نے ۷۰ کے قریب حج کئے لیکن گزشتہ دس برس سے وہ مدینہ منورہ سے ایک پل بھی باہر نہیں جاتے تھے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۴ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ۲۲ برس کی عمر میں گھر سے ہجرت کر گئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے دوران تعلیم بریلی تشریف لے جاتے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت کی اور دورہ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین احمد کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ خلافت پانے کے بعد وہ بغداد گئے پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۷ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ وہیں شادی کی پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو ان دنوں اندرون سندھ کے دورے پر ہیں کل نواب شاہ سے واپس آ رہے ہیں ان کی رہائش گاہ پر ہفتہ اور اتوار کو عصر اور مغرب کے درمیان مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوگی

لاہور ۳ اکتوبر (پریس ریلیز) صدر الافاضل سوسائٹی کے اجلاس میں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا گیا اور ان کی دینی اور روحانی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور اجلاس میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

کراچی کے شہریوں کو ہفتہ ۳ اکتوبر کے اخبارات کے ذریعے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ ممتاز عالم دین شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر نے سوگوار کر دیا

قیام پذیر تھے ان کا آبائی وطن سیالکوٹ تھا۔ لیکن مدینہ شریف پہنچے تو گنبد خضراء کی بہاروں نے انہیں اپنا گرویدہ بنا لیا، اور وہیں کے ہو رہے۔ ان کی عمر انتقال کے وقت ۱۱۰ سال تھی ادھر گزشتہ کئی سالوں سے علیل تھے۔ لیکن پھر بھی ان کا وجود نہ صرف یہ کہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کی علامت تھا بلکہ ان کا مسکن مدینہ منورہ میں باب مجیدی کے...

# مولانا شاہ احمد نورانی صاحب

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" کراچی، کل پاکستان سنی کانفرنس کے موقع پر خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے میں مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کو اس عظیم کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں. میں نے پنجاب کے سات اضلاع کے حالیہ دورے میں مشاہدہ کیا ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے عوام اہلسنت میں جو جوش و خروش ہے وہ پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

میری کانفرنس کے شرکاء سے یہ گذارش ہے کہ وہ اس عبادت کو عبادت سمجھ کر اس میں شریک ہوں اپنی زندگی میں عملی طور پر نظام مصطفےٰ نافذ کریں اور ملک کو نظام مصطفےٰ کی برکتوں سے فیضیاب کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں. کانفرنس میں شریک ہو کر عہد کریں کہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر احباب اہلسنت کو منظم کریں گے تاکہ پاکستان کے در و دیوار سے درود و سلام کی صدائیں بلند ہوں. علامہ سید احمد شاہ صاحب کاظمی نے پیرانہ سالی کے باوجود اس کانفرنس کا بیڑا اٹھا کر جملہ مشائخ، علماء اور احباب اہلسنت کے لئے راہ عمل فراہم کر دی ہے کہ ـــ

"نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری"



حضرت جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی کی زیرِادارت ماہنامہ "ترجمانِ اہل سنت" کے سنی کانفرنس نمبر ... کے لیے حضرت قائدِ اہل سنت رحمہ اللہ کا پیغام (1978ء)

## عکس: سلسلہ بیعت وخلافت اور حزب البحر کی سند اجازت

# سند اجازت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حقیر فقیر امیدوار رحمت رب قدیر محمد مسعود احمد خلف حضرت شیخ المشائخ مولانا الحاج شاہ محمد کرامت اللہ خان صاحب قدس سرہٗ خلیفہ حضرت عارف باللہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ العزیز جن کو حضرت امداد اللہ مکی سے چاروں خاندان چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کی تحریری اجازت حاصل تھی، جو میرے پاس محفوظ ہے۔ حسن اتفاق سے اس عاجز کو ایک جماعت کثیر علماء ومشائخ کی معیت میں ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ اس وقت مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ حضرت مولانا محمد شفیع الدین تشریف فرما تھے جو آخری خلیفہ مسند خلافت پر متمکن تھے، ان سے نیاز حاصل ہوا، مجھ پر کمال شفقت یہ معلوم کر کے کہ میں مولانا محمد کرامت اللہ علیہ رحمۃ کا فرزند ہوں، بیعت فرمائی، دعا دی اور کتاب حزب البحر کی بھی اجازت مرحمت فرمائی اور اپنے دستخط کتاب پر ثبت فرمائے اجازت نامہ ۵ ذوالحجہ کو عطا فرمایا۔ اب اس نعمت روحانی فاضل نوجوان مولانا الحاج جمیل احمد نعیمی کراچی جو کہ میرے خویش بھی ہیں ان کو اس کا اہل اور صاحب صلاحیت و سند الیقین کرتے ہوئے یہ روحانی دولت ان کو تفویض کرتا ہوں، اور اجازت دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولا تعالیٰ ان کو مستفیض فرمائے۔

نیز مولانا موصوف جس کسی کو خواہشمند پائیں اس کو بھی اجازت دینے کے مجاز ہوں گے تاکہ یہ کرامتی امدادالٰہی فیض جاری وساری رہے اور اہل اللہ کی روحانیت سے استفادہ ہوتا رہے۔

محمد مسعود احمد غفرلہ دعا گو

محمد مسعود احمد خطیب دہلوی

جوہر پور - کراچی - ۳۰ صفر ۱۴۰۱ھ

## عکس: تاریخی سند فراغ (دار العلوم مخزن عربیہ بحر العلوم)

حدثنی محمد بن عبد الله بن قهزاد من اهل مرو قال سمعت عبدان بن عثمان
يقول سمعت عبد الله بن المبارك يقول الاسناد من الدين ولولا الاسناد
لقال من شاء ما شاء رواه مسلم فی خطبة صحيحه

دار العلوم
مخزن عربيه بحر العلوم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی فقه من شاء من عباده بالتبصرة واليقين ومن عليهم بدقة النظر فی الدلائل فادركوا
بذلك رضا رب العالمين فلذلك شادوا منار اصولهم بجعله فهرست الذين حظهم لهم كنز انهديته
مملى بالحق والتبيين من هنالك فسر فوا رموز الحقائق بخوض بحر رائق يردون بالاغتراف من الفوائد لوارد
نحفتهم لغاية فی المراتب والنهاية بفضل ارحم الراحمين وافاض عليهم بحر الجود فبلغوا غاية المقصود وكان
بارشاد المسترشدين اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة تكون لنا ذخيرة فی يوم الدين
واشهد ان سيدنا ونبينا محمدا عبده ورسوله القائم بحقيقة الحق واليقين صلى الله عليه وعلى اله واصحابه
وسلم اولی الفصاحة والبلاغة والتبيين اما بعد فيقول افقر ربه واسيره نبه كثير المساوی محمد عمر
النعيمی المرادابادی المدرس فی مدرسة الاسلامية مخزن عربيه الواقع فی كراچی لما قرء علی الاخ العزيز
المولوی جميل احمد بن قادر بخش رحيم استوفی فی بستی [illegible] من كتب الاحاديث والتفاسير والفقه
وغيرها التمس منی ان اجيزه بما احتوی عليه سندی من كتب الاحاديث والتفاسير والفقه وغيرها
وذلك من حسن ظنه بانی اهل لذلك وليس الامر كذلك ولكن قضى بانی اسئل عن تلك المسالك. وقضاء
الله ليس له دافع فلجئت لما سئل واجزته فيما قال كما اجازنی واجازنی سيدی وسندی كنزی وفخری يومی
وغدی حسنة الاماثل فخر الاماثل مولانا الحاج الحكيم محمد نعيم الدين قدس سره وهو مجاز عن استاذه امام
العلماء الاعلام قدوة الفضلاء الكرام شيخ الكل حضرت مولانا الحاج المولوی محمد گل قدس الله تعالى سره وقد
بعث النورانی وهو مجاز عن استاذه المرحوم مولانا مقتدانا كوكب الهداية فی الحرمين الشريفين زاد الله شرفهما
خاتم المحققين السيد محمد المكی الكتبی الخلوتی الخطيب المدرس فی المسجد الحرام وهو مجاز عن والده المرحوم
خاتم المحققين السيد محمد الكتبی الخطيب والامام والمدرس بالمسجد الحرام وهو مجاز عن والده مفتی
الحنابلة بمكة المكرمة السيد محمد بن حسين الكتبی روح الله روحه فی خلد النعيم وهو مجاز بذلك عن استاذه
خاتم المحققين مولانا المرحوم السيد احمد الطحطاوی المحشی للدر المختار رحمهم الله رحمة الابرار وسنده
مذكور بالتفصيل فی مسانيده المطولة المشهورة فی ديار العرب والعجم خصوصا فی المدرسة العالية
الازهرية الواقعة فی بلدة مصر وعممته بالعمامة المستحبة لما روی عن عبد الرحمن بن عوف قال عممنی
رسول الله صلى الله عليه وسلم فسدلها بين يدی ومن خلفی رواه ابو داؤد واوصيه بالتقوى فانها السبب
الاقوی وان لا ينسانی من صالح دعواته فی خلواته وجلواته واسال الله تعالى ان ينفعنی واياه ويبلغنا
ما تمناه بمنه وكرمه

كتبه العبد [illegible]
محمد عمر النعيمی
١٣٦٩ م

## عکس: اعزازی سند تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

### تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان (مسجلة)

الرقم المسلسل ٣٨٤٦



### شهادة العالمية في العلوم العربية والاسلامية

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

نشهد بان مولانا جميل احمد نعيمي ..... ابن/بنت ..... قادر بخش ..........

وتاريخ ميلاده ١٢ فبرائر ١٩٣٦ء ..... ورقم التسجيل ..... ٣٨٥٠ ..... ورقم الجلوس ..... ١٦٩٧ .....

من طلاب ..... مخزن العربية بحر العلوم كراتشي .....

قد حصل على شهادة العالمية في العلوم العربية والاسلامية

بعد اتمام الدراسة النهائية واجتيازا الامتحان المنعقد

باشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) في ..... ١٤٠٦ ..... م الموافق ..... ١٩٨٦ ..... ش

بتقدير الممتاز مع الشرف .. وعدد درجاته ..... ٥٩٨/٧٠٠ ..... فقط

ونسال الله عزوجل ان يسلك به سبيل العلماء العاملين

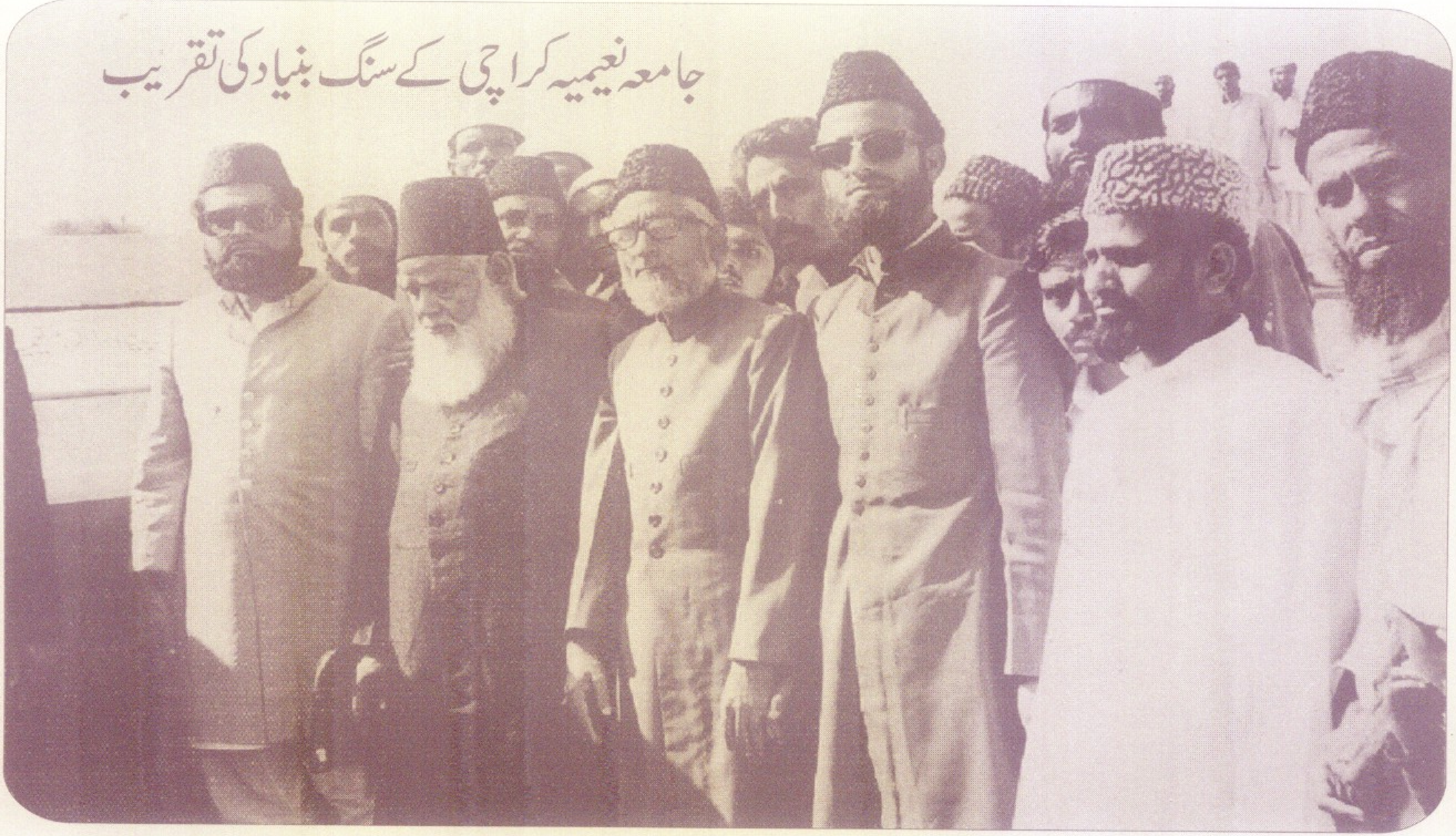
| | | |
|---|---|---|
| الرئيس | الامين العام | محل الاصدار |
| | | التاريخ |



جمیل العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی چشتی صابری مدظلہ




جامعہ نعیمیہ کراچی کے سالانہ جلسہ میں قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی **تشریف آوری** کے
موقع پر حضرت جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی کی طرف سے **استقبال کے تاریخی لمحات**




**شخصیات کے نام:** حضرت غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ کے ہمراہ
حضرت جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی، حضور مفتی محمد اطہر نعیمی، مفتی اعظم پاکستان مفتی منیف الرحمٰن شریک ہیں













**قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ سے رفاقت اور جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی کی سیاسی جدوجہد کا ایک عکس**

قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی، رئیس التحریر علامہ ارشد القادری اور علماء اہل سنت کا اجتماع غفیر



دعوت اسلامی کے قیام کی مشاورت کی ایک کڑی






ایک بولتی تصاویر



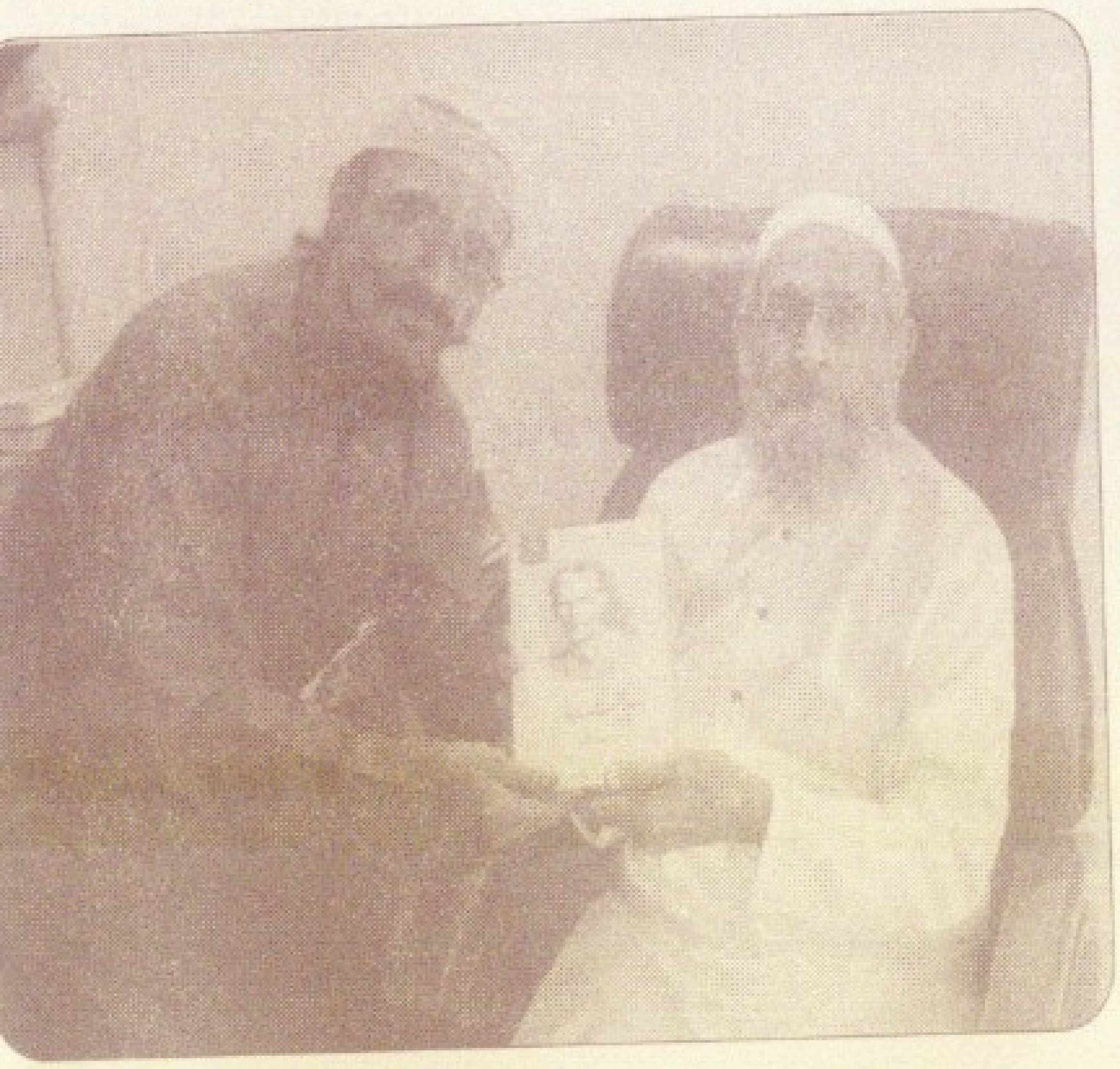
دوریاں اور قربتیں ...... دو بانیان انجمن طلباء اسلام حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی اور حاجی محمد حنیف طیب

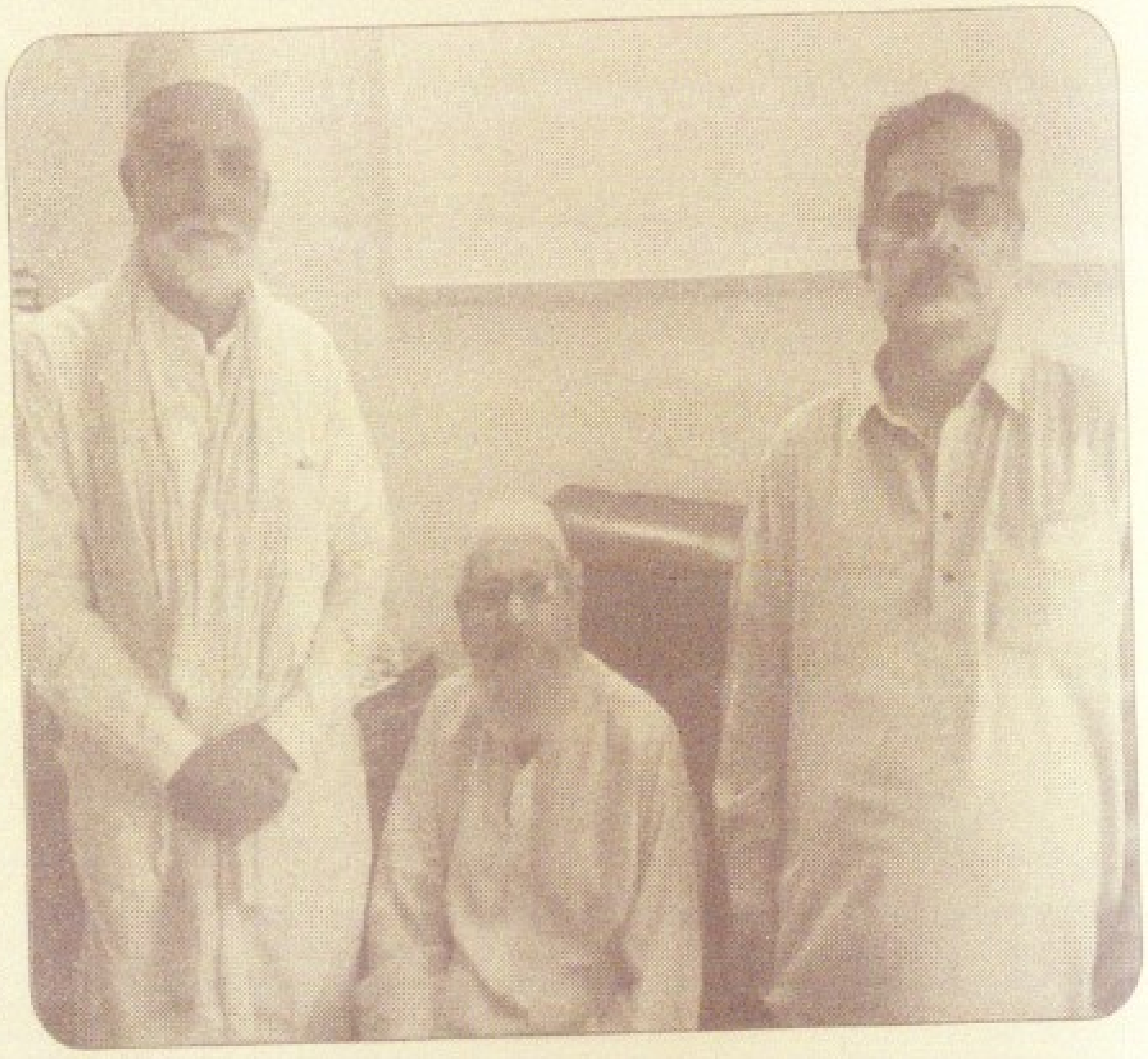
یہ دن بھی یاد نبی ﷺ میں گزرا

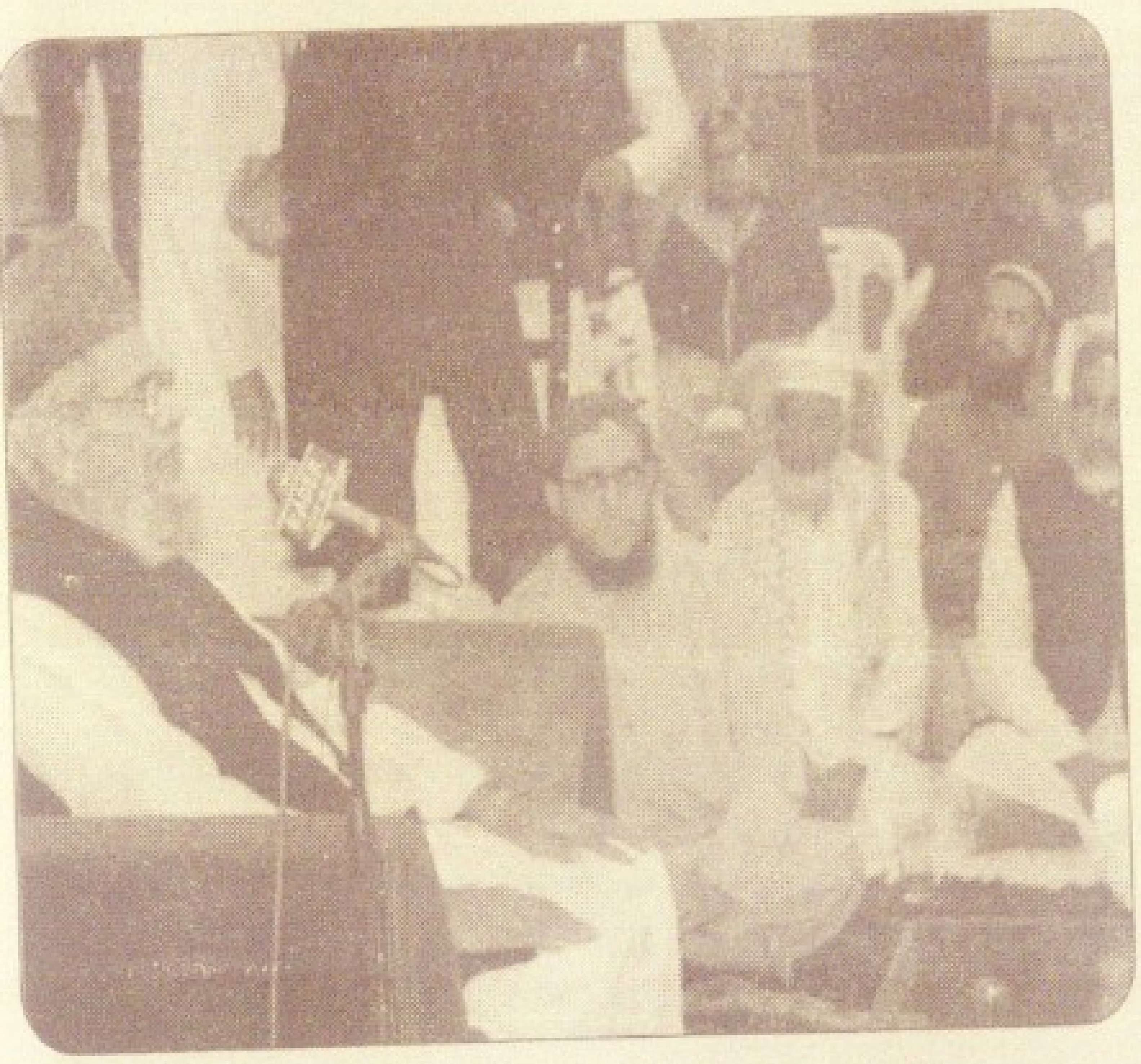


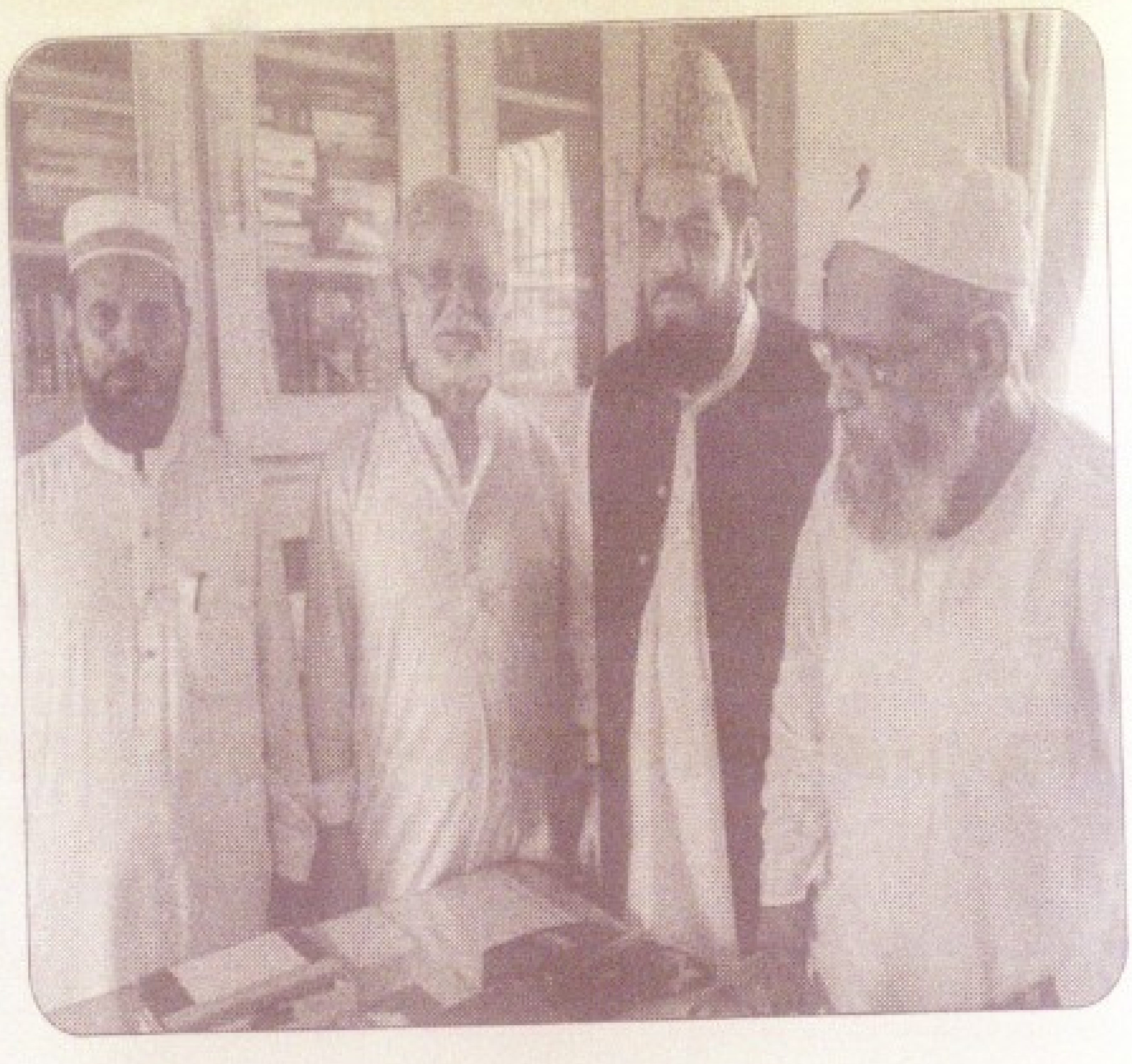
رواں دواں ہے زندگی ...... یہ









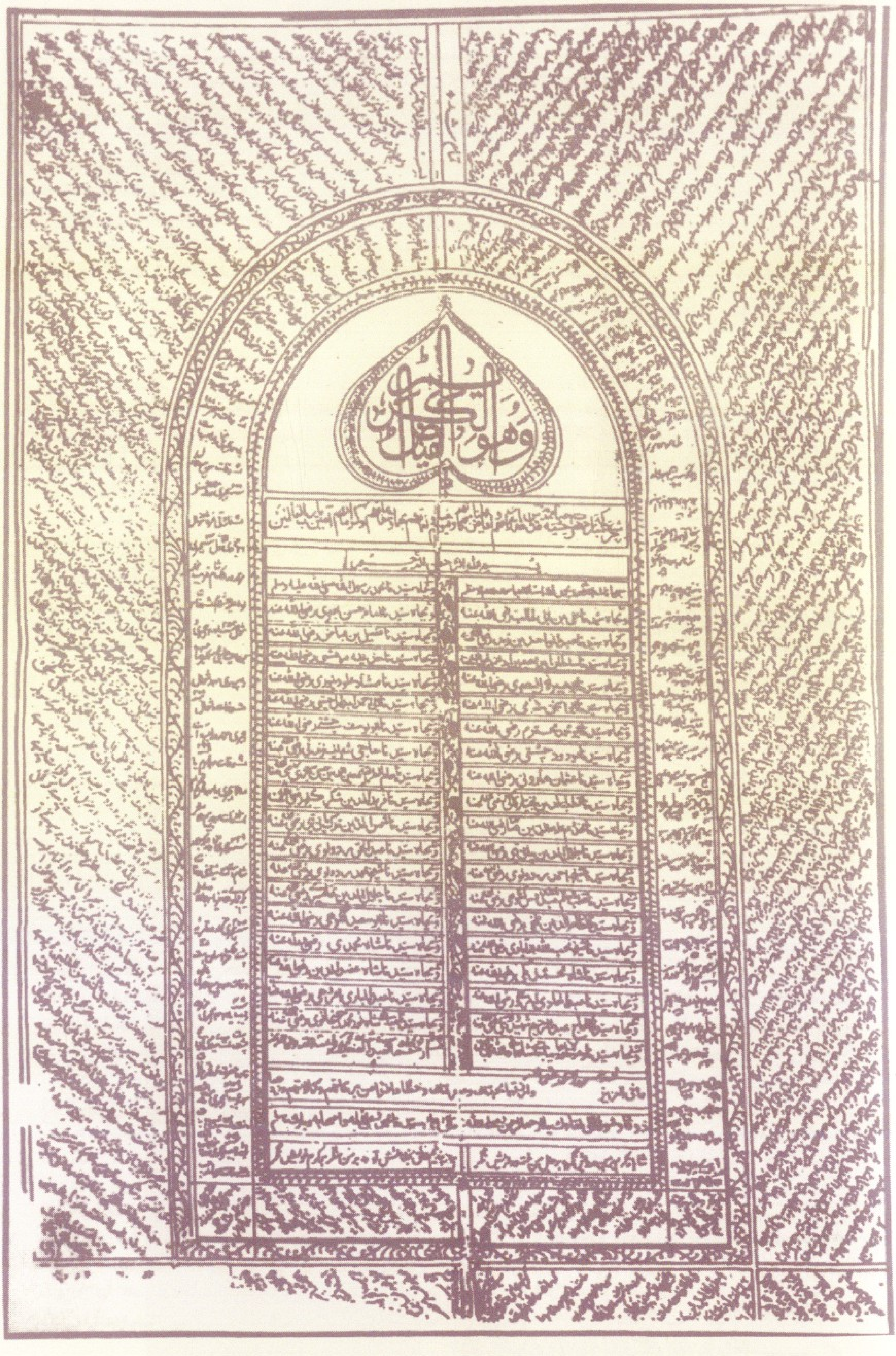





## حلقۂ یاراں میں

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی چشتی صابری مدظلہ

## عکس: شجرۂ مبارکہ حضرات چشتیہ صابریہ قدس اللہ اسرارہم



## ہذہ الشجرة اصلہا اصیل و فرعہا تبیل

**حضرت صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مولانا شاہ سیّد محمد گل کابلی ولایتی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے شجرۂ طریقت۔۔۔**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ خیر الاسماء رب السماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ
فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم ہذہ الشجرۃ اصلہا اصیل
و فرعہا تبیل و حاملہا رجل جلیل نسئل اللہ ان یرزقہ الاستقامۃ
بحرمۃ سیدنا محمد الشفیع یوم القیامۃ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وصحبہ
اجمعین الحمد للہ فاتح اقفال القلوب بذکرہ و کاشف استار الغیوب
بسرہ و رافع الاعلام و زیادۃ المقام بشکرہ و صل وسلم علی سیدنا
محمد افضل الانبیاء و المرسلین و علی آلہ واصحابہ المہاجرین اما بعد
فیقول العبد الحقیر المعتصم بذیل سیّد الرسل محمد گل قد اجزت و
خلقت الفاضل الکامل مولا السیّد محمد نعیم الدین ابن المولانا
محمد معین الدین المراد آبادی البتہ فرقۃ الخلافۃ و امرتہ بکلمۃ
التوحید و اجزت من المؤمنین الصالحین مولانا السید محمد الکتبی
الخلوتی عن رکنیتہا ابو الفضل الشیخ مصطفیٰ افندی ابن علی
المرعشی الحافظ رئیس الائمہ بالمقام الحنفی بمکۃ المکرمۃ زادہا اللہ
تشریفاً عن شیخہ السید مہمان خواجہ ابن السید الیشان خواجہ
التمسکانی عن شیخہ السید عبد اللہ عن شیخہ و ابن عمہ السید علی عن
شیخہ السید یحییٰ عن شیخہ السید ابی بکر عن شیخہ السید اسمٰعیل
عن شیخہ السید عبد الوہاب عن شیخہ السید نور الدین عن شیخہ
السید محمد درویش عن شیخہ السید حسام الدین و عن شیخہ
السید نور الدین عن شیخہ السید ولی الدین عن شیخہ السید زین
الدین عن شیخہ السید شرف الدین عن شیخہ السید شمس الدین
عن شیخہ السید محمد السالک عن شیخہ السید عبد العزیز عن شیخہ
وابیہ سید السادات مجمع الفضل و الجود و البرکات نور الشمسین و
القمرین سید الثقلین حضرت جناب سید محی الدین عبد القادر
الجیلانی قدس اللہ اسرارہم عن شیخہ حسن العکاری عن شیخہ ابی
الفرح عن شیخہ عبد الواحد تمیم عن شیخہ ابوبکر الشبلی عن
شیخہ الجنید البغدادی عن شیخہ السری السقطی عن شیخہ معروف
الکرخی عن شیخہ ابی الحسن الامام علی ابن موسیٰ الرضا عن شیخہ
الامام موسیٰ الکاظم عن شیخہ الامام جعفر الصادق عن شیخہ
الامام محمد الباقر عن شیخہ الامام زین العابدین عن شیخہ و والدہ
سید شباب اہل الجنۃ و قرۃ عین اہل السنۃ الامام الحسین رضی اللہ
عنہم عن شیخہ و ابیہ مظہر العجائب والغرائب امیر المؤمنین علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ. قال حدثنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی جبرائیل علیہ السلام قال سمعت
رب العزۃ یقول لا الہ الا اللہ حصنی لمن قالہا ادخل فی حصنی و من
دخل فی حصنی آمن من عذابی و بالسند المتقدم الی الشیخ معروف
کرخی عن شیخہ داؤد الطائی عن شیخہ حبیب العجمی عن شیخہ
الشیخ الحسن البصری عن شیخہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرائیل علیہ
السلام عن رب العزۃ رب العالمین تعلموا کلمۃ التوحید و امرنا
بتلاوتہا و تعلیمہا عقب کل فریضۃ مأتہ و خمسۃ و ستین مرۃ قال اللہ
تبارک و تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ فوق ایدیہم فمن
نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفیٰ بما عاہد علیہ اللہ فسیوتیہ
اجرا عظیما. اللہم وفقہ الصالح الاعمال والا ذکار بحرمۃ سیدنا و
مولانا محمد المختار و آلہ الابرار و اصحابہ الاخیار سید الرسل محمد
گل المدرس فی المدرسۃ الامدادیہ عفی عنہ ما کثر و قل عن الخطایا۔۔

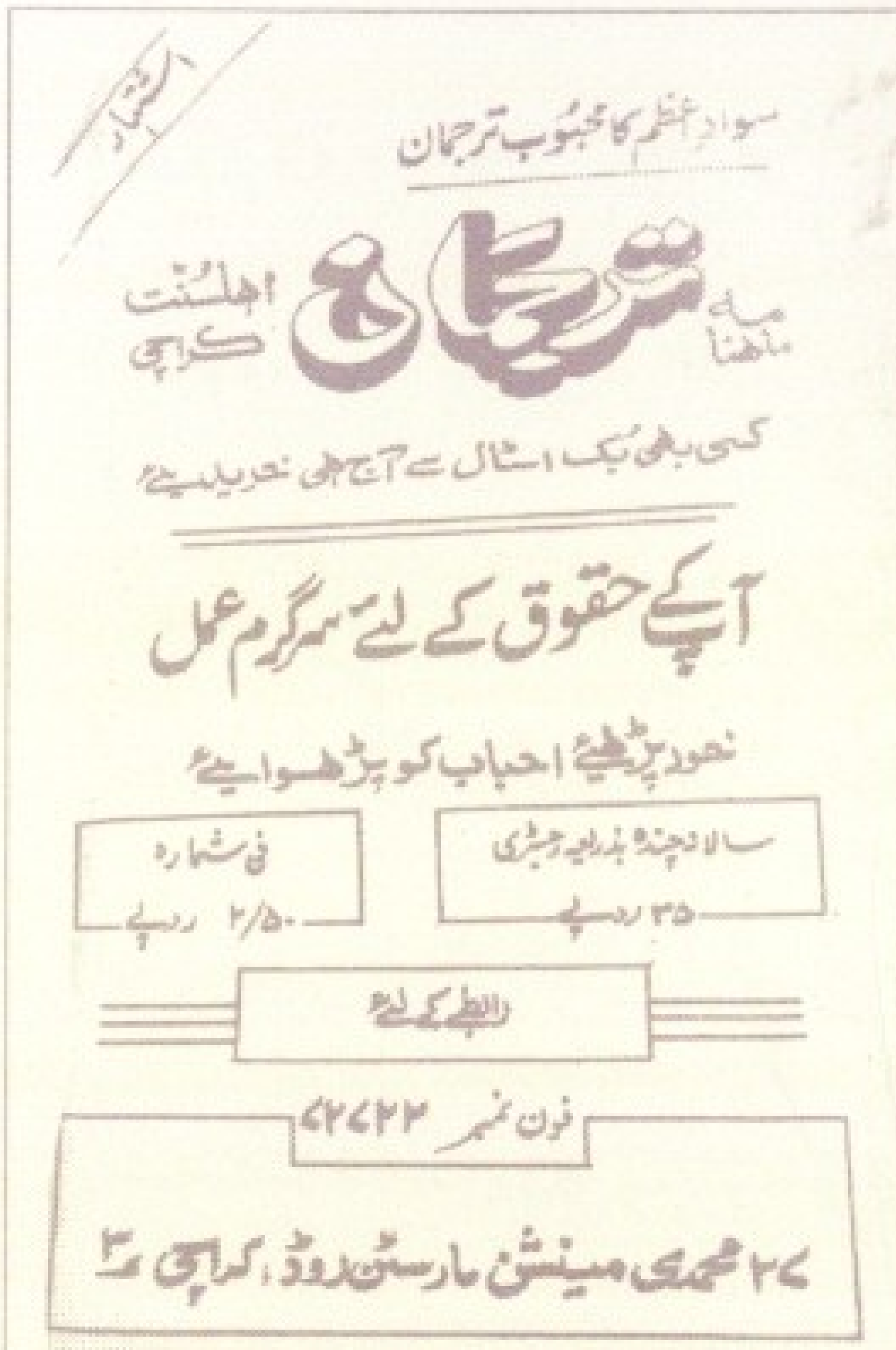
(شگفتہ محمد گل بے نظیر)

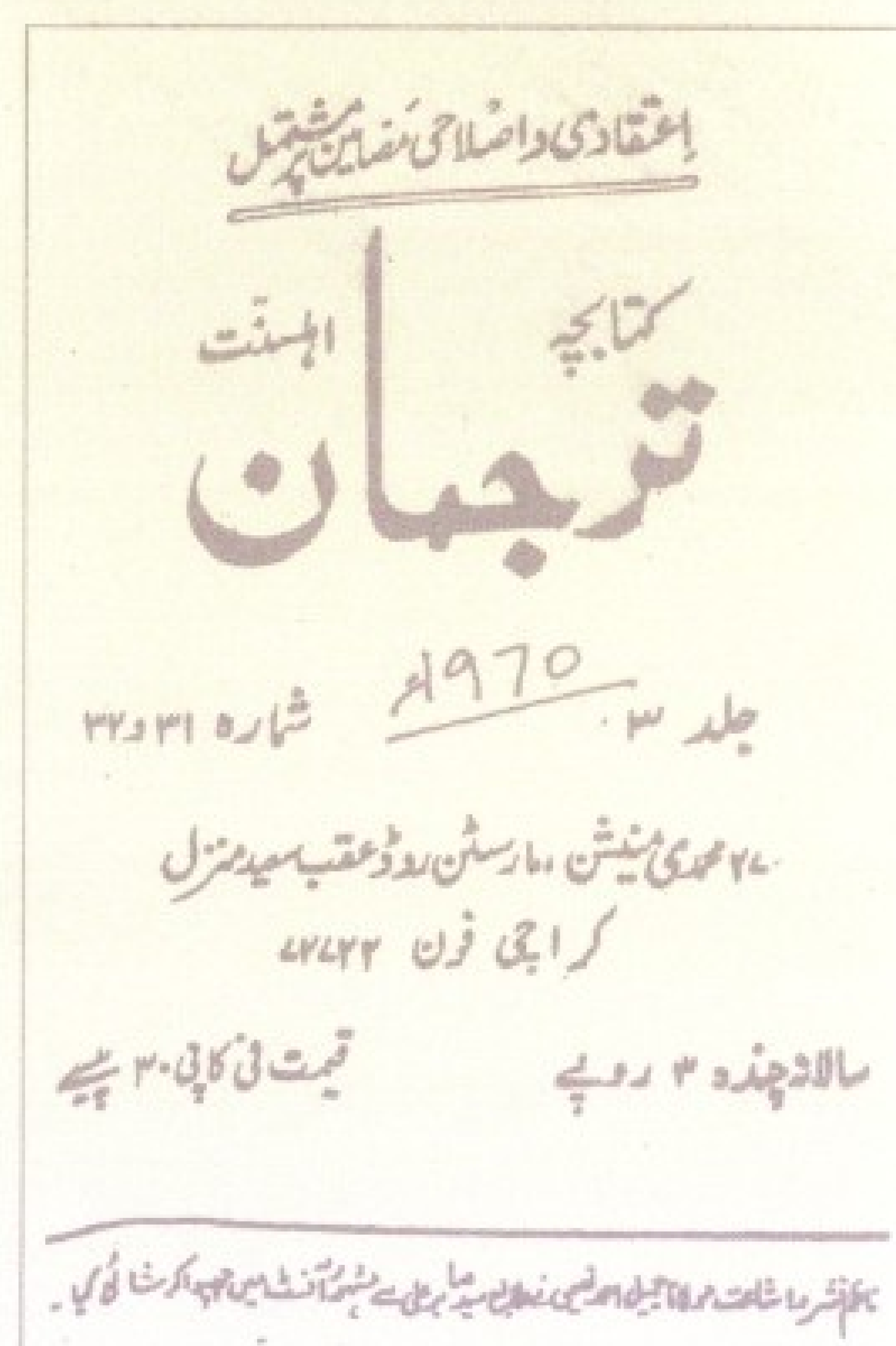
## اشاعتی میدان میں حضرت جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی کی چند نمونہ جات

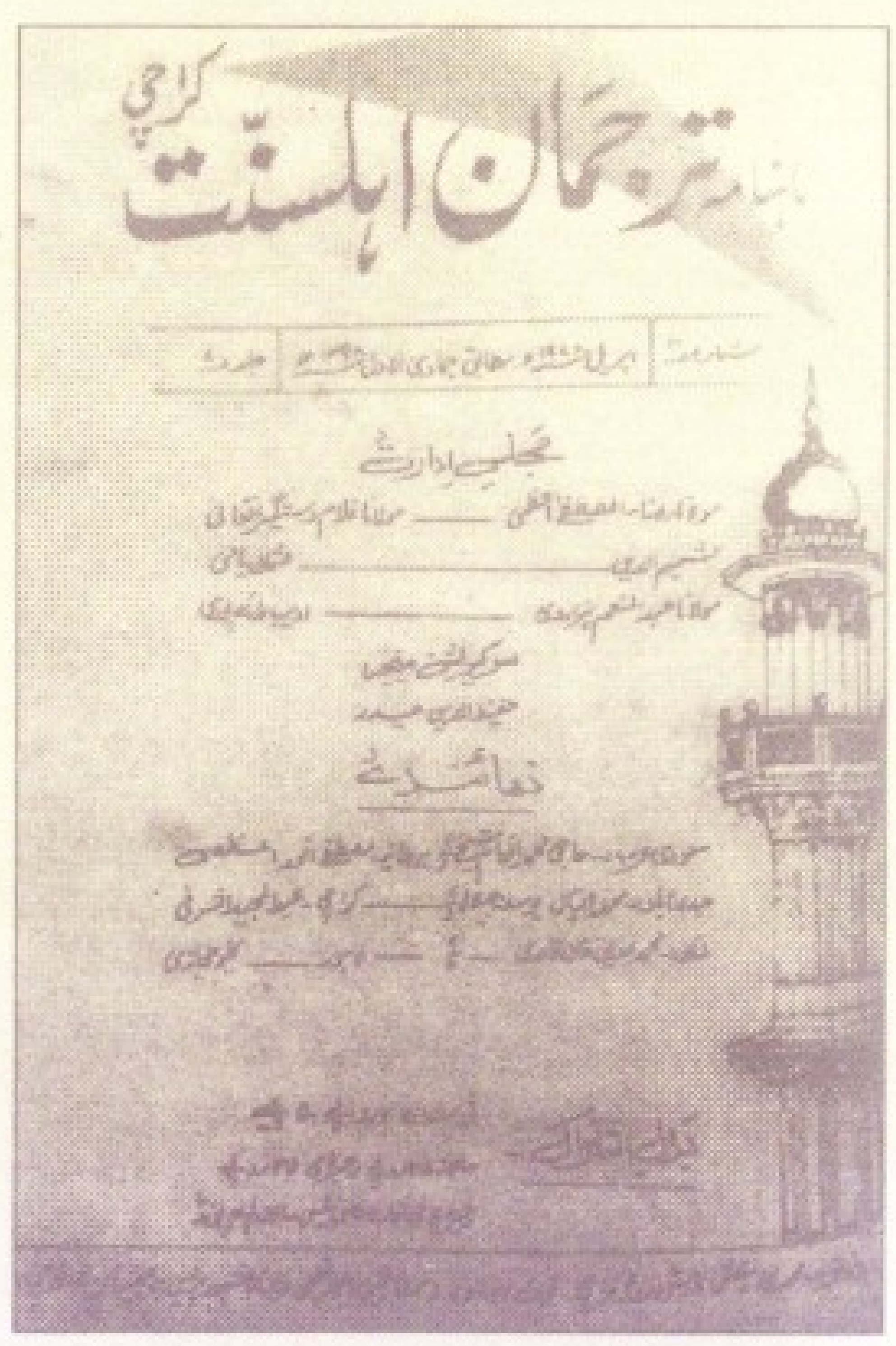
الحمد للہ! اب تک سینکڑوں کتابیں، کتابچے، پمفلٹ اور مضامین آپ کی زیرِ نگرانی چھپ کر عوام و خواص تک پہنچ چکے ہیں

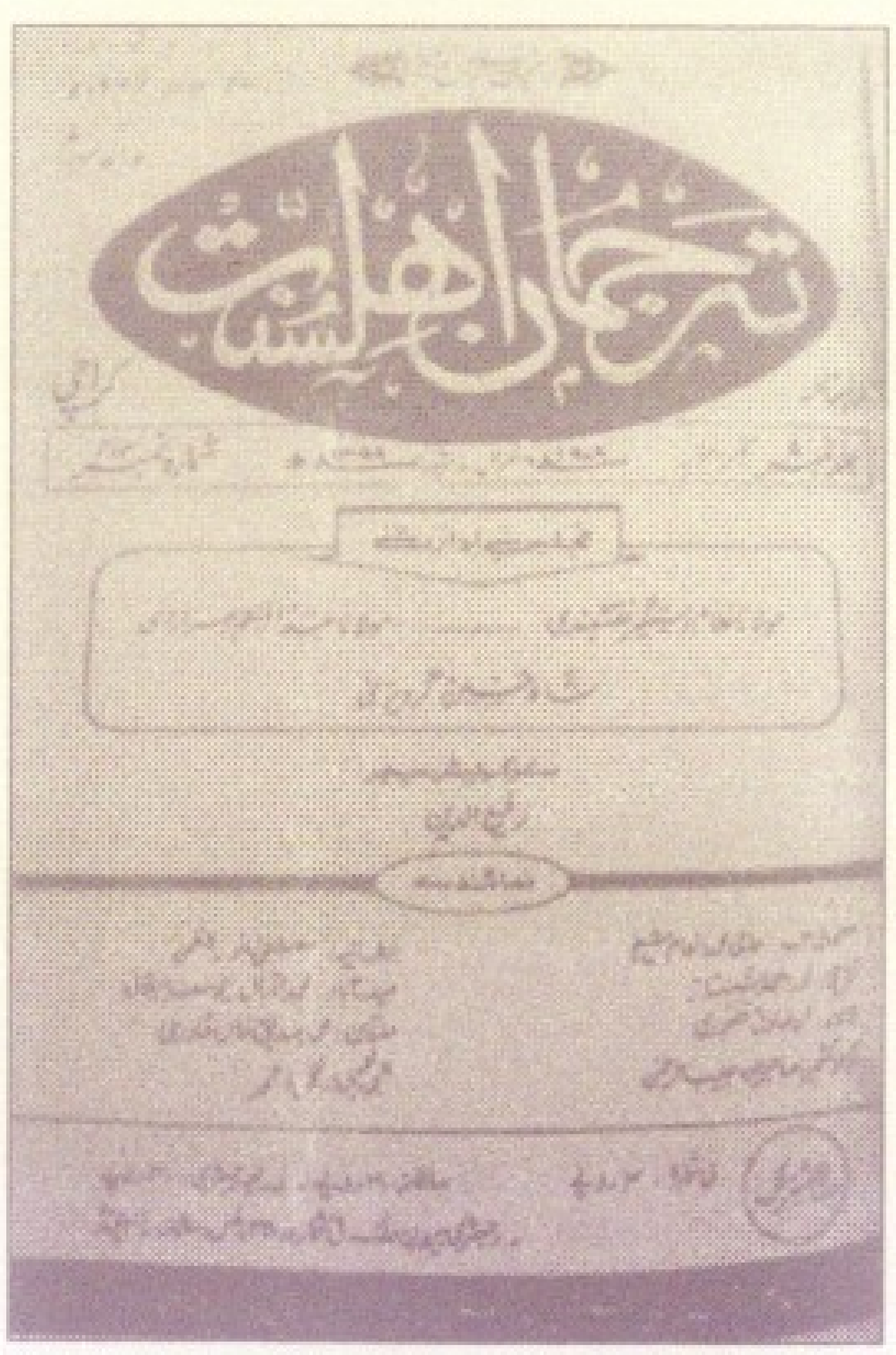




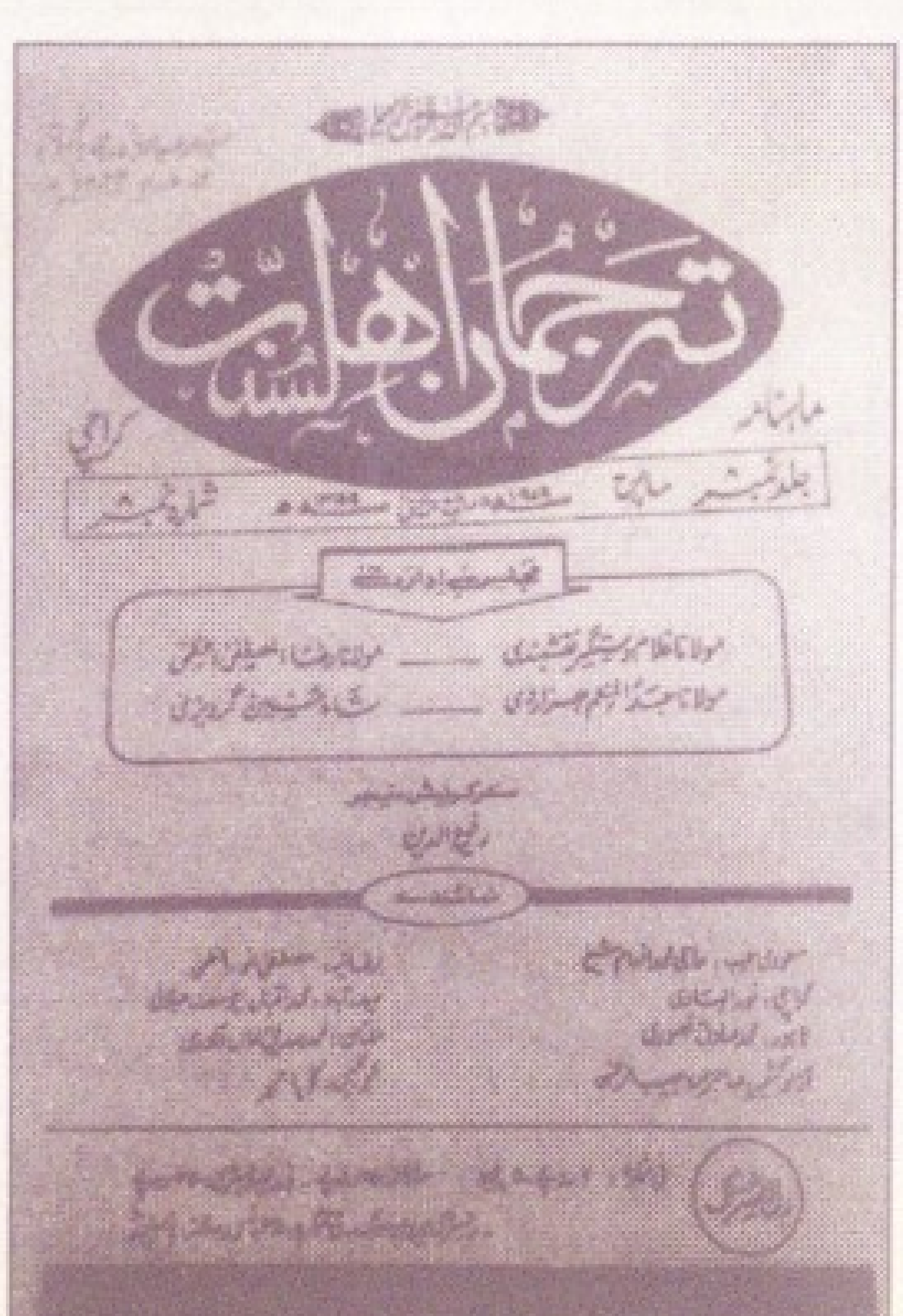









# الإجازة لسند الجميل

الحمد لله الذي هدانا إلى طريق أهل السنة والجماعة بفضله العظيم ـ والصلاة والسلام على سيّدنا محمد الذي كان على خلق عظيم وعلى آله الطيبين الطاهرين وأصحابه المعظّمين المكرمين الداعين إلى صراط مستقيم.

أما بعد فيقول العبد العليل المحتاج إلى ربه الجليل: إن الأخ الصالح الفاضل الجليل ملک محبوب الرسول قادری ابن عبد الرسول قادری ـ من جوہر آباد ـــــ طلب مني الإجازة في العلوم الدينيّة وكان ذلك لحسن ظنّه بهذا العبد الضعيف وإلا وهو أفضل منّي علماً وعملاً واتقاءً وهدياً فأجبته إسعافاً لماموله وأجزته إجازة عامّة بما يصحّ لي روايته ودرايته بالشروط عند أهل العلم والعمل من منقول ومعقول وفروع وأصول من التفسير والحديث وأوراد الصوفية الصافية وسلاسل أولياء الكبار رضوان الله تعالى عليهم أجمعين ـ كما أجازني مشائخي الكرام رزقهم الله تعالى وإيّاي على نعمائه الدنيا والآخرة، إنّ هذا أخي العزيز بعلمه وتقواه هو ماهر في العلوم الإسلامية والفنون الأدبيّة مع ذلك يريد تحصيل النسبة القائمة بين المشائخ العظام ورسول الأنام ﷺ فأجزته راجياً من الله سبحانه وتعالى أن يضع هذا العمل في صحيفة أعمالي إلى يوم القيام وأسأل سبحانه أن يوفّقه للأعمال الصالحة ونشر العلوم الإسلامية وترويج حقائقها ومعارفها وهو الموفّق والمعين بحرمة سيّد المرسلين والحمد لله ربّ العالمين.

تاريخ الإصدار ۳۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ ہجری.
مطابق ۲۲ جون سنہ ۲۰۲۰

العبد الضعيف

جميل أحمد النعيمي الضيائي الجشتي الصابري غفر له

أستاذ الحديث وناظم التعليمات دار العلوم النعيميّة

بلاك 15 فيدرل 'بي' إيريا، كراتشي

# پہلا اجلاس

بتاریخ ۱۶ ر اکتوبر ۱۹۷۶ء بروز پیر بوقت بعد نماز ظہر

| | |
|---|---|
| زیر صدارت | پیر طریقت حضرت علامہ حامد علی خاں صاحب |
| مہمان خصوصی | جناب مولانا تقدس علی خاں صاحب |
| تلاوت کلام پاک | جناب قاری غلام رسول (پنجاب) |
| اسٹیج سکریٹری | جناب امجد علی چشتی صاحب (پنجاب) |
| نعت رسول مقبول | جناب محمد علی ظہوری قصوری صاحب |
| نظم | جناب راجہ رشید محمود ایم اے۔ |

## مقررین

| | |
|---|---|
| جناب مولانا حبیب احمد صاحب | بلوچستان |
| جناب مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب | سندھ |
| جناب مولانا عبدالمالک ہزاروی صاحب | سرحد |
| جناب مولانا سید عبدالقادر گیلانی صاحب | پنجاب |

دعا و سلام

مولانا حامد علی خاں

سنی کانفرنس ملتان 1976ء کے دعوت نامہ کا عکس جس میں حضرت مفتی جمیل احمد نے سندھ کی نمائندگی کی

اہل سنت کی عظیم دینی درسگاہ:

## دار العلوم نعیمیہ

میں امسال

### علامہ غلام رسول صاحب سعیدی

سابق شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ

لاہور

کی تدریسی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں!

### دورۂ حدیث، درجہ فاضل عربی اور درس نظامی

کے تمام درجات میں داخلے جاری ہیں۔ طلبہ کے جملہ مصارف کے علاوہ نقد وظائف اور دورۂ حدیث و درجہ فاضل عربی کے طلبہ کو

### خصوصی وظائف

بھی دیے جاتے ہیں، یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحانات کی تیاری میں اعانت کی جاتی ہے۔ انگریزی و دیگر مضامین کی تدریس کا بھی انتظام ہے ــــــــ داخلوں کی گنجائش محدود ہے!!

اہل خیر سے تعاون کی اپیل ہے!

(مولانا) جمیل احمد نعیمی

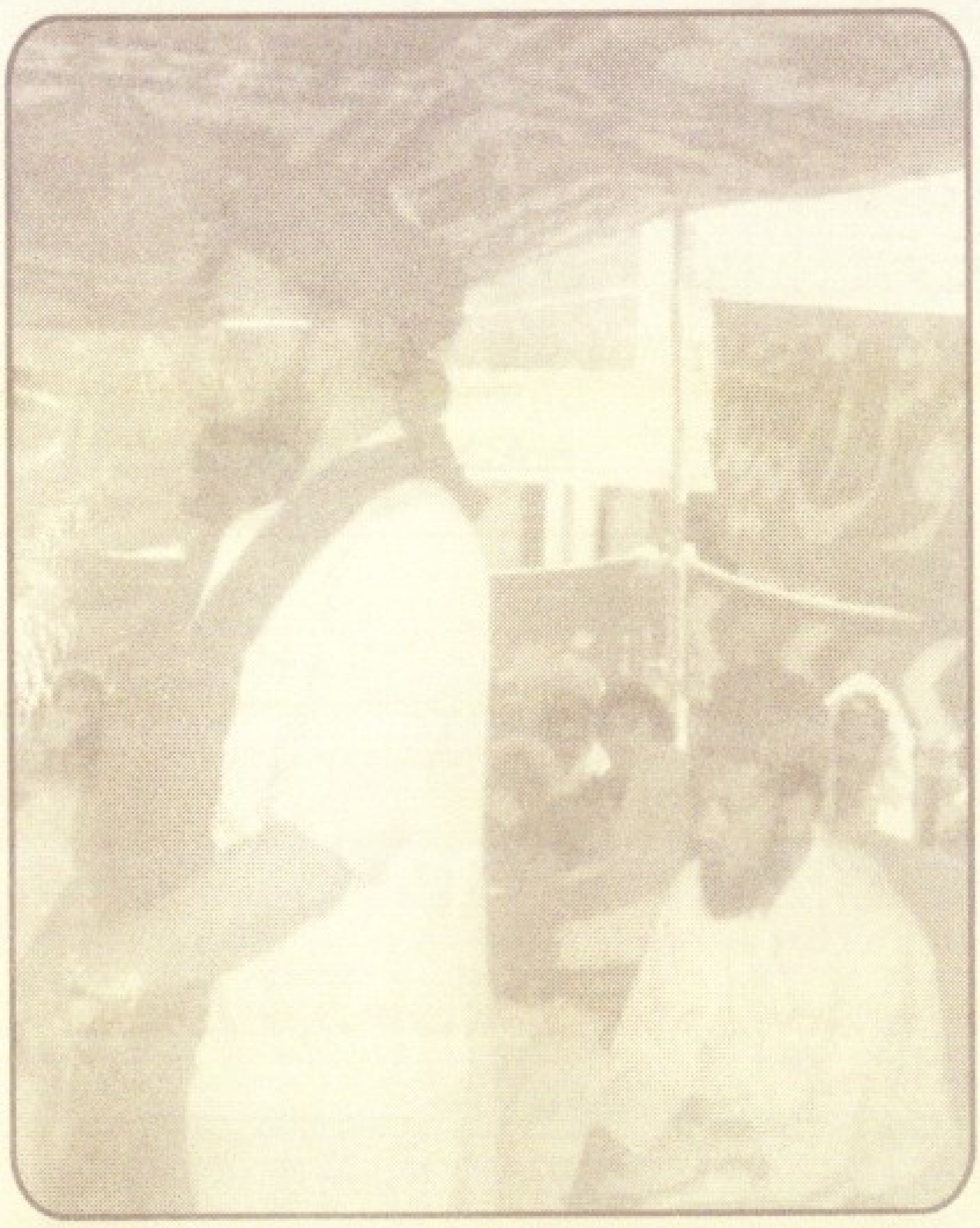
ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی

ترجمان اہلسنت (۴۸)

"ترجمان اہل سنت" کے اس اشتہار کا عکس جسمیں حضرت جمیل العلماء مدظلہ، نے دار العلوم نعیمیہ میں علامہ غلام رسول سعیدی کی تدریسی خدمات حاصل کر لینے کی خوشخبری کا اعلان فرمایا

# اپنی قیادت کے ساتھ متحرک و فعال لمحات







عظیم قائد...... علامہ الشاہ احمد نورانی، علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ

1974ء تحریک ختم نبوت......ایک یادگار تاریخی دن



پیر سیّد غلام حبیب شاہ گیلانی وڑچھ شریف ہیں اس موقع پر آپ نے......روز شاہپور جیل میں قید و ہند کی صعوبتیں برداشت کیں

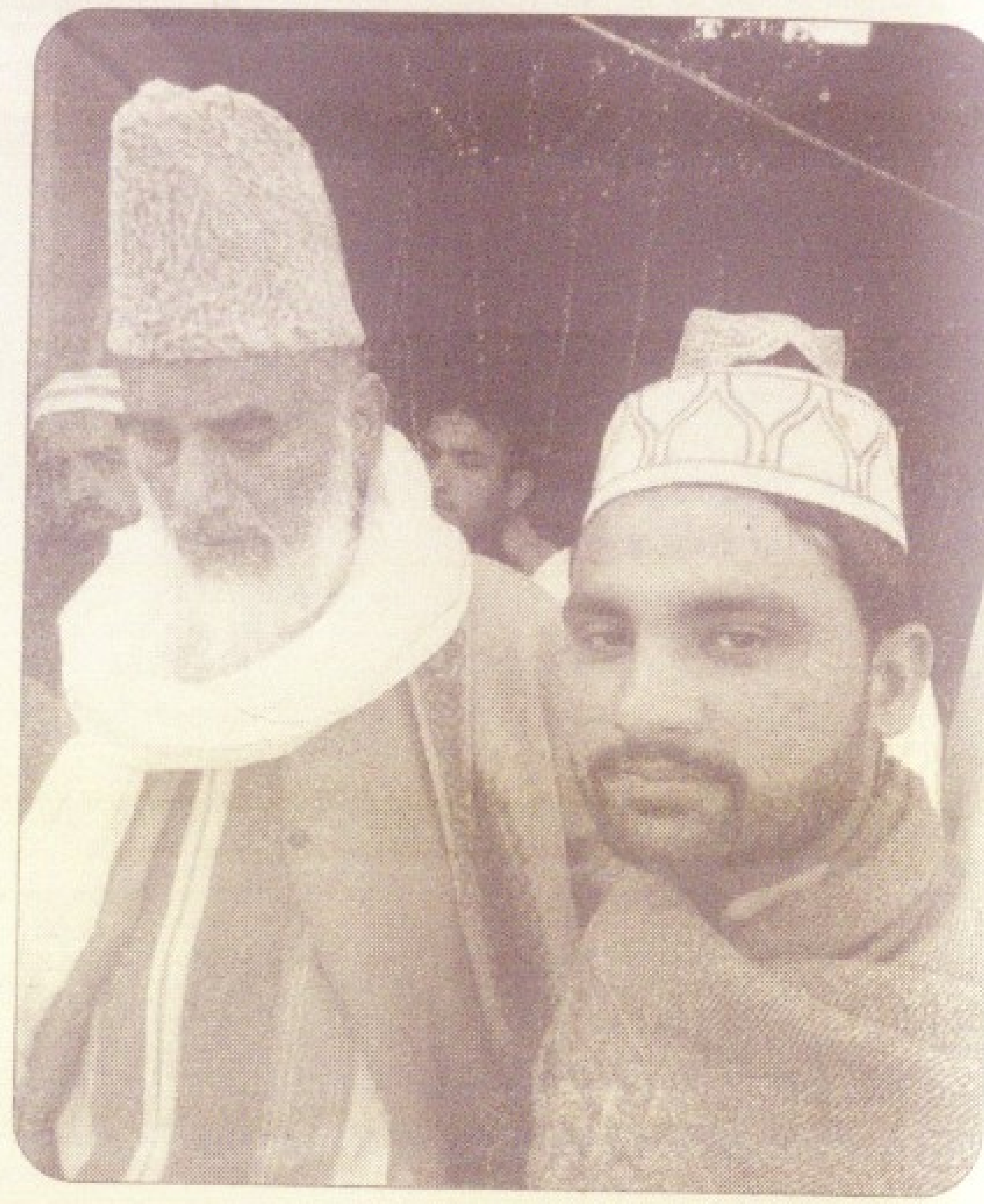
مصنف وادیب، شیخ طریقت وخطیبِ دل پذیر، سنجیدہ ومتین عالم باعمل

حضرت علامہ صاجزادہ **محمد عبدالرحمٰن الحسنی** رحمہ اللہ تعالیٰ



**حضرت صاحبزادہ محمد عبدالرحمن الحسنی** رحمہ اللہ

(اپنے برادر اکبر فضیلۃ الشیخ علامہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی اور برادر اصغر صاجزادہ محمد عبدالعزیز الحسنی کے درمیان)





یاد آئے گی تیری زمانے کو صدیوں تک



جامع اکبریہ میانوالی میں علامہ صاحبزادہ عبدالمالک کے ہمراہ





علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی رحمہ اللہ، استاذ العرب والعجم علامہ مولانا ملک عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ

کے ختم سوئم میں خطاب...... زعماء، علماء اور شیوخ کا جمع غفیر



## صاحبزادہ پیر ابوالحسن واحد رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ

آستانہ عالیہ فیض آباد شریف، محمد نگر، اٹک، پنجاب، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علیٰ خاتم الأنبیاء والمرسلین محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین، أما بعد: جب سے پرنٹنگ پریس کا آغاز ہوا، کتب و رسائل کی اشاعت کا سلسلہ آسان ہو گیا۔ پھر جب سے کمپیوٹر کی ایجاد ہوئی تو علمی و ادبی شہپاروں کو اہلِ ذوق تک پہنچانے میں اور آسانی ہو گئی۔ مختلف موضوعات پر دینی، علمی اور ادبی کتابوں نیز مجلات و رسائل کی اشاعت، ہر دور میں مفید رہی ہے۔ پاکستان میں شائع ہونے والے، مختلف علمی و دینی مجلات میں مجلہ "انوارِ رضا" اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس مجلہ کے ایڈیٹر نازشِ اہلِ سنت، برادرِ مکرم ملک محبوب الرسول قادری زید حبہٗ کئی خوبیوں کی حامل شخصیت ہیں۔ مختلف علمی مواد، عنوانات اور اشاعتی ضروریات پر ان کی نظر رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مجلہ کے ہر شمارے کو خصوصی بنیادوں پر مرتب کرتے اور شائع کرتے ہیں۔

پچھلے دنوں انھوں نے اطلاع فراہم کی کہ وہ مجلہ کا ایک خصوصی شمارہ اہلِ سنت کے نامور بزرگ عالمِ دین حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ کی تدریسی و تصنیفی اور تنظیمی و تحریکی خدمات کے اعتراف میں لا رہے ہیں۔ یہ سن کر بہت مسرت ہوئی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اہلِ سنت و جماعت کے علماء و مشائخ (موجودہ بھی اور جو پردہ فرما چکے ہیں سب) کی دینی خدمات پر مختلف انداز سے، مجلات و رسائل کی خصوصی اشاعتیں (نمبرز) مرتب کر کے، شائع کی جائیں تا کہ نئی نسل ان صاحبانِ قلم اور اربابِ عزم و ہمت کے علمی و دینی کارناموں سے آشنا ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدیرِ محترم کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور یہ مجلہ علماء و عوام کے ہاں شرفِ قبول پانے کے بعد داد و تحسین کا حقدار ٹھہرے۔

یاالٰہی! پھیلتے جائیں یہ انوارِ رضا<br>
خانۂ ظلمت میں ہر دم ایک ماتم ہو بپا<br>
کاوشِ محبوبؔ ہو، محبوب سے محبوب تر<br>
واحدِؔ رضوی کی ہے یہ اپنے مولیٰ سے دعا

راقم الحروف

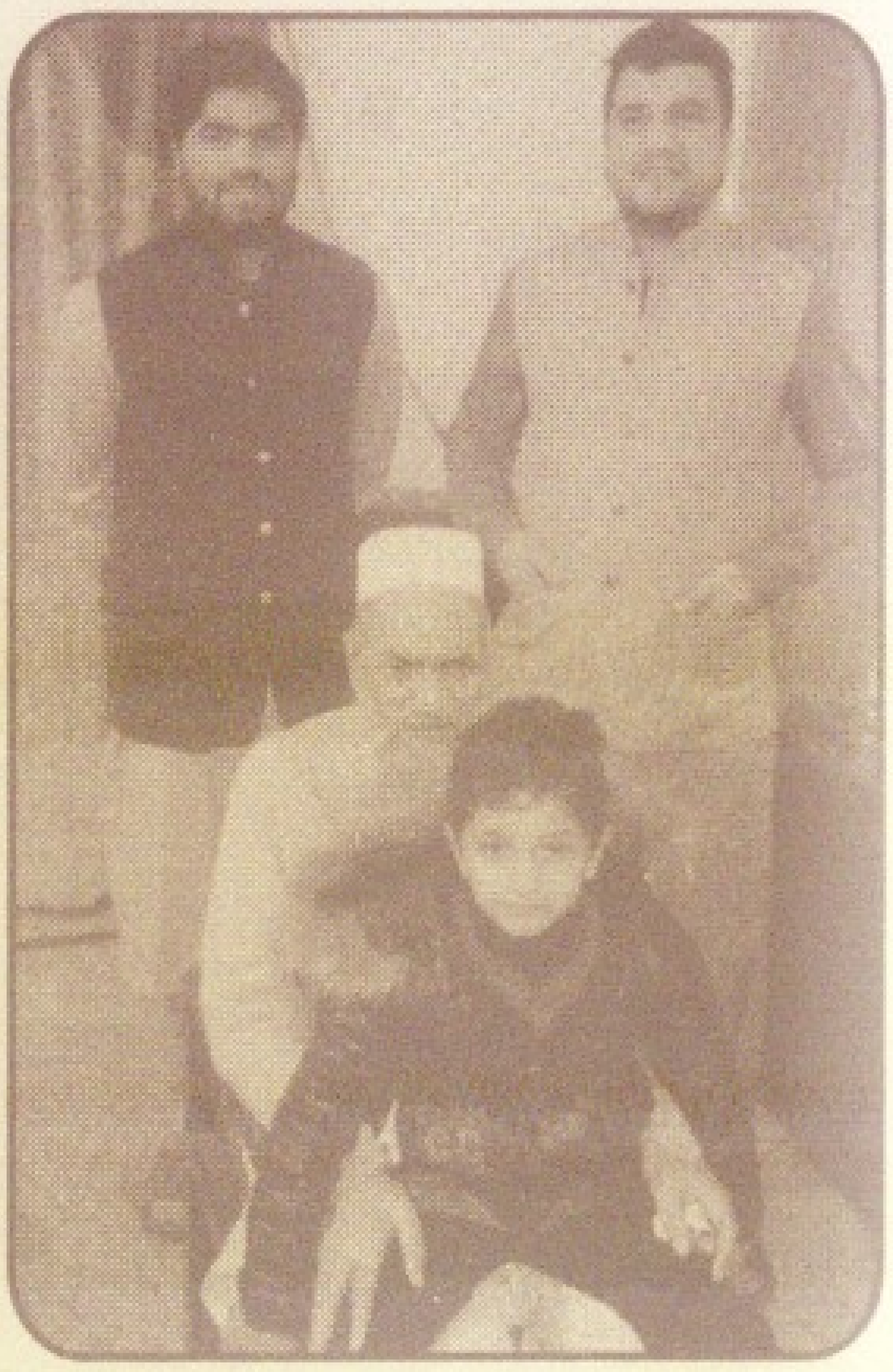
خاکسار ابوالحسن واحد رضوی کان اللہ لہ

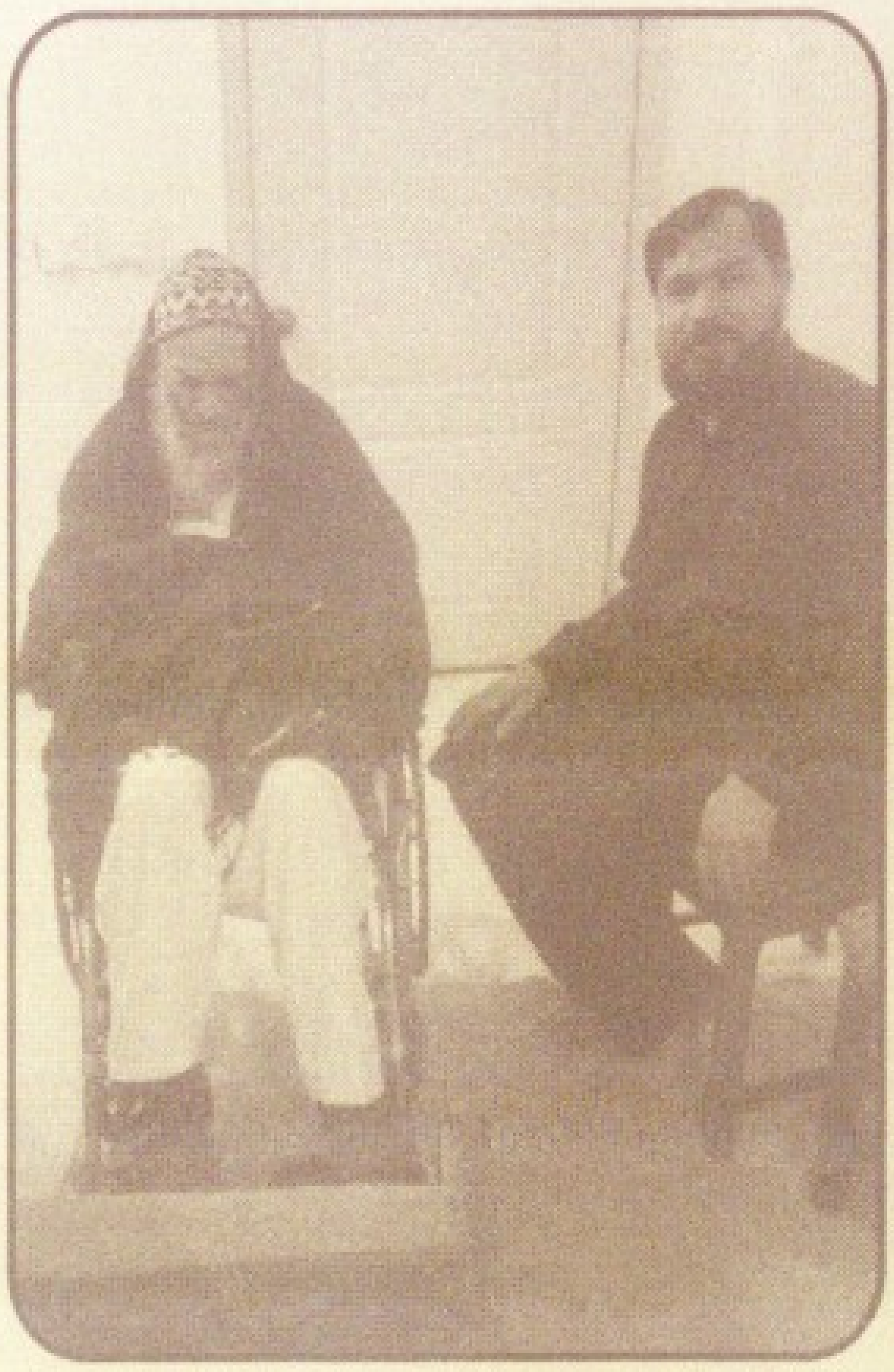
آستانہ عالیہ فیض آباد شریف، محمد نگر، اٹک، پنجاب، پاکستان

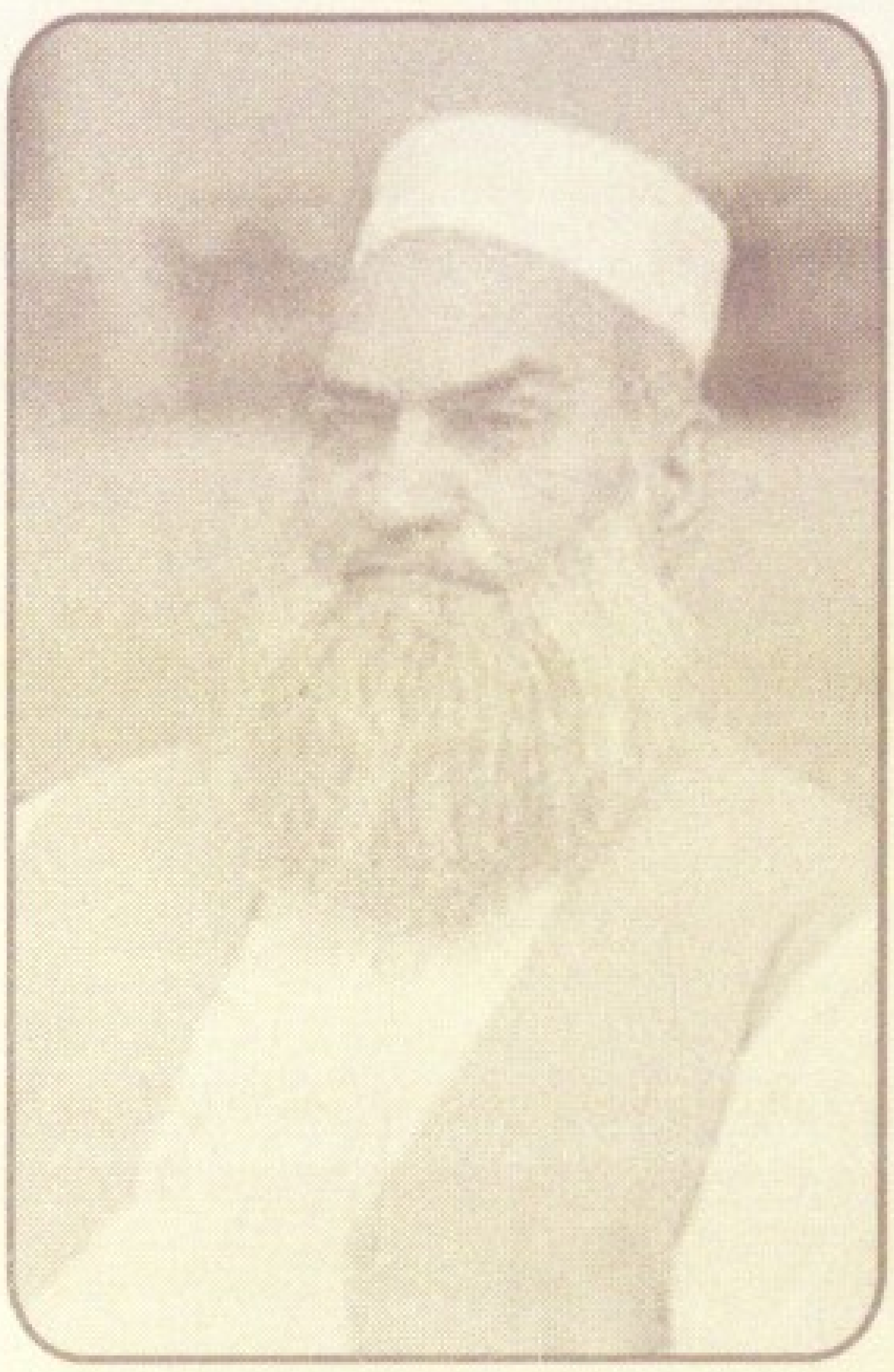
حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری چند تاریخی لمحات کیمرے کی آنکھ میں

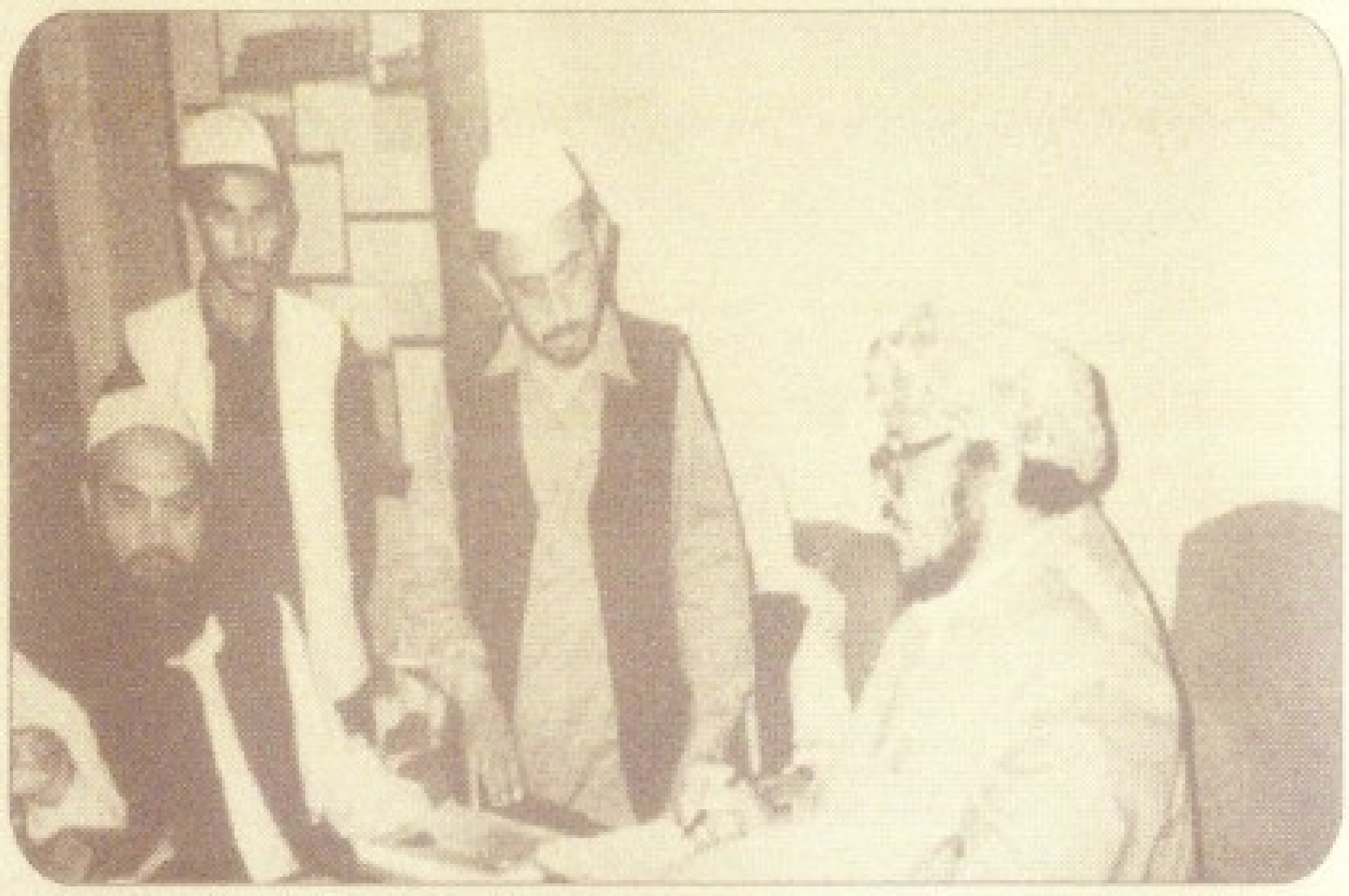


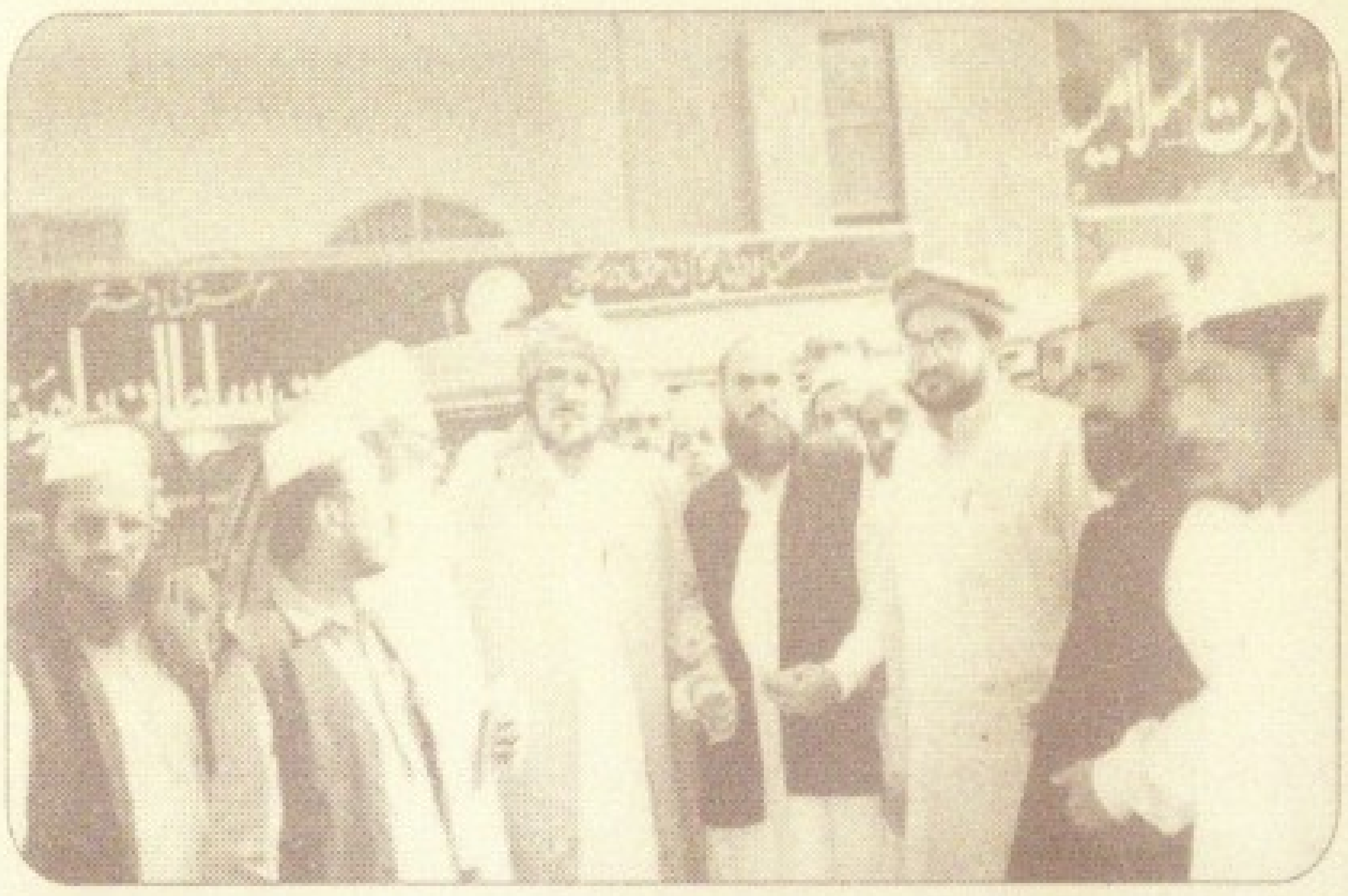
## حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادریؒ چند تاریخی لمحات کیمرے کی آنکھ میں

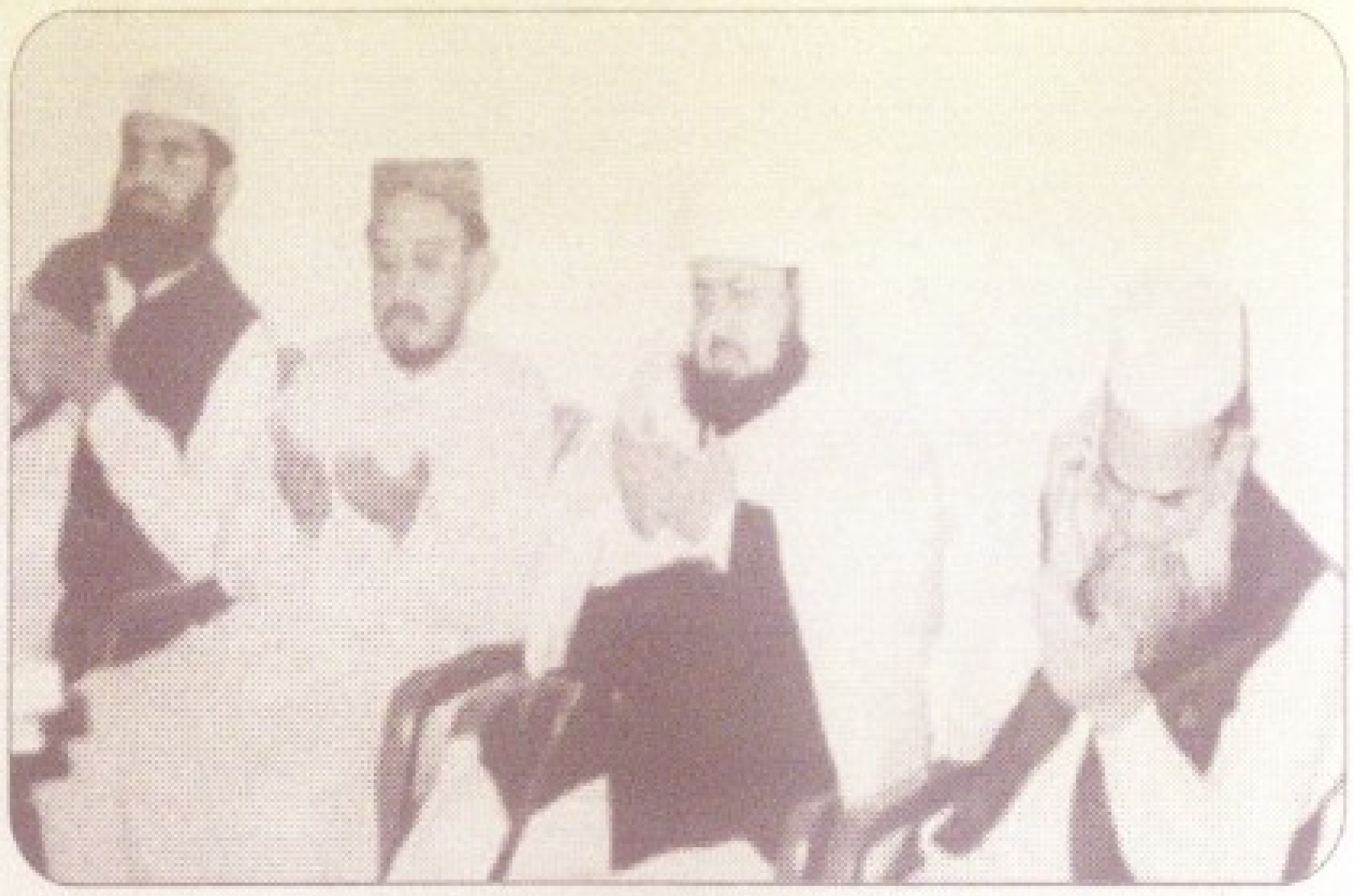


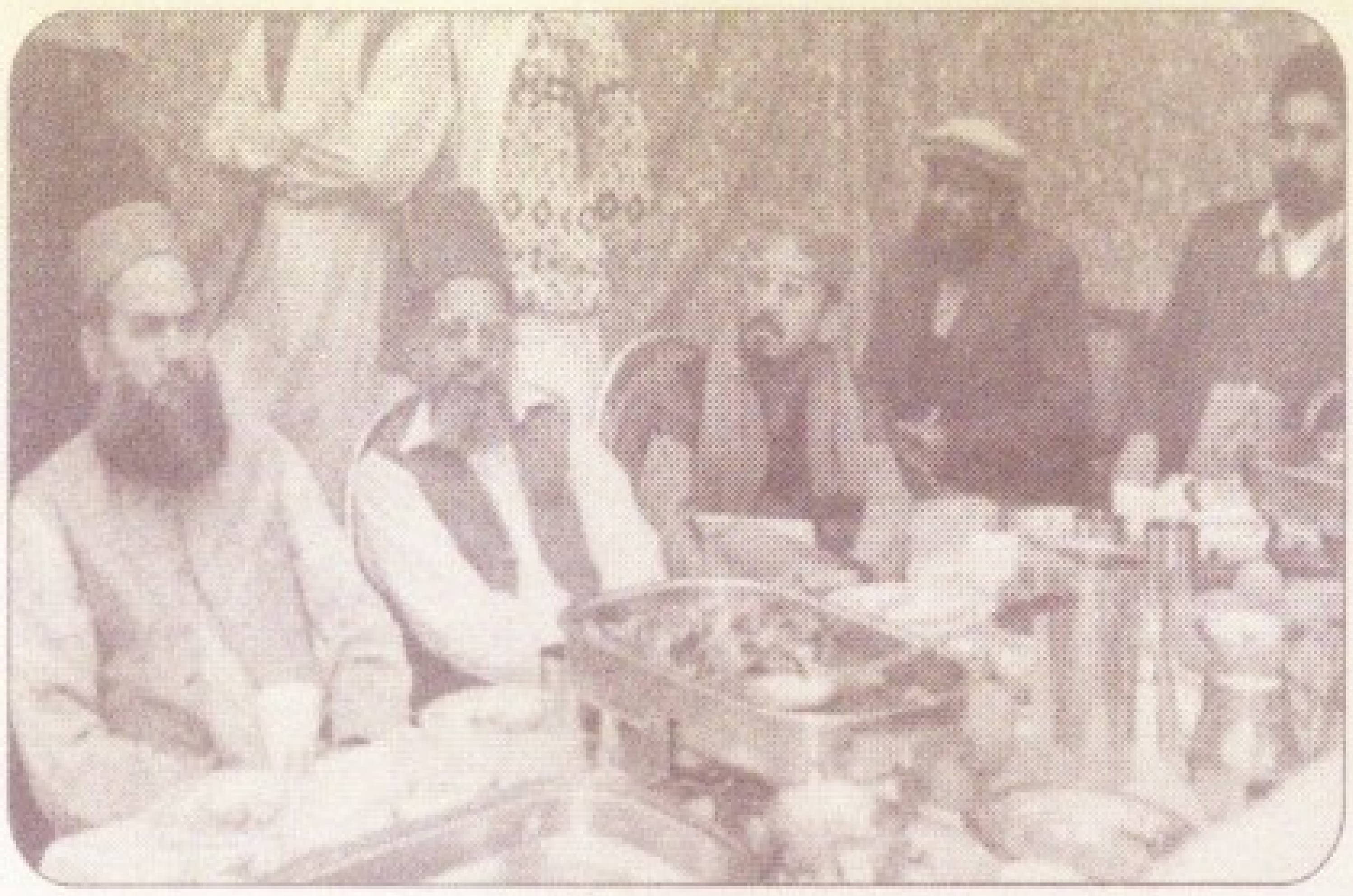






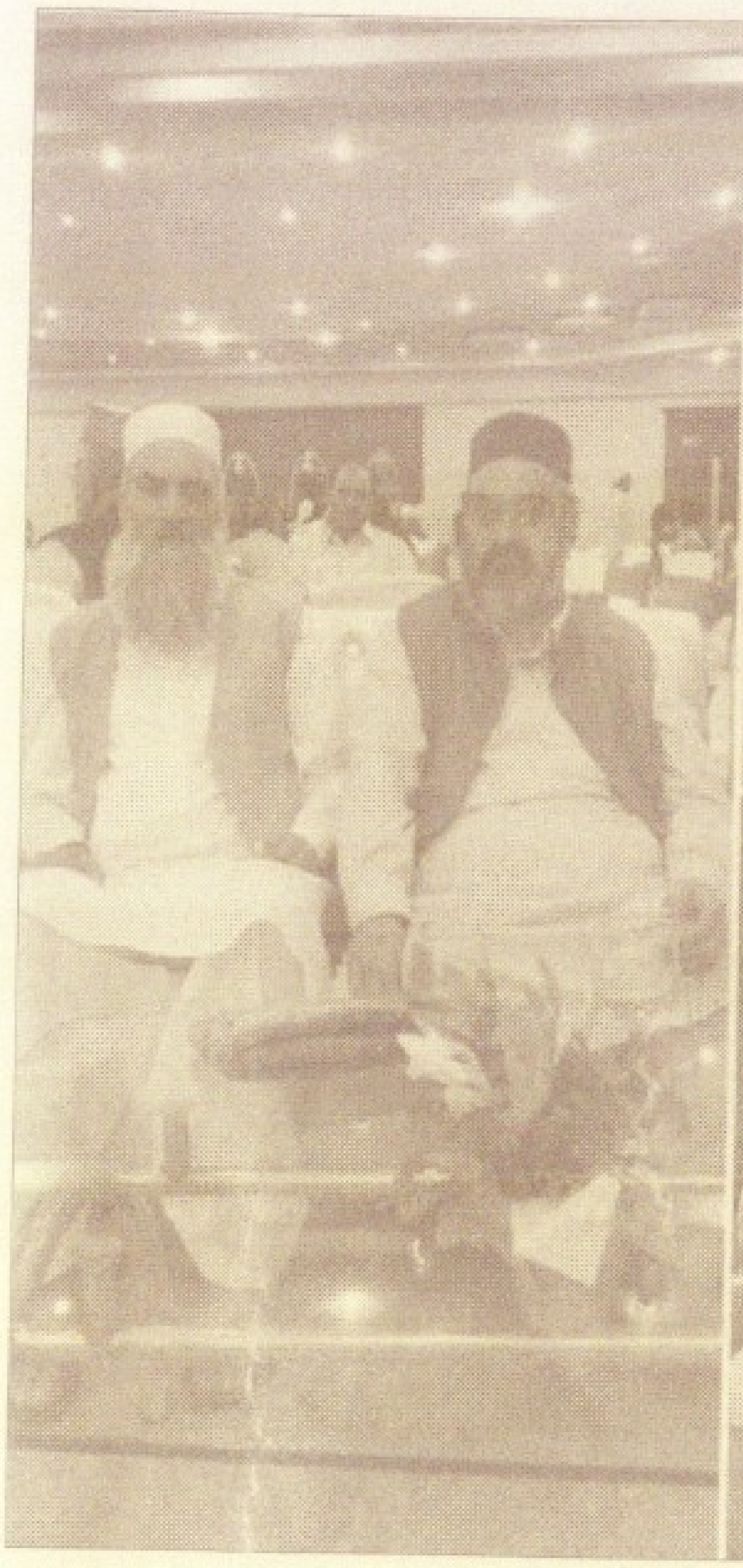
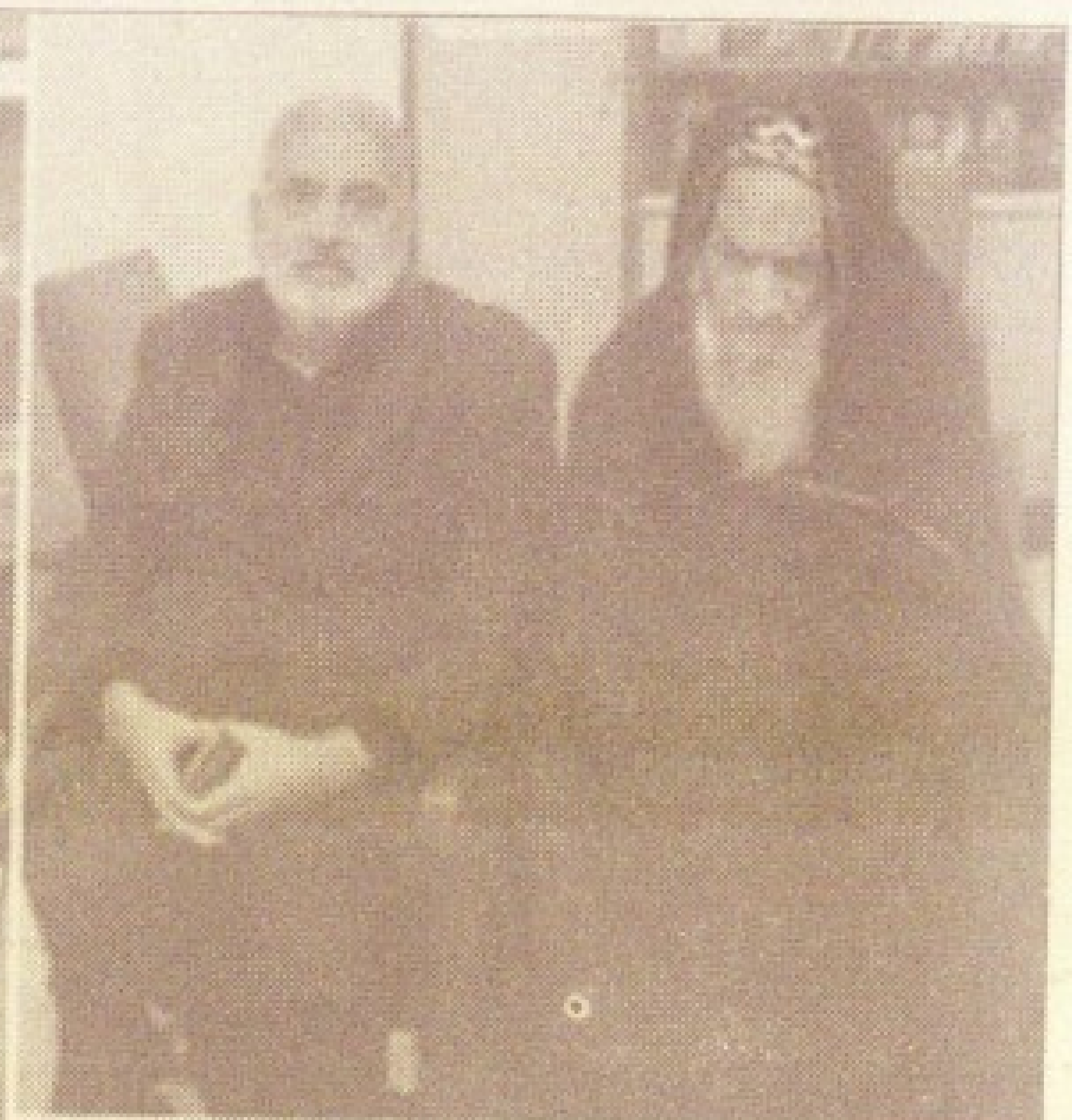
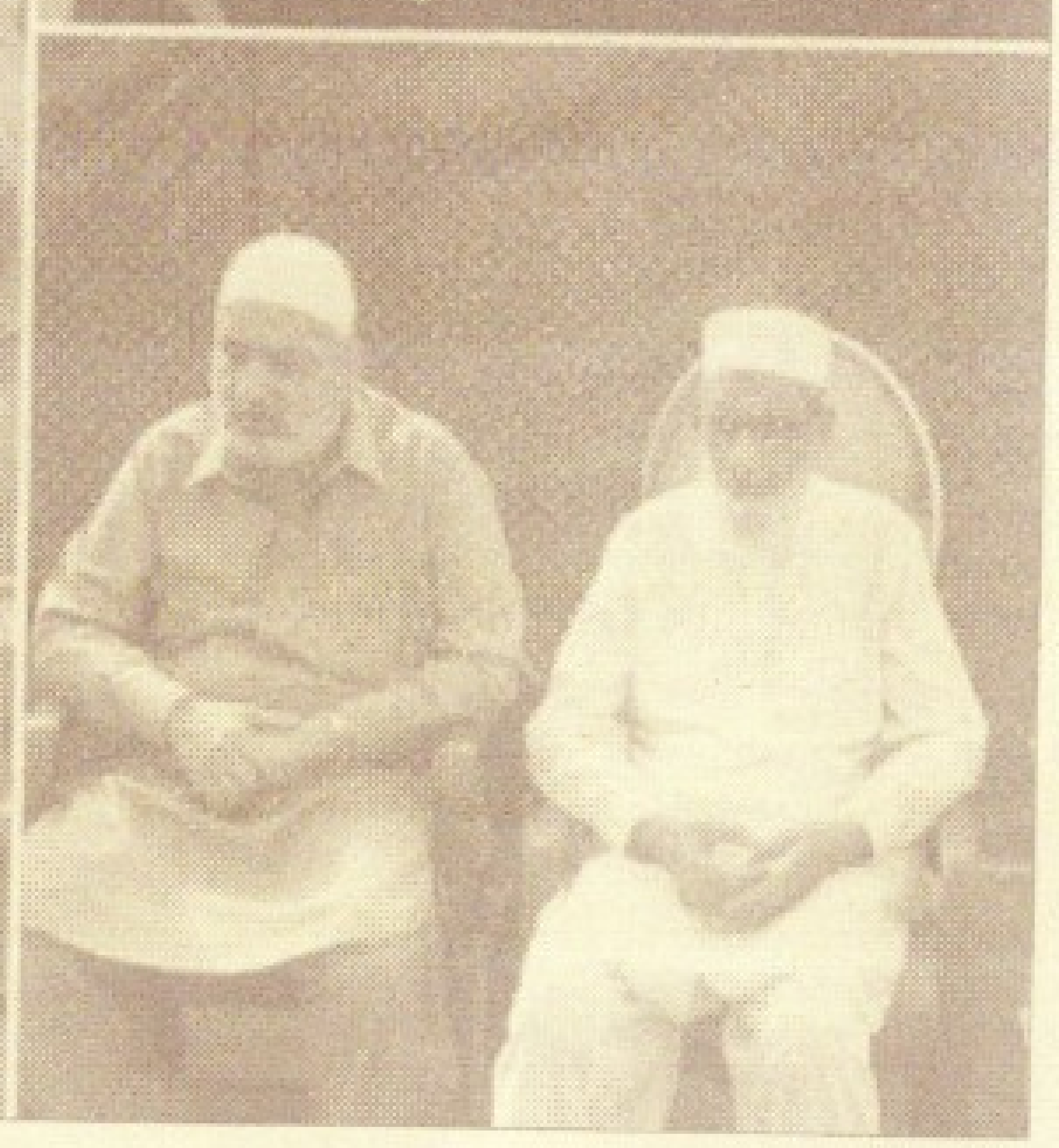




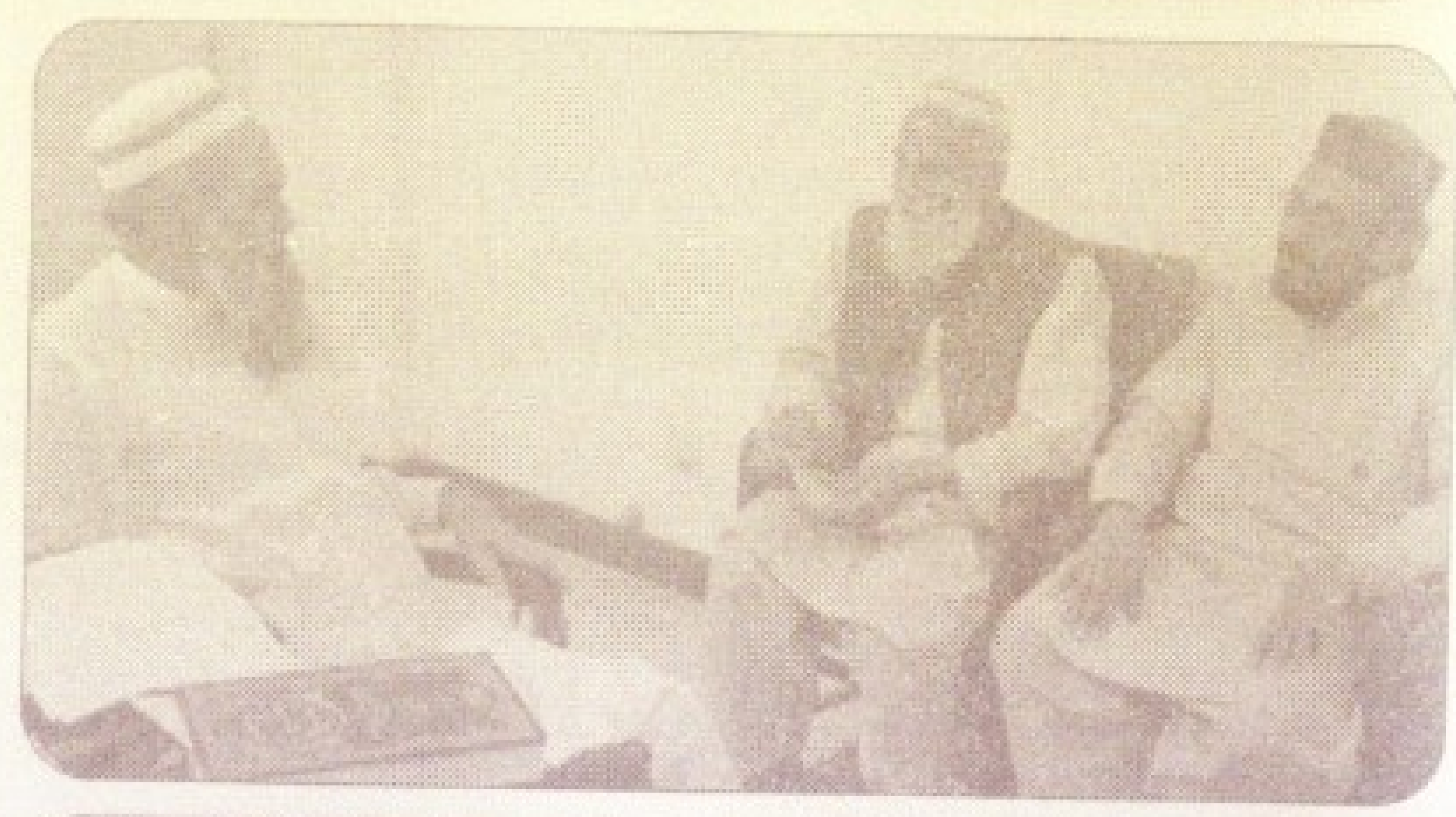


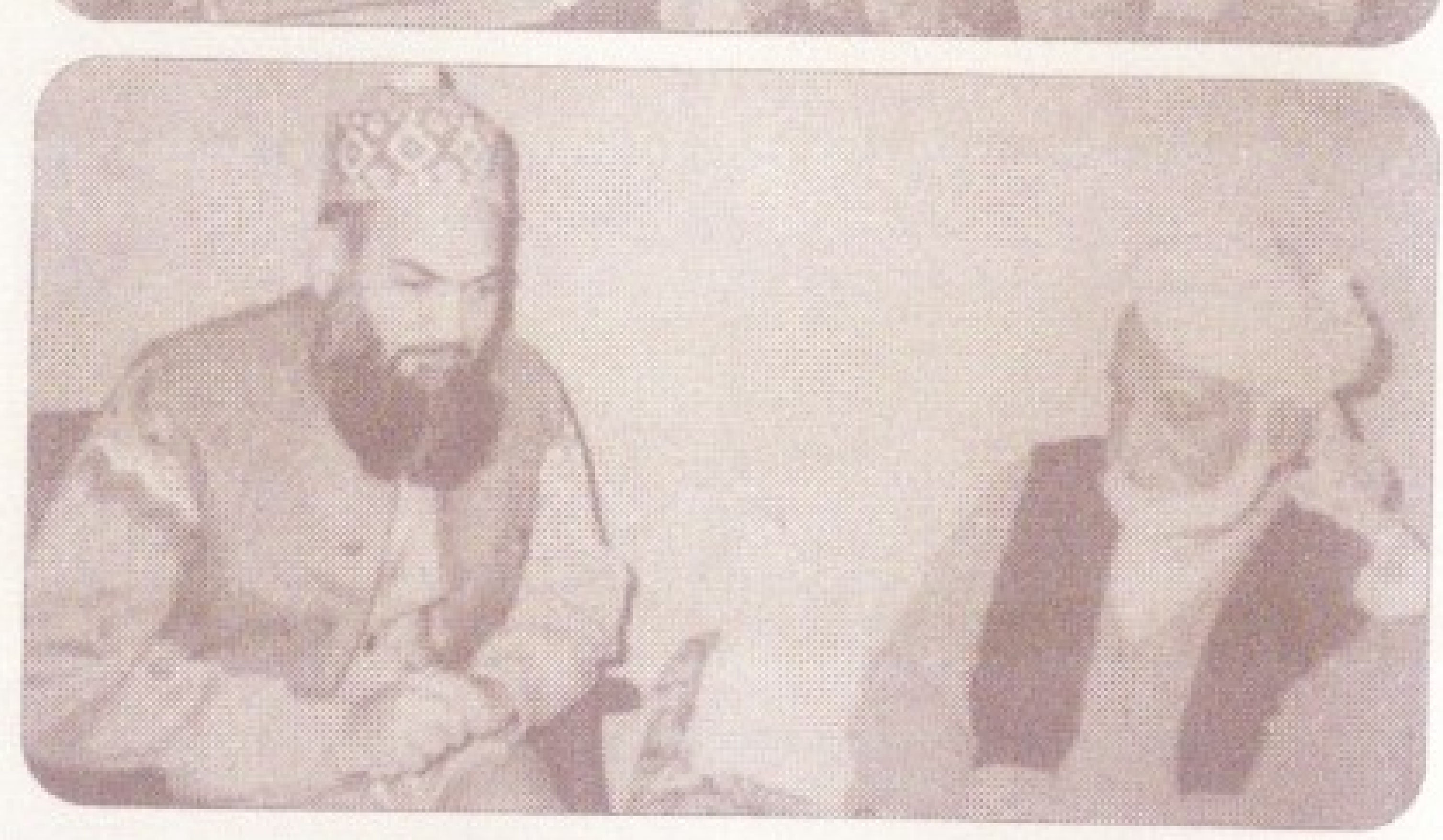
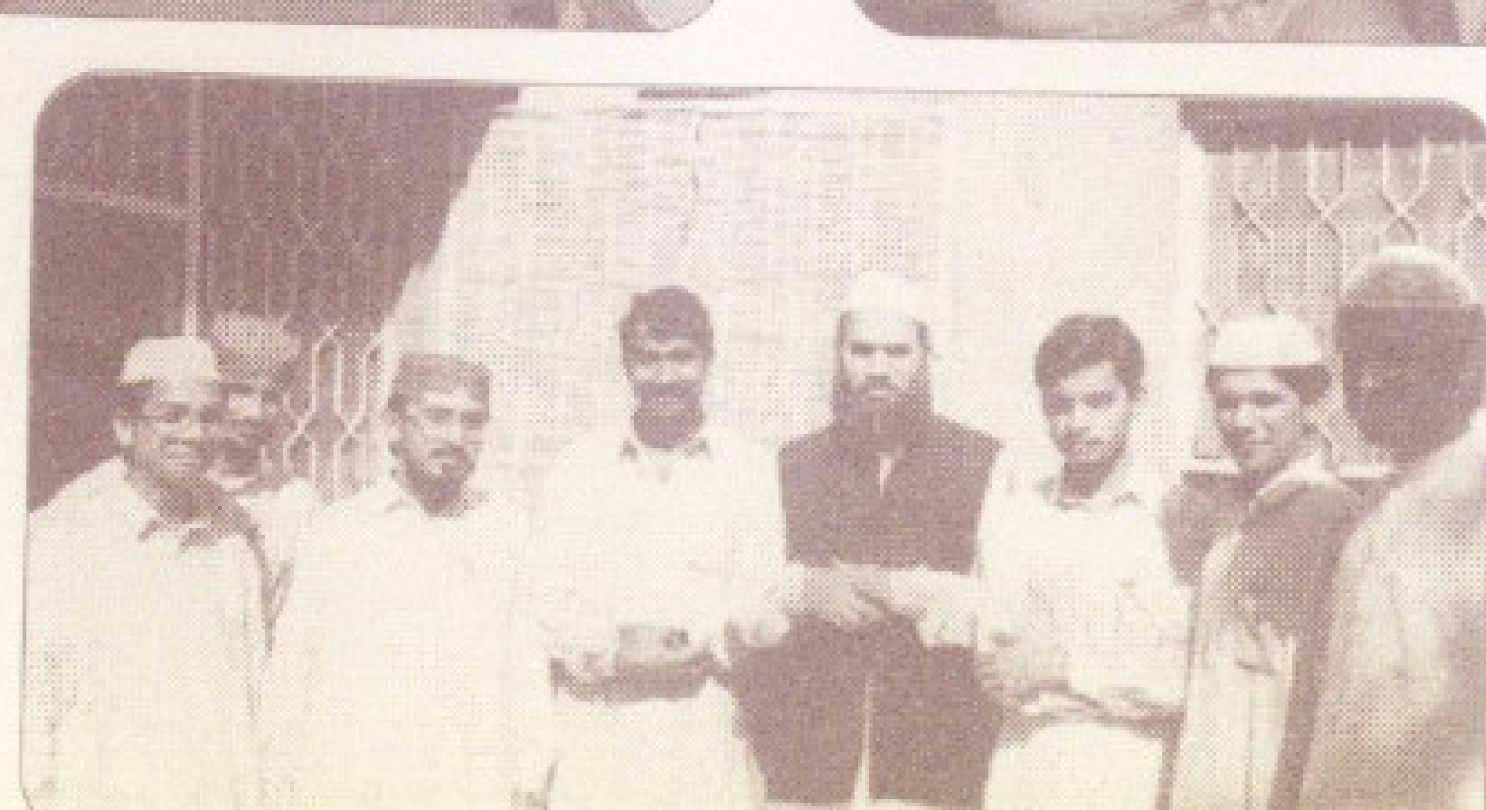


## حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری چند تاریخی لمحات کیمرے کی آنکھ میں



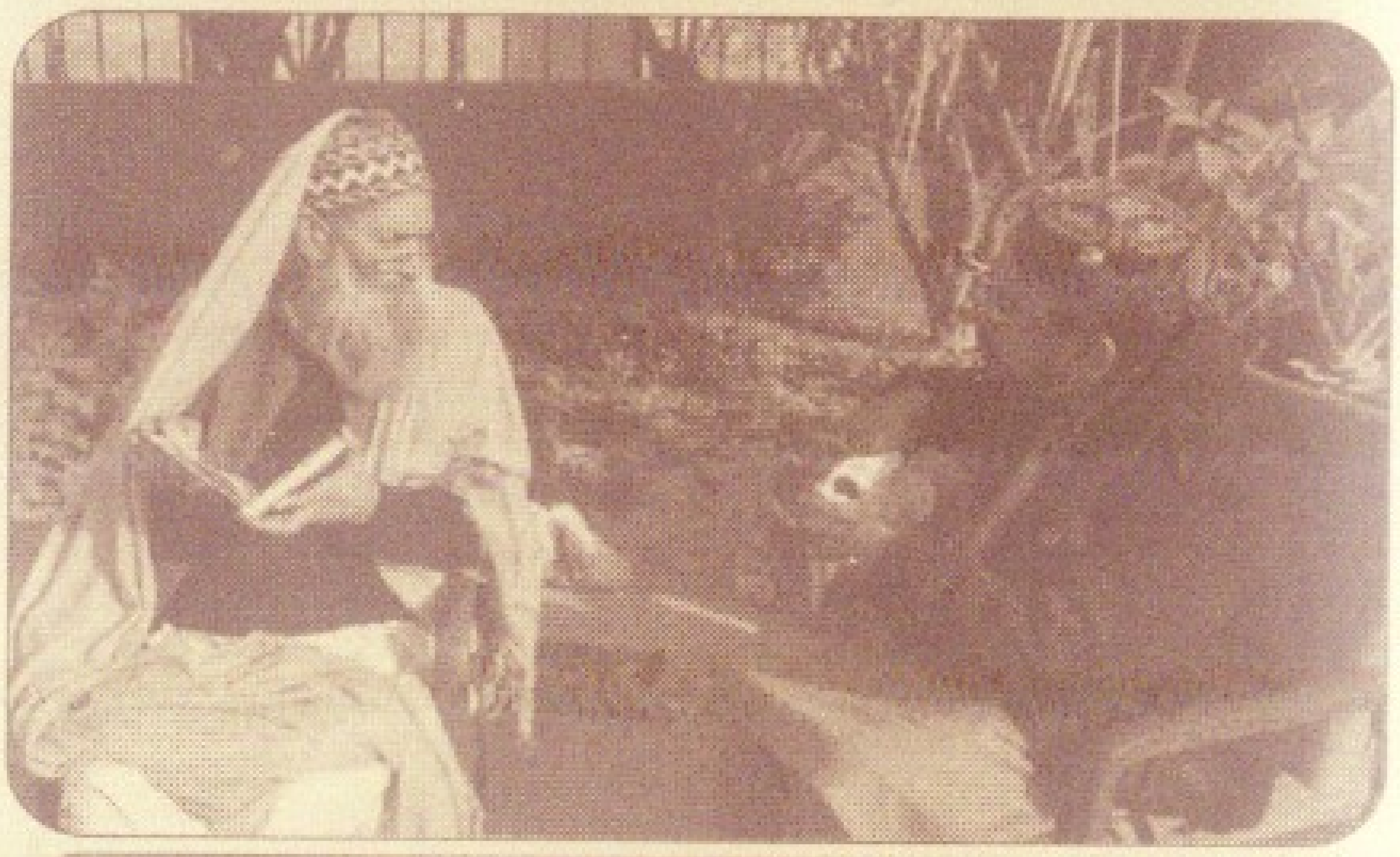


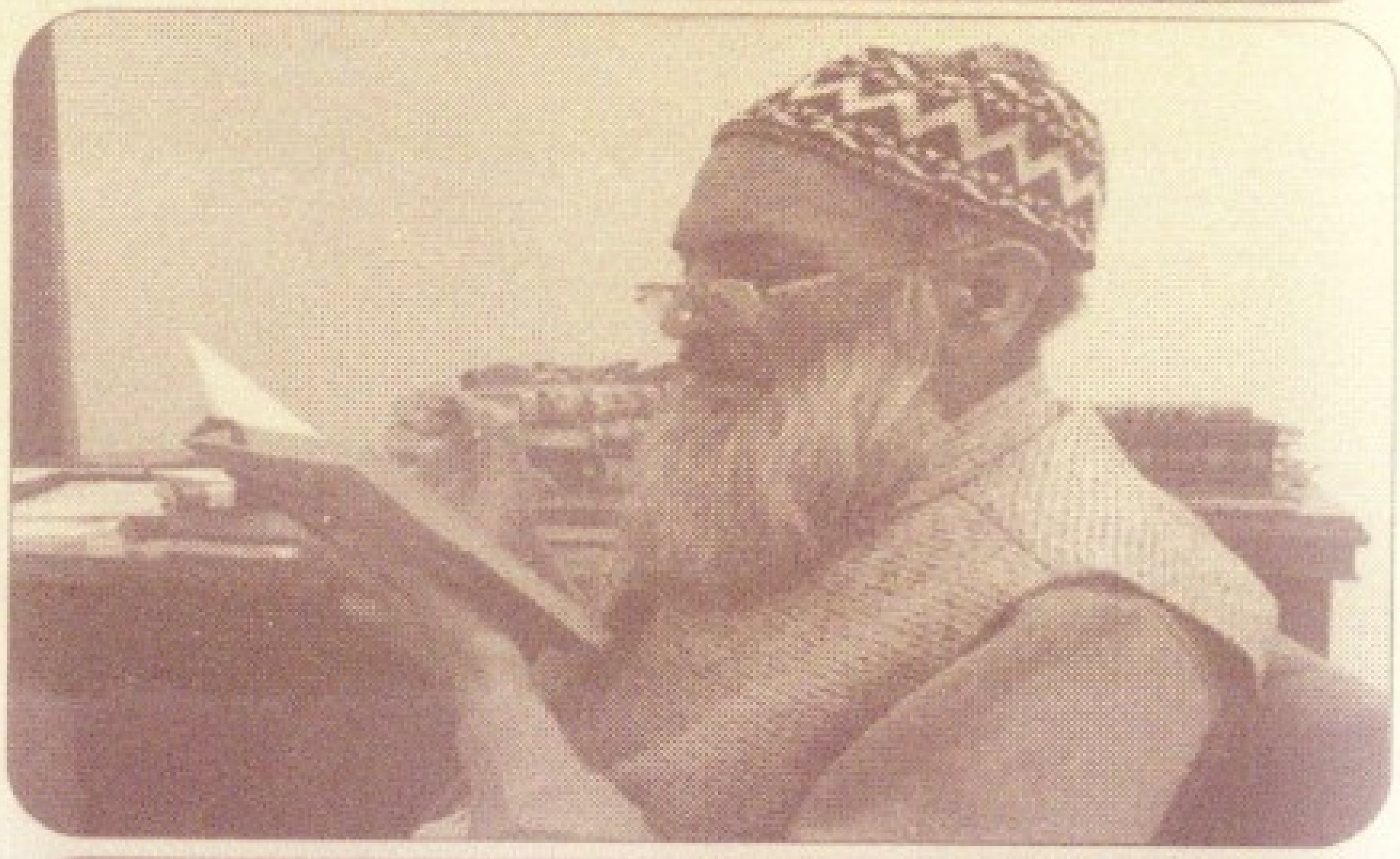
## حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری چند تاریخی لمحات کیمرے کی آنکھ میں

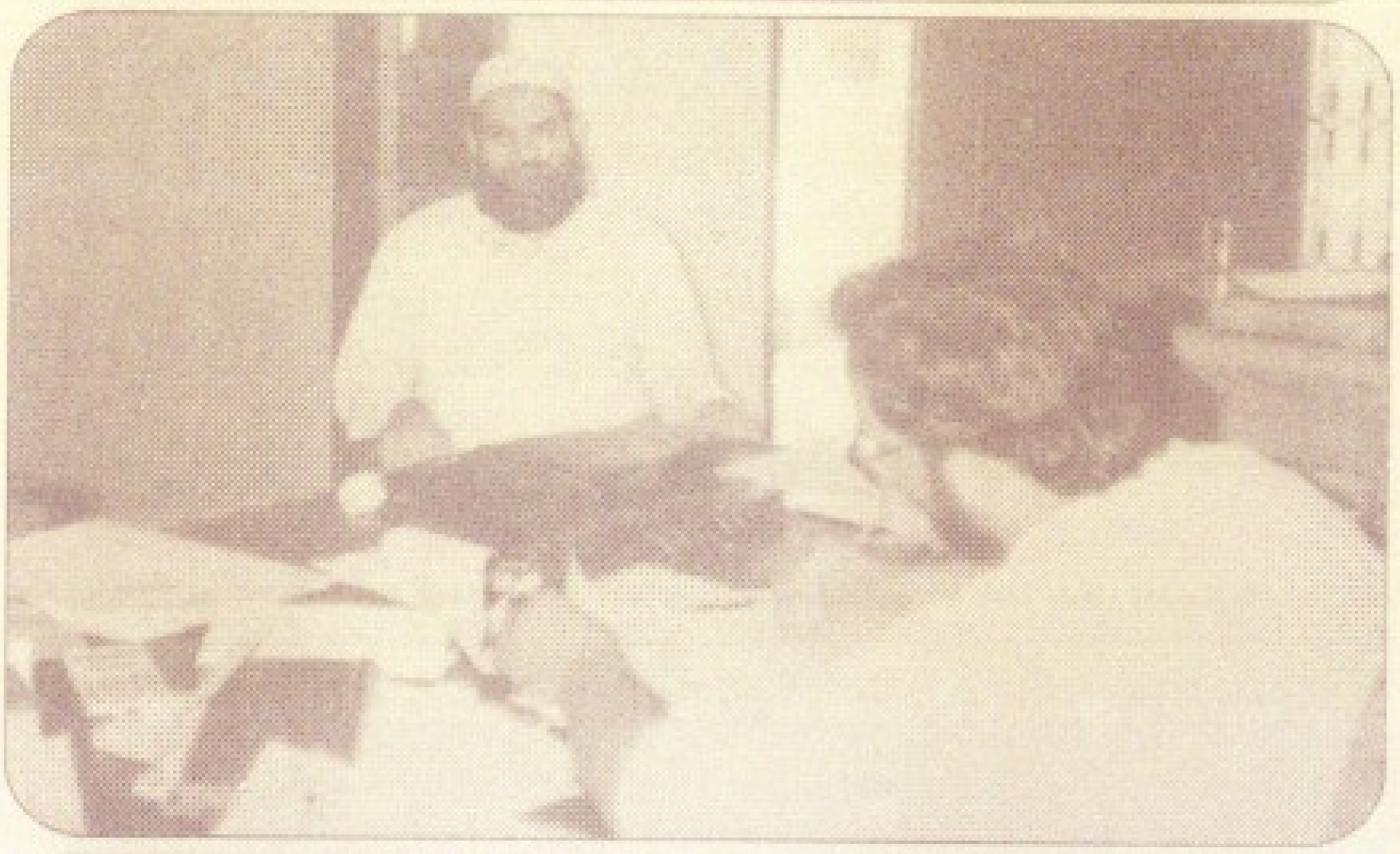






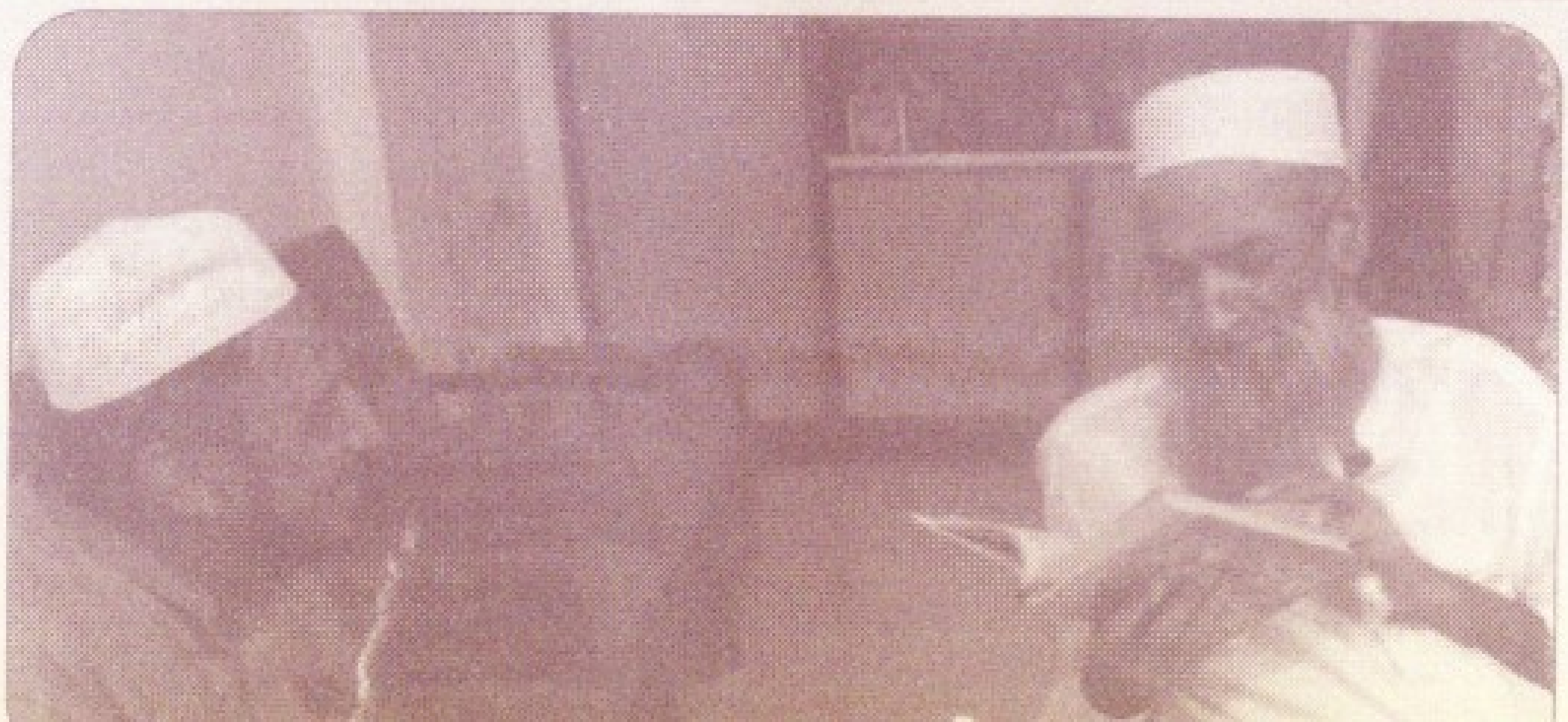




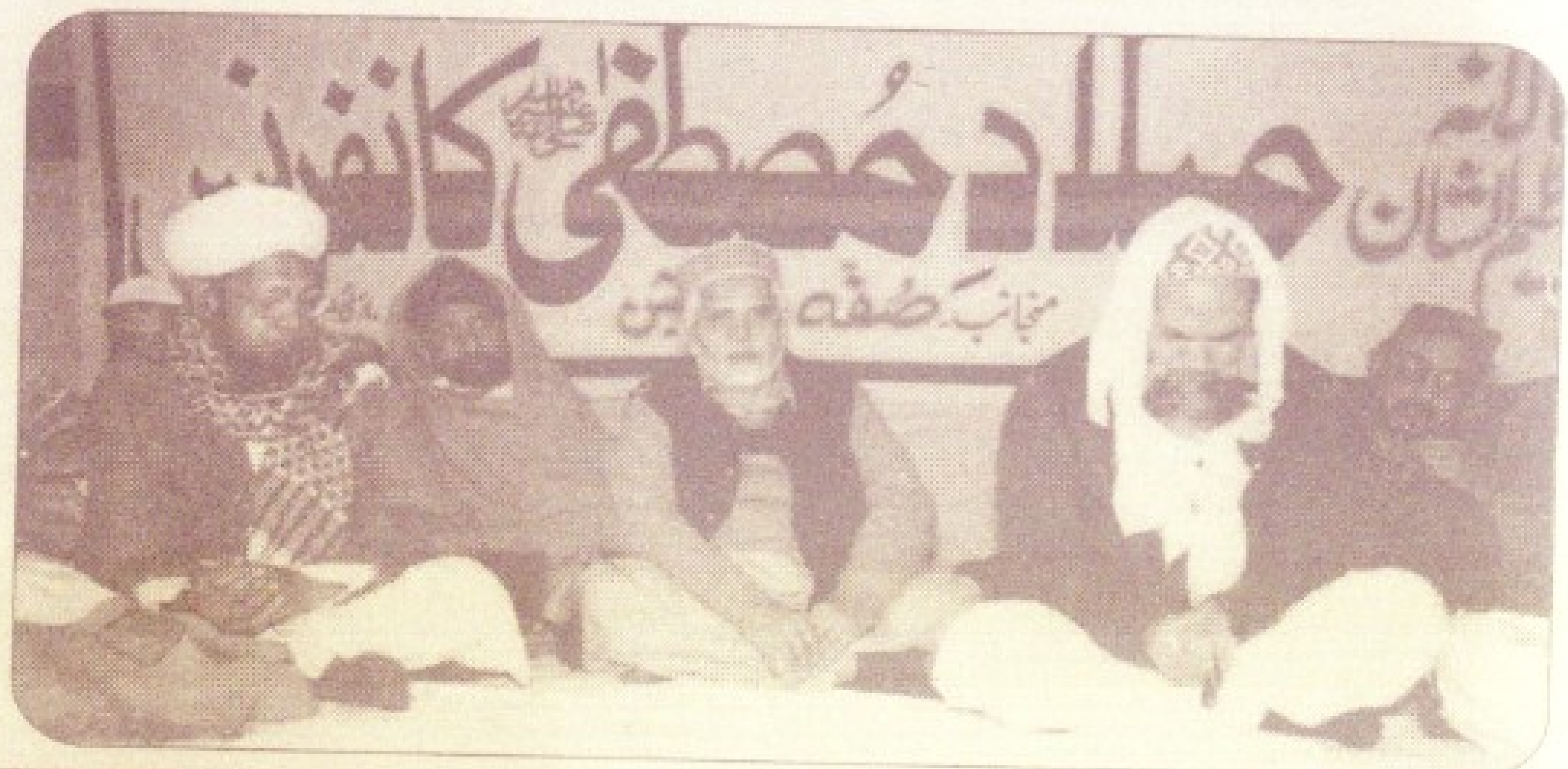


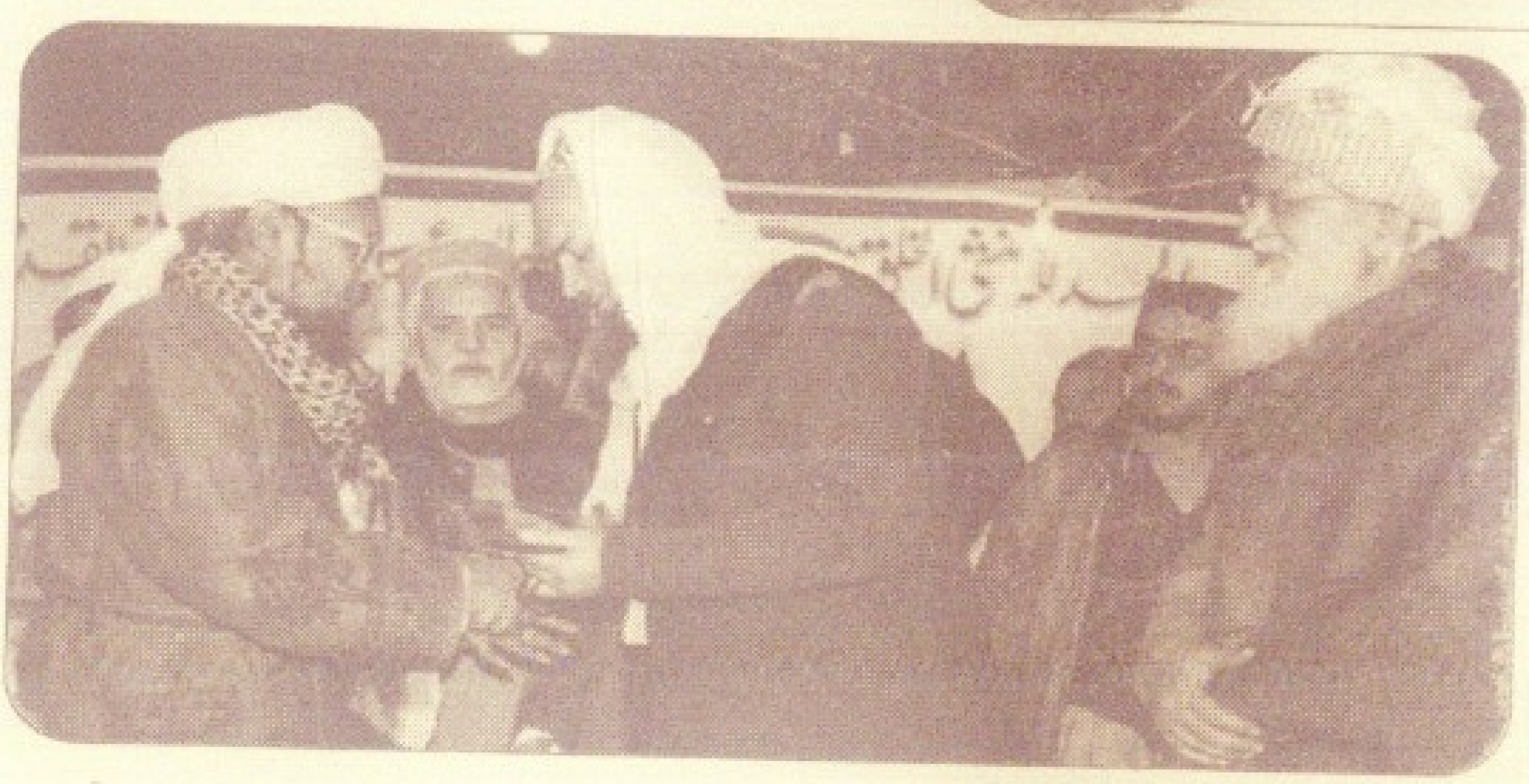






## حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری چند تاریخی لمحات کیمرے کی آنکھ میں



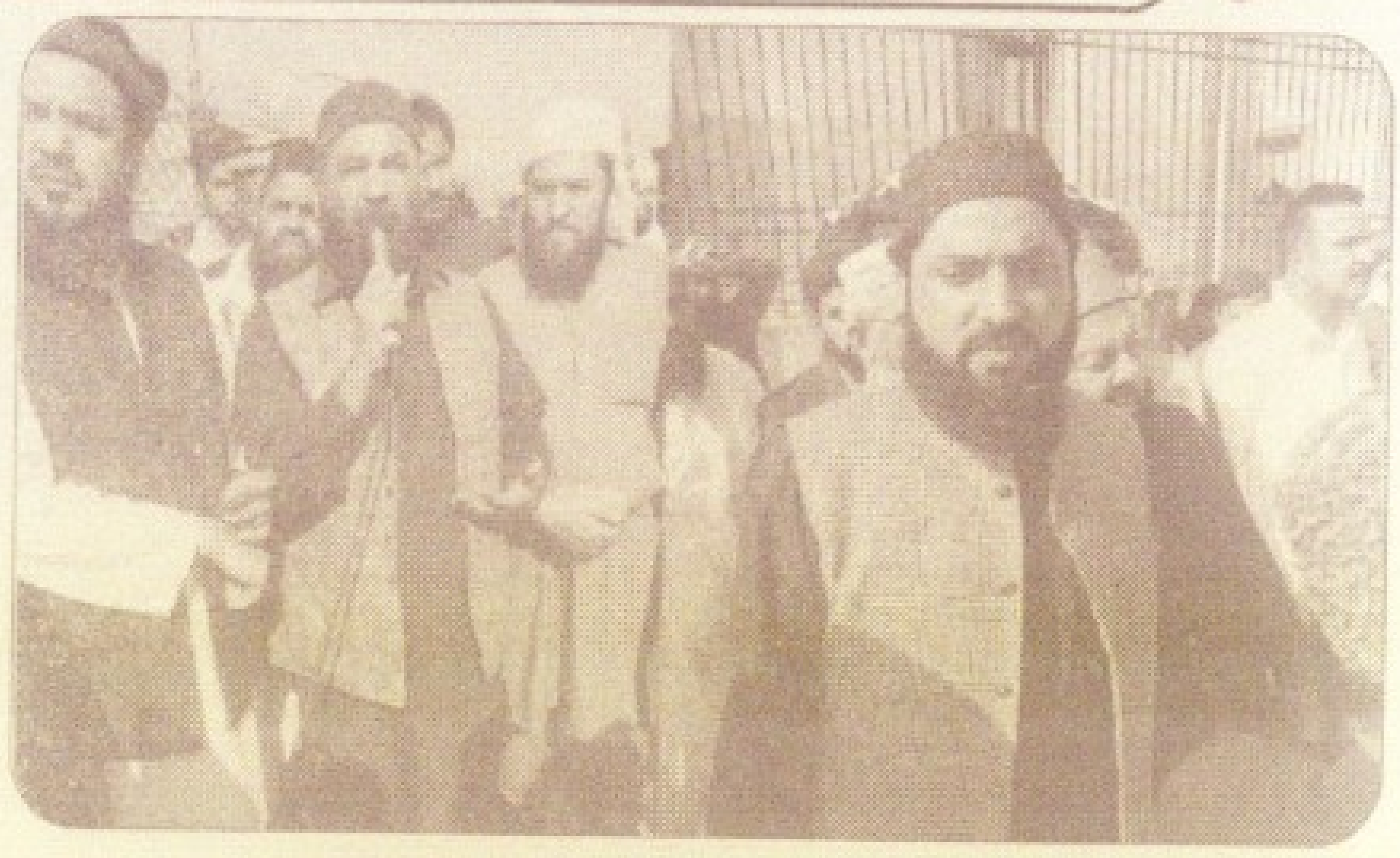



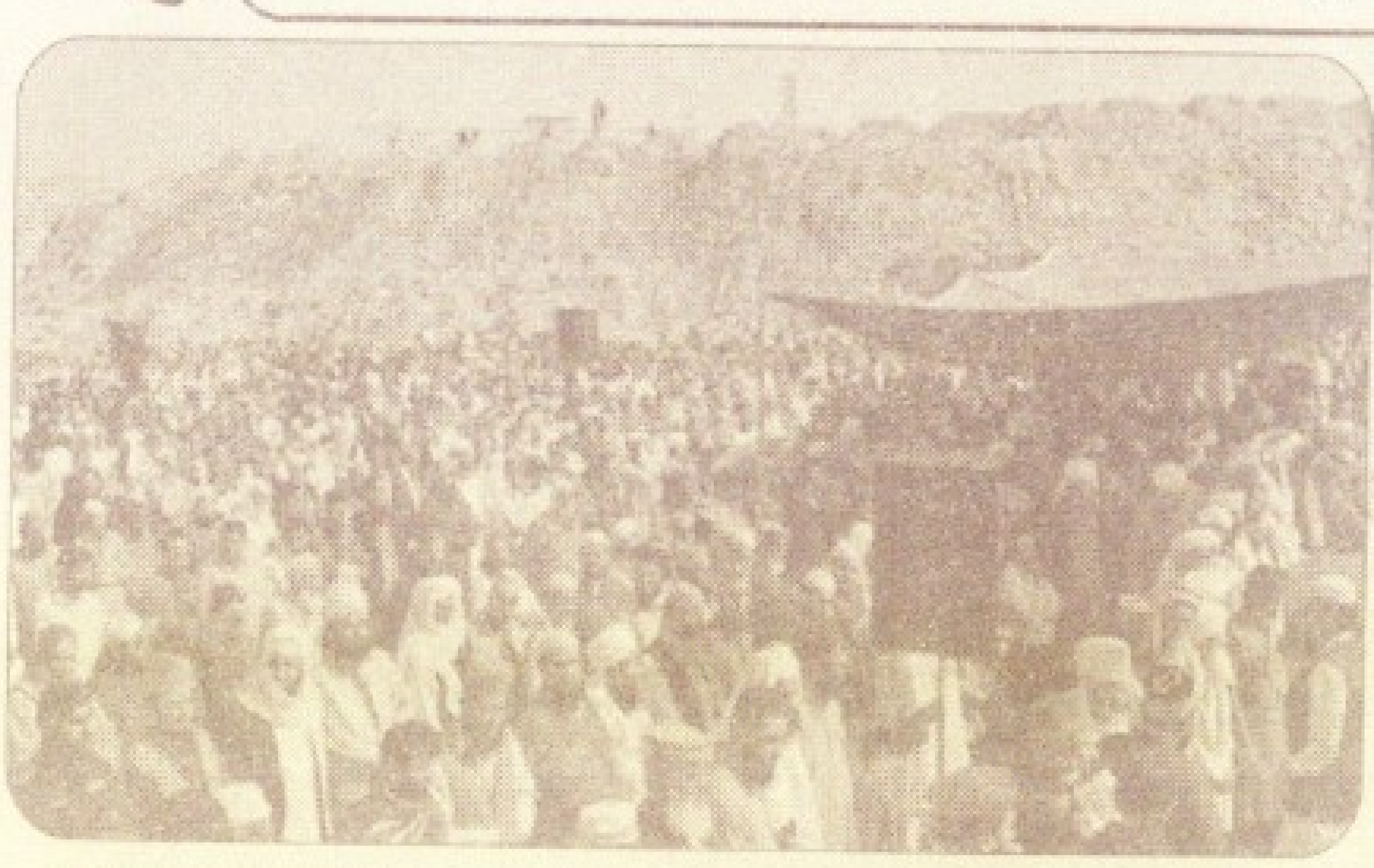




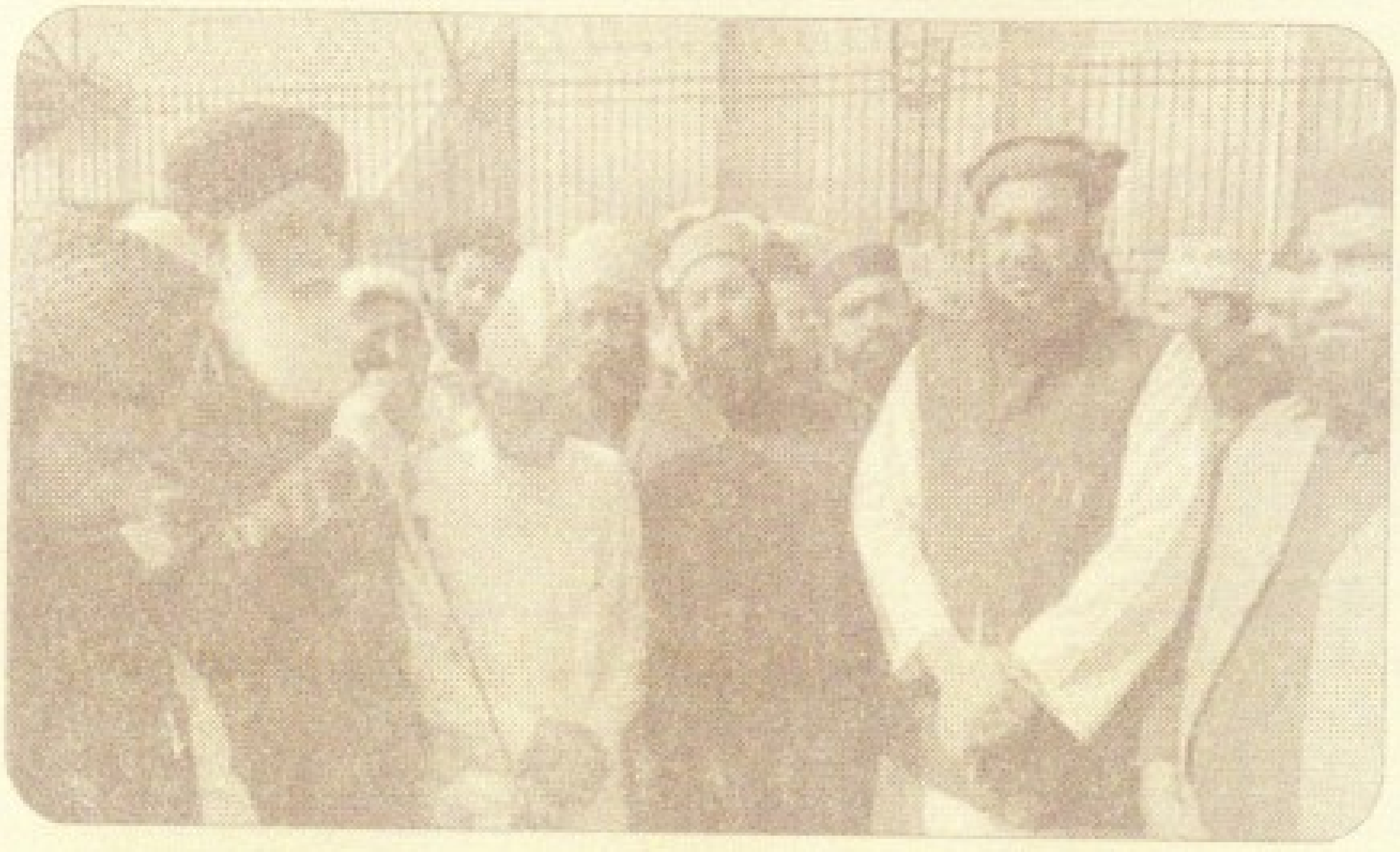


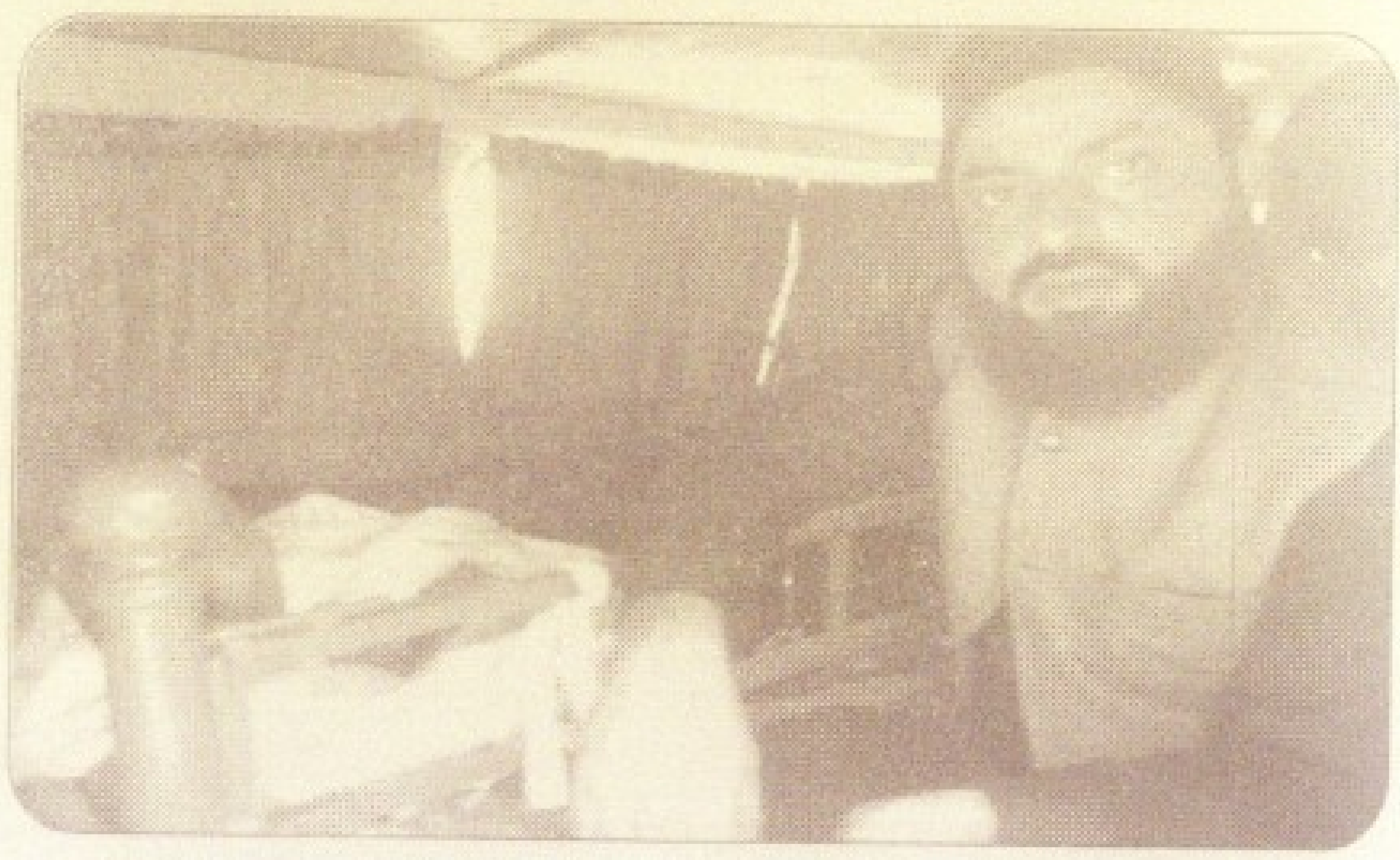
## حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری چند تاریخی لمحات کیمرے کی آنکھ میں



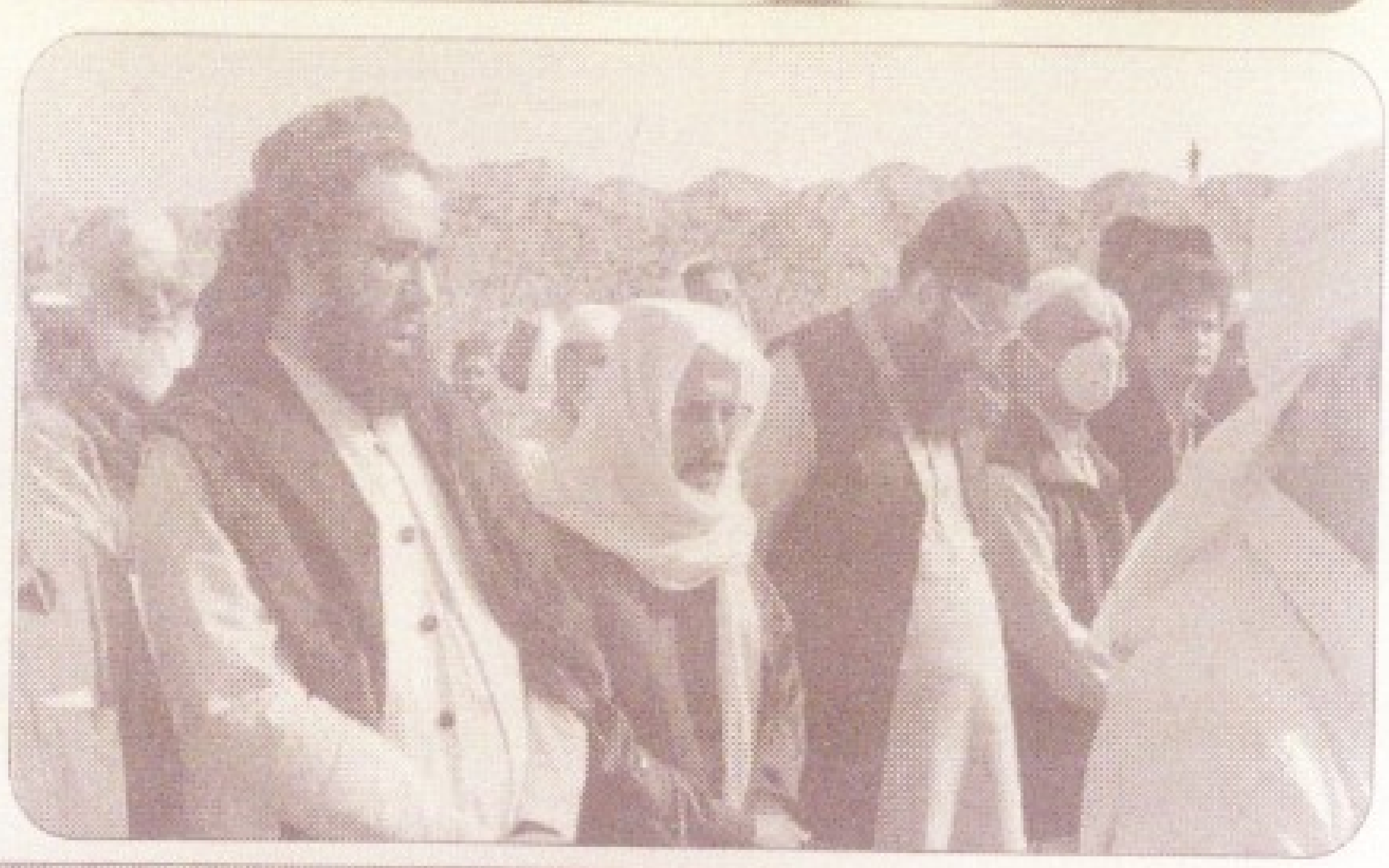


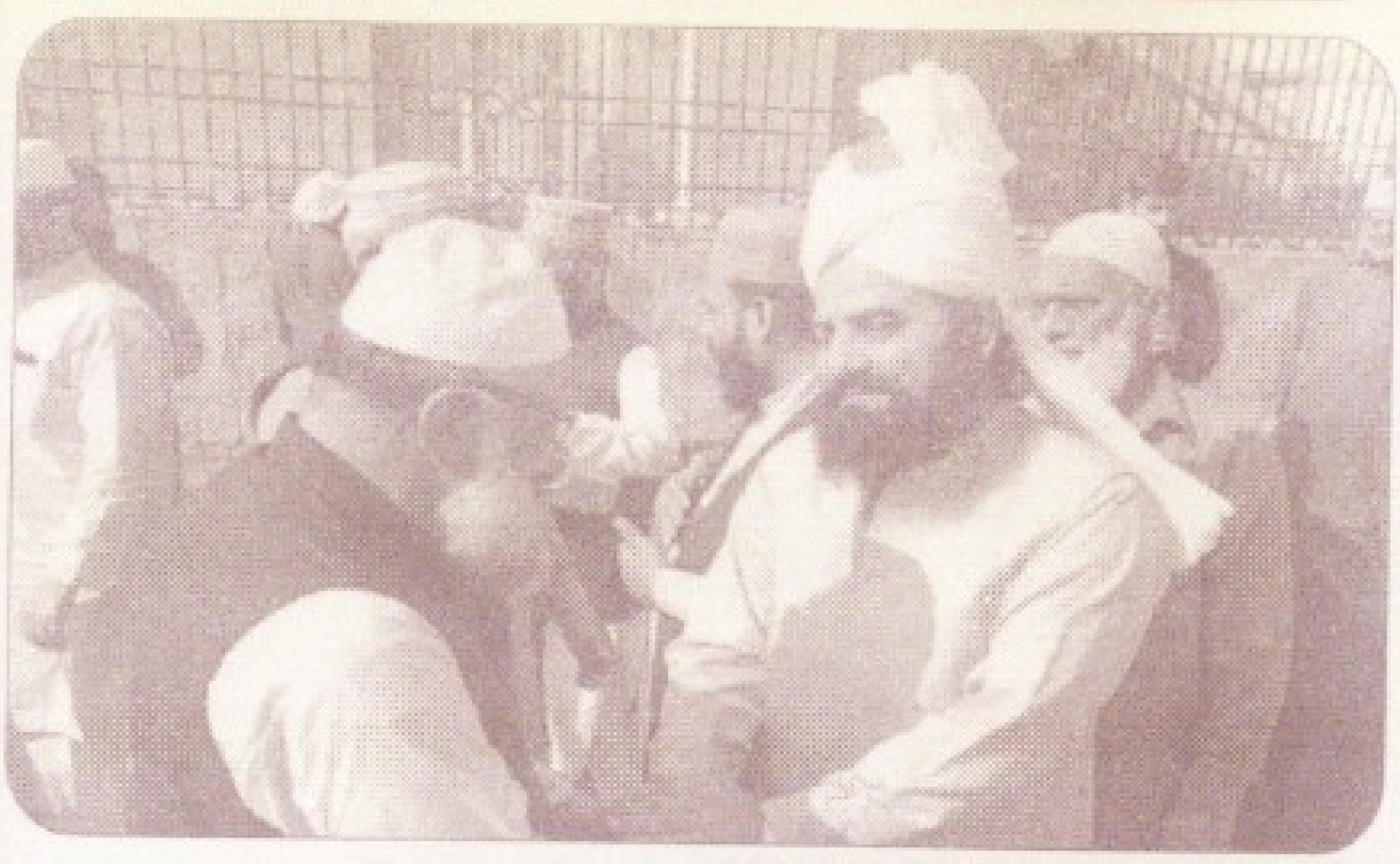


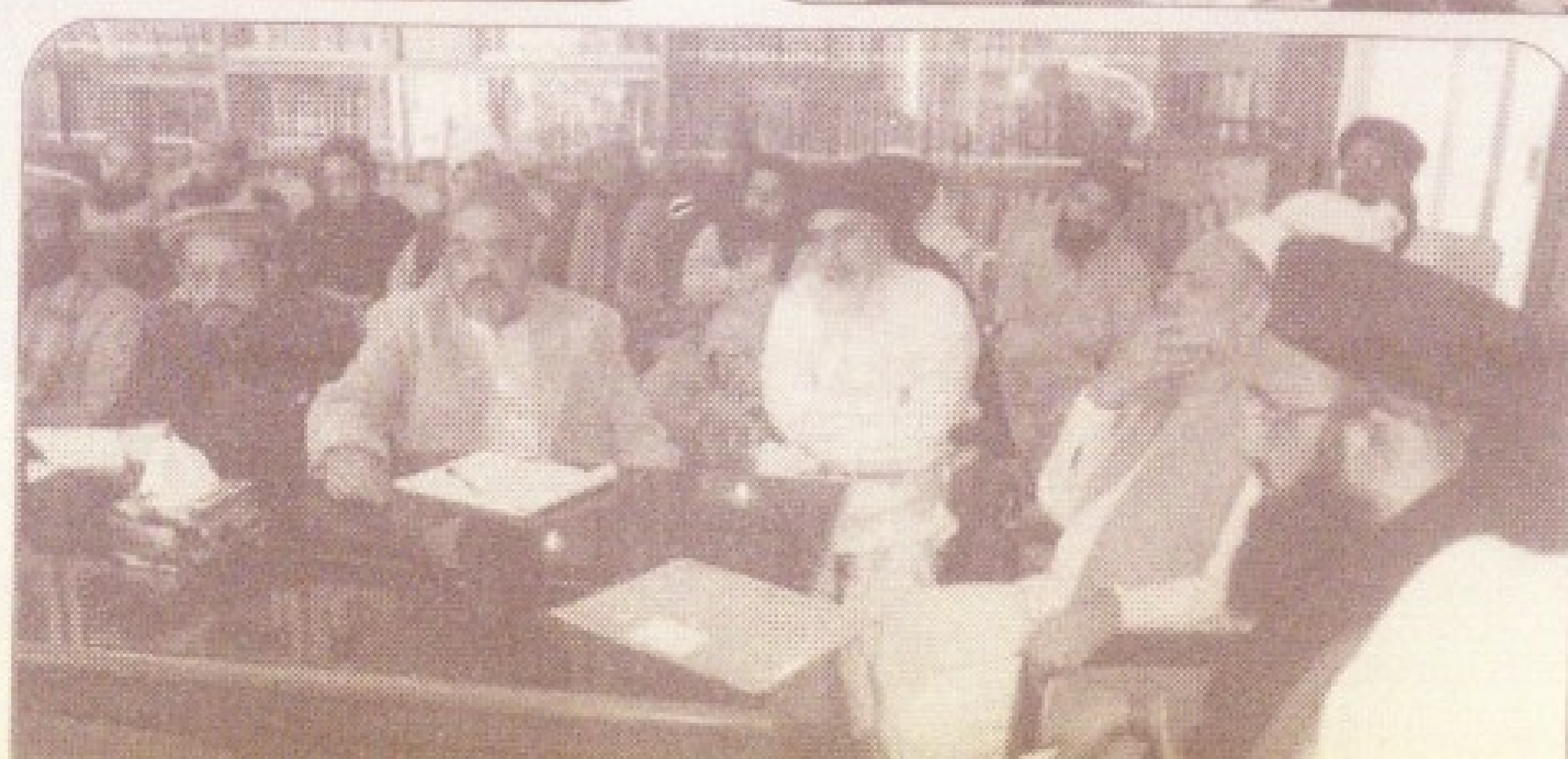




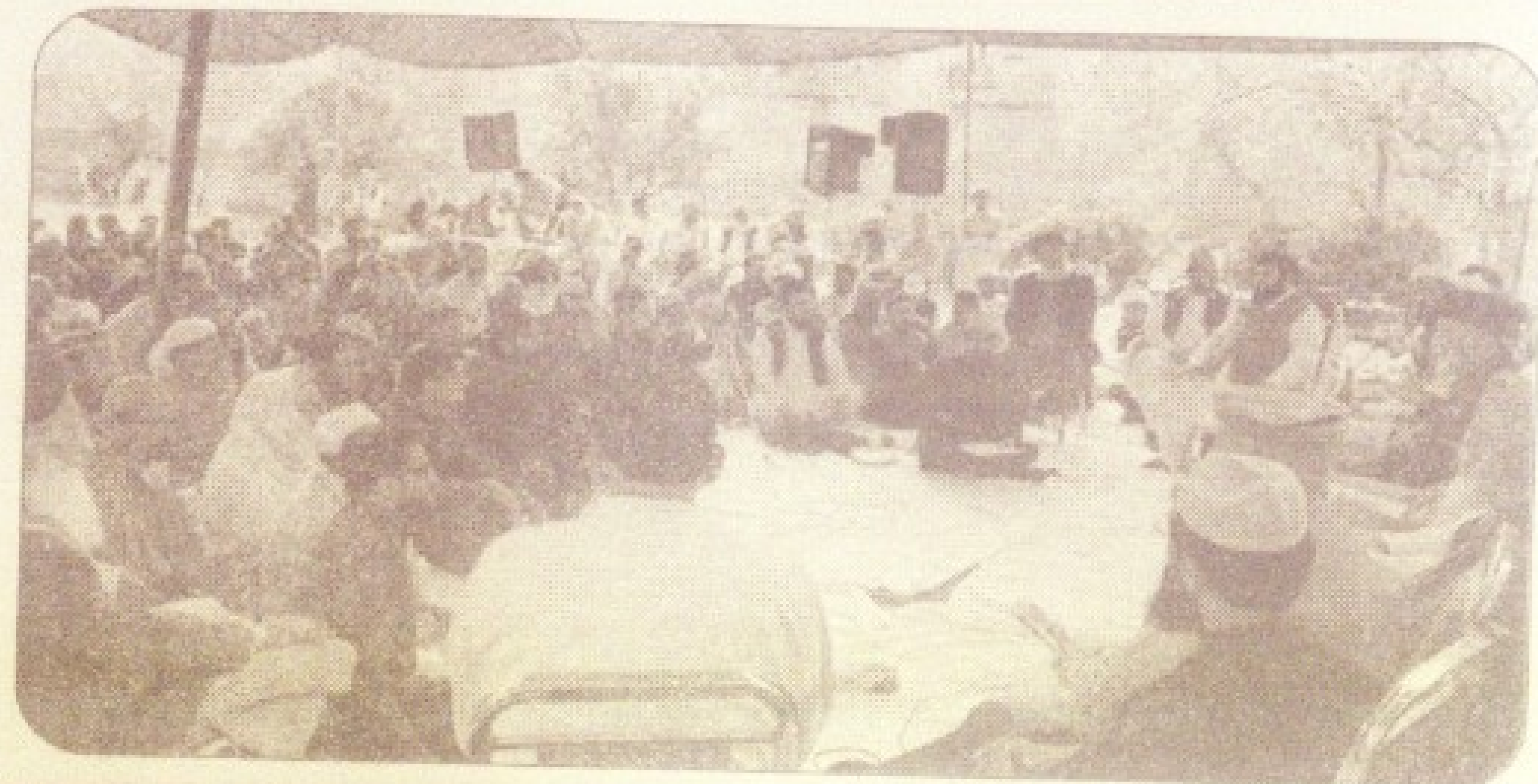


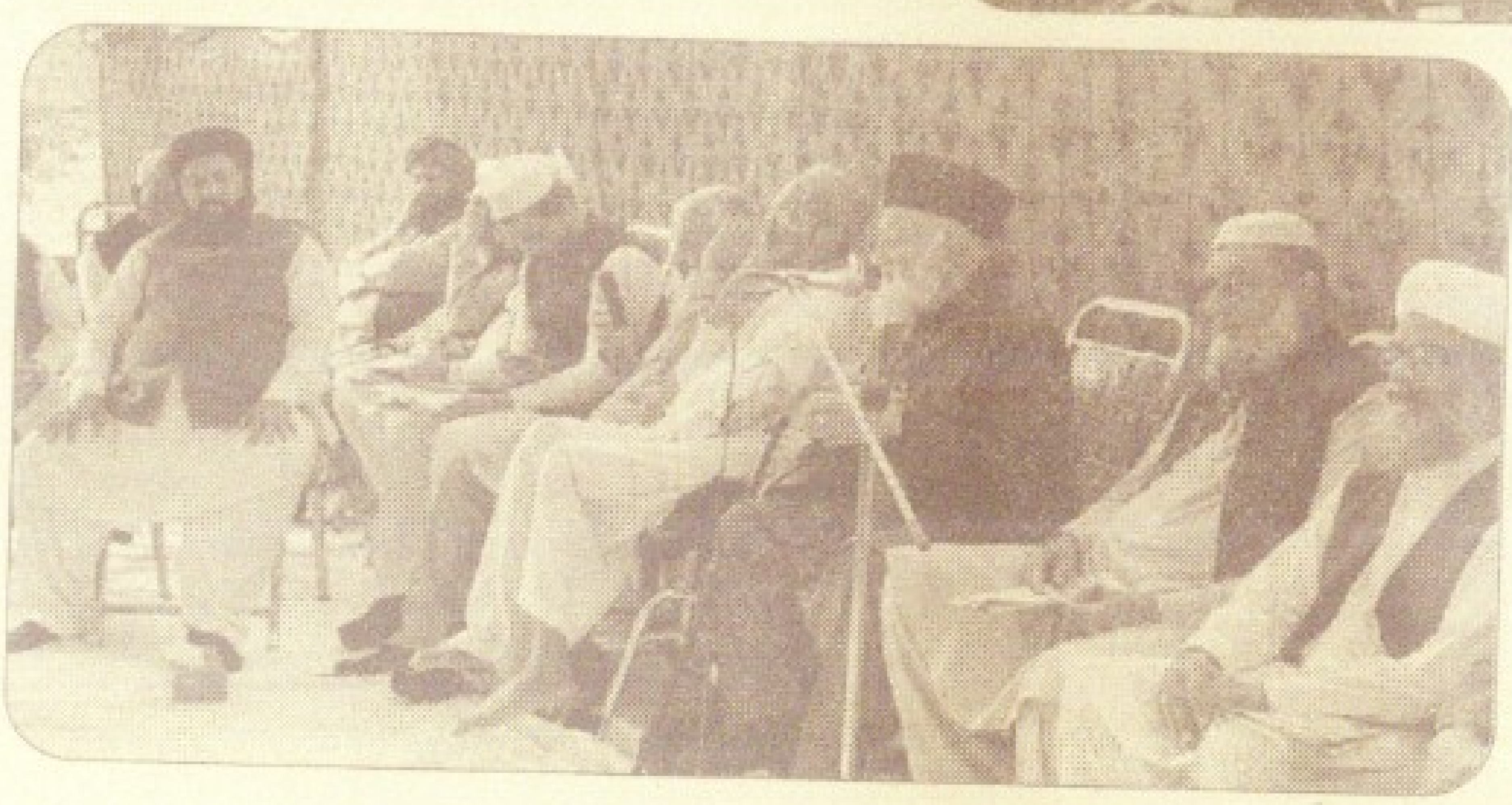


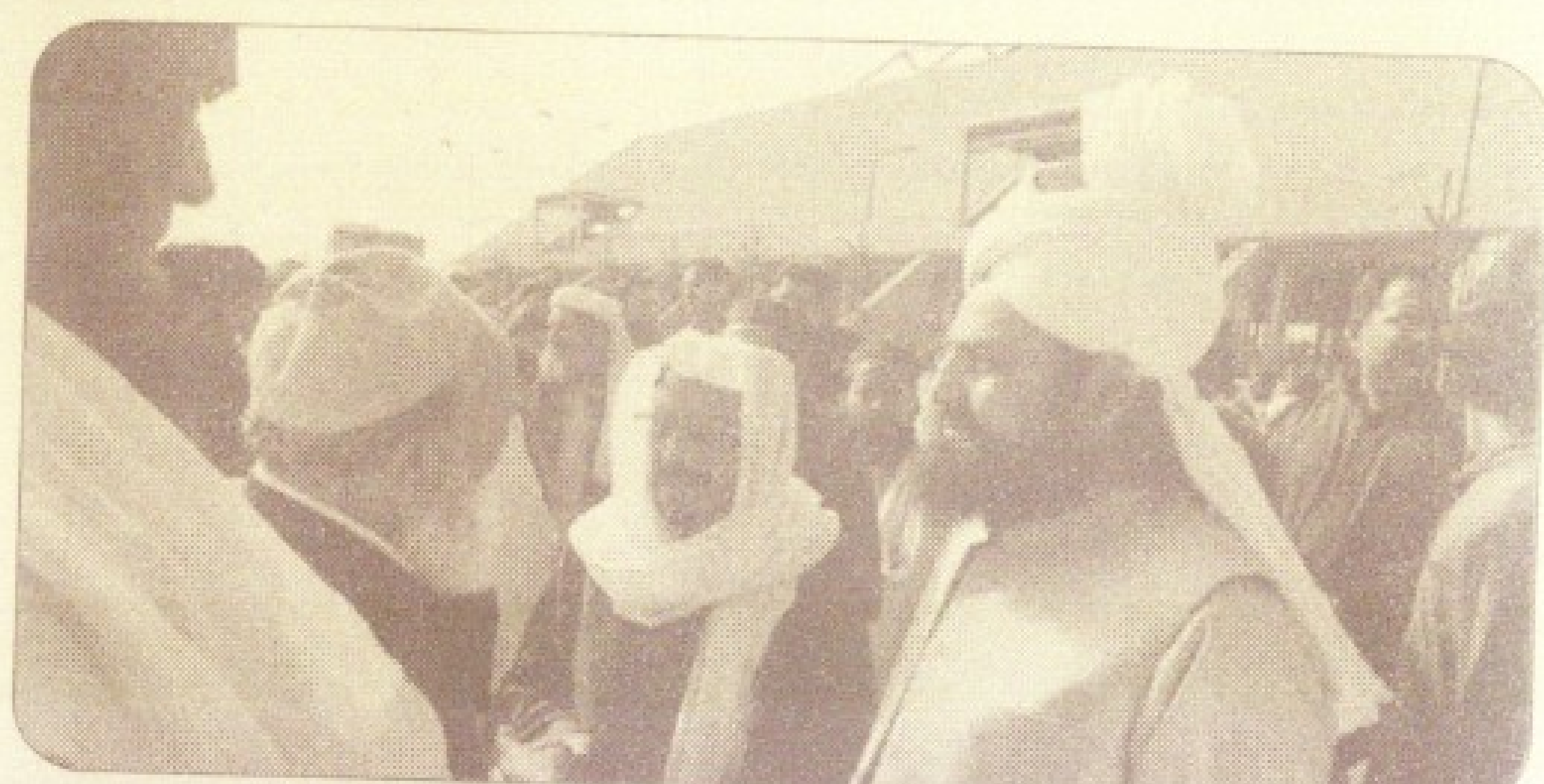


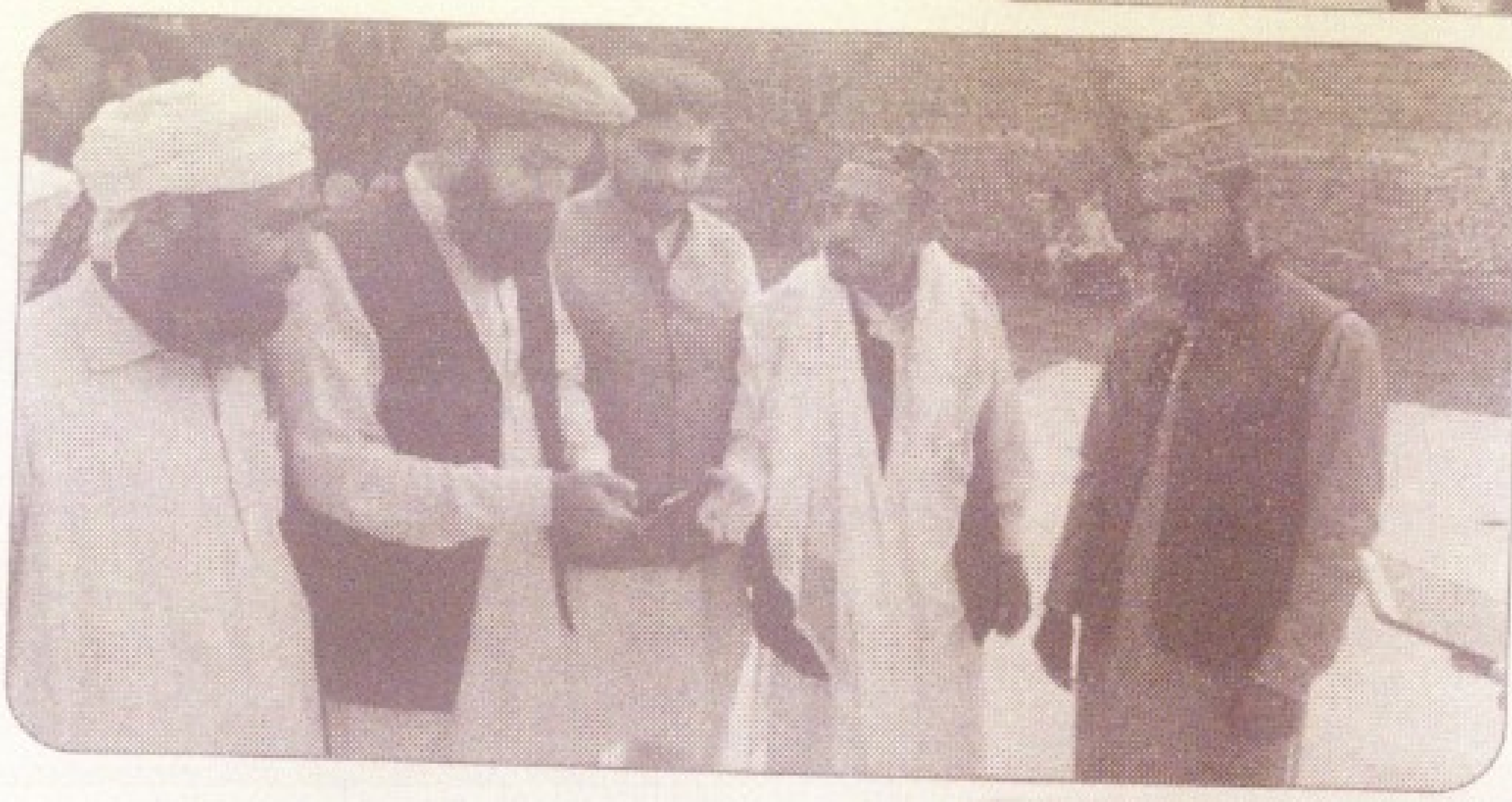


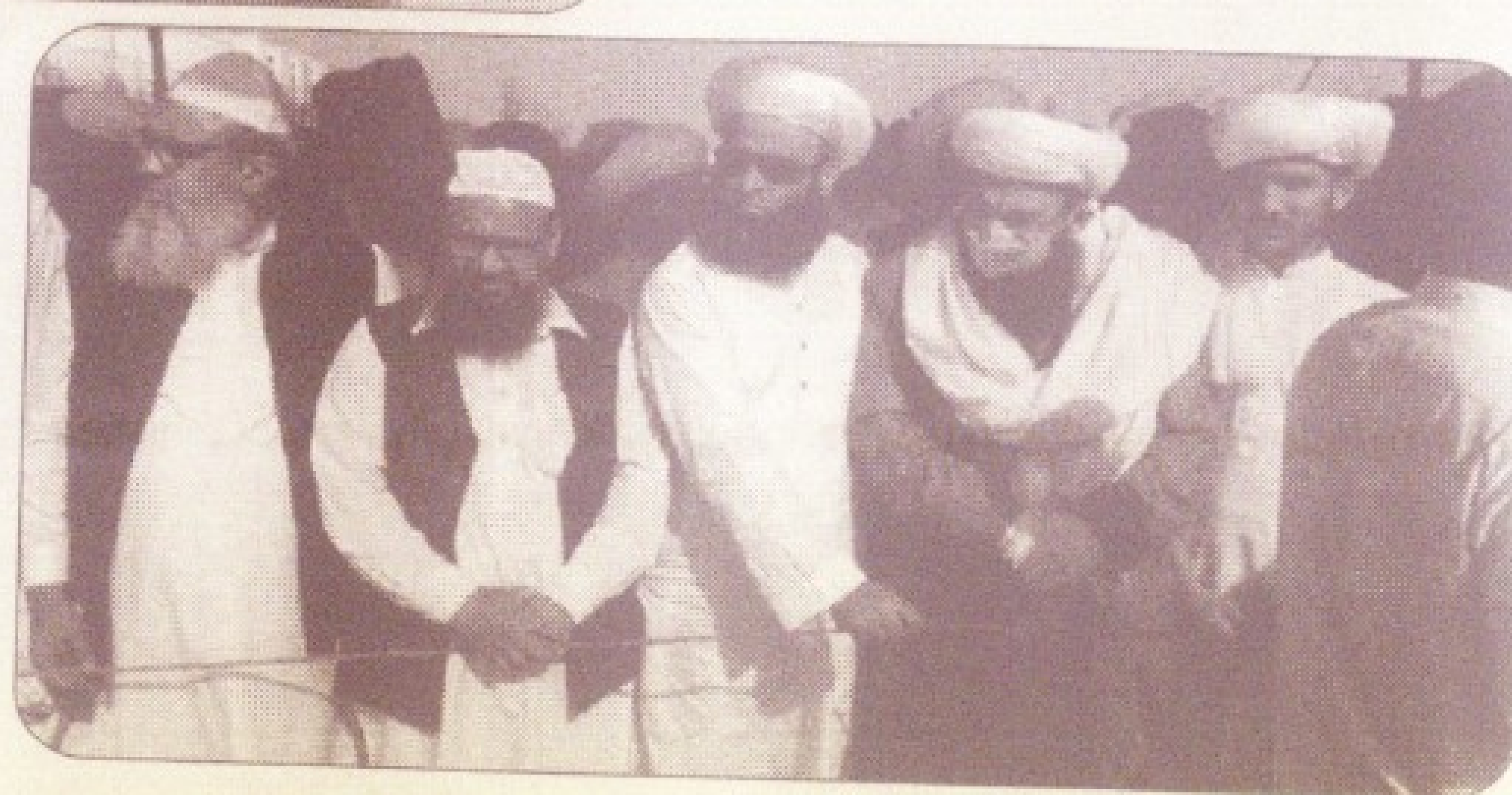
## حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادریؒ چند تاریخی لمحات کیمرے کی آنکھ میں











امیر کاروانِ اسلام

# مفتی محمد خان قادری

کا دینی، علمی اور تحقیقی لٹریچر

- شرح اج سک متراں دی
- حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
- والدین مصطفےٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا
- علماء نجد کے نام اہم پیغام
- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
- کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
- ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ
- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
- محبت اور اطاعت نبوی ﷺ
- نعل پاک حضور ﷺ
- صحابہ اور علم نبوی ﷺ
- امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ﷺ
- قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
- خواب کی شرعی حیثیت
- علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
- معراج حبیبِ خدا
- محافل میلاد اور شاہِ اربل
- حضور ﷺ کی رضاعی مائیں
- ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
- عورت کی امامت کا مسئلہ
- عورت کی کتابت کا مسئلہ

- معارف الاحکام
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
- فتاویٰ رضویہ جلد چہاردم
- ترجمہ فتاویٰ جلد پانزدہم
- ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
- ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ہفتم
- صحابہ اور محافلِ نعت
- صحابہ کے معمولات
- علم نبوی ﷺ اور منافقین
- حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے ہیں؟
- سدرہ تیری راہ گزر
- منہاج اصول الفقہ
- ذخائرِ محمدیہ ﷺ
- مسلک صدیق اکبر عشق رسول ﷺ
- شرح سلام رضا
- نورِ خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
- اسلام اور تحدید ازواج
- اسلام میں چھٹی کا تصور
- فضائلِ نعلین حضور ﷺ

- شبِ قدر اور اسکی فضیلت
- اسلام اور تصور رسول پاک ﷺ
- اسلام اور احترام والدین
- والدین مصطفےٰ ﷺ جنتی ہیں
- نسب نبوی ﷺ کا مقام
- وسعت علم نبوی ﷺ
- اسلام اور احترام نبوت
- اسلام اور خدمت خلق
- نظام حکومت نبوی ﷺ
- فضیلت درود و سلام
- شان نبوت ﷺ
- تفسیر سورۃ الضحیٰ والم نشرح
- شاہکار ربوبیت ﷺ
- ایمانِ والدین مصطفےٰ ﷺ
- حضور ﷺ کا سفرِ حج
- امتیازات مصطفےٰ ﷺ
- درِ رسول ﷺ کی حاضری
- صحابہ کی وصیتیں
- رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
- مزاحِ نبوی ﷺ
- تبسم نبوی ﷺ
- منہاج النحو

- امام احمد رضا بحیثیت قاطع بدعات
- برکات محافل سے محرومی کیوں
- زوال امت کا ازالہ کیسے؟
- آیئے قرب مصطفیٰ ﷺ پائیں
- اساس ایمان۔ محبت الٰہی
- جماعت نماز تسبیح
- ٹخنے ننگے کرنے کا حکم
- قرآنی الفاظ کے صحیح مفاہیم
- سرمہ اور روزہ
- کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں
- یارسول اللہ ﷺ کہنا ایمان یا شرک
- اسلام اور ایصال ثواب
- منہاج المنطق
- مقصد اعتکاف
- تفسیر سورۃ الکوثر
- تفسیر سورۃ القدر
- امامت اور عمامہ
- عصمت انبیاء
- روح ایمان، محبت نبوی ﷺ
- علم نبوی ﷺ اور متشابہات
- فضل قدیر ترجمہ تفسیر کبیر (تفسیر سورۂ فاتحہ)
- Why Did The BELOVED PROPHET (SAW) Perform Many Nikkahs?

- کیا رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
- رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں مسئلہ ترک
- حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں اسلاف کا مذہب
- بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور کا فیصلہ خطا نہیں
- قرآنی الفاظ کے صحیح مفاہیم
- حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
- نماز میں خشوع وخضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
- حدیث شریک پر اعتراضات کی حقیقت
- احوال و آثار۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی
- والدین مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
- تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی
- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
- اللہ اللہ حضور کی باتیں ایک ہزار احادیث کا مجموعہ
- میلاد النبی اور شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ
- مشتاقان جمال نبوی ﷺ کی کیفیات جذب و مستی
- تفسیر کبیر (آخری بائیس سورتوں کا ترجمہ)
- حضور ﷺ کے ظاہر اور باطن پر فیصلے

0300-4407048

## ملک محبوب الرسول قادری

عصر حاضر میں اسلام کے سفیر اور بیدار مغز عالم حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری کے انتقال کی خبر نے ساری اسلامی دنیا کو غمزدہ کر دیا۔ وہ ایک سنجیدہ، متین، وسیع المطالعہ، راست العقیدہ، راسخ العلم، علمی و فکری شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے قلم سے [illegible] کتابیں لکھیں۔ انہوں نے درجنوں عربی و فارسی کتابوں کو اردو زبان میں منتقل کیا۔ حضرت سیدنا امام فخرالدین رازی کی شہرہ آفاق تصنیف "تفسیر کبیر" کا اردو زبان میں [illegible] ترجمہ [illegible] کے نام سے مکمل کیا [illegible] آپ کا [illegible] فیروز دین کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آبائی علاقہ [illegible] ابتدائی تعلیم [illegible] حاصل کی [illegible] قرآن مجید حفظ کرنے کے لیے ضلع چکوال کے ایک گاؤں [illegible] مولانا حافظ غلام محمد [illegible] شامل ہو گئے [illegible] کے ساتھیوں میں [illegible] بھی شامل ہیں۔

مفتی محمد خان قادری نے جامعہ محمدیہ نوریہ بھکھی شریف میں حضرت مولانا سید جلال الدین مشہدی سے اکتساب علم کیا۔ آپ نے [illegible] اساتذہ سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا [illegible]، مولانا محمد نواز نقشبندی، مولانا محمد اشرف سیالوی، [illegible] نقشبندی، مفتی غلام سرور قادری، شیخ الحدیث مولانا محمد عالم سیالکوٹی اور مولانا محمد رشید نقشبندی [illegible] شامل ہیں۔ آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ [illegible] میں اپنے عہد کے عظیم روحانی پیشوا حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین قادری گیلانی کے دست مبارک پر بیعت تھے۔

مفتی محمد خان قادری نے مختلف اوقات میں سات حج اور تقریباً پچیس مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ ایک وسیع المطالعہ شخصیت تھے اور آپ کا مطالعہ [illegible] تھا۔ آپ نے دنیا کے مختلف ممالک کے دورے کیے۔ آپ کا شمار ادارہ منہاج القرآن کے بانیان میں [illegible] ہے بلکہ ادارہ کا نام بھی آپ نے ہی تجویز فرمایا۔ مفتی صاحب عرب و عجم کے اہل علم میں خاص مقبولیت کے حامل تھے۔ آپ کی قائم کردہ کمپیوٹرائزڈ لائبریری پاکستان بھر کے نجی کتب خانوں میں اپنی نوعیت کا منفرد علمی ذخیرہ ہے۔ جس کے بارے میں محدث حجاز الشیخ محمد بن علوی مالکی اور السید یوسف السید ہاشم الرفاعی جیسے لوگوں کا تاثر یہ تھا کہ "عرب دنیا کے بڑے اداروں میں بھی [illegible] علوم نبوی کے موضوع پر بڑا علمی ذخیرہ آپ کے پاس موجود ہے"۔ مصر، شام، عراق، ایران، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، برطانیہ اور امریکہ میں مفتی محمد خان قادری کے اہل علم کے ساتھ بڑے قریبی روابط قائم تھے۔ حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے ساتھ آپ کے مراسم بہت گہرے تھے۔

مفتی محمد خان قادری نے سکول کے نصاب تعلیم میں شامل ایک مضمون "حضور نے اجرت پر بکریاں چرائیں" کا تحقیقی جائزہ لیا اور ایک علمی مقالہ مرتب کر کے محکمہ تعلیم حکومت پنجاب سے مراسلت کی انہوں نے قراریط کا ترجمہ اجرت کرنے کے بجائے

# اک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

# مفتی محمد خان قادری

**وہ ایک سنجیدہ، متین، وسیع المطالعہ، راست العقیدہ، راسخ العلم، علمی و فکری شخصیت کے مالک تھے**

ثابت کیا کہ مکہ کے نواح میں حضور نے مقام قراریط پر بکریاں چرائیں اور اپنا کام کرنا عظمت ہے منصب نہیں۔ جس کے نتیجے میں محکمہ تعلیم نے حضرت مفتی محمد خان قادری کی تحقیق کو قبول کرتے ہوئے نصاب تعلیم میں تبدیلی کر دی۔ مفتی محمد خان قادری بہترین مدرس بھی تھے۔ آپ نے تقریباً چالیس برس تدریس فرمائی۔ بلاشبہ وہ مسند تدریس کی آبرو تھے۔ آپ کے تربیت یافتہ تلامذہ میں بڑے بڑے نام آتے ہیں جن میں پروفیسر ڈاکٹر علی اکبر الازہری، پروفیسر حافظ محمد



سلیم قادری، ڈاکٹر حافظ محمد اسماعیل [illegible]، علامہ ڈاکٹر مفتی مسعود [illegible]، صاحبزادہ محمد فاروق قادری، مولانا محمد صدیق اکبر [illegible]، علامہ محمد [illegible] نقشبندی، پیرزادہ محمد رضا قادری، علامہ محمد تاج قادری، علامہ پیرزادہ محمد فرید چشتی، علامہ محمد نعیم [illegible]، سید غلام شبیر قادری، علامہ شفیق احمد [illegible]، علامہ محمد قاسم چشتی، علامہ محمد سجاد حسین شاہ، علامہ [illegible]، علامہ محمد نعیم عارف نوری، علامہ غلام مرتضیٰ، علامہ انور حسین قادری، [illegible] قادری، علامہ محمد عمران منصور، علامہ قاری عبداللطیف چشتی شامل ہیں۔ گزشتہ تیس برس میں [illegible] مفتی محمد خان قادری [illegible] انہوں نے اپنے رفقاء علامہ محمد طفیل [illegible] قادری، حاجی محمد رشید [illegible] صاحبزادہ سلطان [illegible]، حاجی [illegible]، الحاج محمد شوکت علی، الحاج محمد [illegible]، الحاج محمد رمضان وغیرہ کے ساتھ مل کر جامعہ اسلامیہ لاہور کی بنیاد رکھی جو [illegible] ان کی بہترین یادگار ہے۔ اس جامعہ میں شعبہ درس نظامی، شعبہ علوم عصریہ، شعبہ ناظرہ و حفظ قرآن، شعبہ کمپیوٹر، شعبہ تصنیف و تالیف وغیرہ اعلیٰ معیار کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ آپ نے [illegible] میں [illegible] خطابت [illegible] کا سلسلہ جاری رکھا [illegible] محمد طفیل [illegible] ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید، جسٹس [illegible] شامل تھے۔ [illegible] اہل سنت [illegible] اور مولانا شاہ احمد نورانی نے [illegible]

**مفتی محمد خان نے مختلف اوقات میں سات حج اور تقریباً پچیس مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی**

[illegible] انہوں نے مختلف مسالک کے مابین فکری ہم آہنگی [illegible] اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی ضرورت پر موثر کام کیا۔ وہ [illegible] مجلس شرعی کے [illegible] تھے۔ انہیں اہل بیت اطہار، صحابہ کرام سے کامل [illegible] محبت تھی۔ وہ سادات کرام کا بے حد احترام کرتے اور ہر معاملہ میں سادات کرام کو ترجیح دیتے تھے۔ مفتی صاحب اپنے [illegible] کی طرح اپنے [illegible] بھی بڑی تعداد [illegible] تھے [illegible] زندگی [illegible] بعد [illegible] کرتے [illegible] کے لیے [illegible] ایک [illegible] شخصیت تھے۔

3 جولائی 2020ء، روزنامہ نوائے وقت لاہور

نوائے وقت

[illegible] ایڈیشن



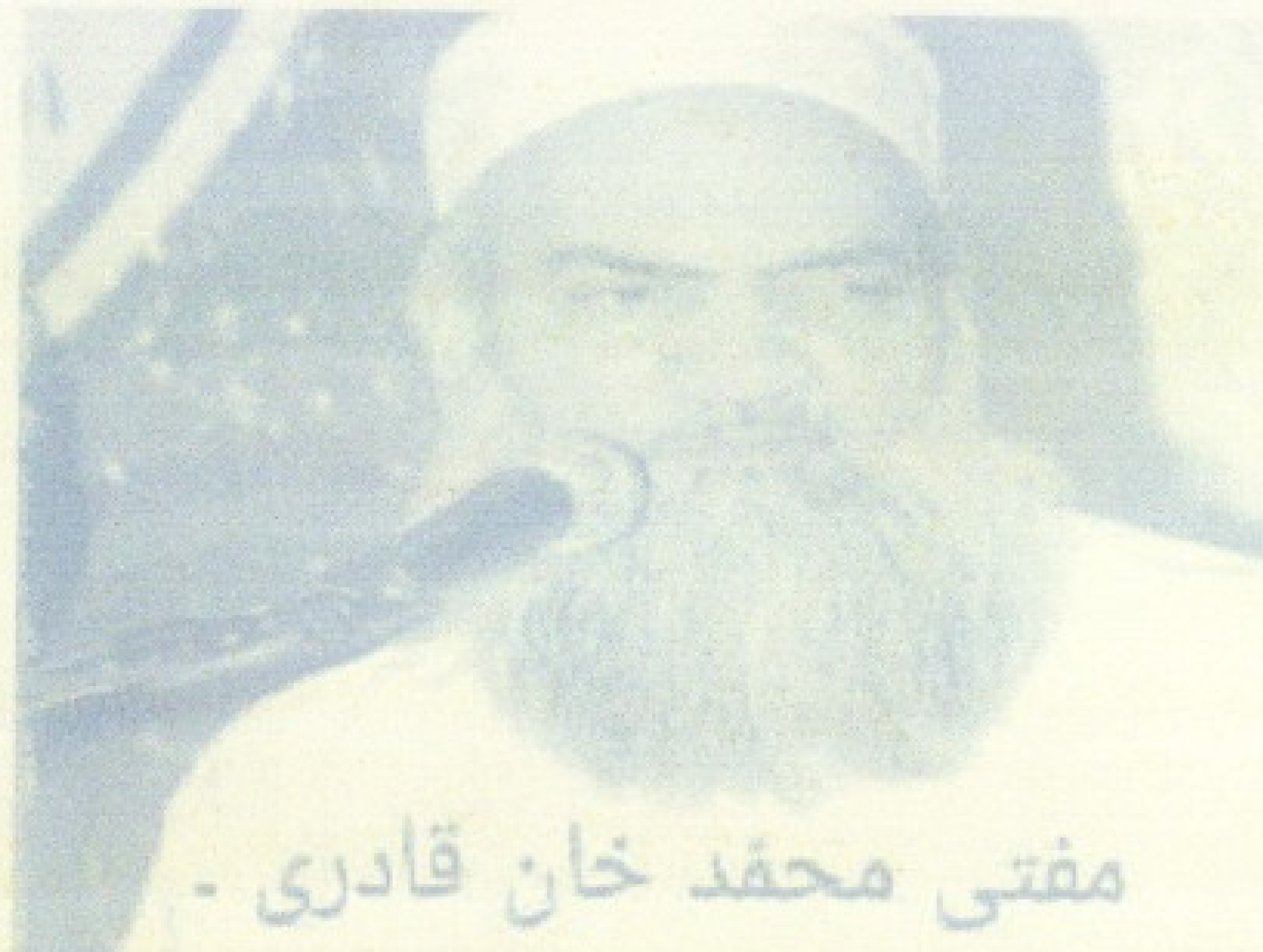
بیداریٔ شعور

شاہد جنجوعہ

shahidmjanjua@hotmail.com

تحریر۔۔۔ شاہد جنجوعہ لندن

پاکستان میں ہزاروں علماء کے استاد عالم اسلام کی عظیم علمی، فکری اور روحانی شخصیت محقق عصر مفتی محمد خان قادری دامت برکاتہ طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے اللہ پاک انکی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے وہ قرون اولیٰ کے شیوخ الحدیث اور مفتیان کرام کی شبیہ تھے۔آج بعد نماز ظہر نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد انہیں انکی ذاتی ملکیتی زمین میں سپرد خاک کردیا گیا۔محقق عصر مفتی محمد خان قادری منہاج القران کے بانی ناظم اعلیٰ، منہاج القران یونیورسٹی کے پہلے چانسلر اور جامعہ اسلامیہ شادمان کے سربراہ تھے۔ آپ کی ساری زندگی فقر و غنایٔ، تعلیم و تربیت اور شریعت محمدی صلی اللہ و علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں گزری۔ اللہ پاک نے شاید آپ کو دین متین کی آبیاری کیلئے چن لیا تھا یہی وجہ ہے کہ اپنے ہم عصر علماء کے برعکس انہوں نے نمودونمائش، دکھاوا اور ظاہری جبے قبے پہن کرخودنمائی اور نرگسیت کو لات مارکر تقوی و طہارت بھری زندگی گزاری۔ حضرت مفتی محمد خان قادری سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری البغدادی علیہ رحمتہ کے حلقہ ارادت میں تھے۔ آپ کی ساری زندگی خشیت الہی اور محبت و اطاعت رسول؟ کا درس دیتے گزری اور آخر دم تک اس فریضے کو تمام تر صلاحیتوں کیساتھ نبھاتے رہے۔زمانہ گواہ ہے کہ مفتی محمد خان قادری نے کسی دباؤ یا لالچ یا منفعت کی خاطر اپنا کردار بیچا نہ قلم بیچی۔ آپکا علم اور کردار اس زمانے میں پہاڑ جتنا تھا۔ اسکے باوجود انہوں نے اس دنیا کے طمع و لالچ اور اپنی اولاد کیلئے مال و متاع اکٹھا کرنے کی بجائے خالصتاً علمی و فکری کاموں کیلئے پوری یکسوئی کیساتھ ہمیشہ خود کو وقف رکھا۔آپ ان ابتدائی چند لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے ایک عظیم تر مقصد کی خاطر اپنا جان ومال لگایا اور طاہر القادری کو شادمان لاہور میں متعارف کروایا اور انہیں جائے پناہ دی لیکن جب دیکھا کہ صاحب قافلہ سارے وسائل آجکل لیکر الٹی سمت دوڑا جارہا ہے تو پھر آپ نے علیحدگی اختیار کرنے میں بھی کوئی حیل و حجت یا دنیاوی رکھ رکھاؤ کو خاطر میں نہیں لایا۔ منہاج القران کا نام بھی انہی کا تجویز کردا ہے اور منہاج القران شریعہ کالج کی بنیاد بھی انہوں نے رکھی۔ وہ **1991** میں طاہرالقادری کی سیاسی قلابازیوں اور جھوٹے خوابوں کی وجہ سے ان سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے الگ ہوگئے لیکن انکے اندر جو انقلابیت تھی وہ تادم مرگ زندہ رہی وہ ناسازی طبع کے باوجود اپنے مشن پر ڈٹے رہے اور کبھی کسی سے انہوں نے ذاتی مسائل یا اپنی بیماری کا ذکر نہیں کیا۔محقق عصر کا تحقیق و تدوین کا یہ سارا کام انکی اپنی ذاتی کاوش ہے اسکا ایک ایک لفظ پڑھکر دیکھ لیں یہ کسی اور کتاب سے نہیں چرایا گیا۔یہی وجہ ہے کہ اسے تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جاتارہے گا اور اہل علم اس سے اپنی تشنگی بجھاتے رہیں گے جناب مفتی صاحب علوم قدیم و جدید، اور فارسی و عربی زبان پر کامل دسترس رکھتے تھے اور آپکی کئی جلدوں پر مشتعمل تفسیرکبیر کا ترجمہ اسکا گواہ ہے جسے پڑھے بغیر آپکی علمی و فکری کاوشوں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آپ نے تفسیرکبیر جیسی مستند علمی و فکری تاریخی ورثے کا کئی جلدوں پر محیط "فضل قدیر" ترجمہ کیا جو اہل علم اساتزہ اور درس نظامی کرنے والوں کیلئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔محقق عصر مفتی محمد خان قادری کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے ہمیشہ سچ بولا، سچ لکھا، غلو و بناوٹ سے کلیتاً اجتناب کیا اور اپنے اصولی موقف کے حق میں اللہ رسول کے نام کی قسمیں کھاکر زمانے کو تسلیاں دینے کی بجائے ٹھہ بند دلائل دیے۔ ہمیشہ گہرے تدبر و تفکر کے بعد حقائق سامنے رکھ کر بات کی اور جو بات کی ساری زندگی اسکا پہرہ دیا۔ آپ علم اور کردار کا ایک پہاڑ تھے آپ نے جو کیا بے لوث کیا اور صلہ کی امید صرف اللہ رسول سے رکھی مفتی صاحب قدرتی طور پر انتہائی بارعب شخصیت کا مالک ہونے کیساتھ منکسر المزاج اور حد درجہ مہمان نواز تھے۔ کم گفتگو فرماتے لیکن جب بولتے تو آپ کے منہ سے علم و دانش کے موتی جھڑتے بڑے بڑے نام والے لوگ انکی تحریر، تقریر اور نیبل ناک پر انکے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں فخر محسوس کرتے اور وہ سب کچھ جاننے کے باوجود اسطرح پیش آتے جیسا ایک وسیع القلب اور شارع احادیث رسول کو ہونا چاہئے بظاہر ایک دینی شخصیت سے **1991** میں مالی اور سیاسی بددیانتی کے بعد جب آپ نے اپنے راستے جداکئے تو پھر کبھی واپس مڑکر نہیں دیکھا۔ اس علیحدگی کی وجوہات جاننے کیلئے لوگوں نے بہت کوشش کی مگر حضرت مفتی محمد خان قادری دامت برکاتہم نے خاموشی اختیار رکھی اور اپنا علمی و تحقیق کام جاری رکھا اس محنت اور اخلاص کا صلہ یہ ملا کہ اللہ پاک نے انہیں بڑی کامیابیوں سے نوازا۔آپ نے ہمیشہ اچھل کود اور جوشیلے انداز سے گفتگو کی بجائے مہذب اور شائستہ گفتگو فرمائی اور آواز کی بجائے قرآن وسنت کے دلائل پر زور دیا۔ جامعہ اسلامیہ لاہور اور دیگر کاموں میں آپ کے ساتھ نامور عالم دین علامہ خلیل الرحمن قادری اور جناب عتیق الرحمن مجددی نے بھرپور ساتھ دیا اور تین سال قبل راقم کے ساتھ انکی ایک بھرپور علمی و فکری نشست ہوئی اور اس ٹاک شو کو ہزاروں افرادنے سراہا۔یہ نشست تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ آج آپ کی رحلت کی خبر سنکر کلیجہ منہ کو آرہا ہے آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے لیکن اہل علم، اہل پاکستان آج ایک عظیم دانشور سے محروم ہوگئے۔ میں آج حضرت کے تمام عزیز و اقارب کے اس دکھ میں برابر کا شریک ہوں اس لئے کہ وہ ہمارے بھی استاد تھے اور ان جیسوں کا شاگرد ہونا بڑے اعزاز کی بات ہے



مفتی محمد خان قادری۔

رضائے الٰہی کے حصول کے لیے محبت رسول ﷺ سے سرشاری حصول مقصد کے لیے گارنٹی ہے۔ اس دعوت کو ہر مسلمان تک پہنچانا ہر مسلمان کا فریضہ ہے نیز غیر مسلموں کو بھی اسی نقطۂ پر دعوت اسلام دی جانا چاہیئے...... یہی اُمت مسلمہ کا نصب العین ہے۔

**ابلاغ دین کا یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا**

آپ بھی اس حوالہ سے غور کریں کہ کس طرح اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں؟
کتاب سے تعلق استوار کیجیے۔ خریدیں۔ پڑھیں۔ عمل کریں۔
دوسروں کو پڑھائیں کتابیں تقسیم کریں۔ یہ بہترین تحفہ ہے......

حضرت مفتی
جمیل احمد نعیمی
نمبر



ہم اہل سنت کے نامور دینی صحافی اور تنظیمی و تحریکی بھائی

## ملک محبوب الرسول قادری

کو سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد کا حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی نمبر

**شائع کرنے پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں**

جنہوں نے گذشتہ 14 برس سے انوارِ رضا جوہر آباد

14 برس سے ماہنامہ سوئے حجاز 25 برس سے نورانی ڈائری

**کی صورت میں نہایت مشکل حالات میں ایک عظیم مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ! انہیں سرخرو اور فتح مند رکھے۔ آمین**

زیر اہتمام
الحاج المصطفیٰ صاحبزادہ محمد نوری
سجادہ نشین
درگاہ ابوالفیض محدث ابدالوی
خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

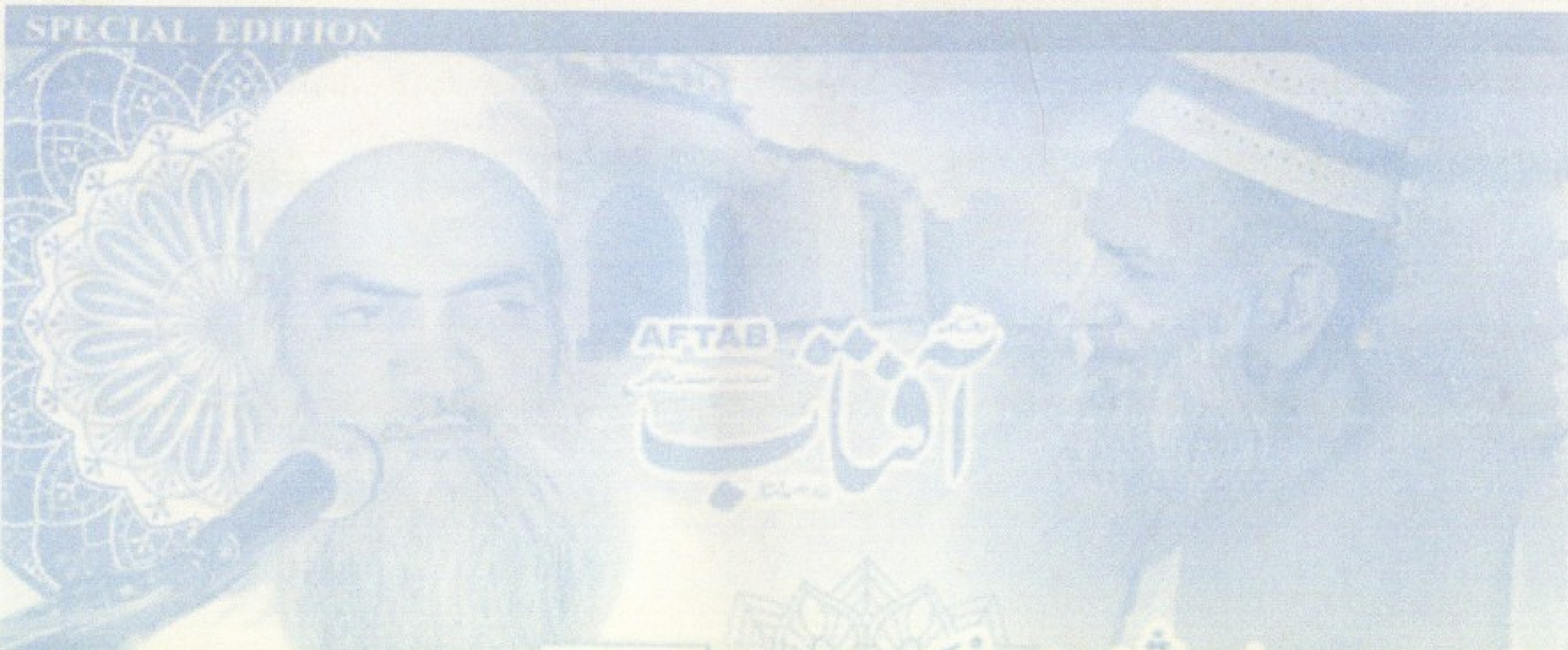
# مولانا نورانی اور مفتی محمد جمیل احمد نعیمی کی دینی خدمات

## ساختہ بے ساختہ

نسیم انجم

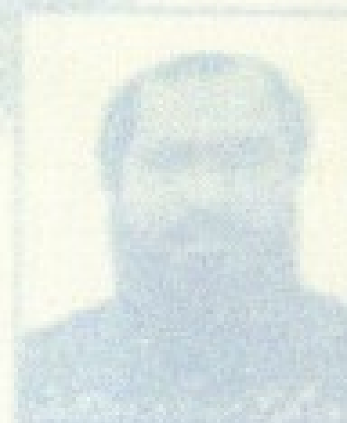
nasim.anjum27@gmail.com

روزنامہ ایکسپریس کراچی
DAILY EXPRESS
www.express.com.pk




# آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

# مفتی محمد خان قادری رحلت فرما گئے



إنا لله وإنا إليه راجعون

مفتی محمد خان قادری

آفتاب












Quarterly
# ANWAR-E-REZA
Jauhar Abad

Vol. 14, No.2 - 2020

